

1

فصل في معرفة

1

1. ...
2. ...
3. ...
4. ...
5. ...
6. ...
7. ...
8. ...
9. ...
10. ...
11. ...
12. ...
13. ...
14. ...
15. ...
16. ...
17. ...
18. ...
19. ...
20. ...
21. ...
22. ...
23. ...
24. ...
25. ...
26. ...
27. ...
28. ...
29. ...
30. ...
31. ...
32. ...
33. ...
34. ...
35. ...
36. ...
37. ...
38. ...
39. ...
40. ...
41. ...
42. ...
43. ...
44. ...
45. ...
46. ...
47. ...
48. ...
49. ...
50. ...
51. ...
52. ...
53. ...
54. ...
55. ...
56. ...
57. ...
58. ...
59. ...
60. ...
61. ...
62. ...
63. ...
64. ...
65. ...
66. ...
67. ...
68. ...
69. ...
70. ...
71. ...
72. ...
73. ...
74. ...
75. ...
76. ...
77. ...
78. ...
79. ...
80. ...
81. ...
82. ...
83. ...
84. ...
85. ...
86. ...
87. ...
88. ...
89. ...
90. ...
91. ...
92. ...
93. ...
94. ...
95. ...
96. ...
97. ...
98. ...
99. ...
100. ...

۱۴۹۵  
۲۷



تذکرۃ المصنفین

Check  
1987

اُردو

مستمل بر سوانح

حکامہ مصنفین حیدرآباد علی گڑھ

غزل علی مولوی



**توضیح غزا** { یہ مصائب مظلوم کر بلا کی وہ بنیظیر اور عظیم المثال کتاب ہے جسکو مؤلف  
حاضرہ کی ہم معنی کتب میں ایک خاص شرف قبولیت حاصل ہے اس  
کتاب میں ۸۰ مجلسیں ہیں جنہیں سے ایک ایک مجلس خونِ جگر رلانے کی ذمہ دار ہے اس کتاب  
کی خصوصیت یہ ہے کہ اسیرانِ اہلبیت کے وہ اشعار نوحہ و مراثی بھی مع ترجمہ درج ہیں  
جسکو شکر و شثمانِ اہلبیت تک کے جگر پارہ پارہ ہو گئے تھے۔ اور جنہوں نے بازارِ کوفہ میں ماتم  
عظیم برپا کر دیا تھا۔ قیمت ۱۲ روپے \*

**تذکرۃ الطاہرین** { (ہر دو جلد کھینچ حصہ) اس کتاب  
مستطاب کے مصنف جناب حاجی المحرمین الشرفین  
زائر ابی عبداللہ الحسین مولانا مولوی اخوند مرزا قاسم علی صاحب قبلہ کا نام نامی اور اس  
گرامی ہر ممکن صفت کا ضامن ہے۔ جو حقیقی تحقیقی اور مقبرہ روایات جمع کرنے میں شہرت تام  
رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ جن امر نے اس کتاب کی شان کو دو بالا اور عظمت کو نور علی نور  
کر دیا ہے۔ وہ علمائے کرام اور فقہائے عظام کہنہ کی تقارنِ نظر اور مواہیر ہیں۔ جو اس  
تقیف پر ثبت ہیں۔ معصومین و طاہرین کے واقعات غم میں ایک ایک لفظ تیر تمیش کا  
مرادف اور ہم معنی ہے۔ قیمت ۱۲ روپے \*

**بشوت شہادت** { جناب مولانا و مقتدا مولوی سید محمد مارون  
صاحب قبلہ ممتاز الافاضل رنگی پوری شفا  
تعالیٰ نے مرزا حیرت دہلوی کے عقیدہ باطلہ کے خلاف حضراتِ اہلسنت کی کتب معتبرہ  
خصوصاً صحیح بخاری اصح الکتاب بعد کتاب باری سے شہادت خامس آلِ عباس علیہ التحیۃ والثناء  
کے جواز میں یہ پیش رسالہ جس محنت سے ترتیب دیا ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ ہر شیخ  
اہلبیت کے خانہ معرفت میں ایک ایک جلد موجود ہو۔ قیمت ۵ روپے \*

**عطر کلام** { یہ وہ بنیظیر سلاموں کا مجموعہ ہے جسکی خواہش بوضہ سے مومنین ہند کرتے تھے  
اسمیں توحید و آس و تعشق کے وہ وہ نفیس سلام ہیں جسکا ہر شعر حاضرین مجلس  
خارج تحسین مول کر نیکاد و خود یاد ہے۔ نہایت خوشخط جلی قلم۔ قیمت ۸ روپے \*

قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَيْهِ جَلَّالُ الْإِزْدِ فِي الْفَرْقِ

الحمد لله که درین ایام فرخنده فرجام کتاب مستطاب

تذکره المصطفی

من تصنیف لطیف فاضل اصحاب لوی سید علی نقی مختار عجم بوی اعلیٰ

مطبع شهر دهل باقی امیر حسن



الحمد لله رب العالمين والصلوة على خاتم المرسلين وآله المعصومين  
 رواه سري ثقة الاسلام في الكافي ولد النبي صلى الله عليه وآله ثلثي عشر  
 ليلة مضت من ربيع الاقل في عام الفيل يوم الجمعة مع الزوال عمدة المحدثين  
 شيخنا يعقوب كليني عليه الرحمه لے کتاب کافی میں رقم کیا ہے کہ جناب نبوت مآب محمد مصطفیٰ صلعم  
 بارہویں ربيع الاقل کو ہفتہ جمعہ وقت زوال جس سال کہ آبرہہ واسطے خرابی خانہ کعبہ کے مست  
 ہوا تھیں کو لے کر گیا تھا پیدا ہونے نذہب الشیخ والشیہد فی الدروس الماثہ  
 اولیوم السابح عشر منہ عند طلوع الفجر فی يوم الجمعة اور شیخ ابو جعفر طوسی فرماتے ہیں  
 بعض تصانیف میں اول شہید اول نے دوس میں لکھا ہے کہ سترہویں کو ربيع الاول کی جمعہ کے  
 روز وقت طلوع فجر حضرت پیدا ہوئے و حملہ ہفتہ آئمہ فی ایام التشرین عند الحجۃ  
 الوسطی و کانت نے منزل عبد اللہ بن عبد المطلب اور والدہ ہوئیں ماں حضرت کی ایام  
 تشریق میں نزدیک جمرہ و کھلے کے منزل عبد اللہ بن عبد المطلب میں اور ایام تشریق عبارت ہے  
 کیا رہیں بارہویں اور تیرہویں سے ذالحجہ کی حضرات چونکہ علماء شیعہ کا اتفاق ہے اس بات پر کہ  
 ایام حمل چھ مہینے سے کمتر اور ایک سال سے اکثر نہیں ہونے کے اور عین صحت میں حضرت کی ابتدا  
 حمل ایام تشریق ہوا اور ولادت باسعادت ماہ ربيع الاول میں تو تمامی ایام حمل پندرہ مہینے ہونے  
 میں ہیں تو مل مخالف ہوتا ہے اکثر احادیث کے اور تمامی اقوال علماء شیعہ کے مگر یہ کہ کو خالص

نبی سے سمجھیں یا یہ کہ ایام تشریق سے مراد یوں گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں ماہ جمادی الاول کی  
 اس واسطے کہ مشرکین اس مہینے میں بھی حج کیا کرتے تھے ورنہ نہ فی شعب ابیطالب فی دار احمد  
 یوسف نے الزاویۃ القصویٰ عن یسارک وانت داخل الدار وقد اخرجت الخیر مراراً  
 ذالک البیت ذمیرہ مسجد اقصیٰ الناس فیہ اور پیدا ہوئے حضرت یحییٰ شعب ابیطالب کے  
 مکان میں محمد بن یوسف کے بیچ زاویہ قصویٰ کے جہوت تو داخل مکان ہوئے تو وہ تیرے بائیں رخ  
 ہونخیزان یعنی خلیفہ مہدی باللہ عباسی کی ماں نے اس زمین پر ایک مسجد بنوائی ہے کہ اس میں لوگ نماز  
 پڑھتے ہیں وبقی مملکت بعد مبعثہ ثلاث عشر سنۃ ثم ہاجر الی المدینۃ ومکث بہما عشر  
 ۱۰ سنین ثم قضی لاشقی عشرۃ لیلۃ مضت من ہرہج الاول یوم الاثنين وهو ابن ثلاث  
 وستین سنۃ اور حضرت نے بعد مبعوث ہونے کے ساتھ نبوت کے تیرہ برس اور کچھ میں تشریف رکھی بعد  
 اس مدت کے مدینے میں ہجرت فرمائی دس برس مکہ اہل مدینہ حضرت کے وجود فائض المجود سے مشرف اور  
 کامیاب رہے بعد اسکے بارہویں کو ربیع الاول کی دو شنبہ کے دن حضرت سوئے جنت تشریف فرما ہوئے  
 اسوقت حضرت کا سن شریف تریسٹھ برس کا تھا وقال الشیخ نے التہذیب قبض مسموٰی یوم  
 الاثنين للبلتین خلنا من ربیع الاول حین راغت الشمس اور شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمۃ  
 تہذیب میں لکھا ہے کہ دوسری کو ربیع الاول کی دو شنبہ کے دن وقت زوال نہر سے منافقوں کے حضرت  
 عازم خلد برین ہوئے دوفی ابو عبد اللہ ابن عبد المطلب بالمدینۃ عند احوالہ وهو ابن شہرین  
 اور حضرت کے پر بزرگوار عبد اللہ ابن عبد المطلب شہر مدینہ میں اپنے ماموں کے گھر میں وارد دنیا سے انتقال فرمایا  
 اسوقت سن شریف جناب رسول مقبول کا کل دو مہینے کا تھا ومات اُمّہ آمنۃ بنت وہب بن  
 عبد مناب بن زہرۃ بن کلاب بن مرثۃ بن کعب بن لوی بن غالب وهو ابن اربع سنین جب  
 حضرت چار برس کے ہوئے اسوقت مادر اطہر آمنہ بنت وہب ابن عبد مناب راہی جنت ہوئیں ومات  
 عبد المطلب والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ نحو ثمان سنین جب حضرت کا سن شریف آٹھ برس کو پہنچا  
 اسوقت حضرت کے تبارک و تعالیٰ حضرت عبد المطلب وارد دنیا سے تشریف فرما ہوئے وتزوج خدیجہ  
 وهو ابن اربع وعشرین سنۃ فولدہ منها قبل مبعثہ القاسم وصغیرۃ وَاُمّ کلثوم وولد بعد  
 المبعث الطیب والظاہر وفاطمہ علیہما السلام اور جہوت جناب رسول خدا نے حضرت خدیجہ سے

نکاح کیا اسوقت اس جناب کا سن شریف درمیان بیس اور تیس کے تھا اور حضرت خدیجہ کا سن چالیس  
 کا تھا پس پیدا ہوئے قبل نبوت کے تاسم قدر تئیم و ام کلثوم اور بعد نبوت کے طیب اور طاہر و جناب فاطمہ  
 پیدا ہوئیں و روی ایضاً انہ لم یولد بعد للبعث الا فاطمہ علیہا السلام و ان الطیب و الطاہر  
 ولد اقبل مبعثہ اور ایک روایت میں ہے کہ بعد نبوت سوا جناب سیدہ کے اور کوئی اولاد حضرت  
 خدیجہ سے پیدا نہیں ہوئی اور طیب و طاہر قبل نبوت کے پیدا ہوئی و ماتت خدیجہ حین  
 خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ عن الشعب و کان ذالک قبل الہجرۃ بسنتہ اور جس سال  
 حضرت شعب ابوطالب سے باہر نکلے اسی سال حضرت خدیجہ نے دار دنیا سے رحلت فرمائی آدھ  
 واقعہ ایک برس ہجرت سے قبل واقع ہوا اور شعب ابوطالب اشارہ ہے اس پہاڑ سے جہاں حجر  
 کافروں کے خون سے مخفی رہے و کانت خدیجہ رضی اللہ عنہا عاقلۃ فاضلۃ ذات اموال  
 قبل ہر اول من اسلام بعث صلی اللہ علیہ والہ یوم الاثنين فاسلمت ہی ذالک الیوم حضرت  
 خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت عاقلہ اور فاضلہ اور صاحب مال تھیں ایک حدیث میں دارو ہے کہ پہلے  
 جس شخص نے اسلام قبول کیا حضرت خدیجہ تھیں چنانچہ جناب رسول خدا ص و شبہ کے دن ساتھ نبوت  
 کے مبعوث ہوئے اسی دن حضرت خدیجہ باسلام مشرف ہوئیں تا ایام زلیت ہر حال میں حضرت کے  
 شریک رہیں جو مصیبتیں کہ کافروں کے ہاتھ سے پہنچی تھیں اسپر صبر فرماتی تھیں جناب رسول خدا بھی  
 اس مخدومہ کو بہت دوست رکھتے تھے چنانچہ تا ایام حیات ان کے حضرت نے اور کوئی نکاح نہیں  
 کیا بلکہ بعد ان کے انتقال کے بھی تین برس تک حضرت مجبور رہے و مات ابوطالب بعد موت  
 خدیجہ بسنتہ اور ایک سال بعد حضرت خدیجہ کے جناب ابوطالب نے بھی انتقال فرمایا اور ایک  
 روایت میں ہے کہ کل تین دن کا فاصلہ ہوا فلما فقدہما رسول اللہ صلعم منہم المقام بمکہ  
 و دخلہ حزن شدید شکا ذالک الی جبرئیل علیہ السلام جب جناب ابوطالب اور حضرت  
 خدیجہ نے انتقال فرمایا اسوقت حضرت کو مکہ میں تشریف رکھنا دشوار معلوم ہوا ہمیشہ حضرت محزون و مغموم رہتے تھے  
 آخرش اس امر کی حضرت جبرئیل سے شکایت کی فادحی اللہ تعالیٰ الیہ اخرج من ہذہ القرۃ الظالم  
 اہلہا یعنی مکہ فلیس لک ناصر بعد ابی طالب و امرہ بالہجرۃ اسوقت محسباً نہ تھے نے و حیا  
 کی کہ اس قریہ کے یعنی مکہ کے لوگ ظالم و زناکار ہیں یہاں سے نکل جاؤ کہ بعد ابوطالب کے اب کوئی یہاں

تہا را ناصر و مددگار نہیں رہا اور حکم کیا حضرت کو پھرت کا

۲، روی الشیخ وغیرہم عن الصادق علیہ السلام قال اذا اصابت مصیبتہ  
فاذکر مصیبتہ رسول اللہ شیخ ابو جعفر طوسی وغیرہ علمائے روایت کی ہے جناب صادق علیہ السلام  
سے فرمایا ان حضرت نے کہ جس وقت تجھے کچھ مصیبت پہنچے تو یاد کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
مصیبت لو کہ آدمیوں کو ایسی مصیبت نہ پہنچی ہے اور نہ کبھی پہنچے گی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ  
جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ یاد کرے میری مصیبت کو کہ یہ عظیم ترین مصائب  
اور کمزور مصیبت عظیم نہ ہو کہ وہ جناب سید المرسلین اور رحمۃ اللعالمین تھے اور لوگوں کو طہر نقی کفر و جاہلیت سے  
راہ ہدایت پر لائے اور امت کی نجات کے لئے انواع اقسام کی مصیبتیں اور آذیتیں اٹھائیں اور قیامت میں  
بھی ہمہ تن امت کی دستگیری اور حمایت میں مصروف ہو گئے جناب سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء قاتی ہیں حقیق  
علی من شتم تریبۃ احمد ان لا مدی الزمان غوالیا و صلبت علیا مصائب لوانہا  
صبت علی الایام صرن لیا لیا یعنی جس شخص نے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے مرتدوں کی  
خاک سونگھی ہے زیادہ اسکے لئے کہ کبھی غالیہ کی خوشبو نہ سونگھے اس جناب کی وفات کے سبب مجھ پر  
ایسی مصیبتیں پڑی ہیں کہ اگر وہ مصیبتیں روزِ مائے روشن پر پڑیں تو وہ اندھیری راتوں کی طرح سیاہ ہو جاویں  
وقل علی نزل بی من دفاۃ رسول اللہ مالہ اکن اظن ان الجبال لو حملتہ ما کانت تمنعہ اور  
جناب امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا کی وفات سے مجھ پر ایسے حد سے بڑے کہ گمان نہیں کرتا میں کہ وہ  
حد سے پہاڑوں پر پڑیں اور وہ نہ سرک جائیں فحملت نفسی علی الصبر بعد وفاتہ ولزمت بعقمت  
والاشتغال بما امر بہ من تجھیزہ وتفسیلہ وجمع کتابہ پس میں نے بڑی تکلیف سے اس غم  
جانکھ میں صبر کیا اور سکوت اپنے اوپر لازم کیا اور شغول ہوا ان کاموں میں جس میں جناب رسول بقول نے  
مجھے مامور کیا تھا یعنی حضرت کے غسل کرنے میں اور تجھیز اور تفسیل میں اور جمع کرنے میں کتاب خدا کے لا مشغلے  
عن ذالک بادرس دمعۃ ولا حاج زفرۃ حتی اذیت فی ذالک الحق الواجب للہ عن وجل  
علی رسولہ چنانچہ اس شغل کو میرے آنسوؤں کی ریزش نے اور آہ و نالہ کے جوش نے سینہ میں موقوف  
نہیں کیا یہاں تک کہ میں نے اسی حالت میں حق واجب خداوند بزرگوار کے رسول پر تھا اور کیا عن الی  
عبد اللہ الصادق علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ذات یم لعلی لا البشک



فقال بلى يا ابى انت وَاُمِّي وَاَبِيكَ لَمْ تَزَلْ مَبِشْرًا بَكْلِ خُصِي ابْنُ بَابُوَيْه عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ اَلَمْ يَلِكْ فِيكَ مِنْ حَضْرَةِ اِمَامِ  
 جَعْفَرٍ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَهْوَاتِ كِي سَهْوَاتِ كِي سَهْوَاتِ كِي سَهْوَاتِ كِي سَهْوَاتِ كِي سَهْوَاتِ كِي سَهْوَاتِ كِي سَهْوَاتِ كِي  
 ارشاد کیا کہ اے علی! آیا بشارت رسول اللہ میں تھیں ایک خبر کی جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی کہ بلی یا رسول اللہ  
 اندھ ہوں باپ اور ماں میرے کہ آپ ہمیشہ بشارت دینے والے ہیں ہر خبر نیک کے فقال خیر جبرئیل انفا  
 بالجبر فقال له علی وما الذي اخبرك يا رسول الله جناب رسالتا بنے فرمایا کہ اس وقت خبر دی مجھے  
 جبرئیل نے ایک ام عجیب کی جناب امیر نے استفسار کیا کہ یا حضرت وہ کیا خبر ہے اسکو بیان فرمائیے فقال  
 اخبرني ان الرجل من اُمِّي اذ صلى علة واتبع بالصلوة علة اهل بيتي ففتح له ابواب  
 السماء وصلت عليه الملائكة سبعين صلوة الحمد رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اے علی! بشارت  
 دی مجھے جبرئیل نے کہ جو شخص میری اُمت میں مجھ پر درود بھیجے اور شامل کرے اس درود  
 میں میری اہلبیت کو تو کھولے جلتے ہیں اسکے لئے دروازے آسمانی کے اور درود بھیجتے ہیں ان کے  
 شخص پر ستر مرتبہ اور فرمایا تھا ثبت عنه الذنوب كما تحاسن الوصف من الشجر نقي ساقط هو  
 ہیں گناہ اسکے جس طرح سے کہ گرجاتے ہیں پتے درختوں سے و يقول الله تبارك وتعالى لميتك يا  
 عبدو وسعديك ويقول ملائكتك يا ملائكتي انتم تصلون عليه سبعين صلوة  
 وانا اصلي عليه سبع مائة صلوة اور جناب رب العزت اس درود بھیجنے والے سے فرماتا ہے کہ  
 اے بندے میرے تیری مساعدت اور معاونت کے لئے حاضر ہوں اور ملائکہ کی جانب خطاب فرماتا ہے  
 کہ اے ملائکہ تم درود بھیجتے ہو اس میرے بندے پر ستر مرتبہ اور میں سپرد درود بھیجتا ہوں اس پر سات سو بار  
 واذ صلى علة ولم يتبع بالصلوة على اهل بيتي كان بنينا وبين السماء سبعون حجبا  
 اور اگر کوئی شخص تنہا مجھ پر درود بھیجے اور میری اہلبیت کا ذکر نہ کرے تو حق سبحانہ تعالیٰ اپنی قہر اور غضب سے  
 ستر پردے آویزاں کرنا ہے کہ وہ پردے عاجب ہوتے ہیں درمیان آسمان کے اور اس کی درود کے  
 کہ ملائکہ اسکو معرض قبول تک نہیں پہنچنے دیتے

و يقول الله جل جلاله لا لبنيك ولا سعديك يا ملائكتي لا تصعدوا دُعَاءُ الْا  
 ان يلحق بنبي عترته فلا يزال محجبا حتى يلحق بي اهل بيتي اور جناب اقدس الہی ارشاد فرماتا ہے  
 کہ اے ملائکہ میں اس درود بھیجنے والے سے ناراض ہوں پس تا وقتیکہ یہ بندہ میرے نبی کی عزت کو ساقط

دروہ کے شامل نہ کرے تم اسکی دعا کو سمجھتے ہو پہنچنے نہ دینا حضرت فرماتے ہیں بس تا وقتیکہ وہ شخص میری  
عزت پر دروہ نہیں بھیجتا ہے رحمت خدا سے محب رہتا ہے عن الصادق جعفر بن محمد قال قال جامع  
رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ و قد بلی ثوبہ فحمل الیہ اثنی عشر درہمًا فقام  
الی علی فقال اشتر لی بہا قمیصًا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک شخص  
فدیت بارتعت جناب رسول خدا میں حاضر ہوا دیکھا اس نے کہ لباس حضرت کا بہت کھنہ اور بوسیدہ ہو  
ہے اسوقت اس شخص نے بارہ درہم حضرت کی نذر کئے آپ نے ان درہموں کو لے کر جناب امیر کے حوالہ کیا اور  
فرمایا کہ ان درہموں کا ایک پیرا میں میرے لئے خرید کر لاؤ و دخل علی المتوق فاشتری قمیصًا  
بائثنی عشر درہمًا فلما رآہ البقی قال یا علی قمیص دوہہ کیفینی اتزی صاحبہ یقبلنا  
فقال لا ادرے پس جناب امیر نے حسب ارشاد جناب رسلہا لباس بازار میں تشریف لے جا کر ان درہموں کا  
ایک کڑا خرید کیا اور خدمت جناب رسول خدا میں حاضر کیا حضرت اسکو دیکھ کر فرماتے گئے کہ اے علی تیرا لباس  
قیمت ہے میرے لئے کم قیمت کفایت کرتا ہے مجھکو اس کا ہینٹا منزاوار نہیں ہے آیا ممکن ہے کہ بائع اس کا  
اسکو واپس کر لے حضرت نے عرض کی کہ تا وقتیکہ میں اس سے استفسار نہ کروں عرض نہیں کر سکتا کہ بھیر لگا  
یا نہیں فقام البقی و دخل معہ المتوق فاستقال الثا جہرًا قالہ واخذ الدرہم و انصرف  
فوجد جاریہ علی الطریق تبکی غرض جناب رسول خدا حضرت امیر کو ساتھ لے کر بازار میں تشریف لے  
گئے اور اس تا جو سے ارشاد فرمایا کہ اس کڑے کو پہیر لے اس نے حکم جناب ختمی مرتبت اس پیرا میں کو  
واپس کر لیا اور درہموں کو حضرت کے حوالہ کیا حضرت ان درہموں کو لیکر روانہ ہوئے ناچکا دیکھا کہ ایک  
عورت راستے میں کھڑی رو رہی ہے فقال لہا ما یبکیک قالت ان اہلونی اهلونی اربعة  
درہم لا اشتري لہم بما حاجہ و قد ضیعتہا فاعطاہا رسول اللہ اربعة درہم  
حضرت نے اس عورت سے استفسار فرمایا کہ تیرے دو کڑے کا کیا باعث ہے اس نے عرض کی کہ میرے  
مالکوں نے مجھکو چار درہم دیئے تھے کہ ان کے لئے کچھ اس کا اسباب خرید کروں وہ درہم مجھ سے گم ہو  
گئے ہیں اسلئے میں روتی ہوں کہ اب ان کو کیا جواب دوں گی و

حضرت نے اس کا حال نہ کر کے چار درہم اسکو عطا فرمائے شد دخل المتوق فاشترى قمیصًا باربعة  
درہم و لبسه و انصرف فوجد رجلاً علی الطریق عریاناً و هو یقول من کسانی کساً و اللہ



من ثياب الجنة بعد اسکے بازار میں تشریف لے جا کر چار دھنوں کا ایک کڑنا خرید فرمایا اور اس کو پہن کر  
 روانہ ہوئے دیکھا کہ ایک شخص برہنہ راستے میں کھڑا ہوا کہتا ہے کہ جو شخص مجھ کو پہنا دے مقبوعانہ  
 تعالیٰ اسکے بدن کو قلعہ بہشت سے آراستہ کرے ناعطافہ البتی قیمہ والنصف الی السوف  
 فاشتری فی صا باربعۃ درہم ولبسہ والنصف فوجد الجاریۃ تبکے حضرت کو اسکے حال پر  
 رحم آیا وہ پیراہن جو خرید فرمایا تھا اُتار کر اُسکے حوالے کر دیا پھر بازار میں تشریف لے جا کر چار دھن جو  
 باقی رہ گئے تھے ان کا ایک پیراہن اور خرید کے تبدیل لباس فرمایا اور وہاں سے روانہ ہوئے دیکھا کہ  
 وہی عورت جب کو چار دھن غایت کئے تھے پھر رو رہی ہے فقال لہا مالک فقالت یا رسول اللہ  
 ان اہلی قد البطأت علیہم فاخاف ان یضربونی حضرت نے اس کینز سے پوچھا کہ اب کس  
 لئے روتی ہے اس نے عرض کی کہ یا حضرت مجھ کو عرصہ بہت ہو گیا ہے اسلئے مٹی ہوں کہ میرے مالک  
 مجھ کو ماریں نہیں فقال صلی اللہ علیہ والہ فامضے اما می وارشدنی الی الطریق فلما جاء  
 الی لباب قال السلام علیکم فلم یجیبوہ ثم قال السلام علیکم فلم یجیبوہ ثم قال  
 السلام علیکم فقالوا وعلیہ السلام یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت نے اس عورت  
 سے فرمایا کہ تو میرے ساتھ چل کہ میں چل کر تیرے مالکوں سے تیری شفاعت کروں تا وہ لوگ تجھے نہ ماریں  
 یہ فرما کر اس جا رہی کہ ساتھ لیکر روانہ ہوئے جب اسکے دروازہ پر پہنچے تو کھڑے ہو کر باواز بلند فرمایا  
 السلام علیکم کسی نے حضرت کے سلام کا جواب نہ دیا دوبارہ اس جناب نے پھر سید طرح باواز بلند فرمایا  
 پھر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا تیسری بار جب اس جناب نے سلام کیا اس وقت ان لوگوں نے جواب دیا  
 کہ سلام ہو آپ پر اور رحمت خدا کی اور برکت اسکی لے رسولیٰ صلعم فقال صلعم اسلم علیکم  
 فلا تجیبونی فقالوا اسمعنا سلامک یا رسول اللہ فاجبنا ان تستکثر معہ جب ان لوگوں  
 نے جواب سلام دیا اس وقت جناب رسالت اب نے ان سے استفسار فرمایا کہ میں تم کو سلام کرتا ہوں اور  
 تم لوگ میرے سلام کا جواب نہیں دیتے ان لوگوں نے عرض کی کہ حضرت چونکہ آپ کی آواز ہمارے کانوں  
 میں خوش آتی تھی اور سننا اس کا ہمارے لئے باعثِ بین و برکت ہے اس واسطے ہم نے جواب دینے میں  
 تاہل کیا کہ آواز مبارک کو مکرر سنیں فقال ہذا الجاریۃ قد البطأت علیکم فلا تواخذوا  
 فقالوا یا رسول اللہ ہی حرۃ لمشاہد جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ نے ان لوگوں سے ارشاد

فرمایا کہ تمہاری اس کینز کو بازار میں عرصہ بہت ہو گیا ہے میں تم سے اسکی سعی کرتا ہوں کہ تم لوگ اس سے کچھ مواخذہ کرو ان لوگوں نے ارشاد حضرت کا سنکر عرض کی کہ چونکہ حضرت نے اسکی سعی کے لئے قدم رنج فرمایا ہے اس واسطے ہم نے اسکو آزاد کیا فقال النبیؐ ہا رایت اثنی عشر درہماً اعظم برکۃ من ہذا کسی اللہ جل و علاہ ہر ساعہ یا نین واعتق بھا شتمۃ اسوقت جناب رسول خداؐ نے ارشاد کیا کہ ہمیں دیکھا میں نے بارہ درہم کہ اعظم پچھوٹی برکت میں ان درہموں سے کہ جن سے دو شخص برہنہ کو خداوند تعالیٰ نے لباس عطا فرمایا اور آزاد کیا اس سے ایک بندہ کو عن جعفر بن محمد عن امیہ عن علی بن الحسین علیہم السلام اتہ دخل علیہ رجلا من قریش فقال الا احذثکما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بلغنا حدیثا عن ابی القاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا حضرت نے کہ ایک روز وہ شخص قبیلہ قریش سے میرے والد بزرگوار حضرت علی بن الحسین علیہم السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے ان دونوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ آیا بیان کروں میں تم سے کیفیت وفات جناب رسول خداؐ کہ ان دونوں شخصوں نے عرض کی کہ بے یا حضرت ہم کو اس جناب کے احوال سے آگاہی فرمایا قال سمعت ابی یقول لما کان قبل وفات رسول اللہ ثلاثۃ ایام ہبط جبرئیلؑ فقال یا حمدان اللہ ارسلنی الیک اکرمک و تفضیلک و خاصۃ لیساک عما اعلم بہ منک یقول کیف تجددک یا محمدؐ فرمایا حضرت نے کہ شاید میں نے اپنے پدر عالیقدر جناب سید الشہداء سے فرماتے تھے حضرت کہ جب تین روز زمان وفات جناب رسول خداؐ کو باقی رہ گئے اسوقت حضرت جبرئیلؑ نے جانب رب العزت سے اس جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حسبما یرید تعالیٰ نے تمہاری بزرگی اور رتبے کی رعایت سے مجھکو اس وقت تمہاری پاس بھیجا ہے اور تم سے سوال کرتا ہے کہ تم اپنے تئیں دنیا میں کیونکر پاتے ہو حالانکہ وہ تم سے عالم تر ہے مگر ساتھ اس بزرگی و شرف کے تم کو خاص کیا ہے یعنی انبیاء و اسلف سے کسی نبی کو یہ رتبہ حاصل نہیں ہوا کہ کو حق انکا وار دنیا سے نھر ہو ان کی مرضی پر فقال النبیؐ اجدنی یا جبرئیلؑ مغموماً واجدنی یا جبرئیلؑ معکرو یا حضرت نے پیغام خدا کو جبرئیلؑ سے شکر جواب دیا کہ اے جبرئیلؑ میں اپنے تئیں دنیا میں مبتلا کئے غم و الم پاتا ہوں فلما کان الیوم الثالث ہبط جبرئیلؑ و ملأ الموت و معها ملک یقال لہ اسمعیلؑ فی البواء علی سبعین الف ملک فسبقہم جبرئیلؑ جب تیسرے دن ہوا اُس روز حضرت جبرئیلؑ اور ملک الموت اور اسمعیلؑ کے سوا کسی اور پرستار فرشتہ کو

حضرت رسالتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے پہلے تنہا حضرت جبرئیلؑ نے حضرت کے سامنے جا کر جس طرح سے کہ پہلے روز استفسار کیا تھا اسی طرح اس دن بھی سوال کیا حضرت نے وہی جواب دیا جو پہلے فرمایا تھا فاستاذن ملک الموت فقال جبرئیلؑ یا احمد هذا ملک الموت یستاذن علیک لہ یستاذن علی احد قبلاک ولا یستاذن علی احد بعدک قال ائذن لہ بعد اس کے ملک الموت نے اذن دیا کہ داخل ہو میں اس وقت حضرت جبرئیلؑ نے خدمت جناب رسالتؐ سے اللہ علیہ وآلہ میں عرض کی کہ یا حضرت ملک الموت امیدوار اذن ہیں حالانکہ قبل اسکے انہوں نے اپنے داخل ہونے میں کسی سے اجازت نہیں چاہی اور نہ بعد اسکے کبھی کسی سے امیدوار رخصت ہو گئے حضرت نے فرمایا کہ بخیر بلا لوناذن لہ جبرئیلؑ فاقبل حتی یتف بدین ید یہ فقال یا احمد ان اللہ ارسلنی الیک وامر فی ان اطیعک فیما تأمر فی ان امرت فی قبض نفسک قبضتہا وان کرہت ترکہا پس حضرت جبرئیلؑ نے نو اتی ارشاد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ملک الموت کو طلب کیا جب ملک الموت نے اجازت پائی اس وقت آنکر سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضبتہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری خدمت میں بھیجا ہے اور مجھ سے حکم کیا ہے کہ جو تم ارشاد کرو اسکو میں بجالاؤں اگر تم حکم کرو تو تمہاری روح اللہ کو قبض کروں اور اگر مرضی نہ ہو تو میں درگزر دوں فقال التبی اتفعل ذالک یا مملک الموت قال نعمہ بذلک امرت اطیعک فیما تأمر فی حضرت نے ملک الموت سے استفسار فرمایا کہ اے ملک الموت آیا تم میرے کہنے پر عمل کرو گے انہوں نے عرض کی کہ البتہ میں اسی پر آمادہ ہوں کہ جو آپ ارشاد کریں اسکو بجالاؤں فقال لہ جبرئیلؑ یا احمد ان اللہ تبارک وتعالیٰ قد اشتاق الیک فاقبل فقال رسول اللہ یا مملک الموت امض لما امرت بہ حضرت جبرئیلؑ نے سوال و جواب جناب رسالتؐ کے ملک الموت کو شکر خدمت آفریں جناب نبویؐ میں عرض کی کہ یا حضرت خداوند برتر آپ کی ملاقات کا شوق ہے اس وقت حضرت نے ملک الموت سے ارشاد کیا کہ جس امر میں تم مامور ہوئے ہو اسکو بجالاؤں فقال جبرئیلؑ ہذا اخر طی الارض انما کنتم حاجتی من الدنیا اس دم حضرت جبرئیلؑ شکم ہوئے کہ یہ آخر نزول میرا ہے روئے زمین پر دنیا میں بس آپ ہی سے مجھے کام تھا فلما وثقی رسول اللہ صلی اللہ علی روحہ الطیبہ والہ الطاہرین جاءت التعزیتہ جاؤ ہم احب یسمعون حستہ ولا یرون شخصہ پس جناب ختموآبؐ نے دار دنیا سے حلت فرمائی لوگ مشغول

عزائے رسول مقبول ہوئے اس وقت ایک آواز آئی تھی کہ لوگ اسے سنتے تھے مگر آواز دینے والا  
کسی کو نظر نہ آتا تھا فقال السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کل نفس ذائقة الموت وانما  
توفون اجرکم یوم القیامۃ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبة وخلقاً من کل ہالک ورجلاً  
من کل مافات پس کہا اس شخص نے کہ اسے الہیبت رسالت سلام ہو تم پر اور رحمت و برکت کی  
نازل ہو تم پر چاہیے کہ تم اس مصیبت غلطی میں صبر کرو اور تکمل اور اعتماد کرو خدا نے ہر نبی نفس  
چکھنے والا ہے شربت ناکوار موت کو حتی سجانہ تھا لے اجلاس مصیبت کا تم کو عطا فرمائے گا  
اس طرح بہت سے کلمات تسلی اور تسکین کے الہیبت سے بیان کئے قال علی بن ابی طالب ہل  
تدرعن من ہذا ہذا الخضر علیہ السلام اس وقت جناب امیر المومنین علیہ السلام نے  
لوگوں سے ارشاد کیا کہ آیا جانتے ہو تم کہ یہ کون شخص ہے یہ خضر علیہ السلام ہیں عن جعفر بن محمد عن  
ابیہ علیہم السلام عن جابر بن عبد اللہ انصار عن علی بن ابی طالب علیہ السلام  
قال قالت فاطمة لرسول اللہ یا ابتاہ ابن النکاح یوما الموقوف لا عظم و یوما لا ہوال  
و یوما الفزع الاکبر جابر بن عبد اللہ انصاری نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے  
کہ فرمایا حضرت نے کہ ایک روز فاطمہ زہرا نے خدمت رسول مختار میں عرض کی کہ یا حضرت روز قیامت کو  
لوگ واسطے حساب کے کھڑے کئے جائیں گے اور ہر ایک شخص قبلاً کے غم و اندوہ ہوگا میں آپ سے کہا  
لاقات کروں گی قال یا فاطمة عند باب الجنة رمی لواء الحمد وانا الشفیع لا متی الی ربی حضرت  
ارشاد فرمایا کہ اے فاطمہ تو لاقات کرے گی مجھ سے بہشت کے دروازے پر اور لواء احمد میرے ہاتھ میں  
ہوگا اور میں اپنی اُمت کی شفاعت میں مصروف ہوں گا قالت یا ابتاہ فان لواء الحمد ہناک قال  
القینی علی الحوض وانا استقی امتی جناب سید نے پھر عرض کی کہ اگر وہاں بھی آپ سے لاقات نہ ہو  
کیا کروں آپ نے ارشاد فرمایا کہ لاقات کرو مجھ سے حوض کوثر پر اور میں اپنی اُمت کے سیراب کرنے میں  
مشغول ہوں گا قالت یا ابتاہ ان لواء الحمد ہناک فقال القینی علی الصراط وانا قائل اول  
رب سلم امتی حضرت فاطمہ نے عرض کی کہ اگر وہاں بھی آپ کی زیارت سے مشرف نہ ہوں تو کہاں تلاش  
کروں فرمایا حضرت نے کہ لاقات کرو مجھ سے صراط پر اور میں وہاں کھڑا ہوا جناب باری میں عرض کرتا ہوں  
کہ ابراہیم میری اُمت صحیح و سلامت اس سے مجبور کر جاوے گا قالت فان لواء الحمد ہناک قال القینی

وانا عند الميزان اقول رب سلم امتی جناب سیدہ نے عرض کی اگر وہاں بھی فائز نہیں تو کہاں جاؤں جناب رسول خدا ص نے ارشاد فرمایا کہ نزدیک میزان کے کہ میں اس وقت جناب احدیت میں عرض کرتا ہوں گا کہ پروردگار میری امت کو سلامت رکھ قالت فان لم القاك هناك قال الفينة عند شخير جهنم منع شررها ولعبها عن اثمی فاستبشرت فاطمة بذا لك صلى الله عليها وعلى آئها وبعلمها وبنیها حضرت خاتون قیامت نے عرض کی کہ یا حضرت اگر وہاں بھی یہ نعمت مجھ کو حاصل نہ ہوئی تو کہاں جاؤں حضرت خاتم الانبیا وشفیع روز جزائے ارشاد فرمایا کہ کنارہ جہنم پر اور میں اپنی امت سے اسکے شکر اے اور شعلے کو دفع کرتا ہوں گا اس وقت یہ مرزہ شکر جناب سیدہ بہت خوشحال ہوئیں درود خدا کا نازل ہوا ان پر اور ان کے پید گرامی منزلت اور شہرہ عالی مرتبت اور فرزندان بلند درجت پر الا لعنة الله على القوم الظالمين

رحم رومی نے مروضة الواعظین وغیرہ ان رسول الله صلى الله عليه وآله ولد بمكة يوم الجمعة السابع عشر من ربيع الاول في عام الفيل قباب روضة الواعظین اور اکثر کتب متقدمین امامیہ میں مذکور ہے کہ جس سال ابرہہ بادشاہ حبش ایک فیل سفید لیکر خراب کر کے کونائے خانہ کعبہ آیا تھا اسی سال جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ بروز جمعہ سترھویں تاریخ ماہ ربيع الاول کی مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے وقیل لاثنتی عشرة ليلة حلت منه والاول صحیح اور ایک روایت میں وارد ہے کہ وہ جناب بارہویں تاریخ ماہ ربيع الاول کی پیدا ہوئے لیکن روایت اول صحیح ہے وقبض رسول الله صلى الله عليه وآله في المدينة يوم الاثنين لليلتين تقيتا من صفر سنة عشر من هجرة مہ وقیل في الثاني من ربيع الاول اور مشہور ہے کہ جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اٹھائیسویں تاریخ ماہ صفر کی کہ اس روز دس برس ہجرت سے اس جناب کی گزرے تھے جنت کی طرف انتقال فرمایا اور بروایت غیر مشہور بارہویں تاریخ ربيع الاول کی یہ مصیبت عظیم واقع ہوئی اور روایت میں وارد ہو رہے کہ دوسری تاریخ ماہ ربيع الاول کی ان حضرت نے اس واروینا سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی اور اس روایت کی جناب مولانا مولانا و مولیٰ الحنفیین البرہی من الشیخین جناب سید العلماء مولانا الیہ دامت افادہ بدوام الثقاتین نے مجالس منجیہ میں ترجیح فرمائی ہے عن ابن عباس انہ قال قالت لی امنة لما اخذنا لطلق واستند علی الامم سمعت كلام الاذميين ورايت علياً من سدة

علی قضیب من یا قوتہ قد ضرب بنی السماء والارض کتاب روضۃ الاولیاء میں ابن عباس سے  
 منقول ہے کہ کہا ابن عباس نے سنا میں نے حضرت آمنہؓ سے کہ وہ فرماتی تھیں جب مجھے درود عارض ہوا  
 سنا میں نے کلام مشابہ کلام انسان اور کہا میں نے ایک نسا کہ میری اسکی سندس ہشت کی تھی اور چھڑا سکی  
 یا قوت کی تھی کہ وہ درمیان میں زمین و آسمان کے منصوب ہے وراثت نور بسطع من راسہ  
 حتی بلغ السماء وراثت تصور شامات کا تھا شعلہ نار نور وراثت حولی من القطاۃ اصل  
 عظیماً قد نشرت اجنتھا اور دیکھا میں نے کہ ایک نور سر سے اس علم کے بلند ہوا اور آسمان پہنچا  
 اور اس نور کی ایسی روشنی تھی کہ مکانات شام کے مانند شعلہ ہوئے نور دور سے دکھائی دے دے اور دیکھا  
 میں نے گرد اپنے کہ بہت سے پرندہ بصورت قطاۃ کہ وہ مشابہ کبوتر سے ہے پروں کو اپنے پھیلا  
 ہوئے ہیں وراثت شایا من اتر الناس طولا وامتدھم بیاضاً واحسنھم شایا با ما ظننتہ  
 الّا عبد المطلب قد دنا متی اور دیکھا میں نے ایک جوان خوش رو کشیدہ قامت سرخ و سفید پہن  
 جوان روزگار قریب میرے آیا اور میرے گمان میں وہ عبد المطلب معلوم ہوئے فاخذ المولود  
 فقل فی فیہ واستنطقہ فنطق فلما نھم ما قال الا انہ قال فی امان اللہ وحفظہ قد  
 حشوت قلبک ایماناً وعلماً وحلماً ویقیناً وعقلاً وشفاعتہ پس اس جوان نے میرے فرزند کو  
 لیا اور آب و ہن اپنا ان کے ہنہ میں ڈالا اور ان سے کہا کہ کچھ باتیں کرو پس فرزند میرا بقدرت خدا گویا  
 ہوا لیکن میں نہ سمجھی کہ کیا کہا مگر اتنی بات کہ اس جوان نے کہا کہ تمہارا خدا حافظ اور گہبان ہے اور  
 میں نے تمہارے دل کو ایمان اور علم اور حلم اور بردباری اور یقین اور عقل اور شفاعت سے بھرا  
 انت خیر البشر طوی المن تبعث وویل لمن تخلف عنک ثم اخرج صرۃ من حریرۃ بیضاء  
 نفختھا فاذا فیہا خاتمہ قد ضرب علی کتفہ پھر اس جوان نے کہا کہ تم سردار اور بہترین عالم ہو خوش  
 حال اس شخص کا کہ جو تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری کرے اور واسے اس پر کہ جو تمہاری مخالفت کرے  
 بعد اسکے ایک صرہ کہ وہ حریر سفید کا تھا نکالا اور اس صرہ سے ایک انگوٹھی نکال کے میرے فرزند  
 کے شانے پر بٹھ کر دی شتر قال امرنی ربی ان ارفع فیک من روح القدس فنفع فیہ والیسہ  
 فیساً وقال هذا امانک من افات الدنیا بعد اسکے اس جوان نے میرے فرزند سے کہا کہ مجھے  
 خدا نے ارشاد کیا ہے کہ تمہارے دل کو ملو کر دل عصمت اور تقدیس سے یہ کہ اس جوان نے حکم خداوند

جلیل کی تعمیل کی اور ایک پیرا میں ان کو پہنایا اور کہا کہ یہ پیرا میں باعث رافع بلا ہے عن الصادق  
 علیہ السلام اذ قال کان ابلیس لعنہ اللہ یخترق السموات السبع فلما ولد عیسیٰ  
 جب عن ثلث سموات وکان یخترق اربع سموات حضرت صادقؑ فرمایا کہ ان ساتھیں میں شیطان ملعون تو ان ساتھوں  
 پہنچتا تھا جب تک عیسیٰ پیدا ہوئی اس وقت سے وہ نہیں آسکتا کیونکہ چار سموات کے آسمانوں کے درمیان میں رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عن السموات کلہا ورمیت الشیاطین بالرجوم جبکہ جناب  
 رسالتؐ پیدایا ہوئے اس وقت سے جانا ابلیس کا سب آسمان پر قطعاً موقوف ہو گیا اور اس دن سے جبکہ  
 شیاطین آسمان کی طرف جا نہ سکتے تھے تو ملائکہ ان کو شعلہ ہائے آتشیں سے تیرا رہا کرتے  
 ہیں اور بتاتے ہیں وقال فریش هذا قیام الساعة التي کنا نسمع اهل الکتاب یذکرونہ  
 واصبحت الاصلنام کلہا منکبة علی وجہہا پس جب کفار قریش نے عجائب اور معجزاتِ لادنیہ  
 باسعادت کے مشاہدہ کئے آپس میں کہنے لگے کہ ہم جس قیامت کا حال اہل کتاب سے سنتے تھے یہ  
 اسکے آثار ہیں وارقیس نے ثلاث اللیلة ایوان کسرکے وسقطت منه اربع عشرة شریکۃ وغار  
 بحیرۃ سادہ وخرت تیران فارس و لم یجد قبل ذالک بالہ عام و بطل سحر المسحرة اور اس  
 شب کو بارگاہ نوشیروان میں ایسا زلزلہ طاری ہوا کہ چودہ گنگرے اسکے گر پڑے اور دریائے ساوہ  
 خشک ہو گیا اور خود بخود آگ آتش پرستوں کی بجھ گئی جو کہ ہزار برس سے نہ بجھتی تھی اور اسحر کا بطل  
 ہو گیا۔

روایتہ لما ولد البتیکان حوت من حیثان البحر يقال له طسوسا وهو شید الحیثان  
 روایت میں وارد ہے کہ دریائے محیط کی مچھلیوں میں ایک مچھلی کہ نام اس کا طسوسا ہے اور وہ سب  
 مچھلیوں کی سردار ہے ولہ سبع مائۃ الف ذنب میثی علی ظہرہ سبع الف نون الواحد  
 اکبر من الدنیا اور خداوند عالم نے اس مچھلی کو سات لاکھ ڈنیں عطا کی ہیں سات لاکھ مچھلیاں اسکی  
 پر جلتی پھرتی ہیں کہ ان میں کی ایک تمام دنیا سے بڑی ہے ولکل نون سبع مائۃ الف قردن  
 من زمرۃ اخضر لا یشعر بہن اضرب فرحاً لمولده اور ہر مچھلی کو حق سبحانہ تعالیٰ نے سات  
 لاکھ شاخیں زمرہ و سبز کی عطا فرمائی ہیں بایں ہمہ طسوسا کو کچھ گرائی محسوس نہیں ہوتی تو وہ مچھلی  
 باسعادت کی خوشی میں اچھیل پڑی ولولا ان اللہ عز وجل اثبتہ لجعل علیہا ما فلہا اور اگر

آسمان وزمین اسکو نہ روکنا تو دنیا کو اُس کی دیتی و ما بقی جبل الہامی صاحبہ بالبشارۃ و  
 یقول لا الہ الا اللہ اور کوئی بہار باقی نہ رہا مگر یہ کہ ایک بہار نے دوسرے بہار کو خوشخبری اور مبارکباد  
 دی اور کلمہ توحید زبان پر جاری کیا و لَقَدْ قَدَّ سَمْتُ الشَّجَرِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا بِاَفْوَاعِ اَنْفُسِہَا وَثَمَارِہَا  
 فَرَحًا لِّمَوْلَدِہِ اَوْرَاسِ نِعْمَتٍ عَظِیْمٍ کِی خُوشی میں چالیس روز تک تمام درخت شاخ و ثمر سمیت تیزی و تقدیر  
 خداوند جلیل میں مشغول رہے و لَقَدْ زَمَّ ابْلِیْسُ وَکَبَلُ وَالْقَیْنُ الْحَصْنُ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا وَغَرَفَ  
 عَرْمَہُ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ورجس روز کہ جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ پید ہوئے اُس روز ابلیس  
 سرکش کی ناک میں تھام ڈال کے اور زنجیروں میں جکڑ کے ایک قلعہ شحکم میں چالیس روز تک مقید کیا اور  
 تخت ابلیس بزمخت چالیس روز تک ڈبڑ دیا گیا و لَقَدْ اَنْکَبَتِ الْاَصْنَامُ کُلُّہَا وَ لَقَدْ سَمِعُوا صَوْتًا  
 مِنَ الْکَعْبَةِ یَا اَلْ قُرَیْشِ جَاءَکُمْ الْبَشِیْرُ جَاءَکُمُ النَّذِیْرُ وھو خاتم الانبیاء و عترتہ خیر  
 النَّاسِ بَعْدَہُ اَوْرَشِبَ وِلَادَتِہُ بِاَسْعَادَتِہِ مِنْ تَامِیْمِ بَنَتِ مَدَّہُ کَے سمرگون ہو ہو گئے اور تمام اہل مکہ نے  
 کعبہ سے سنا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اسے بزرگان قریش مسرور ہو کہ آج کی شب پیدا ہوا وہ سرور قریش کی  
 جو بشارت دیگا تم کو نعمتوں سے بہشت کی اور خوف دلائے گا تم کو عذاب آخرت سے اور وہ خاتم انبیاء  
 ہیں یعنی دین ان کا تاقیام قیامت باقی رہے گا اور اولاد امجاد ان کی بہترین خلق ہے۔

رَوَوْا اَنَّهُ لَمَّا تَغَیَّرَ حَالُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ بَکَاہُ شَدِیْدًا  
 وَاَخَذَتْ رَامَہُ فِی حَجْرِہَا حَدِیثٌ مِّنْ وَّارِدٍ ہُوَ کہ جب حال جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ  
 شدت مرض سے متغیر ہوا اور حضرت کو غش پر غش آنے لگے جناب سیدہ یہ حال دیکھ کر نہایت مضطرب  
 ہوئیں اور باواز بلند و نعلیں اور سر اقدس اپنے باپ کا اپنی چھاتی سے لگا کر منہ پر منہ رکھ دیا  
 اِذَا نَادَى رَجُلٌ خَلْفَ الْبَابِ السَّلَامَ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَنِیَّ اللّٰہِ اِنَّا رَجُلٌ  
 غَرِیْبٌ رَّسُوْلُ الْبَیْتِ فَاذْنِ لِّی حَتّٰی اَدْخُلَ عَلَیْکَ نَاگاہ کسی مرد نے پس در سے صدا دی کہ سلام  
 آپ پر یا رسول اللہ میں مرد مسافر ہوں کچھ پیام لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اُمیدوار ہوں  
 کہ مجھے اجازت ہو کہ اندر حاضر ہوں اور مجھ کو کچھ عرض کرنا ہے وہ عرض کروں فَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَیْہَا  
 السَّلَامُ یَا عَبْدِ اللّٰہِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ فِی شَدَّةِ الْمَرَضِ فَاذْنِ عَلَیْکَ نَعْلَیْکَ اِنْ تَوَجَّعَ فَسَکَتْ  
 هَنَیْئَتُہُ وَلَمْ یَبْرَحْ عَنِ الْبَابِ پس جناب سیدہ نے جب آواز اس شخص کی سنی ارشاد فرمایا کہ



اسے مروغیب یہ وقت ملاقات رسول خدا کا نہیں ہے اس لئے کہ وہ حضرت شدت مرض سے اس وقت  
 غش میں ہیں مناسب ہے کہ اب پھر جا راوی کہتا ہے کہ جب اس شخص نے یہ جواب سنا ساکت  
 ہو رہا مگر در دولت سے نہ ہٹا لیکن بعد تھوڑی دیر کے پھر اذن چاہا جناب سیدہ نے جو جواب  
 کہ پہلی دیا تھا وہی پھر ارشاد فرمایا یہ سنکر وہ شخص پھر چپ ہو رہا اور پر کھڑا رہا تھراستا ذن  
 بصوت مہیب وقال یا سیدتی الرسول الیہ فلا بدتی من الدخول علیہ ففرغت  
 بہ فاطمة علیہا السلام حتی افاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ بعد تھوڑی دیر کے  
 اس شخص نے تیسری مرتبہ آواز مہیب عرض کیا کہ اے سیدہ کوئین اوراے مادر حنین مجھے خدمت  
 با سعادت رسول الثقلین میں اس وقت حاضر ہونا بہت ضروری ہے اور بدو ن حصول شرف حضوری  
 ممکن نہیں ہے کہ میں در دولت سے پھر جاؤں پس امیدوار ہوں کہ مجھے اجازت اند آنے کی ملے اور  
 میری مجال نہیں ہے کہ بدو ن اجازت کے اند داخل ہوں پس منقول ہے کہ اب کی مرتبہ جناب سیدہ  
 آواز سے اس شخص کی ایسی خائف ہوئیں کہ کانپنے لگیں یہاں تک کہ جناب رسول خدا نے چشم مبارک غش  
 سے کھول دیں وقال یا قرۃ عینی مالی اسراک فرعۃ مرعوبۃ قالت فاطمة یا ابتلا لا ات  
 اعرا بئاعلی الباب یستاذن الدخول علیک وکلما اعتذرس لا یعذر لے جناب رسول خدا  
 نے دیکھا کہ فاطمہ پر اس قدر خوف طاری ہے کہ تمام بدن کانپ رہا ہے فرمایا کہ اے پارہ جگر اے  
 خود نظر کیا ہوا کیوں خائف و ترساں ہے جناب سیدہ نے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار ایک مروغیب  
 پس در سے اذن حضوری دیر سے طلب کر رہا ہے ہر چند میں نے مکرر اس سے عند کیا اور کہا کہ اے  
 شخص یہ وقت ملاقات نہیں ہے اور رسول خدا بسبب شدت مرض کی غش میں ہیں مگر وہ شخص کس طرح  
 عند میرا قبول نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ میں کسی کا بھیجا ہوا آیا ہوں ممکن نہیں ہے کہ بدو ن حاضر ہوئے  
 پھر جاؤں فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ یا قرۃ عینی اما تعرفینہ وهو قاطع اللذات  
 ومفرق الجماعات وهو ملک الموت یا فاطمۃ وهو یحفظ حرمة بابک لا یمنعه مانع  
 من الولوج ولا یحجبه حاجب من الخروج فاذن لہ یہ سنکر جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ  
 وآلہ نے فرمایا کہ اے نور نظر یہ وہ شخص ہے کہ جماعتوں کو متفرق کر دیتا ہے اور اطفال کو یتیم اور عورتوں  
 کو بیکر تارہ لے پارہ جگر یہ وہ ہے کہ اگر قصد اندر آنے کا کرے تو کوئی اسکو منع نہیں کر سکتا اور اگر

تصد ہر جانیکا کہ کسی کی مجال نہیں ہے کہ اسے روک سکے مگر حسبِ جانہ تعالیٰ نے تیرے دروازہ کو یہ تہ عطا فرمایا ہے کہ ملک الموت بھی بے اجازت داخل نہیں ہوتا ہے اور نہ ہوگا اور اسے قافلہ ۲ یہ فرشتہ حکم خداوند جلیل اسلئے آیا ہے کہ روح تیرے باپ کی قبض کرے یہ سنتے ہی جناب میدہ روئے لگیں پس حضرت نے ملک الموت کو حاضر ہونے کی اجازت دی، فدخل ملک الموت وسلم علیہ وقال یا رسول اللہ ان الله تعالیٰ بک السلام وخیفک بلقاکہ والترحوم الی الدنیا پس جب ملک الموت حاضر خدمت با سعادت رسول خدا ہوئے اس وقت بعد تسلیم کے عرض کی کہ یا شفیع المذنبین جناب رب العالمین نے بعد تحفہ سلام کے ارشاد فرمایا ہے کہ اے حبیب ہمارے تجھے اختیار ہے اگر ملاقات ہماری منظور ہے تو اپنی مرگ راضی ہو کہ تمام حور و نملان اور حبت و رضوان تیری ملاقات کے مشتاق ہیں اور اگر ابھی مرگ اپنی نہ منظور ہو تو جب تک جی چاہے دنیا میں رہو کہ ہمیں خوشی تمہاری ہر کیف منظور ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ با ملک الموت امهلنی حتی یا بنی اخی جبرئیل تعال سمعاً و طاعة فبینا کذلک اذ نزل جبرئیل وقال یا رسول اللہ ان ربک مشتاق الیک ولسوف یطیبک ربک فترضی جب جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد و جناب باری ملک الموت سے سنا فرمایا کہ اے ملک الموت میں چاہتا ہوں مجھے اتنی مہلت دو کہ جبرئیل امین میرے پاس آئیں اور میں کچھ خوشخبری ان سے من لوں ملک الموت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں تابع فرمان ہوں:

منقول ہے کہ اسی اثنا میں جبرئیل بھی حاضر خدمت با سعادت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ خوشخبری ہو آپ کو کہ حق سبحانہ تعالیٰ اور تمام فرشتہائے مقرب اور حاملان عرش اور مردانِ مہیبت اور رفقاء جنت مشتاق ملاقات ہیں اور تمام جنت کی آپ کے لئے زینت کی گئی ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب میرے خوش ہو کہ تیری امت کو ہم اس قدر بخشیں گے کہ جس میں تیری رضا اور خوشنودی ہوگی اور تمہارے اخرویس ہم اس قدر نگھے عطا کریں گے کہ ہم نے اس قدر نعمتیں کسکیو عطا نہیں کی ہیں:

فلما سمع رسول اللہ مترجہ وقال یا ملک الموت فاصنع بما تؤمر فبکی جبرئیل عن عینہ و میکائیل عن یسارہ و ملک الموت جالس بن بید یہ لیتھیں روحہ دیکھی جب حضرت نے جبرئیل امین سے یہ خوشخبری سنی نہایت ہی سرور ہوئی اور ملک الموت سے فرمایا کہ یا عورائیل اب بجا لاؤ تم اسکو جو حکم دیا ہے تم کو خداوند جلیل نے پہنتے ہی جبرئیل امین نے جانب راست سے اور میکائیل نے

جانب چپ سے آواز گریہ و بکا اور صلا و تحمید کی بلند کی اور ملک الموت سامنے روئے مبارک کے بیٹھے تاکہ روح اقدس کو قبض کریں اور اس مصیبت عظیم پر روئے جاتے تھے۔

وکان ید علی ابن طالب تحت حنکۃ الاقدس حتی اخرجت روحہ صلی اللہ علیہ والہ عن جسدہ  
الا طھر فیکبک و نادى علی و احمدا لقد بقیت بعدک وحیداً فربدا و انت فاطمة و خرت مغشیتہ  
علی الارض راوی کہتا ہے کہ اس وقت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا زیر رخسار مبارک تھا کہ دفعہ روح  
اقدس نے مثل بوئے گل جنت کی طرف انتقال فرمایا اور ساتھ ہی اسکے جناب امیر علیہ السلام رونے لگے اور  
صدائے و احمدا و اللہ بلند کی اور آواز بلند رونے تھے اور کہتے تھے کہ اے سردار انبیاء افسوس ہے  
کہ بعد آپ کے میں تنہا رہ گیا اب تمام دنیا میری نظر میں تیرہ قارک ہو گئی اور اس وقت تمام المہیت گرد  
حضرت کے رونے تھے اور بیچتے تھے خصوصاً جناب سیدہ نے جب یہ حال اپنے باپ کا دیکھا ایک آہ سرد کی  
اور ہائے بابا کہا اور غش لکھا کہ زمین پر گر پڑیں غصہ فائدہ رسوخدا میں ایک قیامت بپا تھی اور اس وقت  
نظر المہیت میں تمام عالم تیرہ و تارک ہو گیا۔

قال صبح امیر المؤمنین علیہ السلام ید علی وجہ رسول اللہ و غمض عینہ فقلہ بید  
و کفہ و صلی علیہ مع ملائکۃ السموات و مع بنی ہاشم و المہاجرین و الانصار فدفنہ  
صلی اللہ علیہ والہ :

جناب امیر علیہ السلام نے ہاتھ اپنا روئے مبارک پر پھیرا و چشم مبارک کو ان حضرت کے بند کیا اور بعد  
اس کے اپنے ہاتھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو غسل دیا اور کفن دیا اور ہمراہ ملائکہ ہائے آسمان با جماعت بنی  
ہاشم و مہاجرین و انصار ان حضرت پر نماز پڑھی اور آپ ان حضرت کو دفن کیا پس حضرات جو مصائب و جناب  
علی مرتضیٰ اور جناب فاطمہ زہرا اور حسین علیہم السلام پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی مفارقت میں گزرے ممکن  
نہیں کہ بیان ان کا کسی سے ہو سکے خصوصاً جناب سیدہ نے اپنے باپ کی مفارقت میں اس قدر رنج اٹھائے  
کہ زیادہ چالیس روز سے دنیا میں زندہ نہیں الا لعنہ اللہ علی القوم الظالمین :

(۴) قوله تعالیٰ السر تجددک یتیمًا فاوی جناب باری تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے  
کہ آیا نہیں پایا تھے یتیم اے محمد تو پناہ دی تھی انا تہ تقریر لنعمة اللہ علیہ حین مات  
ابوہ و بقی یتیمًا فاواہ اللہ بان منحزلہ اولاً عبدالمطلب اس آیت میں بیان ہے اس نعمت کا

خدا کی جانب سے اس جناب کے شامل حال ہوئی جس وقت اس جناب کے والد ماجد حضرت عبداللہ نے اس جہان سے انتقال فرمایا اور وہ جناب میسر ہو گئے پس خدا نے اس جناب کو پناہ دی اپنی پہلے حضرت عبدالطلب کے اس جناب کی پرورش کے لئے سو کھیا۔ شہر ثقات عبدالمطلب قبضہ ابا طالب و سخریہ للاشفاق علیہ و حبیبہ حتی کان احب الیہ من اولادہ و کفلہ و سبأہ بعد اسکے جب حضرت عبدالمطلب نے دنیا سے رحلت کی خدا نے آمادہ کیا حضرت ابوطالب کو اور سو کھیا ان کو اس امر پر کہ اس جناب پر شفقت اور محبت کریں: چنانچہ حضرت ابوطالب اس جناب سے ایسی محبت رکھتے تھے کہ اپنی اولاد سے بھی یہ حال نہ تھا اور ہر حال میں اس جناب کے مسکفل حال رہے اور پرورش کی ان حضرت کی:

والیتیم من لا اب لہ و کان الیتیم مات ابوا و ہونے یطمن اُمّہ اور یتیم اس لئے کہ کو کہتے ہیں جس کا باپ نہ ہو اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اپنی والدہ کے شکم میں تھے کہ ان کے والد ماجد حضرت عبد اللہ نے دنیا سے رحلت فراموش:

وقیل انہ مات بعد ولادۃ عتہ قلیلۃ و مات اُمّہ و ہوا بن ستین و مات جدہ و ہوا بن ثانی ستین فسلّم الی ابي طالب لانتہ کان اخا عبد اللہ لآئہ فاحسن تربیتہ

آورد دوسری روایت میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے پیدا ہونے کے بعد حضرت عبد اللہ نے انتقال فرمایا اور جب حضرت کا سن شریف دو برس کا ہوا اس وقت اس جناب کی والدہ بھی دنیا سے رہائی بہشت ہوئیں اور جب حضرت کے جذامدار نے وفات پائی اس وقت حضرت آٹھ سال کے تھے حضرت عبدالمطلب نے وقت وفات اس جناب کو حضرت ابوطالب کے سپرد کیا اس لئے کہ حضرت عبد اللہ و جناب ابوطالب عینی بھائی تھے پس ابوطالب نے حضرت کی تربیت بہت اچھی طرح سے کی: و مسئل الصادقؑ لہ اوتہم البقی عن ابویہ فقال لئلا یكون لمخلوق علیہ حق جناب صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے والدین اس جناب کی صغر میں ہی میں کیوں فوت ہو گئے حضرت نے فرمایا اس لئے کہ کسی مخلوق کا حق حضرت پر نہ ہے: قوله تعالیٰ ووجدک ضالاً فہدّیٰ جناب اعدیت فرماتا ہے کہ ادھر پا یا تھے اے محمدؐ کھوایا تو ہدایت کی عبدالمطلب کو جس وقت وہ تھے ناسر کر رہے تھے فروئے انتہ ضلّ نے شغاب مکہ و ہوصغیراً فراہ ابو جھل و ردّہ الی جدّہ عبدالمطلب فمکن اللہ سبحانہ بذلک علیہ اذ ردّہ الی جدّہ

فی کتاب معالم العثرۃ النبویۃ فذلک قولہ فاصحاب المیمنۃ واصحاب المشفقۃ و  
 المشابقون السابقون فانما من السابقین وانا خیر السابقین پھر خدا نے دو قسموں کے تین  
 فرقہ کر دیئے تو مجھ کو بہتر فرقہ میں سے کیا روایت کی ہے ابن احمر حنفی نے کتاب معالم العثرۃ  
 میں جناب احدیت فرماتا ہے دہنے اصحاب اور بائیں اصحاب اور پہلے لوگ تو میں پہلوں میں سے  
 ہوں بلکہ پہلوں میں افضل ہوں شمر جعل لائلا ثقبائل فجعلنی فی خیرھا قبیلۃ و ذکر قولہ  
 تعالیٰ وجعلناکم شعوبا و قبائل فانما اتقوا ولدا آدم واکرمہم علی اللہ ولا فخر پھر ان تین فرقوں  
 میں قبیلۃ قریظہ کو مجھ کو بہتر قبیلے میں سے کیا اس مطلب پر حضرت نے اک آیت کو پڑھا جس کا یہ  
 مضمون ہے کہ ہم نے تم لوگوں میں شیعہ اور قبیلے کئے پس میں برگزیدہ ہوں اولاد آدم میں اور  
 خدا نے تعالیٰ کے نزدیک تمام فرزندان آدم سے بزرگ ہوں مگر میں اس کو فخر نہیں کہتا۔

شمر جعل القبائل بیوتا ففعلنی فی خیرھا بیتا وذلک قولہ تعالیٰ یرید اللہ لیذہب عنکم  
 الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا فانما و اہل بیتی مطہرون من الذنوب حضرت فرماتے ہیں  
 پھر ان قبیلوں میں گھر لائے قریظہ کو مجھ کو طیب و طاہر گھر لائے میں سے کیا شاید اسکا قول خدا نے برتر  
 ہے فرماتا ہے کہ میں ارادہ کیا اللہ نے کہ دفع کرے تم سے برائیوں کو اسے المہبت اور پاک کرے تم کو تو  
 پس میں اور میری المہبت گناہوں سے پاک ہیں فی کتاب البیواتیت عن جعفر بن محمد علیہما  
 السلام عن ابائہ الطاہرین عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال اذا کان یوم القیامۃ  
 نادى مناد لا یقیم من اممہ محمد فلیدخل الجنة لکرامۃ سمیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کتاب بیواتیت میں مذکور ہے جناب صادق علیہ السلام نے اپنے آبا و طاہرین سے اور انہوں نے ابن  
 عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا جب روز قیامت ہوگا ایک منادی ندا کرے گا کہ ہاں جس میں کانام  
 محمد ہوا اٹھے اور بیت میں داخل ہونے ہمارے سبب سے عاش صلی اللہ علیہ وآلہ ثلثا و  
 ستین منها مع ابیہ سنتان واربعة اشہر ومع جدہ عبدالمطلب ثمالی سنین شمر  
 کفعلہ عمہ ابو طالب بعد وفاتہ عبدالمطلب جناب رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ نے  
 تریٹھ برس دنیا میں زندگی کی دو برس چار مہینے کے سن تک حضرت کے والد ماجد زندہ رہے  
 حضرت کا سن آٹھ برس کا ہوا تو جدہ نامدار اس جناب کے حضرت عبدالمطلب دنیا سے رحلت کر گئے

بعد اسکے حضرت کے غم و فدا دار حضرت ابوطالبؑ اپنی تمام عمر اس جناب کے کفیل اور معین ہی و کاف  
یکزمہ و حمیدہ و نصیرہ بیدہ و لسانہ ایا مرحیوتہ حضرت ابوطالب مدہ العرا ہے جناب  
رسول خدا کی تعظیم و تکریم اور حمایت و نصرت میں ہاتھ اور زبان سے مصروف رہے یہی سبب تھا کہ جب  
تک حضرت ابوطالب زندہ رہے گفار کو قدرت نہ تھی کہ حضرت کو ضرر پہنچائیں و قیل آباہ مات و  
عمرہ سبعة اشھر و مانت اُمّہ و عمرہ ست سنین اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت  
کا سن کل سات چھینے کا تھا جب حضرت عبداللہؑ نے رحلت فرمائی اور جب سن اقدس چھ سال کو  
پہنچا تو حضرت آمنہؑ نے انتقال کیا ردی مسلمہ فی صحیحہ اثنہ قال استأذنت ربی نے زیارۃ  
قبور احمی فاذا ن لی فزور و العیوس بد کر کہ الموت سلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ جناب  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے اذن چاہا کہ اپنے ماں کے  
قبر کی زیارت کروں تو مجھ کو اذن دیا پھر حضرت اپنی اُمت کو خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ زیارت کرو تم لوگ  
قبروں کی کہ زیارت قبول تم کو یا دو لائے گی موت اور جب آدمی موت کا قصود کرتا رہے گا تو ہرگز  
دنیا میں غفلت سے بسر نہ کرے گا و تزویج خدیجہ و ہوا بن خمس و عشرین سنۃ و ثونی عمہ  
ابوطالب و عمرہ ست و اربعون سنۃ و ثمانیۃ اشھر و اربعۃ و عشرون یوماً و ثوبت  
خدیجہ علیہا السلام بعدہ بثلثۃ ایام فسمی ذالک العام عام الحزن جب اُس جناب نے  
حضرت خدیجہؑ سے نکاح کیا سن اس جناب کا پچیس برس کا تھا جب حضرت ابوطالبؑ نے انتقال کیا  
اس وقت سن اقدس پچیس برس آٹھ چھینے چوبیس دن کا تھا حضرت ابوطالبؑ کے تیمن بعد  
حضرت خدیجہؑ نے بھی انتقال کیا اسی سبب سے اس سال کا نام سال حزن رکھا گیا اور ہشام بن عروہ  
نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اُس نے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے قریش  
ہمیشہ خائف و مرعوب رہائے یہاں تک کہ حضرت ابوطالبؑ نے انتقال کیا و اقامہ عکۃ بعد البعث ثلاث  
عشر سنۃ ثم ہاجر الی المدینۃ بعد ان استدر فی الغار ثلثۃ ایام و قیل ستۃ ایام  
حضرت بعد مبعوث ہونے کے تیرہ برس تک کئے میں رہے بعد اسکے مدینہ کو ہجرت کی جبکہ تین دن  
اور دوسری روایت کے موافق چھ دن تک غار میں غفی رہ چکے۔

و دخل المدینۃ یوم الاثنين الحادی عشر من ربيع الاول و بقی ہا عشر سنین ثم قبض

لِیْلَتَیْنِ بَقِیَّتَا مِنْ صَفَرٍ سَنَةِ اَحَدِ عَشَرَ الْهَجْرَةِ ۚ

دو شبہ کے دن گیارہویں تاریخ ربیع الاول کی حضرت دینے میں داخل ہو گئے دس برس تک وجود خائز الجود سے مدینہ منورہ آباد رہا بعد اسکے ہجرت سے گیارہویں برس اٹھائیسویں کو ماہ صفر کی خلد بریں میں تشریف لے گئے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ

(۶) قَوْلُهُ تَعَالَى وَظَلَّلْنَا عَلَيْكَ الْغَمَامَ وَانْزَلْنَا عَلَيْكَ الْمُنَّ وَالْمَسْلُوكَ اور سایہ کیا ہم نے تم پر ابر کا اور تارا تم پر من و سلوئے ۛ

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جناب احدیت فرما رہے تھے قوم بنی اسرائیل یاد کرو اس وقت کو جب حکم دیا ہم نے بدلی کو کہ تم پر سایہ ڈالے جب تم تہیہ میں تھے کہ تمہیں شہر سے دھوپ کی اور آفت سے شبہ کی محفوظ رکھے اور نازل کیا ہم نے تم پر من و سلوے من و تحبیب ہے کہ شب کو آسمان سے گرتی تھی۔ اور ان کے درختوں پر جم جاتی تھی اور بہت لذیذ اور لطیف تھی اسے بنی اسرائیل کھایا کرتے تھے اور سلوی مرغ آسانی تھے کہ لاکھوں اس تہیہ میں نازل ہوتے تھے اور بنی اسرائیل بے زحمت ان کو شکار کر کے کھاتے تھے گوشت ان جانوروں کا نہایت خوش مزہ اور پاکیزہ تھا کلو من طیبات ما رزقنا کھ یعنی کھاؤ شہری چیزیں جو دیں ہم نے تم کو جناب باری تعالیٰ نے فرمایا کہ کھاؤ تم چیز ہائے پاکیزہ میں سے کہ تمہیں دیجیئیں ۛ

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد و پیمان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے اور ان کی اہلبیت سے تو لا کرو وما ظلمونا ولكن کاذا انفسہم یتظلمون اور ہمارا کچھ نقصان نہ کیا پر اپنا نقصان کرتے رہے یعنی اس عہد کے بدلنے سے اور پیمان شکنی سے اپنے ہی نفسوں پر ظلم کیا اور ان کے کفران سے ہماری خدائی اور بادشاہی میں کچھ ضرر نہیں ہوتا سیطرع مومنوں کے ایمان لانے سے ہماری سلطنت بڑھ نہیں جاتی۔

وَاقْلُنَا اَدْخَلُوا هَذَا الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا اور جب کہا ہم نے داخل ہو اس شہر میں اور کھاتے پھرو اس میں جہاں چاہو محفوظ ہو کر یعنی یاد کرو اسے قوم بنی اسرائیل اس وقت کو جب ہم نے تمہارے آباء و اجداد سے کہا کہ داخل ہو اس شہر میں یعنی شہر اور حیا میں کہ شام کے شہروں میں سے ہے اور یہ خطاب اس وقت تھا جب بنی اسرائیل تہیہ سے

باہر نکلے تھے اور کھائو تم اس شہر میں جہاں کہیں جاؤ اسودگی سے داخلو الباب سجداً  
 اور داخل ہو دروازوں میں سجدہ کر کے بخواب امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اس شہر کے  
 دروازے کو خواب بارسی تعالے نے بصورت محمد و علی بنی اسرائیل کے لئے منسل کیا تھا اور حکم کیا  
 کہ سجدہ بے غمی کرو اور جو عہد و پیمان کہ ان کی دوستی کے باب میں کیا ہے اس عہد کو پھر تازہ کرو  
 اور ان کی نصیحت کا اقرار کرو و قولوا حطۃ اور کہو گناہ اترے یعنی کہو بے بنی اسرائیل کہ سجدہ  
 ہمارا خدا کے لئے ہے اور تعظیم مثال محمود و علی صلوات اللہ علیہما کے لئے اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں  
 اس بات کا کہ دوستی اور محبت ان دونوں کوں کی گم کرنے والی ہے گناہوں کی اور محو کرنے والی  
 ہے براہیوں کی غفلت سے خطایا کہ دس سزید المصنوعین تو بخش ہم تمہاری تقصیر میں اور زیادہ  
 ثواب بھی دیں گے نیکی والوں کو یعنی تائب بخش دیں ہم تمہارے گناہوں کو اور قریب ہے کہ زیادہ کریں  
 ہم ثواب نیکوں کا فبذل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قبل لعمریہ پھر بدل ڈالی بے انصافوں نے  
 اور بات سوا اسکے جو کبھی گئی تھی ان سے یعنی نہ دروازے پر سجدہ کیا اور نہ قول حط زبان پر  
 جاری کیا بلکہ برعکس حکم خدا دروازے کی طرف رخ بھی نہیں کیا اور لئے یعنی پشت سے داخل ہوئے  
 سجدہ کیسا غم بھی ہوئے اور کہا کہ اتنے اونچے دروازے میں خم ہونا کیا ضرور ہے اور یہ وہ شخص  
 یعنی حضرت موسیٰ ۴ اور یسوع ۳ ہم کو کب تک سزا بنایا کریں گے کہ اُمود باطلہ کے لئے سجدہ کر دیتے  
 ہیں اور داخل ہوتے وقت فقط حطۃ کے بدلے حنظلہ کہا یعنی گہیوں جسے ہم اپنا قوت کریں ہم کو  
 محبوب تر ہے ایسے گفتار و کردار سے فانزلنا علی الذین ظلموا رجلاً من السماء بما کاذا  
 یفسقون پھر اتارا ہم نے بے انصافوں پر عذاب آسمان سے ان کی برخلافی پر اور وہ عذاب یہ تھا  
 کہ ایک دن سے کم میں ایک لاکھ میں ہزار آدمی ظالموں میں سے ہلاک ہو گئے یہ وہ لوگ تھے کہ علم  
 خدا میں گذرنا تھا کہ اگر یہ زندہ رہیں گے تو ایمان نہ لادیں گے اور توبہ نہ کریں گے اور جو لوگ ایسے  
 تھے کہ ایمان لائے اور توبہ کی یا ان کے صلب سے ایسے فرزند پیدا ہوئے کہ خدا کی عبادت  
 کی اور ایمان لائے محمد صلعم پر اور دوست ہوئے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اور ان کی  
 اولاد طہیین کے ان پر عذاب نازل نہوا اذا استسفیٰ مؤمنی لقومہ اور جب پانی مانگا موسیٰ نے  
 اپنی قوم کے واسطے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ یاد کرو اسی بنی اسرائیل



اُسوقت کو کہ جب طلب کیا مٹوئے نے پانی اپنی قوم کے لئے جس وقت پیاسے تھی وہ لوگ تیریں اور فریاد کرتے ہوئے اور روتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم مارے پیاسے کے ہلاک ہوئے جاتے ہیں اسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ خدایا بحق محمدؐ سید انبیا و بحق علیؑ سید اولیا و بحق فاطمہؑ سیدۃ نسا و بحق حسنؑ بہترین اولیا و بحق حسینؑ افضل شہداء و بحق باقی ائمہ ہدیٰ جو کہ ان کے خلفاء اور بہترین ازکیا ہیں ان اپنے بند و پیروں کو اور ان کو پانی سی سیراب کر فقلنا اضرب بعصاك الحجر فانحدرت منه اثنتا عشرة عینا قد علم کل انسان مشر یحیٰ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے وحی کی موسیٰ کو اے موسیٰ مار عصا کو پتھر پر جب موسیٰ نے عصا پتھر پر مارا جاری ہوئے اس پتھر سے بارہ چشمے کہ جان لی ہر آدمی نے اپنے پانی پینے کی جگہ اور بارہ چشمے جاری ہوئے کی وجہ یہ تھی کہ اسباط اولاد یعقوبؑ بارہ قبیلے تھے تاکہ پانی پینے کے وقت آپس میں ایک دوسرے سے مزاحمت اور منازعت نہ کرے۔ حدیث معتبر میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سونا قبل طلوع آفتاب نچس ہے اور رنگ کو زرد کرتا ہے اور آدمی کو رزق سے محروم کرتا ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ رزق کو طلوع صبح اور طلوع آفتاب کے درمیان قسمت کرتا ہے اور من و سلویٰ بنی اسرائیل پر اسی وقت نازل ہوتا تھا جو شخص اس وقت سو جاتا تھا اسکو نصیب نہیں ہوتا تھا جب جاگتا تھا تو محتاج ہوتا تھا اور دوسروں سے سوال کرتا تھا نے الکافی والکمال عن الباقرؑ والصادقؑ اذا خرج القائم من مکة ینادی مناد یہ لا یحملن احد طعما ولا شرابا و حمل معہ حجر موسیٰ بن عمران و هو وقیعیر لا ینزل منزل الا الفجرت منہ عیون فن کان جالعا شبع ومن کان ظمنا ثم روى و روى دواہم حتی ینزلوا للنجف من ظہر الکوفة کافی اور الکمال میں حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ علیہم السلام سے منقول ہے کہ جب قائم آل محمدؐ مکہ سے ظاہر ہوں گے اور متوجہ ہوں گے بظرف کوفہ اُسوقت ایک منادی حضرت کی طرف سے حضرت کے اصحاب کو ندا کرے گا کہ کوئی شخص توشہ اور پانی انہی ساتھ نہ لے فقط حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پتھر اس جناب کے ساتھ ہوگا وہ پتھر بار ایک شتر کا ہے جس منزل میں مقام ہوگا اس پتھر سے چشمہ جاری ہوگا جو بھوکا اور پیاسا کہ اس پانی کو پیگا سیر ہو جائیگا اور حضرت کے اصحاب کا یہی توشہ ہوگا جب تک کہ داخل نجف اشرف ہوں۔

(۷) توبہ تعالیٰ واذ قال موسیٰ لقومہ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرة تفسیر خباب امام حسن مکی علیہ السلام میں مذکور ہے اس خباب نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے یہودیہ کو خطاب کیا کہ یاد کرو اس وقت کو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا حکم فرماتا ہے کہ ذبح کرو تم گائے اور اس کے ایک عضو کو اس مقتول پر جو درمیان تمہارے بڑا ہے ڈال دو تو حکم خدا سے وہ مردہ زندہ ہو جائے اور تم کو خبر کرے گا سے کس شخص نے قتل کیا یہ حکم اس وقت تھا جب ایک شخص کشتہ درمیان میں ایک قبیلہ کی بڑا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم خدا قبیلہ سے فرمایا کہ لازم کرو اس بات کو کہ پچاس آدمی جو تم میں شریف ہوں قسم کھا دیں اس طور پر کہ قسم ہے اُس خداوند کی جو قویٰ محنت ہے اور خدا ہے بنی اسرائیل کا اور فضیلت دینے والا ہے محمد اور ان کی آل طیبین کا اپنی تمام مخلوقات پر کہ ہم نے اس مقتول کو نہیں مارا اور اسکے قاتل سے آگاہ بھی نہیں اگر اس طور پر قسم کھاؤ تو دیت دیکر خلاص ہو جاؤ اور اگر قسم نہ کھاؤ تو اسکے قاتل کو پیدا کرو تا کہ اُس پر قصاص رضی ہو اور اگر ان دونوں باتوں میں سے ایک کو بھی بچا نہ لاؤ گے تو زندان تنگ میں مجبوس رہو گے جب تک کہ ان دو شرطوں میں سے ایک پر راضی نہ ہو! اہل قبیلہ نے کہا کہ اے پیغمبر خدا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم قسم بھی کھا دیں اور دیت بھی دیں ایسا تو حکم خدا نہیں ہے اور صورت اس ماجرے کی یہ تھی کہ ایک عورت تھی بنی اسرائیل میں نہایت حسینہ اور جمیلہ اور حسب و نسب میں بھی کمال شرافت رکھتی تھی بہت سے لوگ اس عورت کی خواستگاری کرتے تھے اس عورت کی تین چچا زاد بھائی تھے ایک شخص کو ان تینوں میں سے جو بڑا عالم اور متقی تھا اس عورت نے پسند کیا اور چاہا کہ اسی سے شادی کرے ان دونوں بھائیوں کو ایسا حسد ہوا کہ آفریا ہوئے شیطان ہم اس مرد عالم کو بہ ہدائے ضیانت بلا کر قتل کیا اور اس کی نقش کو ایک قبیلہ میں جو کہ قبائل بنی اسرائیل میں بہت بڑا قبیلہ تھا ڈال دیا جب صبح ہوئی تو وہی دونوں قاتل چاک گریبان خاک سر پڑالے ہوئے حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ السلام کے پاس فریاد دی آئے حضرت نے اہل قبیلہ کو طلب فرمایا اور استفسار حال کیا ان لوگوں نے کہا کہ یا حضرت نہ ہم اس میت کے قاتل ہیں اور نہ اسکے قاتل سے خبر رکھتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے پچاس آدمی قسم کھاؤ اور دیت دو یا اسکے قاتل کو پیدا کرو ان لوگوں نے کہا کہ جب باوجود قسم کھانے کے ہم پردیت لازم ہوتی ہے تو پھر قسم کا کیا فائدہ ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ سارا فائدہ و نفع حق تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ہے جو کچھ حکم خدا ہے اسے بجالاؤ اُن لوگوں نے کہا کہ یا حضرت نہ ہم سے کچھ خیانت ہوئی اور نہ کسی حق ہماری گردن پر ہے باوجود اسکے ہم قسم بھی کھائیں اور دیت دیں یہ امر ہم پر دشوار ہے تو درگاہ خدا میں آپ دعا کریں کہ اس مقتول کے قاتل کو ہم پر ظاہر کر دے تاکہ جیل مرکا وہ سزاوار ہو آپ اسے جزا دیں اور ہم لوگ ہمت گناہ سے اور قسم سے رہائی پا دیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس معاملہ کا حکم حق تعالیٰ بیان کر چکا ہے مجھے لائق نہیں ہے کہ میں جرأت کروں اور حکم ثانی اس بارہ میں طلب کروں بلکہ لازم ہے ہم پر کہ اسکو فرمان کو تسلیم کریں اور اس کے حکم کو اپنے اوپر لازم کریں اور اس پر اعتراض نہ کریں آیا نہیں دیکھتے تم کہ حق تعالیٰ نے ہم پر حرام کیا ہے کام کرنا ہفتہ کے دن کا اور منع کیا ہے گوشت اونٹ کا پس ہم کو لائق نہیں کہ اسکے حکم میں تصرف اور تغیر کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ اس حکم کو ان پر لازم کریں جب وہ لوگ رضی نہ ہوئے اسوقت حق تعالیٰ نے وحی بھیجی حضرت موسیٰ کو ایموئے ان کے کہنے کو قبول کر لے اور مجھ سے سوال کرتا کہ میں اس میت کے قاتل کو ظاہر کروں اور دوسرے لوگ جرم اور ہمت سے خلاص ہو جائیں اسلئے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کے سوال کے ضمن میں فراخ روزی کروں ایک شخص کو کہ وہ نیک لوگوں میں سے ہے اور اسکا اعتقاد یہ ہے کہ حبیب میرا محمدؐ اور بعد ان کے ولی میرا علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے سب مخلوق سے اور ان دونوں ہزگوں پر اور آل طیب پر ان کی صلوٰۃ بھیجا کرتا ہے اسکے اس اعتقاد کی برکت سے میں چاہتا ہوں کہ اسکو دنیا میں جزا دوں اور آخرت علاوہ اسکے ہے یہ ثمرہ ہے افضل سمجھنے کا محمدؐ کو اور ان کی آل طیب کو جب جانب خدا سے اجازت پائی اسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوند اعلان کر کہ اس کا مارنے والا کون شخص ہے اس وقت خدا نے تعالیٰ نے وحی کی حضرت موسیٰ کو کہ اے موسیٰ کہہ تو بنی اسرائیل سے کہ خدا اس طور پر بیان کریگا اسکے قاتل کو کہ تمہیں حکم کرتا ہے کہ ذبح کرو گائے اور ایک عضو اس گائے کا اس مقتول کو چھو دو تاکہ میں اس مردہ کو زندہ کر دوں اگر شفا ہو حکم خدا کے تو جو کچھ میں کہتا ہوں اُسے عمل میں لاؤ اور نہیں تو حکم اول کو قبول کرو ورنہ تم قاتل اور اتحدنا ہن و اقال اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ

بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ! آیا تم ہم سے استہزا کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ایک ٹکڑا مردہ کا دوسرا مردہ پر ہم ڈالیں تاکہ ایک مردہ جی اُٹھے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے ان کے جواب میں کہا کہ پناہ مانگتا ہوں میں خدا سے اس بات سے کہ ہوں میں جاہلوں اور بے عقلوں میں سے اور یہ دونوں خدا کی طرف اس چیز کو کہ اس نے نہ فرمایا ہو یا فرمودہ خدا کو اپنے قیاس باطل سے خلاف عقل سمجھوں اور انکار کروں جیسا کہ تم نے قیاس بیہودہ کیا آیا نطفہ مرد اور نطفہ عورت کا بیجان نہیں ہے جب یہ دونوں رحم میں مختلط ہوتے ہیں خدا نے تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ سے دونوں بیانیوں سے جاندار پیدا کرتا ہے آیا نہیں دیکھتے تم کہ تخم اور زمین دونوں بیجان ہیں جب تخم زمین سے متصل ہوتا ہے زمین مردہ بسرہ زاروں سے اور درختوں سے زندہ ہو جاتی ہے قالوا ادع لنا ربك یبین لنا ماھی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم بنی اسرائیل پر حجت تمام کی اُس وقت اُن لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ دعا کرو اپنے پروردگار سے کہ جس گائے کے ذبح کرنے پر ہم کو مامور کیا ہے اسکی صفت کو بیان کرے تا ہم کو معلوم ہو کہ وہ گائے کیسی ہے قال اِنَّہ یقول ائتموا بقرة فارض ولا تکس عوان بین ذالک فافعلوا ما وُعدتم وبن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے موافق درخواست بنی اسرائیل کے جناب باری سے سوال کیا بعد اسکے ان سے بیان کیا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بڑھی نہ بہت جوان بلکہ اوسط میں ہے میں عمل کرو اس چیز کو جس پر مامور ہوئے ہو قالوا ادع لنا ربك یبین لنا ما لونہا ان لوگوں نے کہا اے موسیٰ! اپنے پروردگار سے پوچھو کہ اس گائے کا رنگ کیا ہو قال اِنَّہ یقول ائتموا بقرة صفراء فاقع لونہا تسراناظرین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے سوال کر کے ان سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ ہے اور زردی اسکی خالص اور خوب ہے نہ ایسی ہلکی کہ نائل سفیدی ہو اور نہ ایسی گہری کہ نائل سیاہی ہو اور نہ کھنسنے والوں کو اسکی خوبی رنگ سے سرور حاصل ہوتا ہے قالوا ادع لنا ربك یبین لنا ماھی ان البقرة تشبہ علینا وانا انشاء اللہ لمحدثین پھر ان لوگوں نے کہا اے موسیٰ دعا کرو اپنے پروردگار سے کہ ان صفات سے زیادہ اور کچھ صفت اس گائے کی بیان فرماوے اس واسطے کہ وہ گائے ہم پر شبیہ ہو گئی ہے اس لئے کہ جو صفات خدا نے بیان کئے اس صفات کی گائیں بہت ہیں اور اگر خدا چاہے تو ہم

لوگ ہدایت پاویں قال انھا بقرة لا ذلول تشیر لامرض ولا تستفی الحث مسلمۃ لا شیتہ  
 فیہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جانب خدائے تعالیٰ سے کہا کہ وہ ایک گائے ہے محنت والی  
 نہیں کہ جوتھی ہوزمین کو یا پانی دیتی ہو کہ میت کو اور کسی طرح کا عیب اسکی خلقت میں نہیں سوا  
 رنگ اصلی کے دو مہر رنگ اس میں نہیں قال والا ان حبث بالحق ذلکھوھا دما کادو یفعلو  
 اسوقت ان لوگوں نے کہا کہ اب جیسا کہ بیان کرنے کا حق تھا آپ نے بیان کیا پس ذبح کیا اسکو  
 اور قریب تھا کہ بسبب گرائی قیمت کے اس امر کو نکریں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یہ صفات نبی  
 اسرائیل نے سنے کہا کہ اے موسیٰ آیا ہمارے رب نے ہم کو حکم کیا ہے ایسی گائے کے ذبح کرنے کا  
 حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ہاں پہلے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ خدائے تعالیٰ تم کو  
 حکم فرماتا ہے گائے کے ذبح کرنے کا اگر اسوقت یہ لوگ اس حکم کو مان لیتے تو جو گائے ذبح  
 کرتے کافی ہوتی جب بعد جواب و سوال کے ان صفات کی گائے معین ہوئی اور ایسی گائے کو جس  
 کیا تو کہیں نہ پایا اسکو مگر ایک جو ان بنی اسرائیل کے پاس کہ خدائے تعالیٰ نے اس جوان کو خوا  
 میں جناب محمد مصطفیٰ اور علی مرتضیٰ اور باقی آمنہ مہرئی کو دکھلایا اور ان بزرگواروں نے اُسی حالت  
 خواب میں اس جوان سے فرمایا تھا کہ چونکہ تو ہمارا دوست ہے اور دو میروں پر ہم کو فضیلت دیتا ہے  
 اسواسطے ہم چاہتے ہیں کہ کچھ اسکا صلہ تجھے دنیا میں بھی ملے پس تجھے مناسب ہے کہ جب  
 لوگ تیرے پاس گائے کی خریداری کے لئے آویں تو نہ بیچنا اُسے مگر حکم سے اپنی ماں کے اگر تو  
 ایسا کرے گا تو خدائے تعالیٰ تیری ماں کو ایسے امور الہام کرے گا کہ جو باعث ہونگے تیری تونگری  
 کے اور تیری املا میں بھی دولت باقی رہے گی وہ جوان اس خواب کے دیکھنے سے بہت خوش  
 ہوا جب صبح ہوئی بنی اسرائیل آئے کہ اس گائے کو خریدیں اور اس جوان سے کہنے لگی کہ  
 اس گائے کو کس قیمت میں بیچے گا اسنے کہا دو دینار طلا کو اور اختیار اس کا میری ماں کو ہے  
 بنی اسرائیل نے کہا ہم ایک دینار دیں گے جب اس نے اپنی ماں سے پوچھا اسنے کہا چار دینار  
 سے کم نہ بیچنا اس نے خریداروں سے کہا کہ میری ماں چار دینار کہتی ہے انہوں نے کہا کہ ہم دو  
 دینار دیں گے پھر اسنے اپنی ماں سے رائے لی اسنے کہا کہ سو دینار کو بیچ جب جوان نے سو دینار  
 کہے اسوقت بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم بچا پس دینار کے خریدار ہیں اسطرح پر جو قیمت اسکی ماں کہتی

عقی بنی اسرائیل اسکے نصف پر راضی ہوتے تھے یہاں تک کہ قیمت اسکی قرار پائی کہ اس گائے کے چمڑے کو سونے سے مجید دیوں اسی قیمت پر خرید کی اس گائے کو ذبح کیا اور اسکی دم کی ہڈی اس مردے پر ماری اور کہا خداوند ارحم محمد والہ بیت طہین و طاہرین اس مردے کو زندہ کر دے اور اسکو گویا کرتا کہ بیان کرے کہ کس شخص نے قتل کیا ہے فوراً وہ مرد صحیح و سالم اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ اے پیغمبر خدا چونکہ اس عورت نے مجھے پسند کیا اس جہت سے ان دونو چار زار بھائیوں نے میرے حسد کے قتل کیا اور بعد قتل کرنے کے میری نفس کو اس جماعت کے محلے میں لاکے ڈال دیا تاکہ ان سے میری ذمہ داریوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان دونو شخصوں کو قتل کیا۔

روایت میں وارد ہے کہ پہلے جب گائے کے ٹکڑے کو اس مردے پر مارا زندہ نہ ہوا سوقت بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے پیغمبر خدا آپ نے جو وعدہ ہم سے کیا اس میں خلاف کیوں ہوا اس وقت حقائق نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ ہمارے وعدہ میں خلاف نہیں ہوتا لیکن جب تک کہ اس گائے کی چرسو کو اشرافیوں سے بھر کر اسکے مالک کو نہ دیں گے یہ مردہ زندہ نہ ہوگا پس بنی اسرائیل نے اپنے مالوں کو جمع کیا اور حق تعالیٰ نے اس گائے کے چمڑے کو آنا کشادہ کیا کہ بچاس لاکھ دینار اس میں ساگئے جب وہ دینار اس جوان کو دیئے اور گائے کے ٹکڑے کو اس میت پر مارا اس وقت وہ مردہ جی اٹھا سوقت بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان دو امروں میں سے کونسا اعجب ہے زندہ کرنا خدا کا اس مردہ کو یا غنی کرنا اس جوان کا ایسے مال کثیر سے اس وقت خدا نے تعالیٰ نے وحی بھیجی حضرت موسیٰ کو کہ تم کہو بنی اسرائیل سے کہ جو شخص تم میں سے چاہتا ہے کہ میں اسکے عیش کو دنیا میں طیب اور باہر کروں اور بہشت میں اسکے محل اور مرتبہ کو عظیم کروں اور آخرت میں اسکو نصیحت کروں محمد صلعم اور اسکی آل طہین سے تو عمل کرے وہ شخص جیسا کہ اس جوان نے کیا اس جوان نے موسیٰ علیہ السلام سے سنا تھا ذکر محمد اور علیؑ اور ان کی آل پاکیزہ کا اور ہمیشہ ان پر صلوات بھیجا کرتا تھا اور ان کو جمع خلائق جن و انس و ملائکہ پر تفصیلت دینا تھا اس سبب سے میں نے یہ مال کثیر اسکے لئے جمایا کیا ہے اس جوان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ یا حضرت میں اس مال کی حفاظت کیونکر کروں اور دشمنوں اور حاسدوں کی عداوت سے کس طرح بچوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

فرمایا کہ باعتقاد درست محمدؐ برادران کی آل طیبین پر صلوات بھیجا کہ جیسا کہ تو پہلے کیا کرتا تھا جس صلوات کی برکت سے یہ مال کثیر تر ہے ہاتھ آیا تا کہ خدا چوروں سے اور حاسدوں سے اس مال کی حفاظت کرے جب اُس جوان مقتول نے یہ باتیں سنیں کہنے لگا کہ خداوند! سوال کرتا ہوں میں تجھ سے کہ برکت سے درود بھیجنے کی محمدؐ اور ان کی آل طیبین پر اور بسبب توسل ہونے کے ان کے انوار مقدسہ سے مجھ کو دنیا میں باقی رکھنا کہ میں عیش کروں اس عورت کے ساتھ جو میرے بچا کی بیٹی ہے اور خوار و ذلیل کر میرے دشمنوں اور حاسدوں کو اور مجھے بسبب اس عورت کی برکت اور روزی عطا فرما حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اس جوان کو برکت سے انوار مقدسہ محمدؐ کے اور ان کی آل طیبین کے ایک سو تیس برس کی عمر میں نے عطا کی کہ اس مدت میں صحیح و سالم رہے اور اسکے قویٰ میں کسی طرح کا ضعف اور فتور حادث نہ ہو اور اپنا زوجہ سے بہرہ مند اور منتفع رہے جب یہ مدت منقضی ہو جائے گی اس وقت ان دونوں کو ساتھ ہی ایک روز دنیا سے اٹھاؤں گا اور بہشت میں ان کو جگہ دوں گا کہ وہاں تنعم رہیں اے موسیٰ اگر سوال کرتا مجھ سے وہ قاتل بذخعت جیسا کہ اس جوان نے سوال کیا اور توسل ہوتا انوار مقدسہ سے ان بزرگواروں کے صحیح اعتقاد تو اس کو حد سے نگاہ رکھنا میں اور قانع کرتا میں اس کو ساتھ اس چیز کے جو اسکے لئے روزی کیا تھا میں نے اور اگر بعد اس عمل کے توبہ کرتا اور توسل ہوتا ان بزرگواروں کے ساتھ اور سوال کرتا کہ میں اس کو رسوا نہ کروں تو میں اس کو رسوا نہ کرتا اور بنی اسرائیل کے دلوں سے اس بات کو محو کرتا اور اگر بعد رسوائی کے توبہ کرتا اور توسل ہوتا ان انوار مقدسہ سے تو اسکے فعل کو آدمیوں کے دلوں سے نکال دیتا اور اولیائے مقبول کے دلوں میں ڈالتا کہ قصاص کو اس سے عفو کریں لیکن محبت اور ولایت ان بزرگواروں کی اور توسل ان سے یہ میل فضل ہے کہ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں اور مقتضائے عدالت جس شخص کو چاہتا ہوں بسبب بدی و قاست اعمال کے محروم کرتا ہوں اور میں ہوں خداوند عزیز و حکیم۔

(۸) حدیث معتمرین حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز شیطان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اس وقت وہ جناب اپنے پروردگار سے مناجات کر رہے تھے



ایک زشتے نے شیطان سے کہا کہ ایسے وقت میں کہ وہ جناب اپنے پردہ دگار سے مناجات کر رہے ہیں تو ان سے کیا امید کہتا ہے شیطان نے کہا میں ان سے وہ امید کہتا ہوں جو ان کے باپ آدم سے رکھتا تھا جب وہ بہشت میں تھے۔

فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ منجملہ ان کلمات کے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے مناجات کے وقت فرمائے تھے یہ ہیں کہ اے موسیٰ! ہمیں قبول کرنا میں نماز مگر اسکی جو تواضع اور فروتنی سے بجا لاؤں اور میرے غور کو اپنے دل پر لاد کرے اور دن کو میری یاد میں مصروف رہے اور شب کو کسی گناہ پر مقرر نہ ہو اور حق میرے اولیا اور دوستوں کا پہچانتا ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پردہ دگار آیا اولیا اور اجاسے مراد ابراہیم واسحق و یعقوب ہیں فرمایا کہ اے موسیٰ! یہ لوگ میرے دوست ہیں لیکن مراد میرے یہ لوگ نہیں بلکہ مقصود وہ شخص ہے کہ اسکے سبب سے میں نے آدم و حوا اور بہشت و دوزخ کو خلق کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پردہ دگار وہ کون شخص ہے فرمایا کہ محمد اور احمد اس کا نام ہے اسکے نام کو میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے اس واسطے کہ میرا ایک نام محمود ہے موسیٰ نے کہا اے پردہ دگار رنجھے ان کی اُمت میں سے شمار کر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! تو ان کی اُمت میں ہے جس وقت کہ تو ان کو پہچانے اور ان کی منزلت اور ان کے اہلیت کی منزلت جو میرے نزدیک ہے تو جانے وہ امدان کی اہلیت سب خلق میں یوں ہیں جیسی سب باغوں میں فردوس مٹلے کہ پتے اسکے کبھی تنگ نہیں ہوتے اور مرہ اس کا متغیر نہیں ہوتا جو شخص کہ ان کو امدان کو حق کو پہچانے اسکے لئے نادانی کے عوض نادانی قرار دیتا ہوں اور تاریکی کی جگہ نور قرار دیتا ہوں اور اسکی دعا قبول کرتا ہوں پہلے اس سے کہ دعا کرے اور دعا کرتا ہوں پہلے اس سے کہ سوال کرے اے موسیٰ! جب تو دیکھ کہ پریشانی نے تیری طرف رنج کیا ہے تو کہہ مر جا خوش آدمی اے شکار نیکان اور جب دیکھ کہ تو مگر میری رنج کیا ہے تو کہہ کہ سبب کسی گناہ کے ہے کہ عقوبت اسکی جلد جھیر پہنچے یہ دُنیا خاندہ عقوبت ہے آدم نے جب ترک اولیٰ کیا تو خمر بسبب عقوبت کے دار کے دُنیا میں بھیجا میں نے اُد دُنیا پر اور جو کچھ کہ دُنیا میں ہے اس پر لعنت کی میں نے مگر جو چیز کہ میرے واسطے ہے اور میری رضا اس میں حاصل ہوتی ہے اے موسیٰ! میرے نیک بندوں نے ترک دُنیا اور ہر اختیار کیا بقدر اپنے علم کے میری معرفت میں اور سب خلق نے دُنیا میں رغبت کی بقدر اپنی نادانی کے میری معرفت میں کسی خلق نے میری مخلوقات میں سے دُنیا کی تعظیم نہ کی ہوگی اور اُسے بزدگ بنانا



ہوگا کہ آنکھ اسکی روشن ہوئی ہو اور کچھ نفع اس سے حاصل کیا ہو اور کوئی آدمی میری خلق میں سے دنیا کو حقیر نہیں سمجھا مگر یہ کہ دنیا سے منقطع ہوا، پسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث اور برگزیدہ کیا اور دریا ان کے واسطے شکاف کیا اور بنی اسرائیل کو زرعون سے نجات بخشی اور ایلواح و نوریت انہیں کرامت فرمائی، حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ اے پروردگار مجھے تو نے گرامی کیا ایسی کرامت سے کہ کسی کو مجھ سے بیشتر ایسا گرامی نہیں کیا، حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! نہیں جانتا تو کہ مجھ بہتر ہے میرے نزدیک سب ملائکہ سے اور سب خلق سے موسیٰ نے کہا اے پروردگار محمدؐ تیرے نزدیک گرامی تر ہے تیری سب خلق سے آیا آل میں پیروں کی کوئی شخص گرامی تر ہے میری آل سے حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ فضل آل محمدؐ کا جمع پیغمبروں کی پرالسا ہے جیسا فضل محمدؐ کا ہے سب پیغمبروں پر موسیٰ نے عرض کی کہ اے پروردگار جب آل محمدؐ ایسے بزرگ ہیں آیا اُمت میں پیغمبروں کی کوئی اُمت بہتر ہے میری اُمت سے کہ ابرہہ ان پر سایہ ڈالا اور میں و سلو نے ان پر نازل ہوا اور دریا ان کے واسطے شکاف ہو گیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! تو نہیں جانتا کہ فضیلت اُمت محمدؐ کی جمیع اُمتوں پر ایسی ہے جیسی فضیلت ان حضرت کی سب پر ہے موسیٰ نے عرض کی اے پروردگار کیا خوب ہوتا اگر ان کو میں دیکھتا حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰ تو ہرگز ان کو نہ دیکھے گا یہ وقت ان کے ظہور کا نہیں ہے لیکن ان کو ہر وقت عدل اور فردوس میں تو دیکھے گا جس وقت وہ حضور محمدؐ صلعم میں حاضر ہوں گے اور معیشت کی نعمتوں سے اور ان کی لذتوں سے مستغنی ہوں گے آیا تو چاہتا ہے کہ میں انکی باتیں تجھے سناؤں حضرت موسیٰ نے عرض کی بے اے خداوند حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے نزدیک کھڑا ہو اور کر خدمت باندھ جیسے بندہ ذلیل بادشاہ جلیل کے سامنے کھڑا ہوتا ہے جب موسیٰ نے ایسا کیا حق تعالیٰ نے ندا فرمائی کہ اے اُمت محمدؐ اس وقت سبحوں نے عالم ارواح میں اس طرح سے جواب دیا کہ لَبِیکَ اللّٰہُمَّ لَبِیکَ لَا شَرَّ لَکَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ النَّعْمَ لَکَ وَالْمَلٰئِکَ لَا شَرَّ لَکَ پس حق تعالیٰ نے اس اجابت کو ان کا شعار حج گردانا اور ندا فرمائی کہ اے اُمت محمدؐ حکم میرا تمہارے لئے یہ ہے کہ میری رحمت نے سبقت کی ہے میرے غضب پر اور غصو میرا زیادہ ہے میرے عقاب سے مستجاب کرتا ہوں میں قبل اسکے کہ تم مجھ سے دعا کرو اور عطا کرتا ہوں میں نہیں قبل اسکے کہ تم مجھ سے سوال کرو جو شخص کہ تم میں سے میرے نزدیک آوے کہ گواہی دے

میری وحدانیت کی اور اس بات کی کہ محمدؐ بندہ اور رسولؐ میلا ہے اور صادق ہے مختار میں اور مختار ہے کروار میں اور شہادت دے اس بات کی کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ بھائی اور خلیفہ اور وصیؑ آنحضرتؐ کا ہے اور لازم کرے اپنے اوپر اطاعت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی جیسا کہ لازم کی ہے اطاعت محمدؐ کی اور گواہی دے کہ اولاد معصومین ان کی جو کہ عجائب معجزات رکھتی ہیں بعد ان کے خلفائے خدا ہیں جو جو لوگ کہ ان امور کا اقرار کریں گے میں ان کو داخل بہشت کردوں گا ہر چند گناہ ان کے مانند کف دریا ہوں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب خدا نے مبعوث کیا ہمارے پیغمبر محمدؐ کو ان حضرت کو وحی بھیجی کہ و ما کنتم بحجاب الطور اذ نادینا یعنی اسے محمدؐ نہ تھا تو جانب کوہ طور جس وقت کہ ندا کی میں نے تیری آست کو اور حق تعالیٰ نے محمدؐ کو وحی کی کہ کہ تو اسے محمدؐ و حمد و سپاس اس خداوند کے لائق ہو کہ پروردگار رہے عالموں کا اس نعمت پر کہ مجھے مخصوص کیا ایسی فضیلت اور آنحضرتؐ کی آست کو نازل کیا کہ ہیں الحمد للہ رب العالمین علیٰ ما خص صنایہ من ہذا الفضائل یعنی حکم کرتے ہیں کہ اس خداوند کی کہ پروردگار عالموں کا ہے اس بات پر کہ ہم کو ایسی فضیلتوں سے ممتاز کیا۔

قوله تعالیٰ اذکر فی الکتاب اسمعیل اِنَّہ کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیاً وکان یامر اہلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیاً یعنی یاد کر اسمعیلؑ کو قرآن میں کہ وہ صادق الوعد یعنی وفا کرنے والے تھے اپنے وعدے کے اور پیغمبرِ برسل تھے امر کرتے تھے اپنی اہل کو ادا کرے نماز و زکوٰۃ کے لئے اور پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

تیسرے مثنوی منقول ہے کہ برید عجبی نے حضرت صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جن اسمعیلؑ کو حق سبحانہ تعالیٰ نے صادق الوعد فرمایا ہے یہ سپر ابراہیمؑ علیہ السلام ہیں یا کوئی اور ہیں حضرت نے فرمایا کہ حضرت اسمعیلؑ قبل حضرت ابراہیمؑ کو واصل برمت الہی ہوئے اور حضرت ابراہیمؑ محبت خدا و صاحب شریعت تازہ تھے ان کے زمانے میں دو شخص پیغمبرِ برسل نہیں ہو سکتا پس حضرت اسمعیلؑ ابن ابراہیمؑ کیونکر رسول ہو سکتے ہیں بلکہ وہ پیغمبر تھے اور رسول نہ تھے۔

جن اسمعیلؑ کا حق تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کیا ہے یہ بیٹے ہیں حضرت خرقمیلؑ پیغمبر کے حق تعالیٰ نے ان کو مبعوث کیا ان کی قوم پر انہوں نے ان کو جھٹلایا اور قتل کیا اور قتل سے پہلے ان کے سر کی اور رخسار کی کھال کھینچی پس حق تعالیٰ نے اس قوم پر غضب کیا اسطفاً انہیں فرشتہ عذاب کو ان کے پاس بھیجا۔

جب وہ ان کے پاس آیا کہنے لگا کہ اے اسمعیلؑ میں سطا طائیل ملک عذاب ہوں رت الموت نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تمہاری قوم کو اگر تم کہو تو با نوار عذاب معذب کروں حضرت اسمعیلؑ نے کہا کہ اے سطا طائیل میں نہیں جانتا کہ ان پر عذاب ہو حق تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ تم کیا حاجت کہتے ہو انہوں نے عرض کی کہ اے پروردگار تو نے مجھ سے عہد لیا اپنی ربوبیت کا اور محمد صلم کی نبوت ان کے ادیب کی ولایت کا اور مجھے خبر دی ان اُمم کی جوان کی اُمت حسین ابن علیؑ صلوات اللہ علیہا کے ساتھ کرے گی اور تو نے وعدہ کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو دنیا میں دوبارہ بھیجوں گا کہ اپنے قاتلوں سے انتقام لیں تو اے پروردگار حاجت میری یہ ہے کہ مجھے بھی دنیا میں دوبارہ بھیج کہ جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے ان سے میں انتقام لوں پس خدا نے اسمعیلؑ بن خرقیلؑ سے وعدہ کیا کہ ان کو جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ دنیا میں بھیجے گا زمانہ رجعت میں۔

اور دوسری حدیث معتبر میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا صلم نے فرمایا کہ بہترین صدقات تصدق زبان ہے کہ کلمہ خیر بول کے آدمیوں کے خون کی حفاظت کرے اور برائیوں کو دفع کرے اور بلاد مسلمان کو نفع پہنچا دے پھر فرمایا کہ عابد ترین نبی اسرائیل وہ آدمی شمار ہوتا تھا کہ بادشاہ کے پاس مونسین کی حواجج میں سعی کرے ایک روز ایک عابد کسی مرد مومن کی کار سازی کے لئے بادشاہ پاس جاتا تھا راہ میں اس سے اسمعیلؑ بن خرقیلؑ سے ملاقات ہوئی عابد نے ان سے کہا کہ اس مقام سے حرکت نہ کرنا جب تک میں پھر کر تمہارے پاس آؤں جب وہ بادشاہ پاس گیا اپنے وعدہ کو قبول کیا حضرت اسمعیلؑ وعدہ کے موافق ایک برس تک اسی مقام پر کھڑے رہے حکم خدا سے اس جگہ ایک چشمہ آب جاری ہوا اور گھانسن جمی حضرت اس گھانسن کو کھاتے تھے اور اس چشمہ کا پانی پیتے تھے اور خدا تعالیٰ نے ایک ابر بھیجا کہ وہ ان پر ساپہ کرنا تھا ایک روز بادشاہ بارادہ سیر و تفریح سوار ہوا اور عابد بھی اس کے ساتھ تھا جب اس مقام پہنچے جہاں حضرت اسمعیلؑ نے توقف کیا تھا عابد کی نظر ان حضرت پر پڑی کہنے لگا کہ اب تک آپ نہیں تشریف رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ تو نے مجھ سے کہا تھا کہ یہاں سے حرکت نہ کرنا موافق تیری کہنے کے میں نے جنبش نہ کی حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی سبب سے حقیقتاً لائے ان کو صادق الوعدہ فرمایا ایک مرد جبار اس بادشاہ کے ساتھ تھا اس نے کہا کہ اے بادشاہ

یہ شخص جھوٹ کہتا ہے کہ اتنی مدت تک یہاں ٹھہرا ہا میں نے کمبر اس صحرا میں گزر کیا کبھی اسکو  
اس جگہ نہیں دیکھا، حضرت اسماعیلؑ نے اس سے خطاب کر کے فرمایا کہ اگر تو اپنے قول میں کاذب ہے  
تو خدا اپنی نعمتوں میں سے جو تجھے عطا کی ہیں بعض کو لے لیوے ہجر و فرار کے اس تبار کے سبب  
دانت گر گئے اس وقت اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں نے جھوٹ کہا اور اس بندہ صالح پر افترا  
کیا تو اس سے التماس کر کہ میرے واسطے دعا کرے کہ میرے دانت پھر عود کریں کہ میں مرد پیر ہوں  
اور دانتوں کا محتاج ہوں جب بادشاہ نے التماس کی حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا کہ میں دعا کروں گا  
بادشاہ نے کہا کہ آپ اس وقت دعا کیجئے ان حضرت نے فرمایا سحر کے وقت دعا کروں گا جب انہوں  
نے دعا کی حق تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور اسکو پھر دانت عطا کئے۔

حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بہترین اوقات دعا کے لئے وقت سحر ہے چنانچہ حقیقتاً  
نے ایک جماعت کی مدد کی ہے و بلا سحر رہے مستغفرون یعنی سحر و کو وہ لوگ خدا سے  
طلب آرزو کر رہے ہیں خوش ہو۔

## جناب سیدہؑ

۱، عن ابی جعفر علیہ السلام اذہ قال ولدت فاطمة علیہا السلام بمکة بعد مبعث  
رسول اللہ خمس سنین یوم الجمعة عشرين من جمادی الثانیة کتاب بخارا الاخبار میں امام  
محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا بیسویں مایح کو بارہ  
جمادی الثانی کی جمعہ کے دن کہ پانچ برس مبعث رسول خدا سے گزرے تھے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئی  
و ابوہا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ والہ و آئمہا خدیجۃ بنت خویلد واسمہا فاطمہ  
و کنیتہا أم الحسن و أم الحسین و أم الامتہ

اور علیہ بزرگوار اس معصومہ کے جناب رسالت اب محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں اور مادر گرامی  
ان کی جناب خدیجہ کبریٰ بنت خویلد ہیں اور نام اس جناب کا فاطمہ ہے اور کنیت اس سیدہ کو نمیں  
ام الحسن و أم الحسین و أم الامتہ ہے۔

روى الصدوق عن المفضل بن عمر انه قال قلت لابي عبد الله عليه السلام كيف كان ولادته فاطمة الزهراء عليها السلام محمد بن بابويه قفى عليه الرحمة لے کہ وہ محدثین موثقین علمائے امامیہ میں سے ہیں کتاب الامالی میں بسند معتبر مفضل بن عمر سے روایت کی ہے کہ کہا اس نے ایک روز میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ابن رسول اللہ غلام امیدوار ہے کہ کچھ حال تولد جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کا ارشاد فرمائیے کہ وہ معصومہ کس طرح پیدا ہوئیں قال نعم ان خدیجۃ لما تزوج بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ ہجرتھا منسوتۃ مکۃ فکن لا یدخلن علیہا ولا یستلمن علیہا ولا یترکن امرأۃ تدخل علیہا فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے کہ اے مفضل حال ولادت باسعادت جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کا اس طرح ہے کہ جب جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ حضرت خدیجہ کبریٰ کو اپنے عقد میں لائے اُس وقت زنانہ مکہ معظمہ نے خدیجہ کبریٰ سے ملاقات ترک کر دی اور سب نے زنانہ عرب کو منع کیا کہ ہرگز کوئی خدیجہ کبریٰ کے پاس نہ جائے اور نہ کوئی ان کو سلام کرے۔

فامستوحشت للآلک خدیجۃ البکرۃ وکان جزعہا وغمہا حذرًا علیہ تو جناب خدیجہ کبریٰ نے بسبب اپنی تنہائی کے نہایت پریشان ہوئیں اور زیادہ تر غم و الم ان کو یہ تھا کہ مبادا قریش جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ کو بسبب عداوت کے کچھ ضرر یا آسیب پہنچائیں۔ فلما حملت بفاطمۃ تحذرتھا من بطنہا وخصبرھا وکانت خدیجۃ تمکن ذالک من رسول اللہ من اے مفضل جب حضرت خدیجہؓ حاملہ ہوئیں اور جناب سیدہؓ نے شک مبارک میں قرار پایا تو وہ معصومہ ہمیشہ اپنی مادر گرامی قدر سے باتیں کیا کرتی تھیں اور اس وحشت تنہائی میں تسکین کرتی تھیں پس جناب خدیجہ کبریٰ نے کو کلام کرنے سے جناب سیدہؓ کے تسکین ہوتی تھی لیکن اس امر کو جناب رسالتابؐ سے چھپاتی تھیں۔

فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وما فمع خدیجۃ ۲ تحدت فاطمۃ ۲ فقال یا خدیجۃ من تحد ثنیۃ قالت یا رسول اللہ الخبیین الذی فی بطنی ایک روز ناگہان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ گھر میں تشریف لائے مٹنا حضرت نے کہ خدیجہ کبریٰ سے باتیں کرتی ہیں اور کوئی گھر میں نظر نہیں آتا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اے خدیجہ کبریٰ تم ابھی کس شخص سے باتیں کرتی

تھیں خالانکہ گھر میں کوئی موجود نہیں ہے خدیجہ کبرے نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ فرزند کہ میرے شکم میں ہے یہ مجھ سے ہمیشہ باتیں کیا کرتا ہے اور یہ فرزند ہر روز اس وحشت و تنہائی میں میرا انیس ہے اور مجھے تسکین و دلاسا دیتا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یا خدیجۃ ہذا جبرئیلؑ یشیر فی انہما انثی و انہما النسمۃ الطاہرۃ المیمونۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اے خدیجہ! یہ فرزند جو تمہارے شکم میں ہے یہ دختر نیک اختر ہے اور ابھی جبرئیلؑ امین حکم خداوند جلیل میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ یہ دختر پاک اور پاکیزہ ہے تمام عیوب اور نجاسات سے اور یہ دختر صاحب برکت و فضیلت ہے۔

وان اللہ تعالیٰ سيجعل نسلي منها و سيجعل نسلها ائمة و سيجعلهم خلفاء فی ارضہ بعد انقضاء و حیدہ اور اے خدیجہ! نسل میری اس دختر سے باقی رہے گی اور اسی کی نسل سے امام اور پیشوائے دین ہوں گے اور اے خدیجہ! جب میں دنیا سے رحلت کروں گا اور نازل ہونا وحی کا بعد میرے منقطع ہو جائے گا اس وقت حق سبحانہ تعالیٰ اولاد کو اس کی خلیفہ اور جانشین میرا کرے گا۔

فلم تنزل خدیجۃ علی ذالک الی الخ حضرت ولادت ہوا فتوتھت الی فسأء قریش ان تعالین لتلین ما تلی النسا من النساء فی جناب خدیجہ کبرے ہمیشہ سب طرح بسر اوقات کرتی تھیں کہ ایک مرتبہ درود زمان کو شروع ہوا اور وقت ولادت باسعادت جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام قریب پہنچا اسوقت خدیجہ کبرے نے زمان قریش سے کہلا بھیجا کہ اب وقت وضع حمل میرا قریب ہے اودیہ امر بد وین عورتوں کے تمام نہیں ہوتا ہے اسلئے تمہیں مناسب ہے کہ اس وقت اضطراب میں میری شہرکت کرو۔

فارسلن علیہا انت عصیتنا ولم تقبلی قولنا ونزوت جت محمدا یتیم الی طالب فقیرا فلسنا نجی ولا نلی من امرک ان عورتوں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ تم نے ہمارے کہنے پر عمل نہ کیا اور مجھ سے جو کہ یتیم ابو طالب اور مرد فقیر و محتاج ہے تم نے عقد کیا اسلئے ہم کسی طرح سے تمہارے گھر میں نہ آئیں گی اور ہرگز کوئی ہم سے مشرک تھا تو تھا ہوا گا۔

فَاغْتَمَتْ لِذَلِكَ خَدِيجَةً اَزْدَ خَلَّ عَلَيْهِمَا اَرْبَعُ نِسْوَةٍ كَانَتْ مِنْ نِسَاءِ بَنِي هَاشِمٍ  
فَقَضَتْ خَدِيجَةً مِنْهُمْ ؛

جب زمان عرب نے یہ جواب کہلا بھیجا اس وقت خدیجہ کبرئے نہایت معنوم و محزون ہوئیں اور  
اس فکر میں تھیں کہ خداوند اکون ایسا ہے کہ جو اس وقت میں میری اعانت کرے کہ ناگاہ چار عورتوں  
مقدم گوں بلند بالا کہ صورت ان کی زمان ہاشمید سے بہت مشابہ تھی حاضر ہوئیں اور حضرت خدیجہ  
کبرئے ان کو دیکھ کر خائف ہوئیں ؛

فَقَالَتْ اِحْدَثْنِي خَنَ رَسُلَ رَبِّكَ اِلَيْكَ وَخَنَ اخَوَانِكَ سَارَةَ وَهَذِهِ اَسْبَتُهُ  
بِنْتُ مِزَاحِمٍ وَهَذِهِ مَرْيَمُ وَهَذِهِ كُلُّهُنَّ اُخْتٌ مَوْسَى لِنَدَى مِنْكَ مَا لِي بِالنِّسَاءِ

جب ان عورتوں نے حضرت خدیجہ کو خائف دیکھا ایک نے ان میں سے کہا کہ اے خدیجہ تم خوف نہ کرو  
کہ ہم سب تمہاری بہنیں ہیں میں سارہ ہوں اور یہ آسیہ ہے اور یہ مریم ماورے عیسیٰ ہے اور یہ کلثم  
موسیٰ کی بہن ہے ؛ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہم کو تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ ہم اس وقت میں کچی  
وہ خدمت کریں کہ جو قابلہ کرتی ہے اور شریک ہوں آپ کے اس تنہائی میں ؛

فَجَلَسَتْ وَاحِدَةً مِنْهُمْ عَنْ يَمِينِهَا وَآخَرَ عَنْ يَسَارِهَا وَالثَّالِثُ بَيْنَ يَدَيْهَا وَالرَّابِعَةُ  
مِنْ خَلْفِهَا اِس وقت ان میں سے ایک عورت دست راست خدیجہ کبریٰ کے بیٹھی اور دوسری  
دست چپ کی طرف اور تیسری روبرو اور چوتھی پس پشت بیٹھی ؛

فَوَضَعَتْ فَاطِمَةُ طَاهِرَةً مَطَهْرَةً فَلَمَّا اسْقَطَتْ اِلَى الْاَرْضِ اشْرَقَ مِنْهَا النُّورُ حَتَّى اَدْخَلَ  
مِيزَانَاتِ مَكَّةَ بِسْ اُس وقت جناب سیدہ پاک اور پاکیزہ متولد ہوئیں اور جب جناب فاطمہ  
زہرا صلوات اللہ علیہا شکم اظہر خدیجہ کبرئے سے باہر تشریف لائیں اس وقت ایک نور اُس  
معصومہ سے ایسا سا طبع ہوا کہ ہر گھر مکہ معظمہ کا اس نور سے روشن ہوا ؛

اُولَہِ مَبْقٰی نے شرق الارض و غربہا موضع الا وشرق ذالک النور فیہ اور بعد اسکے وہ نور  
تمام عالم میں مثل صبح صادق کے منتشر ہوا اور مشرق سے تا مغرب کوئی مکان ایسا نہ تھا کہ اس  
نور سے منور نہ ہوا ہو ؛

فَسَمَّیْ دَخَلَ عَشْرَ مِنْ الْحَوَارِ الْعِیْنِ مَعَ كُلِّ اِحْدٰی مِنْهُمْ طُسْتُتْ وَاَبْرَقَ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِي



اجماعاً و قیاماً الکواثر بعد اس کے دس حودیں بہشتی کہ ہر ایک کے ہاتھ میں طشت اور آفتابہ آب کوثر سے بھرا  
 ہوا تھا لے کر حاضر ہوئیں فتا ولتھا المرأة التي بين يديها فضلتها بماء الكواثر ووه في بي جوج  
 روبرو خديجة كبريكة بیٹھی تھیں انہوں نے جناب فاطمہ زہرا کو اپنی گود میں لے کر آب کوثر سے غسل دیا  
 فاخرجت خرتين مبضاوين اشتد بياض من اللبن واطيب ريح من المسك والعنبر  
 فلقتها با واحدة وقفعتها بالثانية اور دو پارچہ سفید نکالے کہ دودھ سے زیادہ سفید تھے اور  
 خوشبو میں بہتر تھے خوشبوئے مشک و عنبر سے اور اس معطر نے ایک پارچہ بہشتی میں جناب سیدہ کو  
 لیٹایا اور دوسرے کو بطور قفصہ اس معصومہ کے سر اقدس پر ڈالیا ثم استنطقت فنطقت فاطمة  
 علیہا السلام یا شہدان لا اله الا الله واشهد ان محمداً رسول الله واشهد ان بعلي علياً  
 سيداً لا وصياً وولد من سادة الاسباط بعد کے اس بی بی نے فاطمہ زہرا سے کہا کہ اے  
 معصومہ کچھ کلام کرو اسی وقت جناب سیدہ فی فرمایا کہ گواہی دیتی ہوں اسکی کہ کوئی حجۃ ذات باری  
 تعالیٰ لائق پرستش نہیں ہے اور بلاشبہ باب میرے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم و ارواحہ  
 سلف ہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ مشور میرے علی سردار اوصیا ہیں اور فرزند میرے سردار جو انان  
 خلد ہیں ثم سلمت علیہن وودعت کل واحدة منهن باسمها وابتلن بفحکن علیہا  
 و تابشت الحور العین ونبشرا هل اسموات بعضهم بعضاً اور بعد کے جناب سیدہ نے ان  
 چاروں خواتین معطرہ کو نام بنام سلام کیا اور ان خواتین معطرہ نے جواب سلام دیا اور نہایت مسرور  
 ہوئیں اور ہر ایک بی بی نے جناب خدیجہ کبریا کو مبارکباد دی اور حمدان بہشتی نے بھی آپس میں  
 مبارکباد دی اور اہل آسمان میں بھی اس وقت مبارکباد کا شور بلند ہوا وحدث في السماء فوس  
 ظاهر لم تراه الملائكة قبل ذلك فتناولتها خديجة الكبرى فرجته والفتها ثم هيأته  
 علیہا فكلت فاطمة علیہا السلام تمنى في اليوم كما ينبغي الضيعة في الشمس وهي تمنى في  
 الشهر كما ينبغي في السنة اور آسمان میں کچھ ایسی روشنی پیدا ہوئی جو فرشتوں نے کبھی نہ دیکھی  
 تھی اس وقت حضرت خدیجہ نے جناب سیدہ کو اپنی گود میں لیا اور نہایت شاد و مسرور ہو کر  
 اس معصومہ کو دودھ پلایا

فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ فاطمہ زہرا ہر روز اس قدر بڑھتی تھیں کہ جس قدر اور

اطفال ایک جہینے میں بڑھتے ہیں اور ہر جہینے میں اس قدر بڑھتی تھیں کہ جن قدر اور اطفال ایک سال میں بڑھتے ہیں، عن جعفر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قلت یا بن رسول اللہ لہ سمیت فاطمۃ الزہراء بعد مقتدر بابر سے منقول ہے کہ کہا اُس نے ایک روز میں نے جناب صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ یا بن رسول اللہ کیا وجہ ہے اسکی کہ جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام نہ بڑھتے ہیں فقال لی لان الله تعالى خلقها من نور عظمتہ فلما اصنعت السموات والارض بنورها غشيت البصار الملائكة جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بسبب زہرا کہنی کا یہ ہے کہ جناب اقدس الہی سے اس معصومہ کو اپنے نور عظمت و جلال سے خلق کیا ہے اور جب نور جناب فاطمہ علیہا السلام کو پیدا کیا تو اُس وقت ساتوں آسمان اور زمین اس نور سے ایسے روشن ہوئے کہ آنکھ تمام فرشتوں کی خیرگی کرنے لگیں۔

فخرت الملائكة للهِ ساجدين وقالوا الهنا وسيدنا ما هذا النور جبکہ فرشتوں نے روشنی اس نور اقدس کی اس مرتبہ میں دیکھی سب نے سر اپنے سجدہ میں جھکائے اور عرض کیا کہ اے مالک ہمارے یہ نور کیسا ہے جسکی چمک سے آنکھیں ہماری خیرگی کرتی ہیں اور تمام آسمان و زمین روشن ہیں فارحی اللہ تعالیٰ الیہم یا ملائکتی هذا نور من نور سے اسکنتم فی سمواتی خلقتمہ من عظمتہ جبکہ فرشتوں نے جناب اقدس باری میں استفسار حال اس نور کا کیا ارشاد ہوا کہ اے ملائکہ یہ وہ نور ہے کہ جس کو ہم نے اپنے نور سے خلق کیا اور درمیان آسمانوں کے اسے ساکن کیا ہے اور اس نور کو ہم نے اپنی عظمت و جلال سے پیدا کیا ہے۔

اخرجه من صلب نبی من انبیائی افضلہ علی جمیع الانبیاء اور اے ملائکہ ہم اس نور کو صلب سے ایک اپنے نبی کے باہر لائیں گے اور وہ نبی ہم افضل ہوگا تمام انبیاء سے۔  
واخرج من ذالک النور ائمة یقومون بامرہ یدون الی خلقہ واجعلہم خلقا فی الارض بعد انقضاء وحیی اور اے ملائکہ اس نور سے پیدا کریں گے ہم کئی امام اور پیشوائے دین کہ وہ سب ہمارے حکم کو برپا کریں گے اور خلق کو میری طرف ہدایت کریں گے اور بسبب منقطع ہو جائے گی وحی تو وہ سب میرے خلیفہ ہونگی تمام روئے زمین پر۔

قال عبید اللہ بنی فی الغری بین سمیت مرثیہ بنو لا تھا قلت عن الرجال وسمیت

فاطمہ علیہا السلام بتولاں تھا بملت عن النظم لکھا ہے عبیدہ رومی نے غریبین میں کہ نام رکھا گیا مریم کا بلفظ بتول کہ علیہ کی گئی ہیں مردوں سے اور نام رکھا گیا جناب سیدہ کا بھی بلفظ بتول کہ علیہ کی گئیں نظیر سے اپنی یعنی بے مثل و بے نظیر تھیں۔

آپا لہا مشہد العسکری سالت صاحب العساکر علیہ السلام لم سمیت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام فقال کان وجهہا یزہر کالمیر المؤمنین علیہ السلام من اول النہار کالشمس الضیاء وعند الزوال کالقمر المنیر وعند الغروب کالکوکب الدری فیقول کیا ہے ابو ہاشم عسکری نے کہ سوال کیا میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے کہ کس واسطے نام رکھا گیا جناب فاطمہ کا بلفظ نہ ہرا ارشاد فرمایا کہ روشن اور درخشاں ہوتا تھا چہرہ پُر نور اُس سیدہ کا سرور امیر المؤمنین علیہ السلام کے لئے اول روز میں مثل آفتاب کے جو بلند ہوا اور وقت زوال مثل ماہ تابان کے اور وقت غروب مثل ستارہ روشن کے۔

الحسن بن یزید قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام لم سمیت فاطمۃ الزہراء فقال لان لہا فی الجنة قبة من یافرة حمراء وارتفاعہا فی الهواء مسیرۃ سنۃ معلقۃ بعد الخبار لا علاقة لہا من فوقہا فتمسکھا ولا دعامة لہا من تحتہا فتلزمہا لہا مائة الف باب علی کل باب الف من الملائکۃ یراھا اهل الجنة کما یری احدکم الکوکب الدری الزہراء فی افق السماء فقولون ہذا الزہراء فاطمۃ علیہا السلام حسین ابن یزید نے بیان کیا ہے کہ عرض کیا میں نے خدمت ابا عبد اللہ علیہ السلام میں کس واسطے نام رکھا گیا جناب فاطمہ علیہا السلام کا بلفظ نہ ہرا امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس جناب کے واسطے جنت میں ایک قبة ہے یافوت سرخ کا اور وہ ہوا میں معلق ہے کہ بلندی اسکی ایک برس کی راہ اور لٹکا ہوا ہے قدرت خدائے عز و جل سے نہ اسکو علاقہ ہے اوپر سے یعنی کسی زنجیر وغیرہ میں لٹکا نہیں ہے اور نہ اس قبة کے نیچے کوئی ستون ہے کہ اس پر دھرا ہو اور اسکی سو ہزار دروازہ ہیں اور ہر قدم میں ہزار ملائکہ ہیں دیکھتے ہیں اہل بہشت اسکو اس طرح جیسا اہل زمین ستارہ روشن کو دیکھتے ہیں پس کہتے ہیں اہل بہشت کہ یہ قبة نہ ہرا یعنی نہ فاطمہ علیہا السلام ہے۔

(۲) عن ابان بن تغلب اٹھ قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام یا بن رسول اللہ

لمسمیت فاطمة الزهراء کتاب علل الشرائع میں ابان بن تغلب سے منقول ہے کہا اُس نے ایک روز میں نے خدمت باسعادت جناب صادق علیہ السلام میں عرض کیا کہ یا بن رسول اللہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کو زہراء کیوں کہتے ہیں؟

فقال علیہ السلام لانھا تزہرت امیر المؤمنین علیہ السلام فی النہار ثلاث مرات بالنور حضرت نے فرمایا کہ اسے ابان؟ سبب زہراء کہنو کا اس معصومہ کو یہ ہے کہ نور اس جناب کا ہر روز تین مرتبہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے لئے ظاہر ہوتا تھا۔

نکاحی زہراء نور و جہا بعد صلوٰۃ الغداۃ والناس فی فراشہم فیدخل بیاض ذالک النور الى حجر تھم بالمدینۃ فیتقیض حیطانہم پس اسے ابان؟ جس وقت کہ صبح کو جناب سیدہ ادا کرنے کو نماز کی محراب عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں اور تمام خلق اس وقت اپنے فرش خواب پر ہوتی تھی اس وقت ایک نور ایسا پیشانی اقدس سے ساطع ہوتا تھا کہ تمام گھر مدینہ منورہ کے اس نور سے سفید و روشن ہو جاتے تھے اور وہ دیوار نورانی ہو جاتی تھی۔

فالناس یسبحون من ذالک فیسالونہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فیرسالہم الى المنزل فاطمہ علیہا السلام پس دیکھتے ہیں اس نور کے تمام خلق مدینہ کی تعمیر ہوتی تھی اور سب جمع ہو کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور عرض کیا کرتے تھے یا رسول اللہ سبب اس نور کا ارشاد ہو کہ یہ کیسا نور ہے جس کی چمک سے تمام در و دیوار منور ہو جاتی ہیں تو جناب رسالت اکرم فرماتے تھے کہ تم سب دو لکھتے فاطمہ پر جاؤ و مل سبب اس کا تم پر روشن اور ظاہر ہوگا۔

فباتون منزلہا فیروزہا قاعدۃ فی محرابہا تھتے والنور یسطع من وجہہا فیلعبون انہ کان من نور فاطمہ علیہا السلام پس سب لوگ حسب ارشاد جناب سید المرسلین دو لکھتے سبکۃ النساء العالمین پر حاضر ہو کر دیکھتے تھے کہ وہ معصومہ محراب عبادت میں نماز پڑھ رہی ہیں اور اور چہرہ انویس ایک نور تہ نور کتاب سے ساطع ہے اس وقت سب کو یقین ہوتا تھا کہ وہ نور جس سے تمام گھر اور در و دیوار مدینہ کے روشن ہوئے تھے وہ یہی نور ہے۔

فاذا انتصف النہار ونہیت للصلوۃ ظہر وجہہا بالصفرة فتدخل الصفرة فی حجرات الناس فتصفروا وانام وثیابہم پھر فرمایا حضرت صادق علیہ السلام تے کہ ابان؟

جب اوقات قریب زوال کے پہنچا تھا اور جناب سیدہ ہبیائے نماز ظہر ہوتی تھیں اُس وقت ایک فرما  
مائل بزردی جبین مبارک سے اس جناب کے ایسا روشن ہوتا تھا کہ تمام گھر اور دیوار و در و مدینہ  
منورہ کے زرد ہو جاتے تھے اور رنگ ہر شخص کے چہرہ کا مائل بزردی نظر آتا تھا فیا تون النبیؐ  
و یستوفیہ عنہ فیرسلہم الی منزل فاطمہ علیہا السلام تو اُس وقت تمام اہل مدینہ جمع ہو کر  
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور سبب زرد ہونے کا در و دیوار  
آنحضرت سے پوچھتے تھے اُس وقت جناب رسالت آج فرماتے تھے کہ جاؤ تم دو لکڑے فاطمہ زہرا پر  
کہ وہی سبب اس کا معلوم ہو جائے گا :

فیا تون فیہ و تمنا فاعلمہ فی محرابہا وقد زہر نور و جمہما بالصفرة فیعلمون ان النور الذی  
رؤا کان نور فاطمہ علیہا السلام پس جب وہ سب خانہ فاطمہ زہرا پر حاضر ہوتے تھے تو دیکھتے  
تھے کہ وہ جناب محراب عبادت میں مشغول بہ نماز ظہر ہیں اور اس وقت ایک نور زرد چہرہ انور سے  
ایسا ساطع ہے کہ تمام در و دیوار اس نور کی چمک سے زرد ہو گئی ہیں پس اس وقت سب جانتے تھے  
کہ تمام گھر اہل مدینہ کے اور لباس سب کے بسبب اس نور کے مائل بزردی ہیں :

فاذا کان آخر النهار و غربت الشمس احمروا جمہما علیہا السلام فرحاً و شکرًا للذی کان  
تحمز بہ یطمان المدینۃ پس جب آفتاب غروب ہوتا تھا اُس وقت جناب سیدہ سبرورہ  
تمام مشکر خدائے عز و جل کرتی تھیں اس حالت میں ایک ایسا نور سرخ چہرہ انور سے ساطع ہوتا تھا  
کہ تمام در و دیوار مدینہ کی اسکی روشنی سے سرخ ہو جاتی تھی اور ہر شخص اپنے اپنے لباس اور اپنے چہرہ کو  
سرخ پاتا تھا فیسئلون عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ عنہ فیرسلہم الی منزل فاطمہ  
علیہا السلام پس اُس وقت اہل مدینہ متعجب ہو کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت باسعادت میں  
حاضر ہوتے تھے اور سبب اس کا پوچھتے تھے تو حضرت ان سب کو دو لکڑے جناب فاطمہ پر بھیجتے  
تھے تاکہ حال اس نور سرخ کا سب پر ظاہر ہو :

فیروئھا جالستہ تسبیح اللہ سبحانہ و نور و جمہما ینزہر بالحمرة فیعلمون النور الذی  
رواہ کان من نور فاطمہ علیہا السلام بحسب ارشاد آنحضرت کے اہل مدینہ دو لکڑے جناب  
سیدہ پر حاضر ہوتے تھے اور اس وقت دیکھتے تھے کہ وہ معصومہ محراب عبادت میں مہیا

نماز ہیں اور تسبیح اور شکر خدائے عوجل میں مصروف ہیں اور ایک نور مخرج چہرہ اور سے ایسا روشن ہے کہ تمام در و دیوار چمک سے اسکی منور ہو رہے ہیں پس سب کو معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ نور جسکے سبب سے تمام گھر مدینہ کے مخرج ہو رہے ہیں وہ یہی ہے۔

فلما تنزل ذالک التورنی وجہم ہا حتی ولدا الحسین علیہ السلام فہو یتقلب فی وجہہا الی یرم القیمة فی لائمة منا بعد انان فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ وہ نور مدت دراز تک اسطرح بنیاد سیدہ کی پیشانی اور سے روشن رہا یہاں تک کہ جناب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے پس وہ نور اس روز سے پیشانی امام حسین علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا اور بعد ان کے اسطرح ہر امام کی طرف آیا اور میں ہی تاقیامت منتقل ہوتا رہے گا۔

(۳) فی علل الشرائع روع ابن متوکل عن سعد عن عیسیٰ عن محمد بن سنان عن ابن مسکان عن ابن محمد بن مسلم الثقفی اثنہ قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام کتاب علل الشرائع میں روا کی ہے ابن متوکل نے سعد سے اور اس نے عیسیٰ سے اور اس نے محمد بن سنان سے اور اس نے ابن مسکان سے اور اس نے ابن محمد بن مسلم ثقفی سے کہ کہا اسنے میں نے اس حدیث کو سنا امام محمد باقر علیہ السلام سے اثنہ یقول الفاطمۃ وقفت علی باب جہنم فاذا کان یوم القیمة کتب بین عینی کل رجل مو من اوکا فر فرمایا آنحضرت نے کہ جب قیامت برپا ہوگی اس دن جناب فاطمہ زہرا دروازہ جہنم پر کھڑی ہونگی اور پیشانی پر ہر شخص کے لفظ مومن باللفظ کا فر لکھا ہوگا۔ فیوم رجل قد اکثر ذنوبہ الی النار فتقرع فاطمہ علیہا السلام بین عینیہ محبتا میں ایک شخص کو کہا اس نے گناہ بہت کئے ہوں گے حکم خدائے عوجل ہوگا کہ یہ بندہ کثیر العصیان داخل جہنم ہو پس فرشتے اسکو جہنم کی طرف لے جائیں گے جب وہ دروازہ جہنم پر پہنچے گا جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام دیکھیں گی کہ پیشانی پر اسکے لفظ محب لکھا ہے۔

فتقول اللہ وسیندی ستمتی فاطمہ وفطمہ بل من النار من تولاہی وذرہتی وعد اللہ الحق وامت لا تخلف الیعدا ہیں اور سوقت جناب سیدہ یہ دیکھ کر درگاہ خداوند جلیل میں عرض کریں گی کہ اے مالک میرے تو نے اپنے فضل و کرم سے نام میرا فاطمہ رکھا ہے اور وعدہ کیا ہے تو نے اسکا کہ جو فاطمہ اور اولاد فاطمہ کو دوست رکھے گا میں اسے داخل جہنم نہ کروں گا اور

وعدہ تیل بیج ہے اور تو کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، فیقول اللہ عز وجل صدقت فاطمہ، والیٰ شمتک فاطمہ وطمعت بک من اجبتک وتولاک واحب ذریتک ووعدت الحق وانالا اخلف الميعاد پس اس وقت درگاہ جناب اقدس الہی سے ارشاد ہوگا کہ اے فاطمہ بیج کہا تو نے کہ ہم نے نام تیرا فاطمہ رکھا ہے اور جدا کیا ہے ہم نے آتش دوزخ سے اسکو کہ جو تجھ سے اور تیری اولاد سے محبت رکھے اور وعدہ میرا حق ہے اور میں خلاف اپنے وعدے کے نہیں کرتا وانما امرت بعید هذا الى التار لتشتعینی فیہ فاشفعک اور اے فاطمہ اس بندہ گنہگار کو وہ زرخ کا اس لئے حکم دیا تھا کہ تو اسکی شفاعت کرے اور میں تیری شفاعت کو قبول کروں ولتبتین علی ملائکتی وانبیاء ورسلی واهل الموقف متی مکانک عندی اور تاکہ ظاہر ہو اور دیکھیں سب فرشتے اور سب انبیاء اور رسولان اولوالعزم اور تمام اہل محشر رتبہ تیرا اور قدر اور منزلت تیری جو میرے نزدیک ہے، فمن قرأت بین عینیہ مومنا فخذنیہ وادخلنیہ الجنة میں اے فاطمہ اب ہم نے تجھے اجازت دی کہ جسکی پیشانی پر نقطہ مومن لکھا ہو تو ہاتھ اس کا پکڑ کر بے تامل داخل بہشت کرے، ذی الامالی والحضال ومعانی الاخبار عن الامجد اللہ علیہ السلام اثنہ قال فاطمہ علیہا السلام تسعة اسماء عند اللہ عز وجل فاطمہ والصدیقة والمبارکة والطاهرة والزکیة والراضیة والمرضیة والمحدثة والزہراء کتاب الامالی اور حضال اور معانی الاخبار میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جناب میرا کے تو نام ہیں نزدیک خدا کے عز وجل کے یعنی فاطمہ اور صدیقہ اور مبارکہ اور طاہرہ اور زکیہ اور راضیہ اور مرضیہ اور محدثہ اور زہراء۔

تقال اندر آتے شیء تفسیر فاطمہ قلت جعلت فداک یقیناً ماہر قال علیہ السلام فطمعت شیعتہما من التار فقال لی ان امیر المؤمنین علی لا تزوجہا لما کان لہا کفو الیوم القیامۃ علی وجہ الارض آدم ومن دونه راوی کہتا ہے کہ بعد اسکے فرمایا مجھ سے حضرت صادق علیہ السلام نے کہ آیا جانتا ہے تو کہ معنی فاطمہ کے کیا ہیں میں نے عرض کیا کہ یا بن رسول اللہ قرآن میں آپ پر مجھے معلوم نہیں امیدوار ہوں آپ ارشاد کیجئے کہ کیا معنی ہیں فاطمہ کے حضرت نے فرمایا کہ معنی فاطمہ کے یہ ہیں کہ وہ معصومہ جدا کرنے والی ہیں شیعوں کو اپنے



آتش دوزخ سے بعد اسکے فرمایا کہ اگر جناب امیر علیہ السلام سے عقد اس معصومہ کا نہوتا تو اور کوئی شخص تبدیل نہ ہوتا حضرت آدمؑ سے تا قیامت ہمسرا و مثل اس معصومہ کا نہ تھا کہ جس سے عقد ان کا ہوتا مومنین اس حدیث سے بھی علمائے ہمارے استدلال کیا ہے فضیلت جناب امیر المومنین اور فضیلت جناب سیدہؑ پر کہ افضل ہیں جناب سیدہؑ بھی تمام انبیائے سلف سے

(۴۲) لقد روي في بحار الانوار عن ورقة ابن عبد الله الاذوي انه قال خرجت حاجا الى بيت الله الحرام راجيا لثواب الله العلام ورقة سے منقول ہے کہ کہا اس نے ایک سال میں تحصیل ثواب کے لئے بقصد حج روانہ کعبہ ہوا فیدنہما اطوف واذا انا بخارجة مملوءة ملحة الوجه عند بكة الكلام وهي تماري بفصاحة منطقها پس جبکہ میں خانہ کعبہ میں پہنچا اور طواف کر رہا تھا میں مشغول ہونا گاہ دیکھا میں نے کہ ایک عورت گندم گوں خوشبو شیریں کلام کمال فصاحت و بلاغت جناب اقدس الہی میں مکر رہی ہے۔

وہی تقول اللهم رب الكعبة الحرام والحفظة الكرام وزمزم والمقام والمشاعر العظام ورب محمد خير الانام والله البررة الكرامان تحشر مع ساداتي الطاهرين وابنائكم الغرة المحجلين الميامين اور وہ عورت یہ دعا کر رہی ہے کہ اس مالک کعبہ محترم اور ملک مقام زم زم اور اسے پروردگار عرفات و مشعر معظم اور اسے خالق حافظین کعبہ مکرم اور اسے پروردگار محمد و آل محمد بہترین عالم امیدوار ہوں تیرے فضل و کرم سے کہ مجھے محشور کرنا میرے آقاؤں کے ساتھ کہ جو طاہر اور پاک ہیں اور محشور کرنا ہمارے نبی اولاد و امجاد کے کہ جو صاحب یمین و برکت ہیں اور چہرے اور اعضا ان کے نورانی ہیں۔

الا فاشهدوا يا جماعة الحاج والمعتمر ان مولی خیرة الاخيار وصفوة الابرار الذين علی قدورهم علی الاقداس وارتفاع ذکرهم نے سائر الامصار المرتدین بالفجار آگاہ ہوا ہے جماعت حجاج و معتمرین اور گواہ ہو کہ بے شبہ پیشوا اور آقا میرے بہتر ہیں ان سے جو بہترین خلق ہیں اور برگزیدہ ہیں ان سے جو نیکو ترین خلق ہیں اور آگاہ ہوں سب حجاج کہ رہنا میرے وہاں کہ جن کا رتبہ بلند اور برتر ہے تمام مخلوقات کے رتبہ سے اور فضائل و مناقب ان کے مشرق سے تا مغرب تک ہیں اور چاہدین فخر و شرف کی ان کے دوش ہائے مبارک پر پڑی ہیں۔ قال ورقة قلت يا جارية اني لا ظنك من مولی اهل البيت عليهم السلام فقالات اجل قلت لها من

انت قالت انافضة أمة فاطمة الزهراء علیہا السلام ورقة کہتا ہے کہ میں نے یہ سنکر ان سے کہا کہ اسی  
زن زیندار تھا کہ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ تم کمیز ہو کثیران المہبت الہام میں سے ان مظلّم نے کہا  
کہ البتہ میں نے کہا نام تمہارا کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ نام میرا فضّہ ہے میں لوٹدی ہوں جناب سیدہ  
فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی نقلت لہا مرجبا واهلا لقد كنت متشتتا الى كلامك  
و منطلقا فاريد مناش الساعه ان تجيبني عن مسئلة سالك ورقة کہتا ہے کہ جب مجھے معلوم  
ہوا کہ یہ فضّہ ہیں تو کہا میں نے کہ مرجبا سے فضّہ میں ایک مدت سے مشتاق آپ کے کلام کا تھا اب میں  
آپ سے کچھ پوچھتا ہوں جواب اس کا مجھے دیجئے فاذا فرغت من الطواف فقف عند سوق  
الطعام حتى اتيك وانت متابة تو اسے وضّہ جب تم طواف سے فارغ ہونا اس وقت بازار  
طعام میں ایک لمحہ توقف کرنا اور اس تدریجاً انتظار کرنا کہ میں بھی طواف سے فارغ ہو کر تمہارے  
پاس آؤں حق سبحانہ تعالیٰ تم کو اجر اس کا عطا کرے۔

فا فرتماني الطواف فلما فرغت منه و اردت الرجوع الى منزلي جعلت طريقى على سوق  
الطعام واذا انا بها جالسة في معزل عن الناس ورقة کہتا ہے کہ یہ کہہ کر میں مشغول بطواف ہوا  
اور فضّہ بھی طواف میں مشغول ہوئیں پس جبکہ میں نے طواف سے فراغ حاصل کیا اور اپنے گھر  
روانہ ہوا تو بازار طعام کی طرف سے گیا دیکھا میں نے کہ فضّہ علیہا السلام ایک گوشہ میں منتظر میری  
بیٹھیں میں نقلت لہا یا فضّہ اجربی عن مولانا فاطمة الزهراء وما الذي رايت عند وفاتها  
بعد موت ابیہا محمد صلی اللہ علیہ والہ کہ میں نے کہ اسے فضّہ میں چاہتا ہوں کہ بیان کر دیجئے  
حال وفات جناب سیدہ فاطمہ زہرا کا جو کچھ کہ بعد جناب سید کا ثبات کے اس معصومہ پر گذرا اور  
تم نے اسکو مشاہدہ کیا قال ورقة فلما سمعت كلامي تغرمت عيناها بالدموع ثم تحببت  
نادية وقالت يا ورقة هي حبيبت عليّ حزنا ساكنا واشجاء نافي فرادى كامنة ورقة کہتا ہے جبکہ  
فضّہ نے نام جناب سیدہ اور رسول خدا کا سنا آنکھوں میں اشک بھرا لیں اور ایک آہ کی اور کہا  
کہ اے ورقہ! اس وقت میرے اندر وہ کونسا تازہ کیا اور زخم دل پر تک چھڑکا۔

فاسمع الان ما شاء الله من هذا عليهما السلام اذ لما قبض رسول الله صلى الله عليه  
واله افجع له الكبير والصغير وكبر عليه البكاء وعظم رزعه على الاقر باء ولا صحاب

پس اسے وقفہ جو کچھ کہ میں نے پچھتم خود دیکھا ہے اُسے جو کوشش دل سُن وہ یہ ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے دنیا سے رحلت کی تمام غور و بزرگ اور زن و مردان حضرت کے در و فراق سے مغموم ہوئے اور سب صغیر و کبیر متفقہ اور غیب ہوئے اور سب سے زیادہ حُزن و غم اس مصیبت میں اہلبیت اطہار اور اصحابِ اخیر کو تھا۔

ملفوظ الاکل بالک و بالکۃ اور کوئی شخص مدینہ میں ایسا نہ تھا کہ میں نے اسے روم نہ دیکھا ہوں اور  
لیکن فی اهل الارض والاقر باء اشد طوتا دا عظم کبار من مولائی فاطمۃ الزکریا اور باوجود  
اسکے کہ تمام خلق اس جناب کے غم میں فوہ کرتی تھی لیکن بمقامی اور بتیابی جناب فاطمہ زہراؑ کے سب سے  
زیادہ تھی اور عدم بدم اندوہ و غم ان کا فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ میں زیادہ ہوتا تھا اور گریہ و  
نارسی ان کی ماتم سید عالم میں کم نہ ہوتی تھی؛

فجلسست سبعة ايام لا يعدل لها اين ولا يسكن منها حين يها ان مك كسات شبانه روز  
تا تم سے نہ اٹھیں ورنہ ان ايام میں کوئی دم جناب سیدہ کو گاہ و زاری و مالہ و بے قراری سے سکون نہ تھا  
وکل يوم جاء كان بكا تها اكثر من اليوم الاول اور جو دن کہ آتا تھا غم جناب سیدہ کا بڑھتا جاتا تھا  
فلما كان في الثامن ابدت ما كتمت من الحزن فلم تطق صبرا اذ خرجت وصريحت بكاء تها  
من نعم رسول الله صلى الله عليه واله تنطق پس جبکہ وفات جناب سیدہ کائنات کو آٹھواں دن  
ہوا غم و اندوہ فراق رسول خدا کا ان معصومہ سے ضبط نہ ہو سکا اور جو غم و الم کہ دل محزون جناب  
سیدہ میں چھپا ہوا تھا وہ ظاہر ہوا پس جبکہ بارگاہ صبر نرم اور روتے روتے طاقت ضبط نہ رہی وہ  
معصومہ بتقرار ہو کر دو نعت و دو تسلیے سے کل آئیں اور بارگاہ بلند روتی تھی اور بین کرتی تھیں اور  
اسوقت آواز جناب سیدہ یعنی آواز رسول خدا معلوم ہوتی تھی ۔

فتبا دہت النشوان وخرجت الولائد ففتح الناس بابكاً ورد الخشب وجاء الناس من كل مكان وأطفيت المصابيح لكيلا تبين صفحات النساء حب آواز گریہ و یکاے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی عورتوں نے سخی اس وقت اپنے گھروں سے مع اطفال باہر نکل آئیں وہ سب لوگ رونے لگے اور کچھ لوگوں نے بڑھکے جہاں جہاں چراغ جلتے تھے بجھا دیئے تاکہ نظر ناموس کی عورتوں کے چہروں پر نہ پڑے؛

وخیل الى الشوان ان رسول الله صلى الله عليه واله قد قام من قبله وصارت الناس في  
دهشت وحره لما قد رهمهم اور عورتوں کو اس وقت یہ گمان ہوا کہ جناب رسول خدا قبر  
یا ہر تشریف لائے ہیں اور اسی خیال سے سب زن و مرد متحیر و مدہوش ہو گئے۔

وہی تنادی و تندب اباہا و ابتاہ و اصفتاہ و احملاہ و اربیع الامل و البتاعی من القبلة  
والمصلے من لا ینتک الثکلا اور اس وقت جناب سیدہ آواز بلند یہ نوحہ اور مین کرتی تھیں کہ ہائے  
اے پدر عالمقدار محمد مصطفیٰ ام ہائے اے برگزیدہ خدا ہائے اے وایت بیوہ زنان ہائے اے پدر یتیمان اب  
کون ہے بعد آپ کے کہ جو زینت قبلہ و نماز ہوا اور کون ہے بعد آپ کے کہ فریاد رس ہو اس مصیبت فر  
کا ثمر اقبلت تغثر فی اذیالہا وھو لا تبصر شیتا من عبرتھا و تواتی دمعتھا حتی دنت من  
قبرا یمھا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و تبعہ ان جناب سیدہ روضہ اقدس رسول خدا کی طرف واپس  
اور بسبب کثرت رقت کے اس معصومہ کو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور بے خودی سے اپنے مبارک بار  
گوشہ جاوہر میں الجھ جاتا تھا یہاں تک کہ ہزار دشواری اُفتاں و خیزاں قبر مطہر رسول خدا تک پہنچیں  
فلما نظرت الی الحجرة و رقع طرفھا علی الماذتہ فصر خطاھا و دام نجیبھا و بکائھا الی ان  
غشے علیھا پس جبکہ جناب سیدہ کی نظر اقدس حجرہ مقدسہ رسول خدا پر پڑی اور اس گلہ مستہ کو کہ جس پر  
بلالہ اذان کہتے تھے دیکھا پس دیکھتے ہی اس کے تدمہائے مبارک نے چلنے سے کوناہی کی اور بے اختیار  
غما و وابتاہ اور نالہ و امحڑاہ زبان اقدس پر جاری ہوا اور اس معصومہ کی آؤ کار و سنے رونے  
غش آگیا و فتبادرت الشوان الیھا فنظعن الماء علیھا و علی صدریھا و جبینھا حتی افاق  
پس یہ دیکھتے ہی عورتوں نے جلد اپنے تئیں اس معصومہ تک پہنچا یا اور پانی سینہ اقدس اور پیشانی  
مبارک پر چھڑکا یہاں تک کہ اس معصومہ کو غش سے افاقہ ہوا۔

فلما افاق من غشیتھا قامت وھو تقول رفعت رقتی و خانتی جلد و غشیت بی  
عدو و الکمد فآلی پس جبکہ جناب سیدہ کو غش سے افاقہ ہوا اٹھیں اور پھر رونا شروع کیا  
اور یہ کہتی تھیں کہ اے پدر عالمقدار آپ کی مفارقت میں توت میری رائل ہو گئی اور تو انامی نے مجھ سے  
وفا داری نہ کی اور اب فومت یہ پہنچی ہے کہ دشمن میری حال ناز کر و دیکھ کر ہنستے ہیں اور شاہ ہوتے ہیں اور  
اے پدر بزرگوار غم و اندوہ آپ کی مفارقت کا بچے زندہ نہ چھوڑے گا۔

یا ابتلا بقیت والحدۃ وحیلة فريدة فقد اتحم صولاً والنقطع ظہرے و تنقص عیشے  
و تکذس دھڑے اے پدیرا لیمقدار بعد آپ کے یہ بیٹی شیفۃ دیدار کیکہ و تنہا حیران دہریشان بے چین  
مردگاہ رہی مفارقت میں آپ کی آیت ایسا ضعف مجہر غالب ہے کہ بونا بھی دشوار ہے اور وفات سے  
آپ کی کم میری ٹوٹ گئی اور زندگی میری بے لطف ہو گئی اور اب جینا اپنا بچھے نا تو اسے۔

لما اجد یا ابتلا بعدک انیساً و حشۃ کلا و اذ الدہ متی ولا معیناً یضعف لے پدیرا ملا کوئی  
مونس و غمخوار اس محزون و سوگو ار کا بعد آپ کے نظر نہیں آتا جو اس وحشت و تنہائی میں پلانیس  
غمگسار ہوا اور مجھے تسکین اور دلاسا دے اور نہ کوئی بعد آپ کے ایسا دوست ہے کہ جس کے سبب سے  
روزنامہ مل کر ہو اور نہ کوئی ایسا معین ہے کہ اس عالم ضعف میں اس ضعیف و ناتوان کی مدد اور  
اعانت کرے نقد فنی بعدک محکمہ المتذلل و مضطرب جبرئیل و محل میکائیل یا ابستار  
انقلبیت بعدک الاسباب و تغلقت دروز الایواب لے پدیرا ملا اور انیس و حشہ کے بعد آپ کے آنا  
وحی خدا کا ہمارے گھر سے موقوف ہو گیا اور آمد و رفت جبرئیل و میکائیل مسدود ہو گئی اور تمام  
اسباب سرور و راحت مبدل بنیخ و مصیبت ہو گئے اور دروازہ ہائے چارہ کا بند ہو گئے۔

فانا للذینا قالہ و علیک ماترہ ذلت انفا سے باکیۃ نالی نیفۃ ذلت الیک ولا ذلی  
علیک شذات و ابتلاۃ تم قالۃ اے پدیرا لیمقدار بعد آپ کے یہ رنج و دگوار اس دنیا  
ناپائیدار سے نہایت بیزار ہے اور جینک کہ میں زندہ ہوں آپ کی مفارقت میں ہمیشہ رویا کر رہا  
اور شوق دیدار آپ کا اس دل ناشاد و زار سے ہرگز کم نہوگا اور ہرگز غم و الم آپ کی جدائی کا میرے  
دل سے دور نہوگا بعد اس نوحہ و فریاد کے مدائے و ابتلا و محمداہ و بلبلد کی اور یہ اشعار ماتم سید  
ابراہیم میں پڑھے ان حزنی علیک حزن جدید، وفادی واللہ صبت عمید، کل یوم یزید

فیہ فنجونی و اکتیابی علیک لیس مبدی  
یعنی اے بابا غم و الم آپ کی مفارقت کا وہ غم ہے کہ ہر لمحہ اور ہر آن تازہ ہے اور قسم خدا کے غم  
کہ یہ دل چر درد میل ہر وقت مشتاق دیدار برکت آنا رہتا ہے اور قریب ہے کہ اسی اشتیاق میں  
روح میری اس جسم ضعیف سے مفارقت کر جائے اور ہر روز غم و اندوہ آپ کی مفارقت کا  
زیادہ ہوتا ہے اور کسی طرح تمام آہیں ہوتا

جل خطبے بیان عقی عزائی زرفیکائی کل وقت جدیٰ ذاق قلب علیک یا لف صبر! او  
عزائم فائزہ بجلید اے پدر عالم بقدر مصیبت کہ جو مجھ پر پڑی ہے عظیم ترین مصائب ہے پس  
روزانہ میرا ہر وقت تازہ ہے اور تحقیق کہ کون قلب البیاب ہے کہ آپ کے ماتم میں صبر اور تحمل کر سکے اور  
اپنے نہیں کرے و بکا سے باز رکھے اور جو قلب کہ اس مصیبت عظیم میں صبر کر سکے لاریب کہ وہ  
نسبیت بنی سخت ہے، ثناء و ت یا ابتاہ انقطعت بآل الدینا بانوارہا و ذہبت زہرتہا  
و کانت ہجرتک ناہرۃ و قد اسودتہا رھا۔

بعد اسکے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے ایک آہ کی اور کہا اسے پدر عالی مقدر بعد آپ کے تمام غویا  
دنیا کی ہم سے منقطع ہو گئیں اور روشنی دنیا کی بدل بسیا ہی ہو گئی اور وزیر روشن اس کا مثل سبب  
کے تارک ہو گیا لا زالت اسفة علیک الی التلانی لانزال غصہ منذ حق الخلق اے پدر  
بزرگوار مفارقت میں آپ کی کف افسوس ملتی رہوں گی جب تک کہ آپ سے نہ ملوں گی اور جب تک  
کہ میں آپ کی زیارت سے محروم ہوں ہمیشہ آنکھیں میری بند رہتی ہیں :-

یا ابتاہ امسینا بعدک من المستضعفین و اصبحت الناس عتًا معرضین و لقد اتانا بک عظیمین  
لے پدر بزرگوار بعد آپ کے تو کون نے ہمیں ذلیل و خوار سمجھا اور سب نے ہم سے روگردانی کی اور کیا  
کیا اور حق ہم سب بسبب آپ کے کرم و عظم فاقہ و متع افعالک لا تمهل و اوحزن علیک لا  
ینقل و اوحزن بعدک بالانوم یکتحل لہ کون و شک ہے کہ آپ کی دیدار فی میں جاری نہیں ہے اور  
کون دل البیاب ہے کہ آپ کی مصیبت میں اندر اس کو متصل نہیں ہے کون چشم ہے کہ آپ کی مفارقت  
میں اشکبار نہیں ہے اور کون قلب البیاب سخت ہے کہ اس مصیبت عظیم نے اس میں اثر نہیں کیا ہے  
اور کون ایسی آنکھ ہے کہ بعد آپ کے سر کہ کئی خواب راحت ہے :-

تکلیف للجمال لا تموت و للنعوار بعدک لا تقوم و الارض کیف لہ تنزل لیس نہ مجھے کمال حیرت ہے  
کہ جب البیاب سرکار کو مین و نیل سے اٹھ جائے تو کیوں بیاد حرکت و جنبش میں نہیں آئے اور کیوں دریا  
جوش و خروش میں نہیں آئے اور اس مصیبت عظمیٰ میں کیوں زمین کو زلزلہ نہیں ہوتا :-  
فمدک مستوحش و محرابک خالی من منا جاتک و قابرک فرج بمواراتک و اللجۃ مشتاقۃ  
الیک پس اے بابا افسوس ہے کہ جس منبر پر آپ خطبہ پڑھتے تھے آپ کے ہونے وہ دشتناک نظر

آتا ہے اور جائے عبادت آپ کی بسبب آپ کی رحلت کے خالی ہے اور قبر مطہر آپ کی تشریف رکھنے سے نہایت سرور و شاد ہے اور جنت آپ کی مشتاق ہے،

ما اعظم ظلمة مجالسك فواسفاه عليك الى ان اقدم عاجلا عليك لے پڑنا مدار و جگہ کہ جہاں آپ تشریف رکھتے تھے بدون آپ کے مٹسنان اور مشتناک اور سیاہ نظر آتی ہے اور ہمیشہ اس مصیبت میں دست تاسف ملا کروں گی جب تک کہ آپ سے نہ ملوں گی۔

وانك ابا الحسن المؤمن ابو ولدك الحسين والحسن واخوك ووليك وجيبك ومن ربتك صنعك واختك كبرى واخلك ابا بك واصحابك اليك من كان منهم سابقا ومهاجرا وناصرا اور اے پدر عالمیت و خباب ابو الحسن کہ وہ باپ ہیں جنہیں کے اور بھائی اور جانشین اور دوست ہیں آپ کے جن کو آپ نے صغرس میں اپنی آغوش مبارک میں پرورش کیا اور سن شباب میں آپ نے ان کو اپنا بھائی فرمایا اور وہ جناب کہ تمام اصحاب اور انصار سے آپ کے مقدم ہیں شرف و بزرگی میں اور ہمیشہ آپ کے معین و مددگار رہے وہ حضرت آپ کی مصیبت میں محزون و مغموم ہیں اور آپ کے ماتم میں بیٹھی ہیں۔ والثلک شاملنا والیکاء قائلنا ولا سئلنا ونا بعد زفر و انت انتہ کادت روحها ان تخرج شتر قالت اور اے پڑنا مدار اب حال ہمارا آپ کی مفارقت میں یہ ہے کہ گریہ و بکا ہر وقت ہمارے شامل ہے اور ہر وقت کا ہمیں زمرہ پھوڑے گا اور رنج و اندوہ آپ کی جدائی کا کبھی ہم سے جدا نہ ہوگا بعد اس کے اس مصوہ نے ایک آہ سرور دل پر دوسے ایسی کھینچی کہ قریب تھا روح مطہر جسم اقدس سے مفارقت کر جائے اور یہ اشعار ماتم رسول مختار میں پڑے،

بیت :- قل صبر و بان عنی عزائی ۛ بعد فقدی الحاتم لا نیسا  
یعنی بسبب و نجات سید کائنات کے صبر نے میرے کئی کئی اور تسکین خاطر نے مجھ سے دوری اختیار کی  
عین یا عین اسکی الدمع سحبا ۛ ویک لا یخلف بهیض الدمع  
اے پیغمبر اشک مسلسل ہوا اس مصیبت میں کہ مقام حسرت و افسوس ہے چاہیے کہ نخل نمرے تو  
اشک خونیں بہانے میں ۛ ۛ

یا رسول الا له یا خیرة الله ۛ وکھف الایتام والضعفاء  
قد بکتک الجبال والوحش جمعا ۛ والظیر والارض بعدک السماء



اے رسولؐ بخیر و نیکو حلیل اے برگزیدہ باریؑ اے جائے پناہ یتیموں کے اور ضعیفوں کے لاریب کہ روتے ہیں آپکو بہاؤ اور جانوران وحشی اور پرندہ تمام اور روتی ہے آپ کو زمین بعد گریہ آسمان کے۔  
 و بکاک الجحون والکرکین والمشعر یا مسیحا مع بطحاء و بکال الحراب والذکران فی القرآن فی الصبح مغناطیسا  
 یا رسول اللہؐ روتے ہیں آپ پر کوفہ جحون اور کرکین اور شعر الحرام اور بطحاء اور روتی ہے آپ کو ہمارے ہمراہ  
 محراب مسجد اور تلاوت قرآن ہر صبح و شام ۛ

و بکاک الاملا ما ذ صا ر ف ۛ الناس غریبا من الغرباء  
 المیز منبرا کنت تعلوا ۛ علا الظلال بعد الضیاء  
 یا رسول اللہؐ روتا ہے آپ پر اسلام اسلئے کہ سبب آپ کی وفات کے وہ لوگوں کی نظروں میں غریب  
 اور مفعول ہو گیا یا رسول اللہؐ آیا آپ نہیں دیکھتے ہیں اس منبر کو کہ جب آپ بیٹھیں اور غظ فرماتے تھے اسکو  
 حکمت و تاریکی نے بعد روشنی کے گھیر لیا ہے۔

فرجعت الی منزلہا وہی لا ترقا د معہا ولا تعد عز و رفقا بعد اسکے وہ معصومہ دور  
 میں تشریف لائیں اور رات دن دار طہیں مار کر روتی تھیں۔ اور کسی وقت آنسو آنکھوں سے نہ ٹپکتے تھے  
 اور آواز نہ دے مقرراری کم نہ ہوتی تھی۔ و اجمع شیخ اهل المدينة و اقبلوا الی امیر المؤمنین  
 علی علیہ السلام فقالوا له یا ابا الحسن ان فاطمة تبکی اللیل والنهار فلا احد متا  
 یترثنا بالنوم فی اللیل علی فرامشہ ولا بالنهار لنا قراٹر علی اشغالنا و طلب معاشنا و  
 اتنا یفرک ان تسالہا اتمان تبکی لیل و نهارا پس ان معصومہ کی کثرت گریہ و زاری سے تمام اہل  
 مدینہ تنگ ہوئے اور بزرگان مدینہ جمع ہو کر حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت  
 میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا ابا الحسن جناب فاطمہ زہراؑ صلوات اللہ علیہا اپنے پدر بزرگوار کے  
 غم میں تمام رات اور تمام دن روتی ہیں اور ان معصومہ کے رونے سے نہ ہمیں راتوں کو اپنے فرشتے  
 خواب پر چلنے سے نیند آتی ہے اور نہ کوئی ہم میں سے اپنے کاموں میں اور طلب معیشت میں مشغول  
 ہو سکتا ہے اسلئے ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہماری جانب سے آپ خدمت میں جناب  
 سیدہؑ کی عرض کریں کہ آپ مصیبت رسولؐ خدام میں یا شب کو رو یا کریں اور دن کو خاموش رہیں یا  
 دن کو رو یا کریں اور شب کو آرام فرمائیں۔

فاقبل امیر المؤمنین علیہ السلام حتی دخل علی فاطمہ وھما تفتق من البكاء وینفع  
 فیھا العزاء فلما رأتہ سکتت ھنئئۃ لہ پس جناب امیر المؤمنین علیہ السلام یہ پیام سنکر  
 دولتش میں داخل ہوئے ویکھا کہ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا گریہ و بکا میں مشغول ہیں اور ہرگز تسلی  
 و نیا کسی کا کچھ ناکندہ نہیں کر رہے جبکہ ان معصومہ نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کو آتے دیکھا ٹھوکی  
 ویر حضرت کے لحاظ سے چپ ہو رہیں۔ فقال یا بنت رسول اللہ انّ تشیوخ المدینۃ یالونک  
 ان امثلت اسان تبکی ایاک لیلًا واما انھارًا پس حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ اس وقت  
 روسائے مدینہ نے مجھ سے اتنا س کیل پیسہ کہ میں تم سے کہوں کہ تم اپنے پدر بزرگوار جناب رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وآلہ کو یا رات کو رو یا کرو اور دن کو آرام کرو۔ یا دن کو رو یا کرو اور شب کو آرام کرو۔  
 فقالت یا ابا الحسن ما اقل مکتہ بینھم و ما اقرب مغیب من بین اظھرھم فاللہ لا یسکت  
 لیسأل ولا ینھار ادا لحتی یلے رسول اللہ جبکہ جناب شیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے پیام  
 اہل مدینہ کا شناعرض کی کہ یا ابو الحسن بہت کم ہے زندگی میری اور رہنا میرا ان لوگوں میں اور بہت  
 قریب ہے وحدت میری ان سب میں سے پس بخدا کہ میں ہرگز رات اور دن گریہ و زاری اور نالہ و مہوار  
 کو ترک نہ کروں گی یہاں تک کہ اوقات کروں اپنے پدر عالم تبار رسول خدا سے۔

فقال لھا علی علیہ السلام فعلی یا بنت رسول اللہ ما بدل عا لک شئۃ اذ یتخی الھا  
 بنیاً فی البقیع نار خا عن المدینۃ یستہی بیت الاحزان پس جبکہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام  
 نے جواب دیا فرمایا کہ اے فاطمہ اس امر میں تم کو اختیار ہے جو چاہو وہ عمل میں لاؤ۔ بجا اسکے حضرت  
 نے قبرستان بقیع میں علیحدہ مدینہ سے ایک حجرہ روئے کے لئے اس معصومہ کو بنوایا کہ نام اسکا  
 بیت الاحزان ہے۔ وکانت اذا اصیبت قد صمت الحسن والحسین علیہما السلام  
 امامھا وخرجت الی البقیع باکیۃ فلا تنزل بین القبور باکیۃ وپس معمول جناب شیدہ  
 یہ تھا کہ جب جمع ہوتی حسنین علیہما السلام کے آگے اور آپ پیچھے روتی ہوئی قبرستان بقیع میں  
 تشریف لے جاتی تھیں اور وہاں جا کر دن بھر روتی تھیں۔

فاذا صبا علیہا لیل اقبل امیر المؤمنین علیہ السلام الیھا و ما قیما بین ید یدہ الی  
 منزل لھا پس جبکہ نام ہوتی تھی اس وقت جناب سید الوصیین آپ قبرستان بقیع میں تشریف

لے جاتے تھے اور اس معصومہ کو اپنے ساتھ گھر میں لے آتے تھے و لہٰذا نزل علیٰ ذالک الیٰ ان مضیٰ  
 لہا بعد موت ایہا سبعة وعشرون وماء اعلت العلة التي قذبت فیہا فبقیت الی الیوم <sup>الآن</sup>  
 پس بعد وفات سید کائنات کے ستائیس روز اس معصومہ کو گریہ و زاری اور نالہ و بقراری میں گزرے بعد  
 اسکے اس مظلومہ کو وہ بیماری لاحق ہوئی کہ جس میں ان مخدومہ کو نین لے دنیا سے رحلت فرمائی اور وہ جناب  
 بعد وفات سید کائنات کے چالیس روز زندہ رہیں و قد صلی امیر المؤمنین صلوٰۃ الظہر و اقبل یدہ  
 المنزل اذا المتقبلة الجوار سے باکیات حزنات پس چالیسویں روز جب حضرت واسطی نماز ظہر کے مسجد  
 رسول خدا میں تشریف لے گئے اور بعد از نماز ظہر آیا کہ دولتر کو تشریف لے جائیں ناگاہ دیکھا کہ نوٹریاں  
 ان حضرت کی روتی پٹیتی محزون و مغموم مسجد کو چلی آتی ہیں و فقال لہن ما الجرد مالی اراکن متغیرات الود  
 والصور پس جبکہ انحضرت نے ان کینزوں کو بحال تباہ و پریشان دیکھا پوچھا کہ کیا باعث ہے کہ صورتیں  
 متغیر ہیں نقلن یا امیر المؤمنین ادرك ابنت عمك الزهراء وما فظنتک ندر کہا نوٹریوں نے عرض  
 کی کہ یا امیر المؤمنین آپ جلد جناب سیدہ سلوات اللہ و سلامہ علیہا کی خبر لیجئے اسلئے کہ حال ہماری  
 بی بی کا اس وقت ایسا متغیر ہے کہ ہمیں گمان ہے کہ آپ ان کو زندہ نہ پائیں ۛ

فاقبل امیر المؤمنین مسرعاً حتی دخل علیہا و اذا بہما ملقاة علی فرشہا و هو من قباطی مصر و  
 ہی تقبض عینا و تمدت شالاً پس جبکہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے یہ خبر سنی تھی کہ ہمیں  
 سرعت و اضطراب طرف دولتر کے تشریف فرما ہوئے جبکہ داخل دولتر ہوئے دیکھا کہ وہ معصومہ  
 قباطی مصری پر بے ہوش حالت احتضار میں ہیں فالتقی الرداء من عاتقہ و العمامہ من راسہ و حمل  
 از لمصرۃ و اقبل حتی اخذ راسہا و تنک فی حجرہ جبکہ جناب سید الوصیین امیر المؤمنین علیہ السلام نے یہ حال  
 ان معصومہ کا دیکھا بتیاب ہوگوا اور وہاں دوش مبارک سے اور عمامہ سراقہ سے آما کر زمین پر پھینک دیا  
 اور سر اطران معصومہ کا اٹھا کر اپنے زانوئے اقدس پر رکھا ۛ

و ناداها یا زہراء فلم تکلمہ فناداها یا بنت محمد لم تکلمہ فناداها یا بنت من حمل  
 الذکوۃ فناداها و بذلہ علی الفقر و فلم تکلمہ اور تہند آواز فرمایا کہ اے زہرا پس کچھ  
 ان معصومہ نے جواب نہ دیا پھر فرمایا کہ اے بیٹی رسول خدا کی پھر جواب نہ دیا پھر فرمایا کہ اے بیٹی ان بگزیدہ  
 باری کی کہ جو مال زکوٰۃ کو اپنی گشتہ جاد میں لے کر فقراء اور مساکین پر تقسیم فرماتے تھے پھر کچھ جواب

مریا فدا داھا یا ابنہ من صلہ بالملائکۃ فی السماء مثنی مثنی فدا داھا یا فاطمہ کلینی  
 فانما ابن عمک علی بن ابی طالب فتحت عینہا فی وجہہ ونظرت الیہ وبکت وبکی بکیر  
 آواز دی کہ اے بیٹی ان حضرت کی کہ جس نے ملائکہ کو آسمان پر نازل پڑھائی اور وہ کلمات کہ جو سبابت میں  
 مذکور ہوئے انحضرت نے دوبارہ فرمائے لیکن جناب سیدہ نے کچھ جواب نہ دیا پھر حضرت نے آواز دی کہ  
 اے فاطمہ جواب دو اور مجھ سے کلام کرو کہ میں ہوں علی ابن ابی طالب پس ان مضمومہ نے اس  
 جب نام حضرت کا سنا چشم مبارک کو کھول دیا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کی طرف دیکھا اور  
 رونے لگیں اور اس طرف جناب امیر علیہ السلام بھی رونے لگے فقال امیر المومنین علیہ السلام  
 ما الذی فداک فیہ فقالت انی اجل الموت الالی لا بد منہ ولا تمیص پس امیر المومنین علیہ السلام  
 نے فرمایا کہ اے فاطمہ اس وقت کیا حال اپنا پاتی ہو اس مضمومہ نے بھرت و یاس عرض کی کیا ابالحسن  
 اس وقت میں اپنے میں شمار موت پاتی ہوں اور اب مجھے وہ امر درپیش ہے کہ جس سے کسی نہجیات کو چارہ  
 اور رہائی نہیں ہے وانا اعلم انک لا تقصیر بعدی علی قاتلہ التزوہج فان انت تزوجت امرأۃ جعل  
 لہا یومًا ولیلۃً واجعل لاولادک یومًا ولیلۃً اور اے ابوالحسن میں جانتی ہوں کہ بعد میرے تم قلت تزویج  
 پر صبر نہ کر سکو گے پس اگر تم کسی عورت سے عقد کرو تو امید نہ رہوں کہ ایک شبانہ روز اسکے پاس رہنا اور ایک  
 شبانہ روز میری اولاد کے پاس رہنا ولا یعین فی وجعہ الحسن والحسین فی صبحان یتیمین  
 غریبین منکسرین فانہما بالامس قتل جدہما والیوم یفقدان اھمہما فالویل لامن  
 تقتلہما وبتغصیہما اور میرے دونوں فرزند حسن اور حسین سے باز بلند ناخوشی کی راہ سے کلام نہ کرنا اس  
 لئے کہ یہ دونوں میرے مرنے سے یتیم اور غریب اور شکستہ خاطر ہوں گے کل کی بات ہے کہ یہ دونوں اپنے  
 مانا کی مصیبت میں مغموم ہو چکے ہیں اور آج انہی ماں سے جدا ہوں گے پس دئے بر حال ان لوگوں کے کہ  
 جو میرے دونوں فرزندوں کو قتل کریں گے اور ان سے بربغض و عداوت پیش آویں گے  
 شہدائش ان تقول بیت ابکین بکیت یا خیر ہادہ واسبل الذم مع فہو یوم الفراق  
 بعد اس وصیت کے جناب سیدہ علیہا السلام نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے خطاب کیا اور  
 یہ اشعار پڑھے یعنی اے بہترین ہدایت کنندگان گریہ و زاری کرو میرے حال پر اگر روایا جانتے ہو  
 اور آنسو بہاؤ کہ آج دن جدائی اور فراق کا ہے

باقرین البتول اوصیک بالنسل : فقد اصبحا حلیف الاشتیاق  
اے ہم پہلے بولے میں وصیت کرتی ہوں آپ سے اپنی اولاد کے بارے میں میں لاریب کہ میرے  
دونوں فرزند کل صبح کو یتیم ہوں گے اور آرزو مند ہونگے میری صورت کے دیکھنے کے۔

ابکفی وایک للیتا مے ولا : تین قلیل العدے بطلت العراق  
فارقوا فاصبحوا یتا طے احبارے : بحق الله فهو لا مہ الفراق  
یعنی اے ابوالحسن! روز تم میرے حال پر اور میرے یتیموں کے حال پر خصوصاً یاد رکھنا میرے حلیف کو  
کہ وہ ہاتھ سے اعدا کے سرزمین عراق میں شہید ہوگا اور روزِ حال پر میرے یتیموں کے کہ میرے فراق  
کے غم والہم میں حیران و پریشان ہوں گے بخدا کہ یہی آج کا دن روزِ فراق ہے۔

فقال لها علی من این لك یا بنت رسول الله هذا الخبر والوح قد انقطع عنا جب جناب  
امیر المومنین علیہ السلام نے سنا کہ وہ محصورہ خبر اپنی وفات کی دیتی ہیں فرمایا کہ اے فاطمہ! تمہیں حال اپنی  
وفات کا کیوں کر معلوم ہوا حالانکہ جس دن سے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ نے وفات پائی اس روز  
سے وہی کا آنا موقوف ہو گیا ہے۔ فقالت یا ابا الحسن! انی قد ت الساعۃ فرایت جب نبی رسول اللہ  
نے قصر من الذر لا بیض فلما رانی قال ہلمی الی یا بنیۃ فانی الیک مشتاق جناب سیدہ صلوٰۃ  
اللہ و سلامہ علیہا نے عرض کی کہ یا امیر المومنین علیہ السلام میں ابھی سو گئی تھی دیکھا میں نے جناب رسالت صلی  
اللہ علیہ وسلم کا ایک قصر میں کہ وہ سفید موتی کا بنا ہوا ہے تشریف رکھتے ہیں پس جبکہ انحضرت نے مجھے دیکھا فرمایا کہ  
اے بیٹی اب میرے پاس جلد کہ میں تیرا نہایت مشتاق ہوں۔

فقلت والله انی لا مشد مثوفا منک الی فانا انک فقال انت اللیلۃ عندی وهو الصادق لما  
وعد والموتی لما عہد میں نے عرض کی کہ اے پدے عالمیقدار بخدا کہ میں زیادہ تر مشتاق آپ کی ملاقات کا  
ہوں پس حضرت نے فرمایا کہ اے بیٹی! راج کی شب تو میرے پاس ہوگی اور وہ حضرت بلاریب صادق  
ہیں اپنے وعدہ میں اور وفا کرنے والے ہیں اپنے عہد کے۔ فاذا انت قرأت لیس فاعلم انی قد  
قصیدت بنجی پس یا امیر المومنین! جبکہ آپ تلاوت سورہ یسین سے فارغ ہوں اس وقت یہ یقین  
جاننا کہ میں نے وفات پائی فقتلنے ولا تکشف عفی فانی طاہرۃ مطہرۃ پس اے ابوالحسن! بعد  
اسکے تمہیں مجھے غسل دینا اور وقت غسل میں لباس نہ اتارنا اسلئے کہ میں پاک اور پاکیزہ ہوں۔

ولم یصل علی معک من اهل الاحادیث فلا دینی من رزق اجری وادتی لیلانے قبر سے لہذا  
 انہ نے جب رسول اللہ اے ابوالحسن چاہیے کہ نماز پڑھو تم میرے جنازہ پر میرے عزیز و اقربا کے  
 ساتھ جن کے نصیب میں ثواب اس کا مقدر ہوا ہے اور کھڑے ہوں نماز میں درجہ بدرجہ موافق مراتب  
 قرابت کے اور یا علی مجھے شب میں دفن کرنا اور ان سب باؤں سے خبر دی ہے مجھے میرے پدر بزرگوار  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فقال علیؑ واللہ لقد اخذت فی امرہا وغسلتہا فی فدیصہا و  
 لم اکشف عنہا فاللہ لقد کانت میمونۃ طاهرۃ مطہرۃ ثم حطتی ما من فضلہ حنوط رسول  
 اللہ وکفنتہا فی الکفانہا جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ان معصومہ نے وفات پائی  
 بخدا کہ میں نے آپ شروع کیا ان کی تجہیز کو اور غسل دیا میں نے ان معصومہ کو ان کے پیراہن میں اور پیراہن  
 ان کے بدن سے جدا کیا بخدا کہ تھیں وہ معصومہ پاک و پاکیزہ اور جبکہ غسل سے میں فارغ ہوا حنوط کیا میں  
 نے اس کا نور بہشت سے جو باقی رہا تھا حنوط رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے اور کفن پہنایا میں نے ان  
 معصومہ کو فلما ہم صحت ان اعقد الرءاء ما دیت یا ام کلثومؑ یا زینبؑ یا فضۃ یا حسنؑ یا  
 حسینؑ ہلمواتر و مرد من اممکم فہذا الفراق واللقاء فی الجنۃ پس جبکہ میں کھین سے بھی  
 فارغ ہوا اور قصد کیا میں نے کہ بند کفن کو باندھوں ندا کی میں نے کہ اے ام کلثومؑ اور اے زینبؑ اور  
 اے فضۃؑ اور اے حسنؑ اور اے حسینؑ جلد آؤ اور اپنے مان کی زیارت آخری کر لو کہ بعد اس مفارقت کے  
 پھر ملاقات سوائے بہشت کے کہیں نہ ہوگی۔

فا قبل الحسن والحسینؑ وھما یاریان واحسن الا تنطفئ ابدا من نقد جئنا محمدؐ المصطفیٰ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وامننا فاطمۃ الزھراءؑ یا ام الحسنؑ یا ام الحسنینؑ اخا لقیتم جئنا محمدؐ  
 المصطفیٰ فاقربنا مننا السلام وقولنا قد بقینا بعزک یتدین نے دار الدنیا پس سنتے ہی اس  
 آواز کے دین علیہا السلام چلائے ہوئے آئے کہ اے افسوس یہ آتش حسرت مفارقت ناما رسول خدا  
 اور ماہر گرامی فاطمہ زہراؑ کے کبھی نہ سمجھے گی اے مادر گرامی جس وقت کہ آپ خدمت میں ہمارے ناما رسول  
 کے حاضر ہوں اس وقت ہماری طرف سے بعد تسلیم کے عرض کرنا کہ ہم بعد آپ کے اس دار دنیا میں یتیم ہو گئے۔  
 فقال امیر المومنین علیہ السلام انی اشھد اللہ انما قد حثت وامت وھدت یدیمھا  
 وضممتھا الی صدرھا ملیا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں گواہ کرتا ہوں خدائے

عز وجل کو کہ اس دم نقش مہر نے اس معصومہ کی حنین کی طرف میل کیا اور آواز ضعیف آہ سرور کی  
 اور دونوں ہاتھ پھیلائے اور حنین کو سینہ مہر سے دیر تک لگایا و اذا جمعا تقف من السماء ينادي  
 يا ابا الحسن، انفرعما عنهما فلقد ابكيا والله ملائكة السموات قد اشتاق الجيب الى المحزون  
 میں ناگاہ گرفت غیب نے آسمان سے آواز دی کہ اے ابو الحسن مجھ کو حنین کو سینہ فاطمہ سے بخرا کہ  
 حنین نے رولایا فرشتہائے آسمان کو اور اب مشتاق ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ویدار فاطمہ کے۔  
 فرقتہما عن صدہا وجعلت اعقد الرءاء وانا انشد بهذه الابيات جناب امیر المومنین علیہ السلام  
 فرماتے ہیں کہ میں نے سنتے ہی حنین کو سینہ فاطمہ زہرا سے جدا کیا اور کمال حزن و ملال بند کفن ہاتھ  
 شروع کئے اور اس وقت مفارقت فاطمہ میں یہ اشعار پڑھتا تھا: بیت

فراقك اعظم الاستياء عندی      وفقدك فاطمة ادهى الشكول  
 اے فاطمہ جدائی تمہاری میرے لئے ارفعظم ہے اور تمہارا نہونا اے فاطمہ غیظ ترین مصیبت ہے۔  
 ساکلی حسرت و انوح شجوا      علی خل مضی اسنے السبیل  
 یعنی رویا کروں گا حسرت و افسوس سے اور نوہ کیا کروں گا میں درد دلی سے مفارقت پر اس  
 دوست کی کہ جو گیا اچھی راہ سے

الا یا عین جود و واسعدینے      فخر دائما بکے خلیلی  
 اے آنکھ بخل کن کہ اور میری مددگار کی کہ یعنی اشک بہا اس واسطے کہ حزن میرا ستم رہے اور رونا ہوں  
 میں اپنے دوست کو: شہد حملها علی یدیم و اقبل الی قبل بیہا و نا علی السلام علیک یا حبیب اللہ  
 یا فور اللہ السلام علیک یا صفوة اللہ بعدا کے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے نقش معصومہ کو  
 اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور اس کو لئے ہوئے قبر اہل رسول خدا کے قریب گئے اور آواز بلند سے کہا  
 کہ سلام ہو آپ پر یا رسول اللہ سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا سلام ہو آپ پر اے نور خدا سلام ہو  
 آپ پر اے برگزیدہ باری صلی اللہ علیہ وسلم علیک والتحیة واصلمة الیک ولدیك ومن  
 ابتک التازلہ علیک بفنائک وان الودیعة قد استردت والترہینة قد اخذت  
 اور یا رسول اللہ سلام اور تحیت ہو آپ پر میری جانب سے اور آپ کی بیٹی کی جانب سے کہ جو آپ کے  
 حرم روضہ مقدس میں حاضر ہے اب یا رسول اللہ یا مات آپ کی مجھ سے پہر لی گئی اور ودیعت آپ کی



مجھ سے لے گئی۔ فواجزناہ علی الرسول ثم بعد علی البتول ولقد اسودت علی الغبراء  
وبعدت حتی الخضراء واحزناہ شہدہ الاسفاہ پس افسوس ہے جدائی فاطمہ زہرا پر اور اب بن  
میری نظروں میں تیرہ قمار کیا ہے اور ناسا عدت کی مجھ سے چرخ نیلگوں نے پس تمام حسرت و تاسف  
ہے فقیر علی الرضیہ فصل علیہا فی اہلہ واصحابہ وموالیہ واجتانبہ وطائفہ  
من المہاجرین والامصار بعد اسکے جناب امیر المومنین علیہ السلام نقش معصومہ کو تمام روضہ پر  
اور وہاں ان حضرت نے اصحاب اور خدام اور اجاب اور چنداں شاخص مہاجرین و انصار کے ساتھ خزانہ  
معصومہ پر نماز پڑھی فلما داسرھا ولحدھا فی قبرھا انشاء بھندہ الا بیات یعول پس جب کہ  
جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اس معصومہ کو قبر میں اتارا اور دفن کرینگے اس دم یہ اشعار قبر  
معصومہ پر تمام حسرت میں پڑھے یہ بیت

ارے علی الدنیا علیے کشیرۃ وصاحبہا حتی المہیات علیلۃ  
لکّل اجتماع من خلیلین فرقة وان بقائی بعدکم لتلیلۃ  
یعنی پاتا ہوں میں آلام دنیا کے اپنے اوپر بہت سے اور جو کہ دنیا میں آیا ہے مرتے دم تک وہ گویا  
ہمیشہ بیمار رہتا ہے اور جو دوست کہ باہم ہوتے ہیں آخر کار ان میں جدائی ہوتی ہے اور شبیک  
زندگانی میری بعد تم لوگوں کے بہت قلیل ہے یہ

وانت اقتادی فاطمہ بعد احسید دلیل علی ان لا یدوم خلیل  
بے شبہ مفارقت فاطمہ میرے لئے بعد مفارقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے دلیل ہے اس پر کہ  
کوئی دوست اپنے دوست کے ساتھ ہمیشہ رہے گا؛ لا لعنة اللہ علی القوم الظالمین  
وسیعلم الذین ظلموا اسی متقلب یقلبون ؛

(۵) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ بضعة منی من ازاہا فقد  
ازاؤ من اذانی فقد ازی اللہ فرمایا جناب رسول خدا نے کہ فاطمہ پادہ عجر میری ہے جو شخص کہ  
اؤیت پہنچا دے اس کو بے شبہ اس نے اؤیت پہنچائی مجھ کو اور جس نے کہ مجھ کو اؤیت دی گویا  
اس نے خدا کو اؤیت دی وقال النضر وجل ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا  
والاخرۃ فرمایا خداوند عالم نے بے شبہ جو لوگ اؤیت دیتے ہیں خدا و رسول کو لعنت کی کھلا

اُن پر دنیا و آخرت میں علی ابن ابراہیم نے تفسیرہ باسمنا دلہ عن حدیقة عن النبی  
صلی اللہ علیہ والہ علی ابن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں حدیقہ سے اور اس نے جناب رسالت میں  
روایت کی ہے قال صلعم لما سرعی اخذ جبرئیلؑ بید سے فادخل الجنة وانا مسرور  
جناب نبوت می فرماتے ہیں کہ شب معراج کو جب میں بالائے آسمان پہنچا اس وقت جبرئیلؑ امین نے میرا ہاتھ  
پکڑ کے مجھ کو ایک باغ میں داخل کیا اس حال میں کہ میں نہایت شاد و فرح تھا فاذا انا بشجرة من نور  
مکلتہ بالنور نے اصلہا ملک ان بطویان الحلہ والحلل واما جاکر مجھ کو ایک درخت نورانی نظر آیا  
کہ انوار قدرت کبریائی سے مرصع تھا اس کے نیچے دو فرشتے بیٹھے ہوئے درستی میں اقسام زیور و انوار  
لبوسات اہل جنت کے مصروف تھے شمر تقدست اما می فاذا انا بتقاج لمار تقا حاهو  
اعظم منه فاخذت واحده فقلقتھا جب آگے بڑھا تو ایک سیب کا درخت نظر پڑا کہ کبھی  
ایسا سیب میں نے نہیں دیکھا تھا ایک سیب اس درخت سے توڑ کر پارہ کیا

فخر جنت علیؑ شہا حوراء کات اجفلھا متقادیم اجنۃ النور بعد پارہ کرنے کے ایک حورہ سے  
سے ظاہر ہوئی کہ بلیکس اس کی مشابہت میں شہر کر گس سے فقلت من انب میں نے پوچھا کہ تو کون ہے  
قالت لا بنک المقتول ظلمنا الحسینؑ ابن علی علیہما السلام اس نے جواب دیا کہ میں حورہ ہوں  
کہ خلق کیا ہے خداوند کریم نے اپنی رحمت سے تمہارے فرزند حسینؑ ابن علی علیہ السلام کے لئے جنتیخ  
جود و جفا سے میدان کربلا میں بھوکا اور پیاسا بے مونس و یار شہید کیا جائے گا شمر تقدست  
اما می فاذا برطبہ الین من الزبد واصل من العسل بعد اسکے آگے بڑھا تو ایک درخت خربا  
دیکھا کہ خرے اسکے ملائم تر تھے سکئی سے اور شیرین زیادہ تھے شہد سے فاخذت رطبہ  
فاکلتھا وانا اشتھمھا ایک رطب اس سے لے کر میں نے نوش کیا اس لئے کہ رطب مجھ کو نہایت  
مقرب ہے فتحولت الرطبۃ نطفۃ فی صلبی پس وہ خورما نطفہ ہوا صلب میں میرے فالشا  
ہبطت الی الارض واقف خدیجۃ تحملت بفاطمہ جب نزول کیا میں نے زمین پر توجرت  
کی ساتھ خدیجہ کی پس عالم ہوئیں خدیجہ ساتھ فاطمہ کے ففاطمہ حوراء افسیۃ فاذا اشتقت  
الراحتۃ الجنة شمت راحتۃ بنتی فاطمہ پس دختر میری فاطمہ گویا حورہ ہے مشابہ انسان  
سے جبکہ شتاق ہوتا ہوں میں بونے جنت کا اس وقت سنو کہتا ہوں بونے فاطمہ کو

روى الصدوق في امالي عن جبير بن عباس في خبر طويل اخبر فيه النبي بظلم اهل البيت شيخ صدوق عليه الرحمة في كتاب امالي بن جبير سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے حدیث طولانی میں جس میں خبر دی ہے جناب نبوی نے اس ظلم و ستم کی جو اہلبیت پر ان جناب کے ان حضرت کے بعد واقع ہوئی قال واما ابنتی فاطمة فانما سیدة نساء العالمین من الاولین و الاخرین حضرت نے فرمایا کہ دختر میری فاطمہ بلاشبہ سہ سہ تمام عورتوں کی اولین و آخرین سے وہی بضعت منی وہی عینہ وہی شمرۃ نوادی وہی روحی بنی جنبی وہی الحوراء الا نسیتہ اور وہی بارہ جگر اور نور نظر اور سیوہ دل اور روح میری ہے اور حوریہ ہے کہ مشاہیر ہے انسان سے متقی قامت فی محل باہا بین بدے رہی جل جلالہ یزہر نورہا ملأ نکتہ السماء کما یزہر نور الکواکب لاهل الارض جب کھڑی ہوتی ہے وہ معصومہ محراب عبادت میں اپنے پروردگار کے سامنے اس وقت چمکتا ہے نور اس کا لاگہ آسمان کے سامنے جیسا کہ چمکتا ہے نور ستاروں کا اہل زمین کے سامنے وبقول اللہ عزوجل للہ انکۃ یا ملائکتی انظرہ والی امتی فاطمہ سیدۃ امائی خداوند برتر ملائکہ سے خطاب کر کے فرماتا ہے کہ اے ملائکہ دیکھو میری کینز فاطمہ کو جو سہوار ہے سب عورتوں کی ۔

فاطمہ بین یدین ترعد فرائضها من حیفتی وقد اقبلت بقلبها علی عبادتی أشھل کم اتی قد امننت شبعتمها من النار کھڑی ہوئی ہے آگے میرے اور کانپتے ہیں اعضا اسکے خوف سے میرے بلاشبہ مشغول ہے رجوع قلب سے میری عبادت میں لے لائیکہ گواہ رہا کہ آزاد کیا میں نے فاطمہ کے شیعوں کو آتش و دوزخ سے وائی مارا تھا ذکر ت مایضع بھا بعد من جناب رسالتا صلے اللہ علیہ وآلہ و سلم ہیں کہ جب دیکھتا ہوں میں اُسکو تو اس وقت یاد کرتا ہوں ان مصیبتوں کو جو واقعہ ہوں گی اس مظلومہ پر بعد میرے نکالی بھا و قد دخل الذل فی بیتیہا و انتہکت حرمتہا و غصبت حقہا و منعت ارثہا و کسرت جنبہا و سقطت جنبہا گو یاد دیکھتا ہوں میں کہ داخل ہوئی دولت گھر میں اس کے اور ضائع کی گئی حرمت اس کی اور منع کی گئی میراث سے اور مجروح ہوا پہلو اس کا اور ضائع ہوا محل اس کا وہی تنادے باہمجل لا فلا تجاب و تستغیث فلا تغاث اور گو یاد دیکھتا ہوں میں اس حال کو کہ پکارے گی مجھے مگر جواب اس کا کوئی نہ دے گا اور زیادہ استغاثہ کرے گی لیکن کوئی شخص اسکی بیزاری کو نہ پہنچے گا فلا تزال بعد سے محروم و برباکیہ ہیں بعد میرے ہمیشہ بسبب

حزن اور اندوہ کے نالاں و گریاں رہے گی۔ تندرک انقطاع الوجع عن بیتها مژدہ و تندرک فراقی آخرے  
 کبھی افسوس کرے گی اس امر پر کہ نرذل و دجی کا اور آمد و شد ملائکہ کی میرے گھر سے برطرف ہو گئی اور بھی  
 مجھ کو یاد کر کے صدمہ فراق سے تیار کرے گی شہر تری نفسہا ذلیلہ بعد ان تشریف ایام ابھی عن مژدہ  
 باوصف اس غم و مصیبت کے ظلم و شقاوت اشہار امت سے ذلیل و خوار ہے گی بعد اس کے کہ حق اپنے  
 باپ کے زمانہ میں عزیز و محترم فعند ذالک یونسہا اللہ تعالیٰ انکرہ بالملائکہ فنادیہا بمنادت  
 بہ مریم بنت عمران اس وقت جناب باری تعالیٰ حکم کرے گا ملائکہ کو کہ موانست کریں ساتھ  
 فاطمہ کے جبارت میں پس پکاریں گے وہ ملائکہ جناب سیدہ کو جس طرح کہ ندا کی مریم بنت عمران کو فقول یا  
 فاطمہ ان اللہ اصطفک و طهرک علی نساء العالمین پس کہیں گے وہ فرشتے بلاشبہ فاطمہ پاک نے  
 ظاہر کیا تجھ کو خدا نے اور برگزیدہ کیا تمام عالم کی عورتوں سے یا فاطمہ ان فتی لربک و اسجد واسرکعی  
 مع الرکعین اے فاطمہ رجم کر اپنے رب کی طرہ اور سجدہ و رکوع کرساتھ رکوع کرنے والوں کے شہر  
 یتبدی بہا الوجع فمرض فیبعث اللہ عز وجل مریم بنت عمران تمرضها و توشہا فی علتها  
 آخرش بسبب صدمہ درد پہلو کے مبتلائے مرض ہوگی پس بھیجے گا خدائے ہرگز مریم بنت عمران کو تیمار  
 اور پرستاری کو اس جناب کی فقول عند ذالک یارب الی قد سمت الحیوة و تبتومت باہل  
 الذنیا فالحق بالی اس وقت وہ معصومہ جناب باری میں عرض کرے گی خدایا اب سیر ہوئی میں  
 زندگی سے اور مٹا دی ہوئی جد و ستم اہل دنیا سے پس ملحق کر مجھے باپ سے میرے پس اس ناجات  
 پر اس مظلومہ کی خداوند کریم ملا دے گا اسکو مجھ سے فتکون اول من تلحق من اہل بیتی پس جو  
 شخص کہ پہلے ملحق ہوگا مجھ سے میری المہیت میں سے وہی مظلومہ ہے۔

فتقدم علی محن دنہ مکروۃ مغموۃ مغصوۃ مقولۃ ہیں آدے کی میرے پاس سبب کرب  
 ازیت درد کے حزن و غمناک چنیا گیا ہوگا حق اس کا شہید کی ہوئی ظلم و ستم اعدا سے فاقول عند  
 ذالک اللہم العن من ظلمہا و عاقب من عقبہا و ذل من اذلیہا و خلد فی نارک من  
 ضرب جنبہا حق الحق و لدھا پس کہیں گامین اس وقت کہ خدا یا لعنت کر اس شخص پر جس نے  
 ظلم کیا اس پر اور مبتلائے غلاب کر اسے جس نے غضب کیا حق اس کا اور ذلیل کر اسکو جس نے  
 ذلیل کیا اسے اور مغلطہ کر جنہم میں اس شخص کو جس نے مجروح کیا پہلو اس کے کہ بسبب اس کے ظلم

ہوا فرزند اس کا تقول الملائکۃ عند ذلک آمین میری التجا کو شک و شبہ سے سب آئین کہیں  
 گئے تمولانا مجلسی علیہ الرحمہ نے بجا میں نقل کیا ہے کہ جب جناب کا وقت وفات قریب پہنچا اس وقت  
 ان معصومہ نے اسما بنت عمیس سے وصیت کی کہ جس وقت روح میری مفارقت کرے گی اس وقت ایک  
 پردہ سندس بہشت کا میرے گھر میں لٹکایا جائے گا جب وہ پردہ تم دیکھنا تو زینبؓ اور ام کلثومؓ کو  
 ہمراہ لے کر میرے جنازہ کو اسکے اندر رکھ دینا اور مجھے وہاں تنہا چھوڑ دینا فلما توفیت وطمس  
 السیف حملناھا وجعلناھا وراقدہ اسما کہتی ہے کہ جب اس مظلومہ نے وفات پائی تو وہ پردہ ظاہر  
 ہم نے موافق ارشاد کے جنازہ کو اس پردہ کے اندر رکھ دیا پس حوروں نے آنکر غسل وکفن وحنوط  
 کیا کا فورجنت سے کہ حضرت جبریلؑ جناب رسالتؐ کے لئے ہدیہ لائے تھے اور کفن اور پانی  
 اور ظرف سب بہشت غنیمت سے آیا بعد اسکے جناب امیر المومنین اور حسین سلام اللہ علیہم  
 وقت شب جنت البقیع میں لے جا کر مدفون کیا اور کسی شخص کو خبر نہ کی بلکہ انھما وصیت بذلک  
 وقالت لا تصلی علی امتہ نعقت عہد اللہ وعہد الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم  
 ان جناب نے وصیت کی تھی کہ نماز نہ پڑھے مجھ پر وہ امت کہ جنہوں نے عہد شکنی کی خدا و رسول سے  
 امیر المومنین علیہ السلام کے باب میں وظلمونی حقے واخذوا ارثی وخرقوا صحیفۃ التی کتبھا الی  
 اور ظلم کیا حق میں میرے اور چھین لی ارث میری اور پارہ کیا میری سند کو جو اب فدک میں میری باب  
 نے مجھے لکھ دی تھی وکان با شہودی وحمد اللہ جبریلؑ ۲ و میکائیلؑ ۳ و امیر المومنینؑ ۴ و ام المومنینؑ  
 اور یحذیب کی گواہوں کی میرے قسم بخدا کہ گواہ میرے حضرت جبریلؑ و میکائیلؑ و جناب امیر المومنینؑ  
 و ام المومنینؑ میں فہذہ امتہ تصلی علیہ و قد تبرأ اللہ ورسولہ منہم و تبرأت منہم پس سزاوار  
 نہیں ہے کہ یہ امت نماز پڑھے مجھ پر کیونکہ خدا و رسول ان سے بیزار ہیں اور میں بھی ان سے آزرده ہوں  
 فعل امیر المومنین بوصیتہا لہ یعلم احد ابہا پس جناب امیر المومنین علیہ السلام نے مطابق  
 وصیت جناب سیدہ کے عمل فرمایا اور کسی کو اس حال سے مطلع نہ کیا بشران المسلمین  
 علما ووفات فاطمہؑ ودفنہا جائز الی امیر المومنینؑ یعنی وہ بعد اس کے جبکہ مسلمانوں کو  
 حضرت کی وفات اور دفن سے اطلاع ہوئی اس وقت جمع ہو کر جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر  
 ہوئے اور رسم تعزیت بجالائے بعد اسکے خدمت میں اس جناب کی عرض کی کہ کاش آپ نے

ہم لوگوں کو اس سانچے سے اطلاع فرمائی ہوتی کہ ہم بھی تجہیز و تکفین میں اس معصومہ کی شریک ہوتے نہایت حسرت و اندامت ہے کہ دختر بیغمیر دنیا سے حلت کرے اور ہم سب اس کے جنازہ پر حاضر نہ ہوئیں۔ فقال صلوات اللہ علیہ جبکہ ماجنیتہ علی اللہ و علی رسولہ و علی اہل بیتہ جناب امیر علیہ السلام نے جواب دیا کہ جو گستاخی خدا و رسول و اہلبیت کے باب میں عمل میں لائے ہو وغیرہ عاقبت کے لئے تم لوگوں کو وہی کفایت کرتی ہے اور ہم نے اپنی طرف سے ایسا نہیں کیا بلکہ وصیت کو ان مظلومہ کی بجائے یسکنے سب مجتمع ہوئے کہ قبر کو کھودیں اور دوبارہ نماز پڑھیں جبکہ بقیع میں گئے تو چالیس قبریں نئی نظر آئیں اس حجت سے ان سبہوں پر حضرت کی قبر مشتبہ ہو گئی یا جو دیکھ کے ایک دوسرے کو ملامت کرتا تھا کہ یہ بڑا می ہمارے لئے قیامت تک باقی رہی۔

فبلغ ذلک امیر المؤمنینؑ فخرج من دارہ مضطرباً و قد احمر وجهہ جبکہ جناب امیر علیہ السلام کو اس حالی سے اطلاع ہوئی حضرت دو لکڑیوں سے باہر تشریف لائے اس وقت غصے سے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا اور ذوالفقار پر تکیہ کئے تھے فرمایا تم بخدا کہ اگر ایک سنگ مرمر اس قبر سے جدا ہو گا تو ضرور اس شمشیر سے سب کے ٹکڑے ٹکڑے کروں گا فوئی القوم قطعاً قطعاً حضرت کے غیظ و غضب کے دیکھ کے ٹھہرنے کی تاب نہ لاسکے مارے خون کے سب نقش ہو گئے۔

۱۴۱ قال ابن الخشاب فی تاریخ موالید و وفات اہلبیت نقلاً عن شیوخہ یرفعه عن ابی جعفر محمد بن علی قال ولدت فاطمة بعدما اظهر الله نبوة نبيہ و انزل عليه الوحی الخمس سنين و قریش بنی البیت و توفیت و لها ثمانی عشرة سنة و خمسة و سبعون يوماً ابن خشاب نے اپنی کتاب میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ پانچ برس بعد ظہور نبوت و نزول وحی کے جناب فاطمہ زہرا صلوٰات اللہ علیہا متولد ہوئیں اس وقت قریش نبأ فاطمة لبعہ میں مصروف تھے اور اٹھارہ برس بڑھائی مہینے کے سن میں ان معصومہ نے دنیا سے حلت کی و فی رواية حدثت ثمانی عشرة سنة و شہر و خمسة عشر يوماً و کان عمرها مع ابیہا بمكة ثمانیة سنين و هاجرت الى المدینة مع الرسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فقامت معه عشر سنين و کان عمرها ثمانی عشرة سنة فقامت مع علی امیر المؤمنین بعد وفاته ابیہا خمسة و سبعين يوماً و دوسری روایت میں ہے کہ اٹھارہ برس و ڈیڑھ

ہینہ کے سن میں انتقال فرمایا آٹھ برس کے سن تک وہ جناب کے میں رہیں بعد اسکے جب جناب رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وآلہ نے مدینہ میں ہجرت کی تو وہ معصومہ دس برس اور حضرت کے ساتھ رہیں جناب رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وآلہ نے جب انتقال فرمایا تو سن ان معصومہ کا پورا اٹھارہ برس کا تھا بعد حضرت کے اڑھائی  
ہینے تک جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ بھی زندگانی کی و فی روایت آخری اس بعین  
یومًا فمہرھا علی ہذا الروایۃ ثمانی عشرۃ سنۃ و شہرۃ و عشرۃ آیام و دوسری روایت میں ہے  
کہ بعد ولدت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو حضرت کل فالیس روز زندہ رہیں موافق اس روایت کے  
ان حضرت کا سن اٹھارہ برس ایک مہینہ دس دن کا تھا و ولدت الحسن و لہا احد عشرۃ  
سنۃ بعد الحجۃ بثلث سنین ہجرت کے تین برس بعد جناب امام حسن علیہ السلام متولد ہوئے  
اس وقت سن شریف ان بخود نہ کوئیں کا گیا وہ برس کا تھا و فی کتاب معالم العترۃ النبویۃ الطلیۃ  
للحافظ ابی محمد عبد العزیز بن الا خضر الجناذی قال امّ الامم فاطمہ بنت رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ و أمّھا خدیجۃ بنت خویلد بن اسد رضوان اللہ علیہا۔

کتاب معالم العترۃ میں حافظ ابو محمد بن اخضر خناذی نے لکھا ہے کہ امّ الامم جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ  
علیہا بیٹی ہیں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی اور ماں ان معصومہ کی خدیجہ بنت خویلد بن اسد ہیں۔ و  
احمد بن حنبل عن انس قال عاشت فاطمہ بنت محمد ؑ الا بشرب الخمر سمعت رسول اللہ  
صلی علیہ وآلہ يقول سیندت نساء اهل الجنة اربع مریۃ بنت عمران و فاطمہ بنت محمد  
و خدیجہ بنت خویلد و اسمیۃ بنت مراحمہ امراءۃ فرعون احمد بن حنبل نے روایت کیا  
ہے انس سے انس نے عائشہ سے کہا اس نے جناب فاطمہ زہرا سے کہ آیا بشارت دوں میں تم کو سنا میں نے  
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے فرماتے تھے حضرت کہ سرور زنان اہل جنت کی چار عورتیں ہیں مریم بنت  
عمران و فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و خدیجہ بنت خویلد اور آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون۔  
من مسند ابن حنبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اخذ بید حسن و حسین علیہم السلام  
وقال من احبّنی و احبّ ہذین و ابائہما و أممہما کان معی فی درجتی و مر القیامہ منہما  
حنبل میں مروی ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے جناب حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ  
کر فرمایا کہ جو شخص دوست رکھے مجھے اور دوست رکھے ان دونوں کو اور ان کے باپ اور ماں کو تو وہ

قیامت کے دن میرے درجے میں میرے ساتھ ہوگا، عن عائشہ قالت لما مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ دعا ابتداء فاطمہ علیہا السلام فساڑھا فبکت فسالتهما فقالتا اخبرنی انہ میت فبکیت ثم ساڑھا ففحکمت فسالتهما عن ذالک فقالتا اخبرنی انی اؤل اهل بیتہ لحوفاً بہ ففحکمت تسنداً بن جنبل میں روایت ہے عائشہ سے کہتی ہے وہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ علیل ہوئے تو طلب فرمایا حضرت نے اپنی بیٹی فاطمہ زہرا کو اور کان میں کچھ فرمایا اسکو شکر وہ معصومہ روئے لگیں میں نے رونے کا سبب پوچھا تو کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ مجھے اپنے رونے کی خبر دیتے ہیں اس جہت سے میں رونے دو بارہ حضرت نے پھر ایک کلمہ ان معصومہ کے کان میں فرمایا اسکو سنتے ہی ہنسنے لگیں میں نے جو اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے الہیت میں سے جو شخص کہ پہلے مجھ سے ملحق ہوگا تو ہوگی اس خوشخبری سے میں ہنسی؛

ایتما المؤمنون ان الطباء البشریۃ محبوبۃ علی کراہۃ الموت مطبوعۃ علی النفر منہ حجت للحمیۃ ما ملئ الیہا اسے مومنین آدمیوں کی طبیعت اور خلقت میں ہے کہ ہر شخص موت سے کراہت رکھتا ہی اور بے فضلے بشریت موت سے متنفر اور حیات کی طرف مائل ہے اُسے ہر حال میں دوست رکھتا ہے حتیٰ ان الانبیاء علیہم السلام علی شرف مقادیرہم وعظماؤہم وخطارہم ومکانہم من اللہ تعالیٰ ومنزلہم من محال قدسہم وعلوہم بما تول الیہ احوالہم ونیتہم الیہ امورہم واحتو الجیات وما لوا الیہا وکرہوا الموت ونفروا منہ یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام باوصف شرف منزلت وعلو مرتبت و قرب الہی اور جانتے تھے کہ دنیا سے نکلنے کے بعد ان کے واسطے نعمتیں و راحت و بجا ہے باوجود اسکے ہر شخص ان میں خواہاں و راغب حیات تھا اور موت سے کارہ و متنفر تھا و تقصیر ادا علیہ السلام مع طول عمرہ و امتداد حیاتہ معلومہ قلیل اتر و ہب داؤد علیہ السلام جین عرضت علیہ ذریتہ اربعین سنۃ من عمرہ آدم باوجود طول وامتداد وایام حیات موت سے کارہ تھے وہ حکایت اس طہ پر ہے کہ جب عالم ارواح میں جناب احدیت نے تمام ان کی ذریت ان کو دکھائی اور ہر ایک کی زمان حیات و مات سے آگاہ کیا تو جناب باری تعالیٰ نے زمان حیات حضرت داؤد علیہ السلام بہت کم لکھا تھا اس واسطے حضرت آدم علیہ السلام نے ان پر رحم کر کے اپنی زندگی میں سے چالیس برس حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا فرمائے؛



فلما استوفى أيامه وجاءت ميثته وانقضت مدته اجله جاءه ملك الموت لقبض نفسه  
 اتى به رديته عنده فلم يطيع بذلك نفسه وجزع وقال ان الله عرفنى مدة عمرى  
 وقد بقيت منه اربعين سنة جب ايام حيات ان کے پورے ہو گئے اور مدت اجل منقضی ہو گئی اور  
 ساعت مرگ قریب ہوئی اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض روح کے لئے تشریف لائے  
 باوجودیکہ حیات خدائے تعالیٰ کی امانت ہے جب چاہے لے لے مگر حضرت آدم علیہ السلام باس  
 پرانہ سالی جان کے جانے پر راضی نہ ہوئے بلکہ جزع و فزع کیا اور ملک الموت سے کہا کہ خدایا  
 لئے مجھ کو میری ايام حیات سے آگاہ فرمایا ہے ابھی چالیس برس میری زندگانی کے باقی ہیں فقال  
 انک وهبتھا ابنک داود فانکوان یکون ذالک قال اللہ صلعہ فخذ فخذ ذرتہ  
 حضرت ملک الموت نے کہا کہ وہ چالیس برس جو باقی ہیں وہ تو آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو میری  
 فرمائے ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے انکار کیا۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے چونکہ آدم علی نبیاً وعلیہ السلام نے موت سے کراہت  
 کی اس واسطے ان کی نصیحت بھی موت سے متنفر و کارہ ہے، نوح علیہ السلام کان اطول  
 الانبیاء عمر اخرجہ اللہ تعالیٰ انہ لبثت قومہ الف سنة اثنی عشرین عاماً فلما دلی  
 اجلہ قيل له کیف رايت الذنیا فقال کذا مر ذات بابین دخلت فی باب وخرجت  
 من باب اور حضرت نوح علی نبیاً وعلیہ السلام باوجودیکہ زندگانی ان کی بہت دراز ہوئی چنانچہ  
 قرآن میں ہے کہ ساڑھے نو سو برس حضرت نوح علیہ السلام اپنے قوم میں رہے جب ساعت حلت  
 قریب ہوئی اس وقت ان سے پوچھا گیا کہ دنیا کو کیسا دیکھا حضرت نے فرمایا کہ دنیا مثل ایک کمر  
 کے ہے جس کے دو دروازے ہوں داخل ہوا میں ایک در سے اور نکل آیا دوسرے دروازے سے

اس کلمہ سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام مفارقت دنیا کو دوست نہ رکھتے تھے  
 وایبراہیم روی انہ سأل اللہ تعالیٰ ان لا یمیتہ الا اذا سأل فلما استکمل ايامہ  
 اتی قدرته له خرج فرأى ملکاً صوره شیخ فان کبیر قد اعجز به الضعف فظہر علیہ  
 الخرف وعاہ به تجری علی الخبتہ وطمأمنہ وشر بہ فخر جان من مبیلیہ علی غیر  
 اختیار روايت ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمن نے جناب باری سے دعا کی کہ جب تک میں

موت کی خواہش نہ کروں اُس وقت تک میں نہ مروں پس جب حضرت کے ایام حیات قریب الانقضا ہوئے  
 اس وقت حضرت گھر سے باہر نکلے ایک فرشتے کو لشکر پیر کہن سال دیکھا کہ پیر ہی نے اس کو اس قدر  
 عاجز اور ضعیف کر دیا تھا کہ لعاب دہن اس کا اس کی ڈاڑھی پر بہ رہا تھا اور کھانا اور پانی اس کے  
 تھنوں سے بے اختیار نکل کر اس کی موچھوں پر لگا تھا۔ فقال له یا شیخ کمر عثرک فاجتمع بعمرة  
 یزید علی عمر ابراہیم سنۃ حضرت خلیل نے اس کی صورت کشیف سے متنفر ہو کر اس سے  
 پوچھا کہ اے پیر و تیل سن کتنا ہے اس نے کہا کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ایک سال بڑا  
 ہوں۔ فاسترحم وقال انا اصبر وبعد سنة المہذہ الحال فشیال الموت حضرت اس  
 فرشتے کا بیان شکر بکلمۃ اتا للہ وانا الیہ راجعون گویا ہوئے اور فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو  
 ایک سال کے بعد میرا بھی یہی حال ہوگا اور دعا کی کہ خلیا قبل اسکے کہ میں اس حال خراب کو پہنچوں  
 میری روح قبض کی جاوے۔ موسیٰ علیہ السلام لقا جاء ملک الموت لقبض روحہ  
 لطمہ فاعوسہ کہا وسمی الحدیث فقال رب ارسلنی الی عبدک یحب الموت۔  
 اسی ایک حدیث میں اہل سنت و جماعت کی وارو ہے کہ جب حضرت عذرائیل واسطے قبض روح  
 جناب موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے تشریف لائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک طمانچہ آسا  
 زور سے ملک الموت کو مارا کہ ان کی آنکھ کی بصارت زائل ہو گئی اس وقت ملک الموت نے درگاہ  
 احدیت میں عرض کیا کہ بار الہا تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے کہ وہ موت کو دوست نہیں  
 رکھتا ہے فادحی اللہ الیہ ان ضعیف علی متن فیر وذل بکل شجرة وضمت ید لسنۃ  
 پس وحی کی جناب باری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہ تم اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھو جتنے  
 اہل کہ تمہارے ہاتھ کے تلے آویں گے اتنے سال تک تم کو حیات دینا عطا کروں گا۔  
 فقال ثم ماذا فقال الموت یہ سنکے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ بعد اسکے کیا ہوگا  
 تھائے تھائے نے فرمایا کہ بعد اسکے موت ہے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت  
 سے خطاب کر کے کہا کہ تم اپنے رب کے حکم کو جاری کرو یعنی اب قبض روح کرو۔ فکولوا ایہا بنیاء  
 صلے اللہ علی بنیاء وعلیہم وھم عرف شرفھم وعلی شانھم وارتقاء مدارجھم و  
 محلھم فی الآخرة وقد عرفوا ذالک فابت طباھم البشریۃ المرغبة فی الجموات

پس یہ سب انبیاء علیہم السلام تھے ان کا علو شان و ارتفاع مدارج و محل و مکان جو دار آخرت میں  
ہتیا و آمادہ تھے مشہور ہے اور خود بھی جانتے تھے باوجود اس بات کے بھی مقتضائے بشریت  
طبیعتیں ان کی طالب حیات اور موت سے کارہ تھیں، وفاطمة علیہا السلام حدیثتہ عہد  
بصبغ ذات اولاد صغار و بعل کریم لم یقض من الدنيا امرًا با وھم نے نصارتہ عمرہا  
و عنفوان شبابہا تضحک طیبۃ نفسہا بفرق الدنیا و فراق یدہا و بعلہا فرحتہ بالموت  
ما لئلا الیہا اور جناب فاطمہ علیہا السلام ایک عورت کس جن کے چھوٹے چھوٹے بچے سانسے تھے  
اور جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام جیسے شوہر شریف و کریم موجود تھے عین ایام فرحت و نشاط  
و عنفوان شباب میں تھیں اور کوئی مراد اور حوصلہ ان کا دنیا میں نہ نکلا تھا باوجود اس کے اسی  
پیارے فرزندوں کی جدائی اور علی ابن ابی طالب سے شوہر کی مفارقت کی کچھ پروا نہ کی اور طیب  
آقا طہر نے پر راضی ہو گئیں بلکہ اپنے والدنا مدار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے ملاقات کا قرؤ  
سن کے شاو و خوش ہوئیں، و هذا امر عظیم لا تحیط لاسن بصفته ولا یحد القلوب  
المعرفۃ یہ امر بہت عظیم ہے کسی کی زبان کو طاقت گفتار نہیں ہے کہ اس کے راز کو سمجھ سکے۔

وقد جمع الشیخ الفقیر ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی حرر من صحابنا  
کتاباً مقصوداً علی مولد فاطمہ و فضائلہا و تزویجہا و ظلماتہا و وفاتہا و محشرہا  
صلوات اللہ علی اہلہا و علیہا و علی بعلہا و الائمۃ من ذریعہا مروی حدیثاً مرفوعاً  
الاجابہ بن جبریل اللہ الانصاری شیخ ابن بابویہ قتی علیہ الرحمہ کہ ہمارے علمائے کرام میں سے ہیں  
انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کے حال میں اس میں کچھ اُمادِ ثبوت  
فضائل ہیں اور حال ولادت و تزویج اور جو ظلم و جور کہ منافقوں سے ان معصومہ کو پہنچے ہیں اور  
کیفیت وفات اور محشر ہونا ان معصومہ کا روز قیامت کو سب بہ تفصیل لکھا ہے اسی کتاب میں  
ایک حدیث روایت کی ہے جا بر بن عبد اللہ الفاری سے :-

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یقول ان اللہ عز وجل خلقنی وخلق علیاً  
وفاطمۃ والحسن والحسین من نور کہا جا بر نے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ  
سے فرمایا حضرت نے کہ خدا نے برحق نے پیدا کیا مجھے اور علی ابن ابی طالب اور فاطمہ اور حسن اور



وصلی اللہ علی محمد وآلہ الطاہرین وجميع الانبیاء والمرسلین۔

(۷) مروی عن جعفر ابن محمد علیہما السلام ان امرئۃ من الجن قال لہا عفرۃ وکانت تنسب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ فتسمع من کلامہ فتالی صالحي الجن فیسلمون علی یديہا۔  
 روایت ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ ایک جنبہ کہ نام اس کا عفرۃ تھا کبھی کبھی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت سے حدیثیں سنتی تھی ان حدیثوں کو جا کر ان جنوں سے بیان کرتی تھی اور ان کو وعظ و نصائح کرتی تھی اکثر جن اس کے وعظ و نصیحت شکے مسلمان ہوا کرتے تھے۔  
 و فقہا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسئل عنہا جبرئیل ؑ فقال انہا زارت اختا لہا تجتہا فی اللہ تعالیٰ اتفاقاً چند روز وہ جنبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت آؤں گی میں حاضر ہوں گی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت جبرئیل ؑ سے استفسار فرمایا کہ اس جنبہ کے نہ آنے کا کیا سبب ہے حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ اسکی ایک بہن ایمانی ہے کہ اسکو وہ بہت دوست رکھتی ہے بعض رضائے خدا کی لئے اسکی ملاقات کو گئی ہے۔ فقال علیہ السلام طوبی للمتحابین فی اللہ ان اللہ تبارک وتعالیٰ الخلق نے الجنۃ عموداً من یاقوتہ حرار علیہا سبعون الف قصر فی کل قصر سبعون الف غرفۃ خلقہا اللہ عز وجل للمتحابین فی اللہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے یہ حال سنکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ خوشا حال ان لوگوں کا جو محض واسطے رضائے خدا کے اپنے برادر ایمانی سے محبت کرتے ہیں بنایا ہے جناب باری تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے بہشت میں ایک ستون یا قوت مخرج سے اور صانع قدرت نے اس ستون یا قوت پر ستر ہزار قصر بنائے ہیں ہر قصر میں ستر ہزار قوت ہے۔  
 وجاءت عفرۃ فقال لہا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ یا عفرۃ این کنت فقالت نزلت اختا لی فقال طوبی للمتحابین فی اللہ والمتواذین جب عفرۃ حضرت کی خدمت آؤں گی میں حاضر ہوں گی حضرت نے اس سے پوچھا کہ اے عفرۃ اتنے دنوں تک تو کہاں تھی اس نے عرض کیا کہ میری ایک بہن ہے ایمانی میں اس کی ملاقات کو گئی تھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ بشارت ہو ان لوگوں کو جو آپس میں محبت اور دوستی کرتے ہیں اور اس محبت سے ان کو رضائے خدا منطبق رہتی ہے یا عفرۃ احق شئ رأیت قالت رأیت عجائب کثیرۃ قال فاعجب ما رأیت قالت رأیت ابلیس نے ابلیس کو لاخضر علی صخرۃ بیضاء ما ذاک یدیه الی السماء وهو یقول اللہ اذا بررت قمیث

و ادخلتني نار جهنم فاستلما بحق محمد وعلي وفاطمة والحسين والحسين الا خلصتني منها پھر  
 استفسار فرمایا حضرت نے کہ اے عفر تو نے وہاں کیا دیکھا اس نے کہا مجھے بہت سے عجائبات نظر  
 آئے حضرت نے فرمایا کہ جو امر ترے نزدیک بہت عجیب ہو اُسے بیان کر اس وقت اس نے کہا کہ وہم  
 میں نے شیطان کو کہ ایک سفید پتھر پر کھڑا ہوا جو درمیان میں دریائے اخفر کے واقع ہے اپنے ہاتھوں کو  
 آسمان کی طرف بلند کئے ہوئے یوں دھا کر رہا تھا کہ اُسے پروردگار اگر تو نے اپنی قسم کو پورا کیا اور مجھے  
 داخل جہنم کیا اور میں نے تجھ سے سوال کیا کہ حق محمد وعلي وفاطمة وحسین علیہم السلام توجب بھی کیا مجھے  
 غلاب و فزخ سے رہا نہ کرے گا۔ نقلت یا حارث ما هذا الاسماء التي تدعوا بها فقيل  
 سأيتها على ساق العرش من قبل ان يخلق الله عز وجل درسيقة الف سنة فعلت انھا  
 اکرم الخلق على الله فانا مسئلة نحقهم عفر کہتی ہے کہ شیطان سے اس طرح سُکر میں نے پوچھا کہ  
 اسے حارث یہ کیسے نام ہیں کہ برکت سے ان ناموں کی تو اپنی نجات پا رہا ہے البیس نے جواب دیا کہ سات  
 ہزار برس پیشتر آدم کے میں نے ان ناموں کو ساق عرش پر لکھا دیکھا اس لئے میں سمجھا کہ مخلوقات خدائے  
 تعالیٰ میں ان سے بڑھ کے کوئی دوسرا کریم و شریف نہیں اس واسطے میں ان کو واسطہ کر کے سوال کرتا ہوں  
 خدائے تعالیٰ سے فقال التبع صلى الله عليه وآله وسلم والله لو قسم اهل الارض بهذا  
 الاسماء لاجابهم الله پس فرمایا جناب رسولی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قسم ہے خدا کی کہ اگر اہل زمین  
 واسطے سے ان ناموں کے سوال کریں تو خدائے تعالیٰ قبول فرماتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اللهم اني استلما بحق محمد وعلي وفاطمة

والحسن والحسين ان تغفر ذنوبي وثجا ذنبي

سیناتی وتصلح شأني في الدنيا والآخرة وتزني الحزن

الدنيا والآخرة وتصرف عني الشر في الدنيا

والآخرة وتفعل ذلك بالموئيد

في مشارق الارض ومغاربها

وبرحم الله عبدا

قال آمين

## حضرت امیر علیہ السلام

دامید المومنین علیہ السلام بعد عام الفیل ثلثین سنہ و قتل علیہ السلام نے  
 شہر رمضان لتسع بقین منہ لیلة الاحد سنہ اربعین من الهجرة وهو ابن ثلث و ستین  
 سنہ رئیس المحدثین لا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی میں اس طرح سے لکھا ہے کہ ولادت باشراف  
 جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی عام الفیل کے تیس برس بعد واقع ہوئی اور اکیسویں تاریخ ماہ رمضان کی  
 شب یکشنبہ ہجرت کے چالیسویں برس ترسیعہ برس کے سن میں دار فانی سے روفی افزائے عالم جاودانی ہوئے  
 بقی بعد قبض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ ثلثین سنہ و امہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف  
 و هو اول ہاشمی ولدہ ہاشم مرتین جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے دنیا سے رحلت فرمائی تو  
 سن شریف ان امام معصوم کا تینتیس برس کا تھا اور بعد جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ کے تیس برس  
 زندگانی کی ان تیس برس میں سات برس نوہینے خلافت ظاہری رہی باقی ایام منقطعہ اور مجروحی میں بسر  
 ہوئے اور حضرت نے مدت عمر میں آٹھ کلچر کئے اور حق تعالیٰ نے تینتیس اولادیں اس جناب کو عطا کیں  
 یہ جوہر صا جزا دے اور انیس صا جزا دیاں اکثر اولادیں خصوصاً صا جزا دے ان آٹھ بیبیوں کے بطن سے ہیں  
 اور بعض اولادیں کینروں سے بھی ہیں اور اس وقت تک سوائے حضرت کے عرب میں کوئی رطکا ایسا  
 نہیں پیدا ہوا تھا کہ ماں باپ اس کے ہاشمی ہوں اس لئے کہ ماں حضرت کی فاطمہ بنت اسد اور اسد  
 بیٹے تھے حضرت ہاشم کے اور حضرت ابوطالب حضرت ہاشم کے پوتے تھے پس وہ جناب طرفین سے  
 ہاشمی ہیں عن المفصل بن عمر قال سمعت ابا عبد اللہ لما ولد رسول اللہ فتح لا منہ بیا  
 فارس و قصور الشام مفصل بن عمر سے روایت ہے کہنا ہے کہ نما میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ  
 السلام سے کہ جس وقت جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ متولد ہوئے اس وقت کہتے ہیں اس طرح کی  
 روشنی اور تہلی عیاں ہوئی کہ عمارت فارس اور قصور شام حضرت آمنہ کو صاف نظر آئے،  
 فجاءت فاطمہ بنت اسد امیر المومنین الی ابی طالب ضاحکة مستبشرة فاعلمت  
 ما قالت الامنة ما در جناب امیر علیہ السلام یعنی فاطمہ بنت اسد نے جس وقت یہ حال آمنہ سے سنا

شاہ اور نشاں اُن کو اس حال کو حضرت ابوطالب علیہ السلام سے بیان کیا فقال ابوطالب و تعجبین من  
 هذا انک تجلبین و تلدین بوضیة و درمیں حضرت ابوطالب نے اس حال کو شکر فرمایا کہ کیا عجیب  
 کرتی ہے تو اس امر سے تو بھی غریب عالم ہوگی اور پیدا ہوگا تجھ سے وہ شخص جو کہ وزیر و وصی ہوگا اس  
 طرح کے کا ۰ ۰ ۰

(۴) روئے خطیب الخوارزمی فی مناقبہ مروی عن ابی عبد اللہ بن عباس قال قال رسول اللہ ان  
 اللہ جعل لابی علیٰ فضائل لا تحصى کشف خطیب خواند می نے کتاب مناقب میں عبد اللہ بن عباس  
 روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا ابی طالب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ خدائے بزرگ و برتر نے میرے  
 بھائی علی ابن ابی طالب کو اتنی فضیلتیں عطا کی ہیں کہ جن کا شمار بشر سے نہیں ہو سکتا

فمن ذکر فضیلة من فضائلہ متقرّیاً بما غفر اللہ ما تقدّم من ذنبہ و ما تاخر پس جو شخص کہ ذکر کرے  
 ایک فضیلت کا فضائل میں سے علی علیہ السلام کے اور مقرر ہو بظاہر و باطن اس کا تو بخش دیتا ہے خداوند  
 تعالیٰ اُس کے گناہ ان گذشتہ و آئندہ کو و من کتب فضیلة من فضائلہ نزل الملائکة  
 تستغفر له ما بقى لذلك الکتابہ رسم اور جو شخص کہ لکھے ایک فضیلت فضائل علی ابن ابی طالب علیہ

السلام میں آتشکد اس کتاب سے کچھ نشان و اثر باقی رہے گا ملائکہ رحمت اسکے لئے طلب مغفرت کیا  
 کریں گے و من استمع فضیلة من فضائلہ غفر له الذنوب التي اکتسبها بالاستماع اور جو شخص کہ  
 سنے ایک فضیلت فضائل علی علیہ السلام میں سے تو بخش دیئے جاتے ہیں اسکے وہ گناہ جو متعلق ہیں کان  
 سے و من نظر الى کتاب من فضائلہ غفر له الذنوب التي کتبها بالنظر اور جو شخص کہ نظر

کرے کتاب فضائل علی کی طرف تو بخش دیئے جاتے ہیں اسکے وہ گناہ جو آنکھوں سے ہوئے ہیں و من  
 نے الحديث ما من قوم اجمعوا و یدکسرون فضل علی بن ابی طالب هبطت علیهم ملائکة  
 السماء یعنی حدیث میں وارد ہے کہ جس وقت مومنین یا ہم مجتمع ہوتے ہیں اور مناقب و فضائل غلاب امیر  
 علیہ السلام کھویاں کرتے ہیں تو فرشتے ان پر نازل ہوتے ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں

فاذا قفروا عرجت الملائکة الى السماء میں جب وہ مومنین متفرق ہوتے ہیں تو فرشتے آسمان  
 پر چلے جاتے ہیں فیقول لهم الملائکة انا انشتم من ریحکم مالا نشتمہ من الملائکة ہیں اور  
 فرشتے آسمان کے ان فرشتوں سے کہتے ہیں کہ اس وقت ایسی خوشبو تم میں سے آئی ہے جو اور فرشتوں



میں ہم نہیں جانتے ہیں، فقیہوں کو کتنا عند قوم نیکوں محمدؐ واہل بیتہ پس وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم اس وقت ان لوگوں کے پاس تھے کہ وہ مشغول تھے ذکر محمدؐ والہبیت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پس یہ خوشبو ان کی خوشبو ہے اس وقت وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں بھی وہاں لے چلو جہاں ذکر الہبیت ہوتا ہے یہ فرشتے کہتے ہیں کہ اس وقت وہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں گئے، فقیہوں کو اذہبوا بنی فی المكان الذی یبکی کس دن فیہا پھر کہتے ہیں ہمیں وہ مکان ہی دکھا دو جہاں یہ ذکر تھا۔

تتمز الغواہد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ابا ذرؓ ان اللہ تعالیٰ جعل علی کل رکن من امرکان عرشہ سبعین الف ملک لے ابا ذرؓ حق تعالیٰ نے ہر رکن پر ارکان عرش سے ستر ہزار فرشتے مقرر کئے ہیں لیس لہم تسبیح ولا عبادۃ الا اللہ تعالیٰ وشیعۃ والدعاء علی اعدائہم نہیں ہے عبادت اور تسبیح ان کی گمر یہ کہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں علیٰ ہر اور استغفار کرتے ہیں ان کے شیعوں کے لئے اور لعنت کرتے ہیں ان کے دشمنوں پر۔

دعاء عن صالح بن میثم عن ابیہ قال سمعت ابن عباس رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من لقی اللہ تعالیٰ وھو جاحد ولا یتزعج ابن ابیطالب علیہ السلام لقی اللہ وھو علیہ غضبان صالح بن میثم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہا اس نے کتنا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے وہ کہ سنائیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے فرماتے تھے حضرت کہ جو شخص ملاقات کرے خدائے برتر سے اور منکر ہو دوستی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا تو خداوند تعالیٰ اس پر غمناک ہوگا لا یقبل اللہ منہ شیئاً من اعمالہ فی کل ہم سبعون ملکاً یتفقدونہ فی وجھہ وکفشرۃ اسود الوجه انہ یرقی العین کوئی عمل نیک اس کا مقبول نہ ہوگا اور وہی نہ ہوگا اور مکمل کرے گا خداوند تعالیٰ ستر فرشتوں کو کہ وہ سب اس کے منہ پر تھوکیں گے اور محسوس کرے گا کہ

خداوند عالم اسکو اس صورت سے کہ منہ اس کا سیاہ ہوگا اور آنکھیں اس کی ازرق ہوں گی۔  
قلذایا بن عباسؓ انیفع حب علیؓ ابن ابی طالب علیہ السلام فی الاخرۃ راوی کہتا ہے کہ ہم لوگوں نے پوچھا کہ اے ابن عباسؓ آیا نفع بخش ہے دوستی علیؓ ابن ابی طالب علیہ السلام کی مائت کے دن قال تنازع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فی حقہ حتی سالنا رسول اللہ ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ اصحاب رسولؐ خدائے یاب جناب امیر علیہ السلام میں خلافت

کیا یعنی جو لوگ کہ اصحاب نیک کردار تھے مانند سلمان فارسیؓ و ابوذرؓ وغیرہ کے انہوں نے کہا کہ نبی محبت علی علیہ السلام کے ایمان کامل نہیں ہوتا اور جو لوگ ظاہر میں مسلمان اور باطن میں دشمن خدا اور رسولؐ تھے اور سینے ان کے بغض و عداوت جناب امیر علیہ السلام سے بھرے ہوئے تھے انہوں نے اس امر کا انکار کیا اس نزاع کو طول ہوا یہاں تک کہ جناب رسالتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ سے استفسار کیا گیا کہ فقال دعونی حتى استأل الوحی فلیتأهبط جبرئیلؑ سائلہ حضرت نے فرمایا کہ مجھے مہلت دو تاکہ میں اس امر کا سوال کروں اپنے حبیب جبرئیلؑ سے جب حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے حضرت رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ نے ان سے اس حال کو استفسار فرمایا حضرت جبرئیلؑ علیہ السلام نے عرض کی کہ تا وقتیکہ میں عدائے برتر سے اس امر میں استفسار نہ کروں کچھ جواب نہیں دے سکتا یہ کہہ کر حضرت جبرئیلؑ بالائے آسمان تشریف لے گئے اور بعد مختصر سی دیر کے پھر تشریف لائے۔

فقال یا محمد ان الله یقرئک السلام وقال احب علیاً فمن احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی یا محمد حیث تکن لیکن علیؑ و حیث یکن علیؑ لیکن مجتوہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جانب رب العزت سے بعد درود و سلام کے بیان کیا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے محمدؐ میں دوست رکھتا ہوں علیؑ ابن ابی طالبؑ کو جس شخص نے دوستی کی علیؑ سے اس نے مجھ سے دوستی کی اور جس نے بغض رکھا علیؑ سے اس نے مجھ سے بغض رکھا اے محمدؐ بہشت میں جہاں تم ہو گے وہیں علیؑ بھی ہوں گے اور جہاں علیؑ ہوں گے وہیں ان کے دوست و شیعہ بھی ہوں گے۔ وان اجتنوا ایہم جبرئیلؑ اگر چہ گناہگار ہوں چنانچہ حضرت علیؑ علیہ السلام کے دوستوں پر خدا کی رحمت بہت ہے اس لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کلمہ کو مکرر فرمایا ہے۔ دھی تدل علی ما ذکرہ شیخنا ابو عبد اللہ المفید قدس اللہ روحہ نے ارشاد کیا یہ حدیث دلالت کرتی ہے قول پر شیخ مفید علیہ الرحمہ کے جیسا کہ ذکر کیا ہے انہوں نے کتاب ارشاد میں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص علیؑ کا محبت ہے اس کے گوسفند اور پوست کو آتش جہنم میں نہ کرے گی اگر چہ وہ ترکیب مصیبت بھی ہو اور اگر جس شخص نے گناہ کیا اور بے توبہ مر گیا تو عالم برزخ میں یعنی جس روز سے کہ قبر میں دفن ہوا ہے تا قیام قیامت البتہ بسبب اپنے کردار ناشائستہ کے تا لم رہے گا مگر قیامت میں عذاب جہنم سے سالم ہو گا۔

وسوی ایضا فی امالیہ عن صفوان الجمال انہ قال دخلت علی الصادق سلام اللہ علیہ

فقلت جلست فذاك سمعتك تقول شيعتنا في الجنة وفي شيعتنا اقوام يذنبون ويرتكبون  
القبائح ويشربون الخمر ويقتلون في دنياهم اوشخ ممدوح نے کتاب الامالی میں صفوان جابر  
سے روایت کی ہے کہا اس نے کہ داخل ہوا میں ایک روز خدمت بارنفت امام جعفر صادق علیہ السلام میں  
اور عرض کی میں نے کفر اہوں میں آپ پر میں نے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ شیعہ ہمارے سب داخل  
بہشت ہوں گے حالانکہ آپ کے شیعوں میں بہت سے لوگ ہیں کہ مصیبت خدا کرتے ہیں اور مرتکب  
تباہ ہوتے ہیں اور شراب پیتے ہیں اور تحصیل دنیا میں خیال حلال و حرام کا نہیں رکھتے؛

فقال عليه السلام نعم اهل الجنة ان الرجل من شيعتنا لا يخرج من الدنيا حتى يتبلى بسقم  
او يمرض او يدين او ينجار يذيه او يزوج سوعه حضرت نے فرمایا کہ ہاں شیعہ ہمارے سب جنتی  
ہیں کوئی شخص ہمارے شیعوں میں سے نہیں قرابے اس کے کہ قتل کیا جاتا ہے کسی الم میں یا مرض میں یا مرض  
میں یا ہمسایہ ایسا ملتا ہے کہ اذیت دیتا ہے یا زوجہ بدخلق ملتی ہے کہ وہ سوداں روح ہوتی ہے اس کے  
لئے اگر ان سب سے محفوظ رہا تو اللہ تعالیٰ حالت نزع کو اس پر سخت و دشوار کرتا ہے بہر کیف اس کے  
گناہوں کے کفارے سب دنیا میں ہو جاتے ہیں؛ فقلت لا بد من رد المظالم راوی کہتا ہے کہ پھر  
میں نے عرض کی کہ خداوند برتر قادر ہے اس امر پر کہ اپنے گناہوں کو معاف فرماوے گا مگر بندوں کے  
جو حقوق ہوں گے اس میں کیا ہوگا حضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب خلق کا حساب کتاب متعلق  
ہوگا ہمارے جبارا محمد مصطفیٰ و علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہما سے پس لوگوں کے حقوق جو ہمارے  
شیعوں پر ہوں گے ہم اپنے خمس میں حساب کر لیں گے اور جو گناہ خدا کا ہے اس میں ہم خدا سے  
طلب مغفرت کریں گے؛ بہر حال ہم اپنے شیعوں کو کسی عنوان جہنم میں داخل نہ کرنے دیں گے؛

(۴) نقل الشيخ ابراهيم بن سليمان القطيفي عطر الله مرقدہ في کتابہ المسمی بالفرقۃ  
الناجیۃ عن کتاب البشارۃ لشیعۃ علیؑ اور نقل کی ہے فاضل بزرگوار شیخ ابراہیم قطیفی نے  
کتاب فرقہ ناجیہ میں کتاب بشارۃ المصطفیٰ سے؛ و هو ان سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
والہ دخل و ما علی علی ابن ابیطالب سلام اللہ علیہ فقال علیہ السلام ما را یتک  
اقلت علی مثل هذا الاقبال وہ حدیث یہ ہے کہ ایک روز سید و مہر دار ہمارے جناب  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و اہل ہونے خانہ جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام میں اس وقت

جناب امیر المومنین نے خدمت بارفوت جناب نبویؐ میں عرض کی کہ یا حضرت آج جس طرح آپ تشریف فرما ہو کبھی اس طرح سے میں نے آپ کو تشریف لانے نہیں دیکھا فقال صلوات اللہ وسلامہ علیہ جنت لا یبغضک حضرت نے فرمایا کہ اس واسطے آیا ہوں کہ ایک خوشخبری تمہیں سنائوں۔

اعلم ان هذه الشاعة نزل على جبریلؑ وقال لى الحسن یقرئک السلام ویقول البشیر علیا و شیعتہ ان الطایع والعاص منہم من اهل الجنة وہ فرمادے ہیں کہ اس وقت حضرت جبریلؑ میرے پاس تشریف لائے اور بعد مدد و سلام کے جانب پر وود گار عورت سے فرمایا کہ بشارت دو تم علی ابن ابی طالب کو اودان کے شیعوں کو کہ نیک اور بد شیعیاں علی ابن ابی طالب میں سے سب اہل جنت ہیں فلما سمع مقالته خرسا جلا شمر رفع یدیه الى السماء وقال شہد اللہ علی الخی وھبت نصف حسنا لى الشیعة سنتے ہی اس بشارت کو حضرت سجدہ شکر بجالائے پھر دونوں ہاتھوں آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا کہ شاہد کرنا ہوں خدائے تعالیٰ کو اس امر پر کہ ہر ایک میں نے نصف حسنا اپنے شیعوں کو اپنے نکالت فاطمہؑ شہد اللہ علی الخی وھبت لى الشیعة علی علیہ السلام نصف حسنا ی شکر جناب سیدہ نے بھی اپنی آدھی نیکیاں شیعیاں علی کو ہبہ فرمائیں علیہ ہذا حنین علیہا السلام نے بھی اس امر میں اپنے والدین کی متابعت کی وبقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ما انتم باکرم منی شہد اللہ علی الخی وھبت لى الشیعة علی نصف حسنا بعد اس کے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد کیا کہ تم لوگ مجھ سے کریم تر نہیں گواہ ہے خدائے برتر اس بات پر کہ عطا کئے میں نے آدیے عمل خیر اپنے شیعیاں علی کو فادحی عن رجل الى رسولہ ما انتم باکرم منی اتی غفرت لى الشیعة علی وحبیتہم ذوق بھریں وحی کی خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو کہ تم سب مجھ سے کریم تر نہیں ہو خوش دیا میں نے شیعیاں و دوستداران علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اور محو کیا میں نے ان کے گناہوں کو۔

حقرات ایہ جار نہیں جو بیان ہوئیں غرض اس سے یہ ہے کہ لوگ اس جناب کے مرتبے سے آگاہ ہوں اس سے کوئی کج فہم ایسا نہ نہیجے کہ جبکہ باوجود ارتکاب عصیان مغفرت حاصل ہو اور بے دوسر کے جنت ملتی ہو عبادت خدا سے اپنے تئیں تکلیف میں ڈالنا اور لذات دنیا سے محروم رہنا بے فائدہ ہے تو جس کے دل میں اس طرح کا خیال آوے لازم ہے کہ لاجل پڑھے کیونکہ یہ

و ساوس شیطانى ہیں معصوم فرماتے ہیں کہ جو شخص ہماری شفاعت پر تکیہ کر کے مصروف ہونا فراموشی خدا اور رسول میں اور دعوئے کفر سے کہ وہ ہمارے شیعوں میں سے ہے واللہ کہ وہ اپنے دعوئے میں جھوٹا ہے اور ہرگز ہمارے شفاعت اس کو نصیب نہ ہوگی۔

(۵) فی الحدیث القدسی علی ما ذکرہ الزعمشیری لا دخل الجنة من اطاع علیاً وان عصا  
وادخل النار من عصا وان اطاعنی ذکر کیا ہے زعمشیری نے کہ حدیث قدسی میں جناب باری تعالیٰ  
فرماتا ہے کہ میں جنت میں اس شخص کو ضرور داخل کروں گا جس نے اطاعت کی ہو علیؑ کی اگرچہ میری معصیت  
کی ہو اور داخل کروں گا دوزخ میں اس شخص کو جس نے معصیت کی ہو علیؑ کی اگرچہ میری اطاعت کی ہو  
و هذا رمز حسن و ذالک ان حب علی ہوا ایمان الکامل لا تغرقہ التثلیث اور یہ لطیف  
یہ یعنی دوستی علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کی ایمان کامل ہے کہ گناہ اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے۔  
تولہ فاق اغفر له اکراماً و ادخل الجنة بایمانہ فله الجنة بالایمان و لہ نحب علیؑ العفو  
والغفران قول اس کا ہے کہ بخشوں گا میں اُسے بسبب کرامت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے اھو  
کروں گا میں جنت میں بسبب اس کے ایمان کے اور برکت سے اس محبت کی اسکے لئے عفو و مغفرت ہے  
وقولہ ادخل النار من عصا وان اطاعنی و ذالک لاقہ ان لہ و ال علیاً فلا ایمان لہ  
وطاعته هناك مجازاً لا حقیقتہ قول باری تعالیٰ کا ہے داخل کروں گا میں جہنم میں جس نے نافرمانی  
کی علیؑ کی اگرچہ میری اطاعت کی ہو اور دشمن علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کا مستحق دخول نار اس  
جہت سے ہوا کہ جو اس جناب سے نفرت ہو وہ شخص مومن نہیں ہے اور جب مومن نہ ہو تو اطاعت  
عبارت اسکی مجازی ہے نہ حقیقی اور عیلات مجازی بے سود ہے۔

لان الطاعة الحقيقية هي المضاف اليها سائر الاعمال فمن احب علياً فقد اطاع الله ومن  
اطاع الله نجا فمن احب علياً نجا اس لئے کہ طاعت حقیقی وہ چیز ہے کہ اسی کی طرف تمام اعمال  
کی نسبت۔ یہ تو جس نے دوست رکھا علیؑ کو اس نے اطاعت کی خدا کی اور جس نے اطاعت کی خدا کی  
اس نے نجات پائی تو محب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کا ناجی ہے۔ فعلیہ ان حب علیؑ  
ہوا ایمان و بغضہ کفر ہیں معلوم ہوا کہ دوستی اس جناب کی ایمان حقیقی ہے اور دشمنی ان  
حضرت کی عین کفر ہے و لیس بود القیامۃ الا محبت و بغض اور روز قیامت جب لوگ صاحب

لئے کھڑے کئے جائیں گے وہ دھنپ سے باہر نہیں ہیں، یا دوست ہوں گے اس جناب کے یا دشمن،  
 فحیث لا سیئۃ لہ ولا حساب علیہ ومن لا حساب علیہ فالجنة دارہ ہیں جو شخص اس  
 جناب کا دوست ہوگا اس کا نامہ اعمال گناہوں سے پاک ہوگا اور سپر حساب ہوگا اور جس شخص حساب  
 ہوگا بہشت عین سرشت اس کا محل راحت ہے و مبعوضہ لا ایمان لہ ومن لا ایمان لہ ینظر اللہ  
 الیہ بعین رحمہ و طاعتہ عن المعصیۃ و ہونی النار اور جو اس جناب کا دشمن ہے وہ ایمان  
 نہیں رکھتا اور جو مومن نہیں ہے وہ خدا کی رحمت سے دور ہے اور عبادت اس کی عین معصیت ہے اور  
 جہنم اس کے لئے جائے سکونت ہے، فقد و علی ہالک وان جاء بحسنات العباد و محبۃ ناج  
 و لو کان فی الذنوب غارقا الى شحمتہ اذنیہ ہیں دشمن علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا مالک ہے  
 اگرچہ اس کی نیکیاں برابر ہوں تمام بندوں کی نیکیوں کے اور دوست اس جناب کا ناجی ہے اگرچہ پاؤں  
 سے سترک گناہوں میں ڈوبا ہو، و ابن الذنوب مع الایمان المنیر امین نجا من لسنیات  
 مع وجود الاکسیر کہاں باقی رہ سکتے ہیں گناہ ساتھ ایمان روشن کے اور کہاں باقی رہ سکتا ہے تا بنا  
 حال پر سابقہ ملاقات اکسیر کے یعنی دوستی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خواص اکسیر کہتی ہے اور گناہ  
 مومن کے مثل تانبے کے ہیں جس طرح تانبا ملاقات اکسیر سونا ہو جاتا ہے اسی طرح گناہ مومن کے سبب  
 دوستی علی علیہ السلام کے محو ہو جاتے ہیں، فمبعوضہ من العذاب لا یقال و حبیہ لا یوقف ولا  
 یقال فظن فی الاولیائہ و سحقا لاعدائہ ہیں قیامت کے دن اس جناب کے دشمن کے لئے عذاب ہے  
 تخفیف نہیں ہے اور دوست ان حضرت کا بلا توقف بے قیل و قال داخل بہشت ہوگا پس راحت و  
 آرام ہے حضرت کے دوستوں کے واسطے اور عذاب و ایذا ہے دشمنوں کے لئے،

(۱۸) عن امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 و آلہ و سلم خطبنا ذات یوم فقال ایہا الناس انہ قد اقبل الیکم شہر اللہ بالبرکۃ و البرکۃ و البرکۃ  
 و المفقۃ کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک روز جناب رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ  
 و آلہ منبر تشریف لے گئے اور بعد غلط و فصلح ہم لوگوں سے متوجہ ہو کر فرماتے لگے کہ اے گروہ  
 مردم رنج کیا ہے تمہاری طرف ماہ بزرگ و برتر نے ساتھ برکت و رحمت و مغفرت کے بلاشبہ  
 دروازے جنت کے اس چینی میں کشادہ ہیں تو چاہیے کہ سوالی کر و خدائے رحیم سے کہ بندہ کرے

ان دعاؤں کو تمہارے لئے اور دواؤں کے بند کئے گئے ہیں پس دعا کرو اپنے رب غفور سے کہ نہ کھولے ان دواؤں کو تمہارے لئے اور شاہین مقید کئے گئے ہیں سوال کرو تم اپنے خالق رب سے کہ ان کو تیرا مسلط کرے۔ قال امیر المومنین علیہ السلام نعمت فقلت یا رسول اللہ ما افضل الاعمال فی ہذا الشہر جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے خدمت جناب نبوی میں عرض کی کہ یا حضرت بہترین اعمال اس مہینے میں کیا ہیں فقال یا ابا الحسن افضل الاعمال فی ہذا الشہر الوریح عن محارم اللہ ثم بکی اس جناب نے فرمایا کہ اے ابوالحسن افضل تیرے اعمال اس مہینے میں پرہیز کر ان چیزوں سے جسے جن کو خداوند تعالیٰ نے حرام کیا ہے یہ فرما کر حضرت رونے لگے و فقلت یا رسول اللہ ما بیک یا میں نے عرض کی کہ یا حضرت کس امر نے گریاں کیا آپ کو فقال ابکی لہما یستحل منک فی ہذا الشہر کافربک وانت تصی لربک وقد ابعث شی فی الاولین والآخرین بشقی عاقرا تہمود فضربک ضربہ علی قبرک فغضب منها الحدیث حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اے علی میرا رونا اس لئے ہے کہ خیال آگیا مجھے اس وقت کہ تو مصروف نماز ہوگا اسی مہینے میں اور ایک ملعون کہ بد بخت ترین اولین و آخرین ثانی کے کندہ نامہ صالح ہوگا ایک ضربت تیرے سر پر لگا دے گا کہ اس ریش مطہر پر خون سر سے خضاب ہو جائے حکم قال امیر المومنین علیہ السلام فقلت یا رسول اللہ ذالک فی سلامۃ من دینی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عرض کی میں نے یا حضرت یہ نصیبت جب مجھ پر واقع ہوگی آیا دین میرا سالم ہوگا اور میں حق پر ہوں گا جناب رانا تاب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ البتہ تو اپنے دین پر اور راہ راست پر ثابت و استوار ہوگا و ثم قال یا علی من قتلک فقد قتلنی ومن ابغضک فقد ابغضنی و من مبغضک فقد بطنی لانک منی کفنی روحک من روحی طینتک من طینتی اے علی جس نے قتل کیا تجھے گویا اس نے تجھے قتل کیا اور جس نے تجھ سے بغض رکھا وہ ملعون دشمن میرا ہے جس نے تجھے برا کہا اس نے مجھ کو برا کہا اس لئے کہ میں اور تو گویا کہ دو نفس واحد ہیں روح تیری روح میری ہے اور طینت تیری طینت میری ہے خلق کیا خدا نے برتر نے مجھ کو اور تجھ کو ایک فرد سے پس سرفراز کیا مجھے نبوت سے اور تراز کیا تجھے امامت سے جو شخص کہ انکار کرے تیری امامت کا اس نے انکار کیا میری نبوت کا یا علی تو دمی میرا ہے اور باپ ہے میرے فرزندوں کا اور شوہر

ہے میری شہی کا اور خلیفہ میرے اُمت پر میری حیات میں میری اور میرے بعد حکم تیرا حکم میرے اوپر منع کرنا تیرا منع کرنا میرے قسم ہے اس خدا کی جس نے مبعوث کیا مجھ کو برسالت اور کیا بہترین خلق بلائے تو حجت خدا ہے تمام خلق پر اور امین ہے اس کے راز کا اور خلیفہ ہے۔

۱۷) روی لما یبع الناس یعلیٰ بن ابیطالب علیہ السلام عزل عثمان من جمیع الامصار الا عامل الیمین اخبار میں وارد ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام منہ خلافت ظاہری پر متمکن ہوئے تو عثمان کے عالموں کو ہر مقام سے معزول کیا اور ان کا جگہوں پر دوسروں کو جو اہل وقابل تھے مقرر فرمایا مگر عامل یمین حبیب ابن منجوب کہ حضرت کا متقدم علیہ تھا اس کو بدستور سابق یمین کی حکومت پر بحال رکھا اس کو ایک نامہ تحریر فرمایا اس میں بعد مواعظ و نصائح کے یہ مضمون تھا کہ وہاں کے لوگوں سے ہمارے واسطے بیعت لے اور بعد اسکے دس آدمیوں کو جو ان میں بات کرنے کے لائق اور فہمید ہوں انتخاب کر کے ہمارے پاس بھیج دے اس نے موافق فرمان کے دس شخصوں کو کہ ایک ان میں ابن بلعمین تھا بھیج دیا سبہوں نے آنکر حضرت سے بیعت کی۔

قال الاصمعی بن نباتہ لما دخل الوفد علی امیر المومنین علیہ السلام و بالیعة و بالیعة ابن ملجم و ادبر دعا لثانیة و استوثق منه بالعهود ان لا یخذل اصمعی ابن نباتہ سے روایت ہے کہ جب یہ دسوں شخص بیعت کر کے حضرت سے رخصت ہو کر چلے حضرت نے ابن بلجم کو بلا کر کے مکر اس سے عہد و پیمان لیا کہ بیعت شکنی اور غدیر نہ کرے اس طرح سے تین مرتبہ اس کو رخصت فرمایا کہ تیرا کید کی جب تو اسنے گہرا کر دیا چھپا کہ حضرت نے کسی سے ایسا نہیں کیا جیسا میرے ساتھ عمل فرمایا قال لہ علیہ السلام امض یا ولیک فواللہ ما امری لک الا ان لا تنفی بیعتی حضرت نے فرمایا کہ وائے تجھ پر جلا جائیگا گمان نہیں ہے مجھے کہ تو اس بیعت پر وفا کرے گا۔ پھر حضرت نے ارشاد کیا کہ میں ایک بات تجھ سے پوچھنا چاہتا ہوں چاہئے کہ سچ کہے تو آیا لڑا کہن میں تیری ایک دایہ یہودیہ نہ تھی کہ جب تو رونا تھا تو تیرے منہ پر طمانچہ مارتی تھی اور کہتی تھی کہ چپ رہ یا من ہوا شفیع امن عاقرا فاة صالح و یحییٰ فی کبرک جناۃ یغضب اللہ منہا علیک و یکون مصیرک الی النار یعنی خاموش ہوا سے وہ شخص کہ شقی تر ہے بے کندہ ناقد صالح سے عہد جو انی میں تجھ سے ایک حرکت ایسی صادر ہوگی جس کے سبب سے خداوند قہار تجھ پر



غضبناک ہوگا اور باز گشت تیری سوئے جہنم ہوگی! اس نے کہا کہ آپ درست فرماتے ہیں میری دہائی  
یہودیہ اکثر مجھے یوں ہی کہا کرتی تھی لیکن میں تو آپ کو دل و جان سے دوست رکھتا ہوں!  
نقال امیرالمومنینؑ ما کذبت وما کذبت ولقد نطقت حقاً وانت قاتلہ لا محالة  
وستخضب هذه من هذه وأشار بيدہ الشریفة الی راسہ ولحیتہ ہیں زلیا حضرت  
نے کہ میں کاذب نہیں ہوں اور کسی نے میری تکذیب کی میں پتہ کہتا ہوں کہ تو لا محالہ میرا قاتل ہے  
قریب ہے کہ میری ڈاڑھی پر خضاب ہو جائے میرے خون سے اس نے کہا کہ جب آپ کا جانے  
ہیں تو مجھے قتل کئے حضرت نے فرمایا کہ ابھی سے قتل تیرا کیونکہ جائز ہے دفی خبرا خراشہ قال  
اذا قتلک فمن یقتلک اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے جواب دیا کہ اگر اس وقت میں تیرا  
قتل کر دوں تو مجھے کون شہید کرے گا ان باتوں کو شکر مومنین مضطر ہوئے اور جمع ہو کر  
مشورہ کیا کہ حضرت ہمیشہ آخر شب کو تنہا مسجد میں تشریف لے جایا کرتے ہیں مبادا اس شقی سے  
کچھ حرکت بد عمل میں آوے اس لئے ہم میں سے چند شخص باری باری حضرت کی نگہبانی کیا کریں  
چنانچہ اس روز سے ہر شب کو چند شخص حضرت کی حراست میں مصروف رہتے تھے ایک روز حضرت  
نے ان لوگوں کو دیکھا کہ ان سے پوچھا کہ تمہارے اس وقت آنے کا کیا سبب ہے انہوں نے حقیقت  
حال کو عرض کیا فقال لصحار جعوا الی منازلکم یرحمکم اللہ وتلا علیہ السلام  
قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا هو مولا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون فاذا نزل  
القضاء فلا مرد له وکنی بالاجل حارساً حضرت نے ان سے ارشاد کیا کہ خدا رحمت  
تم پر نازل کرے تم لوگ جا کر اپنے اپنے گھروں میں آرام کرو اور یہ آیت پڑھی یعنی کہ جسے کہہ کر  
نہ پہنچے گی ہمیں کوئی ایذا مگر وہی جو خدا نے ہمارے لئے لکھ دی ہے وہ مالک ہمارا ہے چاہیے کہ  
خدا ہی بہتوکل کریں مومنین جب نازل ہوتی ہے قضا تو نہیں ہے اس کا دفع کرنے والا اور  
کافی ہے خود اجل واسطے حراست کے! لوگ موافق زبان حضرت کے متفرق ہو گئے!  
غرض کہ ابن الجهم کو نے میں کئی برس تک بقیعہ اکثر معرکوں میں حضرت کے ساتھ رہتا تھا چنانچہ  
جنگ نہروان میں بھی ملازم رکاب سعادت تھا جب بعد قلع و قمع خوارج کے حضرت نے بیعت  
فرمائی تو یہ شقی حضرت سے اجازت لے کر کوفہ میں گیا اور جنگ نہروان کی کیفیت سے ایک

ایک کو آگاہ کرنا بچتا تھا جب محلہ بنی تیم میں پہنچا وہاں ایک عورت رہتی تھی قطام بنت سبیحہ نامہ حسن جمال ظاہری میں نہایت آراستہ تھی اکثر عذریہ و اقارب اسکے کہ منجملہ خوارج تھے جنگ ہنروان میں واصل جہنم ہوئے تھے اس جہت سے وہ ملعونہ حضرت کی دشمن ہو گئی تھی ابن لجم ملعون دیکھتے ہی کھڑے عاشق ہو گیا اور اس سے نکاح کی خواہش کی اس ملعونہ نے جواب دیا کہ بڑے بڑے امیروں نے اور اشراف قوم نے میری خواہش کی لیکن میں نے منظور نہیں کیا مگر تو شجاعان نامور میں سے ہے اس واسطے تو سزا وار ہے کہ میرا شہر ہووے بشرطیکہ میری خواہش کو بجالا اس نے پوچھا کہ کیا چاہتی ہے تو اس ملعونہ نے کہا کہ تین ہزار درہم اور ایک غلام اور ایک کنیز مغنیۃ ابن لجم نے کہا کہ یہ تو میرے نزدیک بہت سہل و آسان ہے اس کے سوا اور بھی کچھ طالب ہے اس نے کہا کہ تو کھوڑی دیر صبر کر تو میں ان کے تجھ سے اپنی اور بھی شرط بیان کرتی ہوں یہ کہہ کر اپنے مکان میں چلی گئی اور انواع و اقسام سے آراستہ اور معطر و معبّر ہو کے باہر نکلی یہ ملعونہ بجمال فریفتگی کہنے لگا کہ اے آفتاب حسن و جمال تیری مہر و محبت نے مجھے ایسا فریفتہ کیا کہ جو کچھ کہے گی میں اُسے بجا لاؤں گا۔ و لو کان دونہ قطع الرؤس و اتلاف النفوس و خوض البحار و الوقوع فی الناس اگرچہ اس میں سرکٹ جاویں اور جانیں تلف ہو جاویں یا دریا میں ڈوب جانا ہو اور آگ میں گر جانا ہو قالت الملعونۃ بشرطی علیک قتل الخلیفۃ علی ابن طالب علیہ السلام تضربہ بسیفک هذا وهو ما جلد جب اس ملعونہ نے اس شقی کو دام محبت میں اپنی گرفتار پایا تو کہنے لگی کہ اور میری خواہش یہ ہے کہ اسی اپنی تلوار سے حضرت علی ابن طالب علیہ السلام کو شہید کر جس وقت کہ حضرت سجدے میں ہوں قال لہا یا ہذا سے کتنی عن ذالک فقد فسدت علی دینی و دنیا می اس بات کو شکروہ ملعون کہنے لگا کہ اے کج بخت ایسی مزخرفات سے اپنی زبان کو روک کہ تو نے میرے دین اور دنیا کو ضائع کیا قطع نظر خرابی دین و دنیا کے کس کی مجال ہے کہ حضرت کو شہید کرے وہو الملوئد المنصور من رب السماء و الارض اس لئے کہ پروردگار زمین و آسمان حضرت کا حامی و مددگار ہے اور حضرت کی شجاعت اور جرأت تو مشہور آفاق ہے یہ امر بشر سے محال ہے یشکر وہ ملعونہ کہنے لگی کہ میں نے سنا تھا کہ تو شجاعان نامور میں سے ہے مگر اب معلوم ہوا کہ تو عورت سے بھی بدتر ہے اگر تیرے نزدیک ان کا شہید کرنا مشکل ہے تو

میرے وصال کو پہنچا بھی محال ہے جا تو میرے پاس سے دفع ہو غرض اُس وقت تو اٹھ کر چلا گیا مگر اس کے فراق میں خواب و غور ناگوار تھا مدت تک سوچ میں رہا چونکہ بحر ذمگاہ کے شیطان اس کے رگ و پے میں حلول کر گیا تھا آخر دل میں اسی امر کو ٹھکان لیا کہ جو کچھ ہونا ہو سو ہونا اپنا مطلب حاصل کرنا چاہیئے اور ایک روز اس کے مکان میں گیا اور اس طرح سے اس کی تشفی خاطر کی۔  
 نظام لا تجلے فی الامور وارتقی ۛ وعدک وما قلتہ لا شک فاعتقد  
 المساقدم بلا موال متبرجاً ۛ و اقل الطھر کے ترضی و ترفع

یعنی اے نظام جلد ہی نکر اور اُمید دار رہ میرے وعدے کی جو کچھ میں تجھ سے اقرار کرتا ہوں اس میں کچھ شک نہیں تو یقین مان غریب آؤں گا میرے پاس بہت سامان لئے ہوئے شاد و خرم اور قتل کروں گا طیب و ظاہر کوتاہی تو راضی اور خوش ہو عرض اکثریوں ہی آتا جاتا تھا اور ہمیشہ اس کی تسکین کیا کرتا تھا یہاں تک کہ اُنیسویں شب ماہ مبارک رمضان کی آئی۔  
 ثم اِنَّه الملعون اخذ سيفه ومضى به اِلے الصیقل واجاد صقله وحدث ۛ  
 اٹھا رہوں کو اس چہنے کی وہ لعین صیقل لگا کر پاس گیا اور اپنی تلوار پر صیقل کروا کے بارہ رکھوائی پھر جا کے اس ملعونہ کو دکھایا اور کہا کہ دیکھ یہ تلوار تیز و تیران ہے اس نے کہا کہ تلوار کی خوبی میں کچھ شک نہیں مگر میں چاہتی ہوں کہ اس کو زہر سے بچھا دوں اس شقی نے کہا کچھ اسکی احتیاج نہیں ہے میری تلوار میں ایسی ہریش ہے اگر چاہوں تو ایک وار میں اونٹ کو دو ٹکڑے کر دوں پھر اس ملعونہ نے کہا کہ زہر سے بچھا نا بہت ضرور ہے اگرچہ تو اونٹ کو ایک وار میں دو ٹکڑے کر دے گا مگر حضرت پر وار کرنا تو سہل نہیں ہے ان کے مقابلہ میں شیر کا زہر آب ہوتا ہے غرض اس ملعونہ نے اس طرح بہت سارے حرب اور دبدبہ حضرت کا بیان کیا اعداد اس سے اس کی غرض یہ تھی کہ جہنم میں ان کو وہ ملعون حضرت کے قتل کرنے پر زیادہ آمادہ اور مُصر ہو آخر وہ لعین جوش میں آن کر نظام سے کہنے لگا کہ چپ رہ اگر وہ موت مجسم ہیں یا ملک الموت فالعن ارواح ہیں یا نبی بھی میں ان کو قتل کروں گا میرا اس ملعونہ نے تلوار کو زہر آلود کیا۔

حضرت اُم کلثوم سے روایت ہے کہ شب نوزدیم کو حضرت نے ایک قرص نان جو سے نظام کیا بعد اسکے نماز کے لئے کھڑے ہوئے بعد فراغ نماز تعقیب میں معروف ہوئے اُسی حال میں

حضرت کو نیند آگئی دفعۃً خواب سے چونکے تو اپنی اہل واولاد کو جمع کر کے بیان فرمایا کہ میں نے اس وقت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ کو خواب میں دیکھا ہے گویا حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ابوالحسن خدا نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم ہمارے پاس آؤ جو نعمت کہ تمہارے لئے ہمارے پاس جہیا و آما دہ ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے فلما سمعوا کلامہ ضجوا بالبکاء والعویل فامرہم بالسلوت و اقبل علیہم یصیرہم ویامرہم بالمعدوت ویفہم عن المنکر سنۃ ہی اس خواب کو تمام اہلبیت نے فریاد و آہ و شیون بلند کی حضرت نے ان کو حکم فرمایا کہ ساکت رہو اور امر کرنے تھے ان کو اور نشانہ اور منع کرتے تھے برائیوں سے اور برابر اس شب کو نماز و وظائف میں مشغول رہے اور گھڑی گھڑی حجرہ عبادت سے باہر کلک کر آسمان کی طرف سر اٹھا کر ستاروں کو دیکھتے تھے کہ قسم خدا میں کاؤ نہیں ہوں اور نہ کسی نے میری تکذیب کی بے شک یہ وہی ساعت ہے جس کا میرے رب نے مجھے عہد کیا ہے پھر مصلیٰ کی طرف جاتے تھے اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ لی فی الموت و بعد الموت اوکلمات لا حول و استغفار اور درود اکثر زبان مبارک پر جاری تھے اسی حال میں حضرت کو نیند آگئی ایسا وقت کے بعد اٹھ کے باہر جانے کا ارادہ کیا کسی نے چند بطن حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے بھیج دیں جب حضرت تشریف لے چلے تو ان بطوں نے شور مچانا شروع کیا اور حضرت کے آگے آگے دوڑتی تھیں اس وقت اس جناب نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم یہ ہمارے لئے نوحہ کرتی ہیں جب آگے بڑھے تو کمربند حضرت کا دروازے میں اٹک گیا اس وقت پھر حضرت نے فرمایا اللہم بارک لی فی الموت و بعد الموت لغرض دروازہ کھول کر حضرت باہر نکلے قالت ام کلثوم فاتی الخ الحسن فایقظنہ و خبرتہ بما رایت و سمعت حضرت ام کلثوم فرماتی ہیں کہ جب حضرت باہر نکلے اس وقت میں نے اپنے برادر نامدار امام حسن علیہ السلام کو بیدار کر کے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا سب ان کی خدمت میں بیان کیا حضرت یہ حال سن کے غیاب ہو کر فوراً باہر نکلے اور جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ ہوئے فقال یا بنی رایت کائن جبرئیل قد نزل من السماء علی جبل ابی قیس فتناول منہ حجرین رمضیٰ بھما الی الصبحۃ اس وقت جناب امیر علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے فرزند گرامی میں نے اس وقت خواب میں دیکھا ہے کہ گویا جبرئیل امین آسمان سے جبل ابوقیس پر نازل ہوئے ہیں

اور وہاں سے دو تیر اٹھا کے کعبہ کی جانب چلے گئے وہاں جا کر ایک پتھر کو دوسرے پر اس زور سے  
 مارا کہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور کوئی مکان سکتے اور مرنے میں باقی نہ رہا کہ کوئی ریزہ اس کا اس میں نہ  
 پہنچا ہو، اس خواب کو سننے کے جناب امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا حضرت اسکی تعبیر کیا ہے  
 حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند اگر خواب میرا سچ ہے تو تعبیر اس کی یہ ہے کہ باپ تیرا شہید ہو گا اور غم  
 اس کا ہر مکان میں اور بلاد اسلام میں داخل ہو گا، امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ مرکب  
 ہونے والا ہے قال یا بقی ان الله تعالى قد دفعتموها مشيما وهو قوله عند علماء الساحة  
 وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام وما تدرى نفس ما ذا تكسب غدا وما تدرى نفس  
 بائى ارض تموت ان الله عليه خير جليل حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند باپ پنج چیزیں مخصوص ذات  
 باری تعالیٰ ہیں چنانچہ کلام اللہ اس کا شاہد ہے یعنی نزدیک اُسی خدا کے ہے علم قیامت کا کہ کب ہو گا  
 اور وہی برساتا ہے غیب اور وہی جانتا ہے حال اس کا کہ جو رحم اور میں ہے ذکر میں سے ہے یا امانت  
 میں سے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل اس سے کیا عمل صادر ہو گا اور کسی شخص کو معلوم نہیں ہے کہ  
 موت اس کی کس مقام پر آوے گی؛ بلاشبہ اللہ تعالیٰ دانا اور آگاہ ہے؛ لیکن جناب رسول خدا  
 نے مجھ سے فرمایا ہے کہ ماہ رمضان کے آخری عشرے میں ابن عمر لعین مجھے شہید کرے گا حضرت امام  
 حسن علیہ السلام نے عرض کی پھر آپ اسے قتل کیوں نہیں فرماتے پھر حضرت نے وہی جواب دیا یعنی  
 قبل نبایت کے قصاص جائز نہیں ہے بعد اس کے امام حسن علیہ السلام نے چاہا کہ مسجد تک حضرت کے  
 ساتھ جاویں مگر جناب امیر علیہ السلام اس امر پر راضی نہ ہوئے اور قسم دیکر اس معصوم کو گھر کی طرف نصرت  
 کر کے حضرت مسجد میں تشریف لے گئے اور سارے پر جا کر اذان فرمائی؛ اس وقت تمام درو دیوار کو ذکر  
 زلزلہ ہوا اور کوئی مکان باقی نہ تھا کہ حضرت کی آذان کی آواز اس میں نہ پہنچی ہو قال الراوی واما  
 ابن ماجہ فانه بات تلك الليلة ففكرت في نفسي ما يدري ما يصنع راويي لکھتا ہے کہ ابن عمر  
 لعین تمام رات فکر میں رہا کبھی اپنے نفس شوم کو عذاب ووزخ سے ڈراتا تھا اور اس کے ساتھ ہی جب  
 قحطام کے حسن و جمال کو خیال کرتا تھا تو سب بھول جاتا تھا؛ جن وقت حضرت اذان کہتے تھے اس  
 وقت یہ لعون خواب غفلت میں تھا قحطام ملعونہ نے اس نقشہ خوابیدہ کو بیدار کر کے کہا کہ ابھی جا کر  
 حضرت کو حالت سجدہ میں شہید کر کے اپنی مراد حاصل کر۔

آدر شیخ مفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ خبر صحیح یہ ہے کہ وہ ملعون اس شب کو مسجد ہی میں سویا تھا اور  
 دو شخص اور بھی اس شقی کے ساتھ تھے ایک کاشیت ابن خیرہ اور دوسرے کا نام وردان ابن خالد  
 تھا یہ دونوں عین بھی اس فعل قبیح میں مددگاری کے لئے وہیں سو رہے تھے حضرت نے بعد فراغ اذان  
 ان تینوں لعینوں کو جگا دیا اور خود وہ جناب نماز میں مصروف ہوئے جب سجدہ ثانیہ سے سر اٹھایا  
 تو اس ملعون نے ایسی ایک ضرب لگائی کہ سر اٹھ کر موقع مجھو دکشگافہ کیا فوراً اس قدر خواجہ جاگا  
 ہوا کہ پھر طاقت قیام کی باقی نہ رہی مانند مرغ بسمل کے اپنے خون میں وہ جناب ٹپتے تھے اس وقت  
 کوئی شخص سوائے ذات باری تعالیٰ کے حضرت کے پاس نہ تھا کہ دلداری کرنا اور زخم کو باندھنا آخر  
 حضرت نے آپ ہی روائے مبارک سے سر اٹھ کر باندھا اور فرمایا بسم اللہ رب اللہ وعلی ملہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ شمر صابح با علی صوتہ قلنی اللعین ابن ملجم پھر حضرت نے  
 باواز بلند پکارا کہ مجھے ابن ملجم لعین نے قتل کیا اور شیت ابن خیرہ نے جو وار کیا اس کا کچھ آسیب  
 حضرت کو نہیں پہنچا دیوار میں لگا اور وردان نے ہاتھ اٹھایا تو اسکی تلوار محراب میں لگی۔ رادی  
 کہتا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت کی فریاد سنی تو قیاباً نہ سب جانب مسجد دوڑے دیکھا کہ تمام محراب  
 مسجد میں خون بہا رہا ہے اور حضرت اس میں ٹپتے ہیں اور حضرت کی زبان آقدس پر یہ کلمہ جاری ہے  
 ہذا ما وعد اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ وصدق امر سلون اس وقت  
 آدمیوں کی کثرت سے مسجد میں قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی ہر ایک شخص نوحو ماتم میں مصروف تھا اور  
 یوں فریاد کرتا تھا قتل الخلیفۃ علی ابن ابیطالب قتل امام المتقین وایسوب الدین  
 اور ملا کہ بھی فریاد و نوہ کر رہے تھے اور ایک آندھی سیاح چلی کہ تمام مشرق و مغرب تیرہ وار ہو گیا  
 اور جبریل نے باواز بلند ان کلمات کو اس طرح فرمایا کہ ہر ایک شخص نے سنا

تمھارا اللہ اسکا ان الصلحی وانطمست اعلام النقی وانقصمت العروۃ الوثقی  
 قتل الامام المجتبیٰ قتل ابن عم المصطفیٰ قتله اشقی الاشیاء یعنی قسم بخدا کہ ارکان ہند  
 منہدم ہو گئے اور نشان اٹھا جو ہو گئے اور وین کانگر ٹوٹ گیا یعنی امام برگزیدہ قتل ہوا اور ابن ملجم  
 پیغمبر شہید ہوا شقی ترین اشقیائے اسے قتل کیا۔ رادی کہتا ہے کہ جس وقت اہلبیت عصمت و طہات  
 کو اس واقعہ جاگھڑا کی خبر ہوئی تو جناب حسنینؑ فریاد و اتباد و علیاہ کرتے ہوئے باہر نکلا۔ استو

تمام شہر کے گلی اور کوچے میں دھڑ سے بھرے ہوئے تھے کوئی شخص واعلیٰہ کر کے فریاد کرتا تھا اور کوئی  
 واما انا وواحمدا کہہ کر نوے مارتا تھا اور ان کے ساتھ عورتیں بھی چاک گریبان سرکھولے اس طرح فوج  
 کرتی تھیں واسیئلاہ واصیئلاہ بعدک یا ربیع الاصل الضایعات یعنی ہائے تید ہمار  
 واسے پرورش کرنے والے بیوہ عورتوں کے ہم سب بعد آپ کے ضائع اور خراب ہوئے انخلاص میں  
 روز اس طرح کا فوج دایم کونے میں بپا تھا کہ گویا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا  
 سے کوچ کیا تھا عرض جب مدین مسجد میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ سراسر دو نصف ہو گیا ہے اور یہ سبب  
 سیلان خون کے اور تاثیر رسم کے رنگ حضرت کا زرد اور سبز ہو رہا ہے فاخذ الحسن راسہ  
 المشریف فوضعه فی حجرہ وکان مغشیاً علیہ فبکی الحسن وجعل یقبلہ ویبکی حتی یقطت  
 دموعہ علی وجہ ابیہ فغدا ثالث فنج عینیہ فلاہ بالکافغدا ہا تنفس اس وقت حضرت امام  
 حسن علیہ السلام نے سراسر اس کو اپنی گود میں رکھا تو حضرت کی آنکھ سے چند قطرے آنسو کے جناب  
 امیر علیہ السلام پر گرے اس وقت حضرت نے غش سے آنکھیں کھولیں تو اپنے نور نظر کو روتے دیکھ  
 کر ایک آہ سر دیکھنی اور فرمایا کہ نہ رو اے فرزند احمد کہ غم قریب تو بھی زہر و فاس سے شہید ہو کر مجھ  
 سے ملحق ہوگا فقال لہ الحسن ومن قتلت یا ابتاہ فقال قتلنی ابن ملجم المرادی اللعین  
 جناب امام حسن علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پید نامدار آپ کو کس نے شہید کیا حضرت نے فرمایا کہ  
 قتل کیا مجھے ابن ملجم مرادی لعین نے پھر حضرت نے پوچھا کہ وہ ملعون کدہر گیا معلوم ہو تو بہر ا سے  
 گرفتار کریں حضرت امیر علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ اسکی لاش کی احتیاج نہیں ہے لوگ غم قریب  
 اس کو ادھر سے لاتے ہوں گے اور اشارہ فرمایا باب کندہ کی طرف اس کے بعد حضرت کو پھر  
 آگیا اور لوگ اسی دروازے کی طرف نگاہ کر رہے تھے دیکھا کہ حذیفہ غنی ننگی تلوار ہاتھ میں لئے  
 ہوئے اور بہت سے لوگ ابن ملجم لعین کو مشکیں باندھے لئے آتے ہیں کوئی اس شقی کو طمانچہ  
 مارتا ہے کوئی اس کے ہتھ پد تھوکتا ہے جب اس حرام زادہ کو مسجد میں داخل کیا تو جناب امام  
 حسن علیہ السلام نے اس شقی کی طرف خطاب کر کے فرمایا

یا لعین انت قاتل امیر المؤمنین وامام المتقین اکان هذا جزاؤہ منك حیث  
 اواک وقررتک والثرک علی غیوک یعنی اے لعین قہر قابل ہے امیر المؤمنین وامام المتقین کا



حضرت نے تجھے پناہ دی اور کچھ کو اپنا مقرب کیا اور دوسروں سے تجھ کو متاثر رکھا آیا ان احسانات کا جزا یہی تھی کہ جو تو عمل میں لایا بعد اس کے حضرت نے حذیفہؓ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ اس ملعون کو کیونکر گرفتار کیا حذیفہؓ نے عرض کی میں اپنی زوجہ کے پاس سو رہا تھا کہ دفعۃً اس نے مجھے جگا دیا اور کہنے لگی کہ میں نے ابھی سنا کہ بیچوں بیچ آسمان وزمین کے کوئی شخص لپکا رہا ہے کہ قتل واللہ امیر المومنینؑ و سید الدیینؑ یہ سنکر فوراً تلوار لے کر میں باہر نکلا اور میرے پیچھے میری زوجہ بھی سر بہنہ چاک گریبان میرے ساتھ ہوئی باہر نکل کر اس ملعون کو دیکھا چاہتا تھا کہ بھاگ کر کہیں نکل جاوے میں نے اس سے پکار کر پوچھا کہ تو کون شخص ہے تو اس نے اپنا نام نہیں بتایا اور یہی کچھ نام بتا دیا پھر میں نے پوچھا کہ اس وقت کوئی شخص لپکا رہا تھا کہ قتل امیر المومنینؑ آیا اس ماجرے سے تجھے کچھ خبر ہے اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا پھر میں نے اس سے کہا کہ تو بھی میرے ساتھ ہو چل کے اس خبر کو دریافت کریں فقال انا ماضی الی امری اھتم من خالک اس ملعون نے مجھے جواب دیا کہ میں ایک امر کے لئے جاتا ہوں کہ وہ اس سے بھی سوا اہم و ضروری ہے اس وقت میں نے کہا کہ اے ملعون خدا تجھے لعنت کرے امیر المومنینؑ علیہ السلام کے قتل سے زیادہ کیا امر ہے کہ جس کے لئے تو جاتا ہے شاید کہ حضرت کا قاتل تو ہی ہے فارادان یقول لا فقال لغد یہ ملعون چاہتا تھا کہ انکار کرے مگر حق اسکی زبان پر جاری ہوا کہنے لگا کہ ہاں میں ہی ہوں یہ کہہ کر وہ لعین مجھ پر حملہ کیا چاہتا تھا کہ مجھے بھی قتل کرے میں نے اپنے تئیں بچا یا اور لٹکارا ایک تلوار اس کے سرخس پر لٹکائی کہ اس کے صدمے سے یہ ملعون گر پڑا پھر میں نے ایک تلوار اس کی ران پر لٹکائی بعد اسکے اس کی مشکلیں باندھ کر آپ کی خدمت اقدس میں لایا ہوں

فقال الحسن الحمد لله رب العالمین هو الذی نصر ولیہ و خذل عدوہ یعنی شکر جو روبرو عالم کا وہی ایسا ہے کہ منصور ہیں دوست اس کے اور مخدول ہیں دشمن اس کے پھر جناب امام حسن علیہ السلام نے حضرت امیر علیہ السلام کی پیشانی اقدس پر بوسے دیکر عرض کیا کہ یا حضرت یہ آپ کا دشمن آپ کے سامنے حاضر ہے اس وقت جناب المومنین علیہ السلام نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا اور فرمایا یا لعین لقد جعیت عظیماً و امراً تکبیت امراً جسیماً یا وایک ابئس الامام کنت لک یعنی اے لعین تو نے بڑی خطا کی اور بہت بڑے امر کا مرتکب ہوا



دائے تجھ پرے معین کیا میں تیرے لئے جڑا امام تھا میں نے تو تجھ سے محبت کی اور وہ سروں سے  
تجھے مٹا کر کیا باوجودیکہ میں جانتا تھا کہ تو میرا قاتل ہے چنانچہ اسے بار بار تجھ پر ظاہر کیا لیکن تو نے  
راہ صواب اختیار نہ کی قال فعند ذالک دمعت عینا ابن مبلع لعنه الله وقال افانت تقذ  
من فی النار راوی کہتا ہے کہ ان باتوں کو شنکر اس شقی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہنے لگا  
کہ جو شخص جہنمی ہو چکا ہے اُسے آپ کیونکر نجات دے سکتے ہیں شہداء الامام المقتدی الی  
الحسن وقال له ارفق به مهما امکن واطعمه من اکلہ واسقہ مما اشرب بعد اس کے  
جناب امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند جس  
قد ہو سکے اس پر نرمی کرو جو کھانا میرے لئے لاؤ اسے بھی وہی کھلاؤ جو مجھے پلاتے ہو اسکو  
بھی وہی دو تم دیکھتے نہیں کہ اُسے خوف کے اس کے بدن میں رعب ہے حضرت امام حسن علیہ السلام  
نے عرض کیا کہ اس ملعون سے ایسی حرکت عظیم صادر ہوئی اور حضور اکرم ﷺ میں یوں فرماتے ہیں  
فقال نعم یا بنی انا اهل البيت النبوة والرحمة والشفقة علی الامۃ ولولہ لکن ذالک  
لما میثونا الله من عبادہ وجعلنا خزان ورحمة حضرت نے فرمایا اے فرزند گرامی ہم لمسبت  
نبوت امت پر رحم اور شفقت کرنے والے ہیں اگر ہم ایسے نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہم کو کیوں اپنے بندوں  
میں ممتاز کرتا اور کس لئے ہمارے یہاں : حی نازل ہوتی اگر میں مر گیا تو تم بھی اس پر ایک ہی ضرب  
لگاتا اور اگر میں زندہ رہا تو اسکو غوکروں گا اسلئے کہ ہم صاحب کرم و بخشش ہیں :

(۸) واما امیر المومنین علیہ السلام لما افاق من غشوقه قال لا ولادۃ احلوف  
الے موضع مصلی قالے مفارقت کے عن قریب تمہارا بن حنفیہ زہ سے منقول ہے کہ ابن جلم لکھن  
کا ضربت سے جناب امیر علیہ السلام کو ایسا صدمہ پہنچا تھا اور اس قدر ضعف طاری ہوا تھا کہ سات  
بسات حضرت کو غش آتا تھا ایک مرتبہ حضرت کو غش سے افاق ہوا تو اپنی اولاد امجاد سے خطاب  
کر کے فرمایا کہ مجھے میرے مصلی پر لے چلو کہ عنقریب میری تمہارے درمیان میں مفارقت واقع  
ہوگی حضرت کے حکم کے موافق اس جناب کو اٹھا کر گھر کی طرف لے چلے اس وقت لوگ گرد و پیش  
ہجوم کئے ہوئے فریاد کر رہے تھے جب مکان میں پہنچے تو لوگوں کو درخواست کر دیا فالفتہ زلیط  
وأم کلثوم واعتقناہ بیکارہ و عویل حتی وضعنا علی فراشہ وجعلنا تند باذہ جب

حضرت زینب و ام کلثوم نے باپ کو اس حال سے پایا تو گلے سے لپٹ کر چیخیں مار مار روئے  
 گئیں اور حضرت کو فرشتہ پر لٹا کر اس عبارت سے بین کرتے تھے: یا ابتاہ من للصغیر حتی یکبر یا  
 ابتاہ حزنا علیک طویل و حزننا علیک لا ترقا یعنی اے پدر نامدار آپ کے بعد صغیر و بزرگ  
 کون پرورش کرے گا کہ بڑے ہوں اے پدر عالیقدر حزن ہمارا آپ کے غم میں بہت طولانی ہے  
 اور آپ کی جدائی میں ہماری آنکھوں سے آنسو موتوں نہ ہوں گے۔ قال فضج اهل البیت بالکبا  
 والنجیب وفاضت دموع امیر المومنین علی خذ یہ وجعل ينظر الى اهلہ واولادہ  
 یعینا و شاملاً محمد ابن خنیفہ فرماتے ہیں کہ حضرت زینب و ام کلثوم کے بیان سے تمام المہیت بیتاب  
 ہو کر باواز بلند رونے لگے اور جناب امیر علیہ السلام کے بھی رخساروں پر اشک جاری تھے اور  
 حضرت بنگاہ حسرت و افسوس اپنی اہل اور اولاد کو جو داہنے اور بائیں ٹیٹھے تھے دیکھتے تھے  
 ثم ان الحسن ابی الیہ بقعب من لبن و فیہ غسل فشرب منه قليلاً و حمد الله كثيراً  
 وقال امضابہ الی امیر کف تحقی علیکم و طیبوا طعامہ و شرابہ الی حین موتی  
 بعد اسکے جناب امام حسن علیہ السلام ایک قب میں تھوڑا سا دودھ اور شہد ملا کر کے لائے جناب  
 امیر علیہ السلام نے اس میں سے تھوڑا نوش فرما کے دیر تک جد الہی میں مصروف رہے جو دودھ  
 کا سہ میں باقی تھا اسے ارشاد کیا کہ اسکو اپنے اسیر کے لئے لے جاؤ اور تم کو میرے حق کی قسم  
 کہ جب تک میں زندہ رہوں اسے کھانے پینے کی تکلیف نہ دینا بلکہ طعام لذیذ اور آب سروا  
 دیکرنا قال فحملوا الیہ ذالک و خبر وہ یقول امیر المومنین علیہ السلام فعند ذالک عرض  
 اللعین علی انا ملہ حتی کا د یقطعها امفا علی ما فعل بامیر المومنین و دمعت عینا لا سفا  
 علیہ جناب امیر علیہ السلام کے حکم کے موافق وہ دودھ اسکے پاس لے گئے اور جو کچھ کہ حضرت نے  
 اسکے باپ میں ارشاد کیا تھا وہ بھی اس سے بیان کیا اس وقت وہ ملعون اپنے فعل سے ناوم ہو  
 اور مارے افسوس کے اپنی انگلیوں کو دانتوں میں اس زور سے دباتا تھا کہ قریب تھا کہ کھٹ  
 جائیں اور مارے خجالت و ہشامنی کے اس ملعون کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اسلئے کہ وہ ملعون جا  
 تھا کہ ملوار اسکی زہر آلود ہے اسکے زخم سے ہرگز حضرت جانبر نہیں گئے۔

(۹) عن حبیب بن عمر قال دخلت علی امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام

فی مرضہ الذی قبض فیہ فحل من جراحتہ نقلت یا امیر المومنین ما جرحک هذا بشیء  
 وما بک من باس حبیب بن عمر روایت کرتا ہے کہ جب ابن لجم ملعون نے فرق مبارک جناب امیر  
 علیہ السلام پر ضربت لگائی میں بطریق عیادت کے خدمت بارفت میں حاضر ہوا اس وقت حضرت  
 نے زخم کھول کے مجھ کو دکھایا میں نے تسکین دینے کو عرض کیا کہ یا حضرت کچھ مقام تردد کا نہیں ہے  
 انشاء اللہ آپ کو جلد ترصحت حاصل ہوگی، فقال لیا حبیب انا والله مفارککم الساعة قال  
 فبکیت عندک وکبت اُم کلثوم رکانت قاعدة عندک حبیب کہتا ہے کہ میرے  
 اس کلام پر ارشاد فرمایا کہ اے حبیب یہ زخم میری صحت پذیر نہیں ہے بلکہ میں دنیا میں کوئی دم کا  
 بہان ہوں، حضرت کے اس فرمانے سے مجھ کو رقت آمی اور جناب اُم کلثوم اس وقت حضرت کے  
 پاس بیٹھی ہوئی تھیں انہوں نے بھی گریہ و زاری و نوحہ و مقاری شروع کی۔

فقال ما یبکیک یا بنیۃ فقال ذکرت یا ابت انتک تفارکنا الساعة فبکیت فرمایا  
 حضرت نے کہ اے فرزند یہ گریہ و زاری کس واسطے کرتی ہے تو اس معصومہ نے عرض کی کہ یا  
 حضرت کیونکر نہ دوں کہ سایہ آپ کا میرے سر سے اٹھا جاتا ہے اور میں درویتی میں مبتلا ہوتی  
 ہوں فقال لہا یا بنیۃ لا تبکین فاللہ لوترین ما یرى ابوک ما بکیت قال حبیب  
 نقلت لہ ما الذی ترے یا امیر المومنین، حضرت نے فرمایا کہ اے اُم کلثوم نہ روتی ہو  
 اگر دیکھتی تو وہ باتیں جو میں دیکھ رہا ہوں تو کبھی نہ روتی تو راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی  
 کہ یا حضرت آپ کیا ملاحظہ فرما رہے ہیں قال یا حبیب اری ملائکۃ السموات والنبیین  
 بعضهم فی الثریض وقوا ان یتلقونی وهذا اخي محمد رسول اللہ جالس عندی  
 ویقول اقدم فان امامک خیر لک مما انت فیہ فرمایا کہ اے حبیب دیکھتا ہوں میں ملائکہ  
 آسمان کو اور نبیوں کو کہ صف بصف ایسا وہ ہیں اس لئے کہ ملاقات کریں مجھ سے اور یہ بھائی  
 میرے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ میرے پاس بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے علی جلد تر  
 عازم جنت ہو کہ جو کچھ تمہارے سامنے ہے وہ بہتر ہے دیکھو نا پادار سے۔

قال فما خرجت من عندہ حتی قونی صلی اللہ علیہ وسلم فلتماکان من الغد واصبح الحسن  
 قام خطیبا علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس فی هذه الیلۃ نزل الفراق

وَفِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ رَفَعَ عَيْنَيْهِ ابْنُ مَرْيَدٍ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ قَتَلَ يُوْشَعَ ابْنُ نُونٍ وَ  
 فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ مَاتَ ابْنُ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ رَاوِي كَهْتَا هَيْسَ كَمِنْ حَضْرَتِ كَعَزْدِيكَ  
 سَيِّدِ نَهْ أَكْثَا كَهْتَا كَهْتَا اس مَعْصُومِ نَعِ اِنْتِقَالِ فَرَايَا بِسِ جَبَكِي مَعِي هُوِي، تَوَجَّابِ اِمَامِ حَسَنِ عَلِيهِ السَّلَامِ نَعِ  
 بِالَا نَعِ مَبْرَجَا كَرِ خُطْبَةِ ثَبْرَهَا بَعْدَ مَدَوْنَتَا نَعِ جَنَابِ بَارِي كَعِ اَرشَادِ فَرَايَا كَهْتَا كَرِ وَهُ مَرْدِ مَرْدِ وَهُ  
 مَشَبِ كَهْتَا كَهْتَا مِي مِي هَمَارِي جَدَا طَرِ مَحْمَدِ مَصْلَفِي صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِرَقْرَانِ نَازِلِ هُوَا اَوْرَا سِي شَبِ  
 حَضْرَتِ عَيْسَى عَلِيهِ السَّلَامِ بِالَا نَعِ اَسْمَانِ تَشْرِيفِ لَعِ كَعِ اَوْرَا سِي شَبِ مِي حَضْرَتِ يُوْشَعَ ابْنِ نُونٍ  
 بِدَرَجَةِ شَهَادَتِ نَا تَرِ هُوِي اَوْرَا سِي شَبِ مِي بِدَرَجَةِ رُكُوَارِ مِيرِي عِنِي اِمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِي ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ  
 نَعِ دُنْيَا نَعِ غَدَا رَسِي مَفَارِقَتِ فَرَايَا، وَاللّٰهُ لَا يَسْبِقُ اَحَدٌ كَانَ قَبْلَهُ مِنْ اَلَا وِصْيَا اِلَى  
 الْجَنَّةِ وَلَا يَكُونُ مِنْ بَعْدِهِ قَسْمُ خَدَا كِي كَهْتَا اَوْصِيَا كَذَرِ كَعِ هِي اَوْرَا جَوَا اَبِ هُوِي كَعِ بَهْشَتِ  
 جَانِي مِي كُوِي حَضْرَتِ بِرَسَبَقَتِ نَعِ كَرِ كَعِ كَا؛

وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ لِيُبْعَثَ فِي السَّرِّيَةِ فَيُقَاتِلَ جَبْرِئِيلُ عَنْ عَيْنِهِ وَمِيكَائِيلُ عَنْ  
 يَسَارِهِ وَجَنَابِ اِيْسَى جَلِيلِ اللّٰهُ رَهْتِي كَهْتَا حَضْرَتِ رَسُوْلُ خَدَا جَبِ اس جَنَابِ كُوَا سَطِي جَهَا وَكِي  
 كَسِي لَرَا مِي بِرَبِيْجَتِي تَحِي تَوَحُّضَتِ جَبْرِئِيلُ بِجَانِبِ رَاسَتِ وَحَضْرَتِ مِيكَائِيلُ بِجَانِبِ چَپِ كَمَكِ  
 كَعِ لَعِ مَاضِرِي تَحِي، وَمَا تَرَكَ صَفْرَا وَلَا بِيضَا اَلَا سَبْعَ مَافَتِهِ دَرِ هَمِي فَضْلَتِ  
 عَنْ عَطَا نَعِ كَانِ تَجْمَعُهَا لِيَشْتَرِيَ بِهَا خَادِمًا لَا هَلَهْ اَوْرَا قَسْمِ مِي سِي سُونِي اَوْرَا چَانْدِي  
 كَعِ كَهْتَا نَهِيں چھوڑا حَضْرَتِ لَعِ مَكْرَسَاتِ سُوْدِ هَمِ كَهْتَا اس جَنَابِ كِي خَشَشِ سِي بَچِ رَهِي تَحِي اِنِ كَوْنِ مَعِ  
 كِيَا كَهْتَا كَهْتَا اِنِي عِيَالِ كَعِ لَعِ اِيَكِ خَادِمِ خَرِيْدِ فَرَايَا؛

أَبْ سُنُوْ قَطَامِ مَلْعُونَةٍ كَا اِنْجَامِ كِيَا هُوَا كَهْتَا هِي كَهْتَا اس كُوَا كُوِي سِي مَعْلُومِ هُوَا كَهْتَا اِبْنِ مَحْمَدِ اِنْبَا كَامِ  
 كَرِ كَحَا تَوِي مَلْعُونَةٍ بَهْتِ شَادُو بِنَاشِ هُوِي، وَجَعَلَتِ تَصْفُقِ بِيْدَهَا وَتَرَقَّصَ فِي رُوشَنِ  
 لَهَا اَذْ قَلْبِ اللّٰهِ الرَّوْشَنِ عَلِيْهَا فَمَا وَجَدَهَا بَعْدَ مَا عَلِمَ هُوَا اَلَا كَالرَّغِيْفِ الْمَحْتَرَقِ  
 اَوْرَا حَالَتِ خُوشِي مِي اِنِي مَكَانِ كَعِ طَاقِحِي مِي تَا لِيَاں بِجَانِبِ تَحِي اَوْرَا نَا چَتِي تَحِي اِسِي حَالِ مِي حَكْمِ خَدَا  
 وَهُ طَاقِحِي كَرَا اَوْرَا مَلْعُونِ اس كِي بَچِي دَبِ كَرِ نَارِ هُوَا كِي، جَبِ كُوَا كُوِي كَوِي حَالِ مَعْلُومِ هُوَا اَوْرَا  
 كَهْتَا كَرِ نَكَالَ تَوَسِيَا هُوَا سُوْخَتِ هُوَا كِي تَحِي جِيْسِي جَلِي رُوِي هُوِي هِي، خُسْرَا اَلَا نِيَا وَلا خَرَا

قال محمد بن حنفیہ فی بنا لیلۃ العشرین من شہرم رمضان عند ابی امیر المومنین وقد  
 نزل السم المیدیہ ورجلیہ وكان یصلی من جلوس محمد بن حنفیہ فی کہتے ہیں کہ ہم لوگ  
 جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے بیسویں شب کو ماہ مبارک کی تو اثر زہر کا  
 حضرت کے ہاتھ پاؤں پر بھی اتر آیا تھا گلاسپر بھی حضرت نماز بیچد کے پڑھتے تھے ہاتھ پر بھی  
 برابر ہم لوگوں کو وصیت فرماتے رہے اور اپنی خبر مرگ سے ہم کو محزون کرتے تھے جب صبح ہوا  
 تو لوگوں کو اذن عام فرمایا کہ جس کا جی چاہے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو موافق حضرت کی  
 فرمانے کے لوگ حاضر ہوتے تھے اور حضرت کو سلام کرتے تھے دھویر علیہم السلام و یقول  
 اسلوب قبل ان تفقد نے باوجود شدت ضعف کے حضرت ہر ایک شخص کے سلام کا جواب دیتے  
 تھے اور فرماتے تھے کہ سوال کرو تم لوگ مجھ سے قبل اسکے کہ مجھے نپاؤ حضرت کے اس کلام سے  
 لوگ چیخیں مار کر رونے لگے اور اس جہت سے کہ حضرت کو جواب دینے میں تکلیف ہوگی کوئی کچھ  
 سوال نہ کرتا تھا اور اگر کسی نے کچھ پوچھا تو بہت اختصار کے ساتھ قال محمد بن علی فلما کان  
 الیلۃ الموعودۃ وہی لیلۃ احدی عشرین من رمضان جمع ابی اوکادہ ونحن ننظر الیہ  
 والمیدیہ ورجلیہ وقد احمرتا کبر ذالک علینا وقد حصرنا بفراقہ وفقدہ محمد بن علی  
 علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا انہوں نے کہ جب وہ شب ہوئی کہ جس کا وعدہ کیا تھا خدا  
 رسولؐ نے یعنی شب بست ویکم ماہ مبارک رمضان کی داخل ہوئی تو والد بزرگوار نے اپنی  
 تمام اولاد کو جمع کیا اس وقت ہم سب بنگاہ حسرت حضرت کی صورت اقدس کو دیکھتے تھے  
 حضرت کے ہاتھ پاؤں شدت اثر زہر سے سترخ ہو گئے تھے یہ امر ہمارے اوپر بہت شاق تھا  
 اسلئے کہ اس اثر سے ہم کو ثابت ہوتا تھا کہ اب حضرت کا سایہ ہمارے سروں سے اٹھتا ہے  
 فغرضنا علیہ الماکل فالان یا کل وجعل یرشح وجہہ عرقا وہو مبع وجہہ بیدہ  
 الشریفة نقلت لہ یا ابتاہ اراک ان مسیح جبینک فقال یا بنی ان المومن اذا  
 نزل بہ الموت عرق جبینہ وسکن انینہ اس وقت ہم نے کچھ کھانا حاضر کیا اور پایا  
 کہ حضرت کچھ نوش فرما دیں مگر حضرت نے کھانے سے انکار کیا اس حال میں متواتر عیشانی نورانی  
 سے عرق جاری ہوتا تھا اور حضرت اپنے دست اطر سے اس عرق کو پوچھتے تھے میں نے عرض

کیا کہ یا حضرت اس قدر غرق ہنسیانی سے کیوں جاری ہوتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے بیٹا حالت  
نزع میں مومن کا یہی حال ہوتا ہے اور نالہ و فریاد اس کا کم ہو جاتا ہے بعد اسکے اپنی تمام اولاد  
صغیر و کبیر کو جمع کر کے ان سے ارشاد کیا کہ میں نے تم کو خدا کے حوالے کیا کہ وہ ہر حال میں اپنے  
بندوں کا کفیل و مددگار رہے پھر ایک شخص کو حکم کیا کہ شہر میں ندا کر دے کہ سب لوگ میرے  
پاس حاضر ہو دیں جب لوگ جمع ہوئے اس وقت بعد حمد و ثنائے الہی و درود و جناب رسالت  
پنا ہی حضرت نے بنگاہ حسرت حسنین علیہما السلام کی طرف دیکھا بعد اسکے اصحاب کی طرف جو  
مجاہد و انصار میں سے وہاں پر جمع تھے خطاب کر کے ارشاد فرمایا ایھا الناس اتقوا اللہ بعد  
واجبوا امرکم و نہی نکرہ علی اطاعت الحسن و الحسین و لا تقیاد لہما و یا اکر  
و مخالفتمہما اتہا الناس بعد میرے پرہیزگاری کو ہمت سے نہ دو اور اتفاق کرو تم لوگ طاووس  
زمانہ داری پر حسنین کی اور مخالف رہوان کی مخالفت سے فاقہما خلفائی من بعد سے و  
خلفاء رسول اللہ و ہما حجج اللہ فی ارضہ و مسیدا شباب اہل الجنتہ بلاشبہ وہ دونوں  
میرے بعد جانشین ہیں میرے اور قائم مقام ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے اور رحمت خدا میں  
زمین پر اور سر دار ہیں جو مانان جنت کے۔

بعد اسکے سب اولاد و امجا و کوارشاد و فرمایا کہ اطاعت حسنین واجب و لازم جانیں ان کی مخالفت  
عذر میں محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ بعد اسکے امام حسن علیہ السلام سے میرے باب میں کچھ وصیت  
فرمائی پھر کہا ان سے کہ امام حسین علیہ السلام اور تم تو ایک جان و دو قالب ہو ان کے باب میں سعی  
کچھ احتیاج نہیں ہے پھر لوگوں کو حوالہ خدا کر کے امام حسن علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ جس وقت  
روح میری بدن سے مفارقت کر جاوے تو مجھ کو نہلاؤ اور حنوط کرو اس کا نور سے جزیع رہا ہے  
حنوط رسول خدا سے پھر کفنا کے صندوق میں رکھ دو جب تک وہ صندوق آگے کی جانب سے  
از خود بلند نہ ہو اس وقت تک کوئی اس میں ہاتھ نہ لگائے جب دیکھو کہ صندوق ایک جانب سے  
بلند ہوا تو تم اہل حسین دوسری جانب سے اٹھاؤ جہاں دیکھو کہ وہ صندوق زمین پر اتر آ تو  
نورا تم بھی رکھ دو کہ وہی میرا دفن ہے فاذا حضر قبرہ فموت تلقون قبراً محصوراً و ما صاحبہ  
منقوراً مثلاً دخراہ لی بالروح نخوڑی سی زمین کھودنے کے بعد دیکھو گے ایک قبر کھدی ہوئی

طیار ہے اور ایک صندوق بھی اس میں رکھا ہوا ہے اس قبر کو میرے دادا نور خان نے میرے لئے تیار کیا ہے  
 شمر قال یا ابا محمدؑ ویا ابا عبد اللہ کافی بکما وقد خربت علیکما الفتن من ههنا وههنا فاصبر  
 حتی یحکم اللہ وهو خیر الحاکمین بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ اے ابو محمد و اے ابو عبد اللہ گویا میں کہتا  
 ہوں کہ اسی مقام سے یعنی کوفہ سے فتنہ و فساد برپا ہوگا تم دونوں اس میں مبتلا ہو گے چاہیے کہ ایسے  
 حال میں تم دونوں صبر اختیار کرو جب تک کہ خداوند برتر تمہارے باب میں حکم نہ دے اور وہ خیر الحاکمین  
 ہے شمر نظر اے الحسینؑ وقال له یا بنی انت شہید ہذا الامۃ فاصبر واعلیک بقول  
 اللہ والصبر علی بلائہ پھر حضرت نے امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے فرزند تو  
 شہید ہے اس امت کا چاہیے کہ مصیبتوں میں صبر کر اور تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنا شعار کر پھر  
 حضرت نے ایک ایک الہیت کو نگاہ حسرت دیکھ کر وداع کیا اور ان سے فرمایا کہ واللہ خلیفۃ  
 علیکم یعنی بعد میرے خدا تمہارا معین و کفیل ہے پھر بعد اسکے حضرت کو غفلت ہو گئی ایک ساعت کے  
 بعد عزم و آبدیدہ ہو کر آنکھیں کھولیں تو اپنی اولاد سے ارشاد کیا

اتی رایت الساعۃ رسول اللہ وفاطمۃ و حمزہ و جعفر و عقیلہ و ہم یقولون عجیل  
 الینا یا ابا الحسنؑ فاننا الیک مشتاقون یعنی اس وقت میں ہم نے خواب میں دیکھا جناب رسول خدا  
 وفاطمہ زہراؑ و حمزہ رضی و جعفر رضی و عقیلہ رضی کو کہ یہ لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ اے ابو الحسنؑ جلدی آؤ کہ  
 ہم سب تمہارے مشتاق ہیں اور تمہارے لئے جنت آراستہ کی گئی ہے اور دوزخ آسمانوں کے  
 کشادہ ہیں اور حوریں بزمیت تمام تمہاری ملاقات کی مشتاق ہیں۔

اس خواب کے سنتے ہی الحرم میں صدائے نوح و شیون بلند ہوئی شمر ان امیر المومنینؑ  
 غمض عینیہ و اطلق نالہ و مدید یہ و سر جلیہ و قال اشہد ان لا الہ الا اللہ و  
 اشہد ان محمدًا عبداً و رسولہ جاء بالحق من عند الحق و صدق المرسلون بہ فتمت  
 النبوة و لی فتمت الوصیۃ و الایۃ بالقائم المہدیؑ فتمت الامامۃ پھر حضرت نے آنکھیں  
 بند کر لیں اور آقاؑ پاؤں پھیلا دیئے اور فرمایا کہ گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ برتر اور  
 گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ بندے ہیں اور نبیؐ بھیجے ہوئے ہیں خدا کی بحق و راستی و راست گوہی تمام  
 مرسلین ان حضرت پر ختم ہوئی نبوت اور مجھے ختم ہوئی وصیت و ولایت اور قائم مہدیؑ پر ختم



ہوگی اسے ثابہ فرما کر حضرت دار فانی سے عالم جاودانی کو تشریف فرما ہوئے اس وقت اس طرح کا  
 شیون و ماتم الجرم میں بپا ہوا کہ ان کی آواز نالہ سے زمین کا بقی بقی اٹھ اٹھ و جات وارض  
 وسموات اس غم میں گریاں تھیں۔ واغتر الجو و کسفت النیرین واعرصت الوحوش و الاطیاف  
 والحیثان عن مراعاتها اور قطب ہائے آسمان تیرہ و تار ہو گئی چاند سورج کو گھن لگ گیا جانوران  
 صحرا و اہیان دریا وائے یابی سے باز رہے اس وقت ایک آواز آتی تھی کہ کوئی ان شر و کوثر پتہ تھا  
 بنفسی و مالی شر اہلی و اسیرتی فدا لمن افصح ا قتیل ابن ملجم

یعنی جان و مال و اہل و عیال میرے فدا ہوں اس شخص پر جسے قتل کیا ابن ملجم لعین نے  
 علی امیر المومنین و من بکت لقتله البطحا و الکناک زمزم

وہ قتیل علی ابن ابی طالب امیر المومنین میں ان حضرت کی شہادت پر روتے ہیں بطحا و اطراف زمزم  
 محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت کے حکم کو مطابق صندوق میں رکھا و تخم خدا ایک جانب سے صندوق بلند ہوا  
 اس وقت حسین علیہم السلام نے دوسری جانب سواٹھا یا ایک پیچہ صندوق زین پر اٹلی ہوا اس وقت صاحبزادوں نے بھی ہاتھوں  
 سے رکھ دیا پھر امام حسن علیہ السلام نے نماز پڑھی بعد نماز کے ایک اونٹ بہت ضخیم فریاد و نالہ کرتا  
 ہوا پیدا ہوا اور قریب جنازہ آنکر بیٹھ گیا اور اس طرح سے روتا تھا جیسے کسی عورت کا بچہ مر  
 جاتا ہے اور وہ اس کے غم میں فزع و بیانی کرتی ہے موافق حضرت کی وصیت کے ہم اوگوں نے جنازہ  
 کو اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جب وہ اٹھکر چلا تو ہم لوگ بھی اس کے پیچھے روانہ ہوئے ایک مقام  
 پر پہنچ کر وہ اونٹ بیٹھ گیا امام حسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جہاں اونٹ بیٹھ گیا ہے اس جگہ کو کھودو  
 موافق امام جب تھوڑی سی زمین کھودی گئی تو ایک قبر بہت صاف ستھری مع تختہ ظاہر ہوئی  
 اور ایک ہاتھ نے آواز دی کہ انزلوا الطاہر فی الثربة الطاہرة فقد اشتاق الابلے  
 ولدة و الحبيب الی حبيبہ یعنی امارو طاہر کو قبر طاہر میں کہ باپ مشتاق ہے اپنے فرزند کا  
 اور منظر ہے حبيب اپنے حبيب کا۔

فلما جعل فی قبرة و هم الحسن ان ینخرج عنه نظره ثابته فلم یرہ حبیبہ  
 قبر میں آتا رہے اور امام حسن علیہ السلام نے قصد کیا کہ قبر سے باہر نکلیں پھر نظر کی تو حضرت کی نعش  
 اٹھ کر قبر میں نہیں پایا اہلایا علین و یحک فاسعدینا اہلایا فابکی امیر المومنین اے



آنکھ واٹے ہو تجھ اب ساتھ دے میراں روا میرا مومنین کو ۛ  
 واپس کنی خیر من رکب المطایا ۛ وفارسھا ومن رکب الشفینا  
 میں اس کو روانہ ہوں جو بہتر ہے تمام ناقہ سواروں اور شہسواروں سے اور جو سوار ہوا کشتی  
 نجات پر سے ومن لبس الثعال ومن خذاھا ۛ ومن قراء المثانی والمبینا ۛ اور جس نے  
 جوئی کو پہنا اور سیا اور جس نے پڑھا سورہ فاتحہ اور آنا فتحنا لک فتحا مبینا ۛ  
 مضی بعد النبۃ فذبحہ روحی ۛ ابو حسن وخیر الصالحینا  
 گذر گئے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے ابو الحسن بہترین اہل صلاح فدا ہو جان میری ان پر سے ۛ  
 فلا واللہ لا انسی علیا ۛ وحسن صلواتہ فی الراکعینا  
 پس قسم بخدا نہ بھولوں گا میں علیؑ کو اور ان کی خوبی نماز کو درمیان میں رکوع کرنے والوں کے  
 لقد علمت قریش جیش کانت ۛ باتک خیرھا حسابا ودینا  
 بلاشبہ قریش خوب جانتے ہیں اس بات کو کہ تو بہترین قریش ہے حسب میں اور دین میں ۛ  
 الا فالبلغ معاویۃ بن حرب ۛ فلا قرۃ عیون المشامینا  
 اے کہہ آؤ معاویہ ابن حرب سے کہ نہ روشن ہوں آنکھیں خوشی کرنے والوں کی ۛ  
 وقل للشامین بنار وید ۛ مسلط الشامتون کما لقینا  
 اور کہہ دو ان لوگوں سے جو ہمارے حال پر خوشی کرتے ہیں قریب ہے کہ دیکھیں گے خوشی کرنی  
 ہوائے بھی جو کچھ ہم نے دیکھا ہے ۛ  
 ففی الشہر الحرام نجعتونا ۛ بخیر الخلق مطرا اجمعینا  
 اے دشمنوں ماہ حرام میں تم نے ہم کو مغوم کیا غم میں اس شخص کے جو جمیع مخلوقات سے بہتر تھا ۛ  
 وقولک قد مضی عنا علینا ۛ فان بقیۃ الخلفاء فینا  
 اے دشمن تو طعن کرتا ہے اور خوش ہے کہ علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام ہمارے درمیان سے  
 اٹھ گئے دیکھ بقیہ خلفا درمیان میں ہمارے موجود ہیں ۛ  
 فذا الحسن الزکریٰ قد صبح ۛ خلیفۃ علیؑ کل العیونا  
 اب حسن زکی حضرت کے بعد ان کے خلیفہ ہیں ادا امام اور پیشوا ہیں تمام مومنین کے ۛ

۱۰) قال الراوی ثم رجع اولاد امیر المومنین و جمیع الناس الی الکوفۃ واجتمعوا  
 لقتل عدو اللہ وعدو رسوله ابن ملجم اللعین منقول ہے کہ جب اولاد امیر المومنین  
 اور یہ اس جناب کے آنحضرت کو دفن کر کے کوفہ میں پھرائے اس وقت لوگ جمع ہوئے تاکہ  
 دشمن خدا و رسول یعنی ابن ملجم لعین کو داخل جہنم کریں بعض شخصوں نے کہا اس ملعون کو تیرا  
 کا نشانہ کرنا چاہیے بعضوں نے کہا کہ اس کو درخت میں ٹکرا کر نیچے اس کے آگ روشن کر دیوں۔  
 فقال الحسن الی تابع فیہ وصیبتہ ابی علیہ السلام حیث قال یا بنی اضر بہ ضربہ  
 بضربۃ التی ضربتہا کی عیوت فیہا ولا تلن مگر جناب امام حسن علیہ السلام نے اس باب میں  
 کسی کے کہنے پر خیال نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ میں اپنے والد بزرگوار کی وصیت کا تابع ہوں مجھے  
 ارشاد کیا ہے کہ ایک ہی ضربت میں اسے بھی قتل کرنا اور دوسرا وار نہ لگانا جس طرح اُس نے  
 مجھے ایک وار میں شہید کیا و اُحرقہ بنا رحمۃً کما یفعل بقتلہ الا بنیاء بعد اسکے اس  
 ملعون کو آتش جہنم سے جلا دوں گا جیسا کہ بنیوں کے قاتلوں سے کیا جاتا ہے۔

پھر جناب امام حسن علیہ السلام نے حکم کیا کہ اس لعین کو حاضر کریں لوگ موافق فرمان امام علیہ السلام  
 گئے اس شقی کو شکلیں باندھ کر لائے اُس وقت حضرت مسند امامت پر تشریف رکھتے تھے  
 اور امام حسین علیہ السلام حضرت کے پہلو میں بیٹھے تھے فقال لہ الحسن قتلت امیر المومنین  
 و اعظمت الفساد فی الدین و انجحتنا و انجحت جمیع المسلمین جب وہ ملعون سا  
 آیا تو جناب امام حسن علیہ السلام نے اس ملعون سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے شقی تو نے قتل کیا  
 امیر المومنین کو اور دین میں بڑا فساد ڈالا اور تو نے ہم کو اور تمام مسلمانوں کو محزون و غموں میں  
 مبتلا کر کے اے بٹھا کر حضرت نے تلوار میان سے باہر کی دیکھتے کے ساتھ ہی اُس ملعون کی صورت  
 محسوس پر مژدنی چھا گئی حضرت نے چاہا کہ ایک ہی وار میں اس کے سر خن کو گردن سے قلم کریں مگر لوگوں  
 نے اس قدمہ جہوم کیا تھا کہ حضرت کو ہاتھ اٹھانے کی جگہ نہ ملی اس سبب سے تلوار گردن سے  
 ہٹ کر سر پر پڑی مگر زخم کاری ہوا کہ وہ ملعون ٹپٹپنے لگا۔

فقال الحسنین لا خیۃ لیسلا ب واحد و الا قد واحدۃ قال بلی فذاک اخوک  
 یا بن آدم اس وقت جناب سید الشہداء علیہ السلام نے اپنے برادرنا مدار سے عرض کیا کہ آیا ہمارے

اور آپ کے باپ ماں ایک نہیں ہیں حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ بے خدا ہو بھائی تم پر اسے مان جائے قال ناولف الشیخ لا یؤذ بعض ما اجد فی صدری من قتل والدی جناب سید الشہداء علیہ السلام نے عرض کیا کہ تلوار مجھے غایت کیجئے کہ والد بزرگوار کی شہادت سے میرے سینے میں آگ بھڑک رہی ہے میں بھی ایک ہاتھ اس شقی پر لگا کے اپنا دل ٹھنڈا کروں جناب امام حسن علیہ السلام نے تلوار دے دی حضرت نے لے کر ایک ضربت لگائی کہ وہ شقی دو ٹکڑے ہو گیا و عجل اللہ بروحہ الی جہنم و بس القرار بعد اسکے باقی اولاد جناب امیر علیہ السلام بلکہ تمام ہاشمی ہر طرف سے دوڑے اور جسدِ نضی کو اُس کے ٹکڑے کر کے آگ میں جلا دیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اسے گرفتار کر کے لایا تھا حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کر کے اسکے جُٹنے کو لے گیا اور آگ میں جلا دیا اور بعض روایت میں ہے کہ اسکی زوجہ نے جلا دیا بہر حال وہ ملعون تاروز قیامت عذاب الیم میں مبتلا ہے اور ابدالاً با جہنم میں رہے گا۔

(۱۱) ابوالقاسم معروف برابی الوفاء کوئی نقل کرتا ہے کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ مقام ابراہیم کے گرد بہت سے لوگ جمع ہیں فقلت ما الخبر میں نے پوچھا کہ کیا خبر ہے اور یہ لوگ کیوں جمع ہیں فقالوا راہب نصرانی قد اسلم و تشیع لوگوں نے کہا کہ ایک راہب نصرانی ہے کہ اُس نے اسلام قبول کیا ہے اور طریقہ امامیہ اختیار کیا ہے یہ شکر میں اس کے قریب گیا دیکھا کہ ایک مرد پر ہے مگر بڑا قد اور ایک صوف کا جبہ اور کلاہ لپسی پہنے ہوئے بیٹھا ہے فسألتہ عن سبب الاسلام میں نے اس سے سوال کیا کہ تیرے مسلمان ہونے کا کیا سبب ہے اُس نے بیان کیا کہ وہ ایک کنارے پر میرا صومعہ تھا میں ایک روز وہاں بیٹھا تھا دیکھا میں نے کہ ایک جانور دریائے نکلا اور چوتھائی آدمی کو اگل دیا اسی طرح چار مرتبہ چار ٹکڑے جب اگل چکا اس وقت وہ ٹکڑے سب آپس میں مل گئے اور ایک آدمی بن گیا وہ آدمی مانند کتے کے ہانتا تھا کہ آگاہ وہ جانور پھر نازل ہوا اور اپنی متعارفے نوح کراہیک جو بخائی اس کا گل گیا اسی طرح چار مرتبہ میں تمام کر دیا اس وقت میں نے ذلی میں افسوس کیا کہ کاش میں نے اس سے پوچھا ہوتا کہ تو کون ہے جب دوسرا سال آیا تو پھر ایسا ہی اتفاق ہوا اس وقت میں اُس شخص کے

قریب گیا اور اس سے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے اور تجھ سے کونسی معصیت سرزد ہوئی ہے جس کے سبب سے تو اس عذاب میں مبتلا ہے تو اُس ملعون نے جواب دیا کہ وہ ملعون عبد الرحمن ابن بلجم ہے اور گناہ اس کا یہ ہے کہ اس نے در حالت سجود علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو قتل کیا ہے راہب کہتا ہے کہ میں نے اس سے پوچھا کہ علی ابن ابی طالب کون شخص تھے اُس نے کہا کہ وہی پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھروسہ کلام کے میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ دین حق نہ ہوتا تو خداوند کریم ان کے قاتل کو کیوں ایسے عذاب میں مبتلا کرتا یہی سمجھ کے میں نے اسلام اور ایمان قبول کیا اور بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے حضرت کو ان کا جان نشین اور پنا پیشوا جانتا ہوں اور بعد آنحضرت کے گیا رہ معصوم ان کی اولاد کرام سے میرے امام درہنما ہیں **وَلِلّٰہِ اَکْبَرُ** ولا ھم وعد و لمن عاد اھم اور میں دل و جان سے دوست ہوں اُس شخص کا جو ان حضرات کو دوست رکھتا ہے اور دشمن ہوں ان لوگوں کا جو ان سے بغض و عداوت رکھتے ہیں۔

(۱۱) عن الضحاك ابن مزاحم قال ذکر علیؑ عند ابن عباس بعد وفاہ نقلاً  
 و اسفلاً علی الی الحسن مضی واللہ ما غیر ولا بدّل ولا قصر ولا جمع ولا ضیع ولا منع  
 ولا اثر الا اللہ ضحاك ابن مزاحم روایت کرتا ہے کہ ایک روز بعد شہادت جناب امیر المؤمنین  
 علیہ السلام کی مجلس ابن عباس میں کچھ ذکر حضرت کا آیا اس وقت انہوں نے فرمایا کہ حسرت و  
 افسوس ہے کہ حضرت دنیا سے تشریف لے گئے قسم بخدا کہ اس جناب نے شریعت نبوی میں  
 کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں کیا اور اجرائے دین میں کچھ تفصیر نہیں کی نہ حضرت نے مال جمع کیا  
 نہ اسکو ضائع کیا نہ ارباب استحقاق سے دریغ رکھا ان سب اموں میں سوا خوشنودی خدا  
 کوئی امر اور منظور نہ تھا واللہ لقد کانت الدنیا علیہ اھون من شعاع نعلہ لیث  
 نے الوغا الجھر نے المجالس حکیم فی الحکماء ہیہات قد مضی الی الدرجات العلی  
 قسم بخدا کہ دنیا تسمہ یا پوش سے ذلیل تر تھی ان حضرت کے نزدیک جہاد میں شیر کی طرح  
 فراتے تھے مجلس میں علم کے دریا بہاتے تھے جب چرچا حکمت کا ہوتا تو حضرت کے سامنے  
 سب حکماء حقیقت محض تھے افسوس کہ حضرت نے دنیا سے مفارقت فرمائی اور مدارج

اے پر فائز ہوئے۔

(۱۳۱) حدثني الحسن بن يحيى الدهان قال كنت ببغداد عند قاضي بغداد واسمه  
سماعة اذ دخل عليه رجل من كبار اهل بغداد فقال له ا صلح الله القاضي  
التي حجت في السنين الماضية فمردت بالكوكة قد خلت من جملة مسجد هـ  
حسن بن يحيى روغن فروش روایت کرتا ہے کہ ایک روز میں ملاقات کو قاضی بغداد کے کہ نام اسکا  
سماعہ تھا کیا کہ ایک شخص نے قاضی کے پاس آن کر دعائیں دیں اور کہنے لگا کہ ایک سال میں کفر  
سے ہٹا ہوا حج کو گیا تو واپسی میں داخل مسجد کو نہ ہوا، فیہنا انا واقف نے المسجد اُردید  
الصلوة اذا امامي امرأة اعرا بة مبدوثة مریخية الذائب علیہا شملة مسجد میں  
جا کر بیٹھنے نماز کھڑا تھا میں کہ دفعۃً ایک عورت اعرابہ بدویہ زلفیں چھوڑے ہوئے چادر اوڑھی  
ہوئے میرے سامنے نمایاں ہوئی وہی تنادی و تقول یا مشہور انے السموات یا مشہور  
فی الارضین یا مشہور انی الآخرة یا مشہور انے الدنيا جہدت الجبابرة والملوك علی  
اطفاء نورک واحدا ذکرک فالی اللہ ذکرک الا علواً ولنورک الا ضیاء وتماماً ولو کرہ  
المشرکون اور نہ کرتی تھی کہ اے وہ شخص کہ مشہور ہے آسمانوں اور زمینوں میں اسے وہ شخص  
مشہور ہے دنیا اور آخرت میں ہر چند جا بروں نے اور بادشاہوں نے تیرے نور کو بجھانے میں اور  
تیرے ذکر کے خاموش کرنے میں بہت سی جدوجہد کی لیکن حق سبحانہ تعالیٰ نے علی الرغم ان  
ملعونوں کے تیرے ذکر کو بلند کیا اور تیرے نور میں زیادہ بجلی بخشی یہاں تک کہ حد کمال کو پہنچا یا  
اگرچہ تیرے ذکر کی بلندی اور نور کا زیادہ ہونا کافروں کو ناگوار ہوا قال فقلت یا امۃ  
اللہ من ہذا الذی تصفیہ بہدۃ الصفۃ قالت ذاک امیر المؤمنین علی  
خبر بیان کرتا ہے کہ میں نے پوچھا اس سے کہ اے عورت یہ کون شخص ہے جس کی توصیف کرتی ہے تو  
اس نے جواب دیا کہ مروج میرا امیر المؤمنین ہے۔

قال فقلت لها ای امیر المؤمنین هو قالت علی ابن ابیطالب الذی لا یجوز التوبۃ  
الابۃ و بجاایتہ پھر میں نے پوچھا کون امیر المؤمنین اس نے کہا کہ وہ شخص ہیں کہ جب تک  
آدمی ان کی محبت سے غافل ہو اس وقت تک اس کو اقرار و حدانیت خدا کے کچھ فائدہ نہیں بخشتا

یعنی علی ابن ابی طالب قال فالتقت الیہا فلما راہدا وہ شخص کہتا ہے کہ یہ کھکر دفعۃ میری نظروں سے وہ غائب ہو گئی نہ سمجھا میں کہ وہ کس جنس سے تھی حورہ تھی یا کہ حنیئہ تھی صلے اللہ علی محمد وآلہ

(۱۴) عن عائشة زوجة النبي صلى الله عليه وآله وسلم عائشة سے باوجود حضرت امیر علیہ السلام کی عداوت کے یہ شعر ان کی تعریف میں بطور حق بر زبان جاری کے منقول ہیں شعر  
اذا ما التبرحك على المحاك  
بتين غش من غير شك  
نفينا الغش والذهب المصفى  
على بدينا شبه المحاك  
جس وقت کہ سونا گہسا جائے کسوٹی پر ظاہر ہوئے گا غش اس کا بے شبہ پس ہم میں غش ہے اور صاف سونا حضرت علی جو کسوٹی کی مانند ہم سب میں ہیں۔

(۱۵) حضرت امیر علیہ السلام سے یہ اشعار منقول ہیں: ۷  
أحسین اخی واعظ وما ذب  
فأفهم فان العاقل متادب  
اے حسین! میں واعظ ہوں اور ادب دینے والا ہوں تم میرے وعظ کو سمجھو اور ضرور عقلمند ادب پذیر ہوتا ہے ۷

واحفظ وصیة والد متحش  
یغذو ك بلا داب کی لا تعتب  
اور یاد رکھو وصیت پدر مہربان کی جو غذا کی طرح ادب دینا ہے تاکہ مقبوع نہ ہو  
أبخی ان الرزق مكفول به  
فعلیک بلا جمال فیما نطلب  
اے پیارے فرزند بے شبہ رزق کا کفیل اللہ ہے لازم ہے تمہارے کہ وجہ طلال سے طلب کرو  
(۱۶) فی بعض الاخبار ان رجلاً قال دخلت الی جامع بنی امیة لاصلة صلوة  
الصبح اخبار میں وارد ہے ایک شخص کہتا ہے کہ میں ایک روز نماز صبح پڑھنے کے لئے بنی امیہ کی مسجد جامع میں گیا و اذا برجل من بنی امیة قد جاء ووقف قریباً منی و قام مصلی  
کہ ناگاہ ایک شخص بنی امیہ میں سے داخل مسجد ہوا اور میرے نزدیک کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا  
فلما طأ طأ راسه المتجود سقطت عمامته عن راسه ووجهه كوجه الخنزیر و  
شعرہ کاشعر الخنزیر جب اس نے اپنے سر کو مسجد کے لئے جھکایا تو عمامہ اس کے سر سے

گر پڑا اس وقت دیکھا میں نے کہ سر اور پٹیاں اس کی اور بال اس کے سر کو سر سے اور بالوں سے مشابہ ہیں  
 فلما نظرہ طار عقله و طاش لبي و لما علم بما صليت و ما قلت في صلاتي جب میں نے  
 اس کو اس حال سے دیکھا تو میری عقل پرواز کر گئی اور ہوش میرے زائل ہو گئے کہ نہیں جانتا میں نے  
 کیونکر نماز ادا کی اور میں نماز میں کیا کیا پڑھ گیا فلما قام من الصلوة تنفس الصعداء وقال  
 حول ولا توة الا بالله العلي العظيم ثم قال لي يا اخي اخبرك بقصتي واظهرك على حالى جب  
 وہ مرد نماز سے اٹھا تو حوزین و عکلمین کی طرح ایک ٹھنڈی سانس لیکر لا حول پڑھی اور مجھ سے کہنے لگا  
 کہ اے برادر تجھے میں اپنے قصے سے مطلع کروں اور اپنا حال ظاہر کروں؛

ثم انكشف راسه ونزع قميصه فاذا راسه ووجهه كالخنزير ودينه وشعره  
 مثل جلد الخنزير بعد اس کے اس نے اپنے سر کو کھول دیا اور کرا بدن سے اتار ڈالا تو دیکھا میں نے کہ  
 ہر تن مشابہ ہے سور سے یہاں تک کہ بلند بدن بھی سور کی سی تھی وفتحت وقلت له ما الذى  
 امراه بك من البلاء پس میں نہایت متعجب ہوا اور پوچھا کہ یہ کیا حال ہے کہ میں تجھ کو نہایت مبتلائے  
 عذاب دیکھتا ہوں؛ فقال اعلم انى كنت مؤذنا لى ائمة و كنت كل يوم العن على ابن ابيطال  
 عليه السلام الف مائة بين الاذان والاقامة فاذا كان يوم الجمعة لعنة اربعين الف مائة اسنے کہا  
 کہ سنو میں بنی امیہ کا مؤذن تھا ہر روز اذان و اقامت کے درمیان ہزار بار جناب امیر علیہ السلام پر لعنت کرتا  
 تھا نعوذ باللہ اور جمعہ کے روز چالیس ہزار بار بینما انا نائم لیلۃ الجمعة اذ ایتنے نے منامی کا قلیقا  
 قد قامت و ایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ والحسن والحسين علیہما السلام واذا انا بالکوثر  
 صرخ ایک دفعہ شب جمعہ کو سور اٹھانا گاہ خواب دیکھا میں نے کہ گویا قیامت قائم ہوئی ہے اور  
 جناب رسول مختار اور حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے ہیں اور حوض کوثر جھلک رہا ہے و  
 ببید الحسنین علیہما السلام کاس من نیر و هما یسقیان الناس کافۃ اور حسین علیہم السلام نور  
 کے کاسہ لئے ہوئے سب لوگوں کو حوض کوثر سے سیراب کر رہے ہیں؛ وانا فی عطش عظیم فذوت  
 من الحسن علیہ السلام وقلت له استقنی یا بن رسول اللہ میں شدت سے پیاسا تھا میں نے قریب  
 جا کر جناب امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اے فرزند رسول مختار مجھ کو سیراب فرمائیے  
 فقال مستشرب من حمیم جہنم حضرت نے جواب دیا کہ قریب ہے کہ پیسے کا تو آب گرم جہنم کا؛

فقال له النبي صلى الله عليه وآله لولا تسقيہ جناب رسالتی صلی اللہ علیہ وآلہ نے امام حسن علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ کیوں اسے پانی نہیں پلائے فقال یا جیداً کیسے اسقیہ وہو یلعن الی فی کل یوم الف مرۃ فاذا کان یوم الجمعة لعنہ اربعین الف مرۃ جناب امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے جد بزرگوار میں کیونکر اسے پانی پلاؤں وہ تو میرے باپ پر ہر روز ہزار بار لعنت کرتا ہے اور روز جمعہ کو چالیس ہزار بار فالنت النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وقال مالک یا لعین یا شقی ملعن اخي و خلیفے ابن عقیل بن ابیطالب علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اسے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لعین اے شقی کیا باعث ہے کہ تو میرے بھائی اور خلیفہ اور ابن عم علی ابن ابی طالب کو برا کہتا ہے؟ فصبر فی وجہ وقال غیر اللہ مالک من نعمتہ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے میرے منہ پر تھوک دیا اور فرمایا کہ متغیر کر دیوے خدا اپنی نعت کو تجھ سے دے فانتم من منا می فاذا قد نسخت کما تری وصرت عبرۃ لمن اعتبروا من یسمع ویرے یہ خواب دیکھ کر میں نیند سے چونکا تو اس وقت میری صورت ایسی تھی جیسا کہ تو اس وقت دیکھتا ہے اور باعث عبرت ہو گیا اس شخص کے لئے جو عبرت پکڑے اور جو شخص کہ سنے اور دیکھے میرے حال تباہ کو: وانا الحمد لله ثبت الی الله تعالیٰ مما کان منی وولیت علی ابن ابیطالب علیہ السلام برئت من اعدائہ لعلہ الله علی القوم الظالمین الحمد لله کہ اب میں نے اپنے عقائد فاسد سے ورگاہ باری میں توبہ کی اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا دوست ہوا اور انکے دشمنوں سے بیزاری اختیار کی (رحمہ) قوله تعالیٰ ان الذین امنوا و عملوا الصالحات اولئک هم خیر البریۃ جناب احادیث کلام مجید میں فرماتا ہے جو لوگ کہ ایمان لائے اور اعمال نیک کئے وہ بلاشبہ بہترین خلق ہیں: فوالله انما لے عن جابر بن عبد الله قال کنا عند النبي فاقبل علی بن ابیطالب فقال النبي قد اتاكم انی شق الثفت الکعبۃ فضر بها بیدہ شق قال والذی نفسے بیدہ ان هذو شیعتہ لهم الفائر من یوم القیامۃ کتاب الامالی میں جابر بن عبد الله الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ہم ایک دن کئی شخص خدمت بابرکت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ میں حاضر تھے کہ جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام تشریف لائے حضرت کو دیکھ کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ تم لوگوں کے پاس بھائی میرا آیا ہے بعد اسکے حضرت نے ہاتھ کبھے پر مار کے فرمایا کہ قسم ہے



اس خدا کی جسکی قدرت میں جان ہے میری کہ بلاشبہ یہ اور شیعہ اس کے سب فائز و نوری نگار ہیں روزی و شہداء  
 شہداء قال انہ اولکم ایمانا مع وادکم بعد اللہ واقومکم بامر اللہ واعدل لکم فی الرعیۃ  
 واعظمکم بالشوۃ واعظمکم عند اللہ مرتبۃ بعدا کے فرمایا کہ ایمان لانا علی کا مجاہد پہلے ہے  
 تم لوگوں کے ایمان لانے سے اور علیؑ بڑھ کر ہے تم سے خدا کا عہد پورا کرنے میں اور قائم تر ہے تم لوگوں  
 سے حکم خدا کے بجالانے میں اور عادل تر ہے تم لوگوں سے باب رعیت میں اور اعظم ہے تم لوگوں سے  
 راستی میں اور زیادہ ہے تم لوگوں سے مرتبہ میں۔

قال منزلت ان الذین امنوا وعلوا الصالحات اولئک هم خیر البریۃ بیان کیا حضرت  
 جابر بن عبد اللہ انصاری نے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہ حدیث فرمائی  
 اسی کے بعد یہ آیہ نازل ہوا قال وکان اصحاب محمدؐ اذا قبل علیؑ قالوا جاء خیر البریۃ  
 فرمایا حضرت جابر نے کہ اصحاب جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کے جس وقت جناب علیؑ ابن ابی  
 طالب علیہ السلام کو آتے ہوئے دیکھ لیتے تھے کہتے تھے آیا بہترین خلق وعن النبیؐ فی ہذا الایۃ  
 انہ التفت الی علیؑ وقال هم واللہ انت وشیعتک یا علیؑ میعادک و میعاد ہم الخوض  
 عند اغتر تجملین متوجہ ہیں اور جناب رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ سے اس آیت کے باب  
 میں حدیث ہے فرمایا اس جناب نے کہ یا علیؑ خیر البریۃ تم ہو اور شیعہ تمہارے یا علیؑ وعدہ گاہ تمہارا  
 اور تمہارے شیعوں کا کل کے دن حوض کوثر ہے نورانی چہروں سے اور روشن قدموں سے تم سب جہ  
 ہو گے حوض کی طرف ونے المحاسن عن الباقر علیہ السلام قال ہم شیعتنا اهل البیت جزاؤ  
 عند ربکم جئات عدن تجری من تحتھا الانهار خالدین فیھا ابدی رضی اللہ عنہم ورضوا  
 عنہ لانه بلغہم اقصیٰ ما ینقہم اور کتاب محاسن برقی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے حدیث  
 ہے فرمایا اس جناب نے کہ خیر البریۃ وہ لوگ ہیں جو ہم المہدیت کے شیعہ ہیں جزا ان لوگوں کی خداوند  
 کریم کے پاس باغبانے بہشت ہیں جاری ہیں تحت میں انہیں باغوں کے بہنیں ہمیشہ انہیں باغوں  
 میں ساکن رہیں گے راضی اور خوش و وہ خدا کے برابر ان سے اور وہ لوگ بھی خدا کے تعالیٰ سے  
 راضی ہیں اس سبب سے کہ پہنچا یا ان کو خدا کے تعالیٰ نے ان کی عایت امید کرد۔

ذالک لمن خشی ربہ فان الحسنیۃ ملائک الامر والباعث علیٰ کل خیر یہ مرتبہ ہمارے ان شیعوں

لے گا جو خائف ہیں خدا سے لاریب خوف خدا بہت بڑا امر ہے اور باعث ہے سب نیکیوں کا۔  
 نے الکافی عن الصادق علیہ السلام انه قال لرجل من الشيعة انتم اهل الرضا عن الله  
 جل ذكره يرزاه عنكم والملائكة اخوانكم في الخير فاذا اجتهدتم ادعوا واذا اعتلتم  
 اجتهدوا وانتم خير البرية ديارکم لکم جنة قبری لکم جنة للجنة خلقتم فی الجنة  
 نعمکم والی الجنة نصیرون اور کتاب کافی میں ہے کہ جناب صادق علیہ السلام نے ایک مرشدِ شیعیہ  
 سے خطاب کر کے فرمایا تم ہو اہل رضا خداوندِ جلیل تم سے راضی ہے اور ملائکہ تمہارے بھائی ہیں معین  
 و مددگار تمہارے ہیں امورِ خیر میں پس جس وقت مصروفِ خیر ہو مستعملِ دعا ہو اور جس وقت غافل  
 ہو اس وقت کوشش کرو کہ اپنے تئیں غفلت سے نکالو اور تمہیں خیر البریہ ہو یعنی بہترین خلق ہو  
 تمہارے مکانات تمہارے واسطے بمنزلہ جنت ہیں قبریں تمہاری جنت ہیں جنت ہی کے لئے خلق  
 کئے گئے ہو جنت میں تمہارے لئے نعمتیں ہیں اور تم جنت ہی کو روانہ ہو گے۔

عن عمر بن یزید قال قلت لابی عبد الله انی سمعتک وانت تقول کل شیء قلنا فی الجنة  
 علی ما کان فیہ عمر بن یزید نے بیان کیا کہ عرض کی میں نے خدمتِ اطہرِ جناب صادق علیہ السلام  
 میں کہ یا حضرت میں نے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں سب شیعیہ ہمارے داخلِ جنت ہوں گے جس حال میں  
 وہ ہوں قال صدقت کلہم واللہ فی الجنة قال قلت جعلت فداک ان الذنوب کثیرة  
 کہاں فرمایا حضرت نے کہ تصدیق کرنا ہوں میں تجھ سے اس حدیث کی قسم خدا کہ سب شیعیہ ہمارے  
 مقبول ہیں کہاں وہی نے کہ عرض کی میں نے کہ یا حضرت گناہ بہت ہیں اور اکثر گناہ کبیرہ ہیں  
 قال اما فی القیامۃ نکلمکم فی الجنة بشفاعۃ النبیؐ ولكن واللہ اتخوف علیکم  
 فی البرزخ فرمایا حضرت نے لیکن قیامت میں تم سب جنت میں جاؤ گے شفاعت سے اپنے نبیؐ  
 مخدوم کی یا ان کے وصی کی لیکن خوف کرنا ہوں واللہ تمہارے لئے عذابِ برزخ کا۔

قلت وما البرزخ قال القبر منذ حین موتہ الی یوم القیامۃ میں نے عرض کی کہ یا حضرت  
 برزخ کسے کہتے ہیں فرمایا معصوم نے کہ جس وقت سے مرنا ہے تا قیامت برزخ ہے یعنی اگر مومن  
 دنیا پر باطل ہو کر مرتکبِ محصیت ہوا ہے تو کفارہ اس کا عارض ہو جانے سے کسی بلا کے دنیا ہی  
 میں ہو جاوے گا اور اگر دنیا میں مبتلا نہوا تو عالمِ برزخ میں معذب ہوگا بہر حال مومن کا مال و

انجام سوئے جنت ہے قال التبتی صلی اللہ علیہ والہ اذا رضی اللہ عن عبد قال یا مالک الموت اذہب الی فلان فأتی بروحہ حبسے من عملہ قد بلوقہ فوجدتہ حیث اُحبت۔  
 فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے جب راضی ہوا ہے خدا نے اپنے کسی بندے سے  
 فرماتا ہے ملک الموت سے اے ملک الموت جا فلان بندے کے پاس اور اس کی روح کو میرے پاس  
 حاضر کر کافی ہیں مجھ کو جو عمل کہ مجھ لایا وہ میں نے اس کا امتحان کیا اور جیسا چاہتا تھا ویسا پایا  
 فینزل ملک الموت ومعہ خمس مائتہ من الملائکۃ معہم قضبان النار یا حین واصل الزعفران  
 کل احد منهم یشیرہ بیشیرۃ سوی بیشیرۃ صاحبہ ویقوم الملائکۃ صفین لخروج روحہ  
 معہم الریحان پس نازل ہوتا ہے ملک الموت پانچ سو فرشتوں کو لئے ہوئے ان کے ساتھ چھریاں  
 ہوتی ہیں پھولوں کی اور شاخیں زعفران کی ہر ایک فرشتہ ایک نئی خوشخبری سناتا ہے اور سب  
 ملائکہ دو صفیں باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اس کی روح کی لئے ان کے ساتھ ریحان ہوتا ہے  
 علامہ مغشری نے کشاف میں رحمان کے معنی رزق طیب لکھے ہیں۔

وقال الطبرسی رحمہ اللہ الریحان المشموم یلقیہ عند الموت من الجنة فیسمیہ فیقول انا عمالک  
 الصالح اور علامہ طبرسی نے تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے کہ ریحان مومن کے مرنے وقت جنت سے  
 لایا جاتا ہے جب یہ اسے سونگتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تیرا عمل نیک ہوں۔ وروی عن الکافی عن  
 جعفر بن محمد فیقول انا راہک الحسن کنت علیہ وعمالک الصالح الذی کنت تعملہ اور  
 کتاب کافی میں جناب صادق علیہ السلام سے حدیث ہے کہ خوشبوئے ریحان کہتی ہے کہ میں تیرا  
 اعتقاد صحیح ہوں جس پر تو تھا اور وہ عمل نیک ہوں جسے تو بجا لایا قولہ تعالیٰ فاما ان کان من  
 المقرءین فروج وریحان وجنتہ تعلیم داما ان کان من المکذبین الضالین فنزل من  
 جہنم وتصلیۃ یحییہ جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیہ ہمارے دوستوں کے اور ہمارے  
 دشمنوں کے باب میں ہے اگر ہمارا دوست ہے تو اس کے لئے روح و رحمان ہے قبر میں اور آخرت  
 میں جنت نعیم ہے اور اگر ہمارا دشمن ہے تو ہماری اسکی آب کرم جہنم ہم سب کی قبر میں اور جہنم  
 جہنم کا آخرت میں۔ فاذا نظر الیہم ابلیس وضع یدہ علی راسہ ثم صرخ فیقول لہ  
 جنودہ مالک یا مسیئدنا جب شیطان ان ملائکہ کو دیکھے گا کہ مومن کی روح کے استقبال کو

آئے ہیں اپنے سر پر ہاتھ مار کر ایک چیخ مارے گا اس کی آواز سے لشکر شیطان جمع ہو کر اس سے پوچھے گا کہ لمے سردار ہمارے تجھ پر کیا مصیبت پڑی :

قیقول اما ترون ما اعطى هذا العبد من الكرامة اين كنتم عن هذا قالا وجهنا به فلم يقطعنا اس وقت شیطان رحیم اپنے لشکر سے کہے گا آیا نہیں دیکھتے تم اس کرامت و منزلت کو جو اس بندے کو خدا کی جانب سے ملی ہے تم لوگ کہاں تھے تم سے کچھ نہ ہو سکا کہ اسے گمراہ کرتے اس وقت وہ جواب دیں گے کہ ہم نے بہت کوشش کی لیکن اس نے ہماری اطاعت نہیں کی : شیطان کو کہاں قدرت ہے کہ ان کو گمراہ کر سکے یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو جناب احدیت نے کلام مجید میں بہترین خلق قرار دیا ہے انہیں کو جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام حوض کوثر سے سیراب فرمائیں گے لوگ عجبان حیدر کرار و مولیان الہبیت اطہار خصوصاً اصحاب و انصار با وفائے جناب خامس آل عباسید الشہداء علیہم السلام میں شمل حرب بن یزید ریاحی و حبیب ابن مظاہر اسدی و مسلم ابن عوسجہ و بربر بن حضیر جدائی کے رضوان اللہ علیہم و روح فدائے اہم کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے عاشق صادق تھے اور اپنی جانوں کو پروانوں کی طرح اس شمع شبستان امامت پر نثار کر کے سرفرو ہوئے :

(۱۸) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله مررت ليلة أسري به الى السماء فاذا انا بملك جالس على منبر من نور والملائكة تحرق به كتاب كفاية الطالب میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہا اس نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ شب معراج کو گذرا میں ایک فرشتے کی طرف کہ بنو زبر پر بیٹھا تھا اور ملائکہ اسکے گرد جمع تھے فقلت يا جبرئيل من هذا الملك قال ادن منه وسلم عليه فذ نوت منه وسلمت فاذا انا باخي وابن عمي علي ابن ابي طالب پوچھا میں نے کہ اے جبرئیل یہ فرشتہ کون ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ قریب جایئے اور اسے سلام کھجے پس نزدیک جا کر میں نے سلام کیا تو دیکھا کہ بھائی اور ابن عم میرے علی ابن ابی طالب ہیں :

فقلت يا جبرئيل من سبقني على الى السماء الرابعة فقال لا ولكن الملائكة شككت جبرئيل بعلي فخلق الله هذا الملك من نور علي پوچھا میں نے کہ اے جبرئیل کیا علی مجھ سے پیشتر

آسمان چارم پر آئے ہیں جب میل نے عرض کی نہیں مگر چونکہ ملائکہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو بہت دوست رکھتے ہیں اس جہت سے ہمیشہ ان کی زیارت کے مشتاق رہتے تھے سبہوں نے اپنا اشتیاق درگاہ احدیت میں گزارش کیا جسبجائے تعالیٰ نے پیاس خاں ملائکہ علی کے نور سے اُس فرشتہ کو خلق کیا فالملائکۃ یزدوسونہ فی کل لیلۃ جمعۃ سبعین الف مرۃ ویسبحون اللہ ویقڑسونہ ویعبدون ثوابہ لمجی علیؑ پس ملائکہ پر شب جمعہ کو ستر ہزار بار اس فرشتے کی زیارت کو حاضر ہوتے ہیں اور خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور ثواب اس تسبیح کا دیتا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دے دیتے ہیں۔

مجتاہ علیؑ مقام غور ہے کہ ملائکہ تو حضرت کو دوست رکھیں اور بالائے آسمان حضرت کی زیارت کے مشتاق ہوں اور اشتیاق بے دین باوصف حقوق نعمت حضرت کی عداوت رکھیں کیا حال ہوگا ان ملعونوں کا روز قیامت کو جنہوں نے اذیتیں پہنچائی ہیں کہ بعد وفات رسول کائنات تا قیامت شہادت اس جناب کو کہیں چلیں یعنی نہ دیا بلکہ بعد شہادت بھی حضرت کی عداوت سے باز نہ آئے چنانچہ سال ہائے دوازہ تک منبروں پر حضرت کو نماز رکھتے رہے۔

(۱۹) عن ابن سبار عن العبد اللہ علیہ السلام قال اقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و ما و اضعاً یدہ علی کتف العباس فاستقبلہ امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ فعاقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و قبل من عینیہ ابہم سبار کے روایت کی ہے جناب صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا ان حضرت نے کہ ایک دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ حضرت عباسؓ کے شانہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تشریف لے آتے تھے کہ سامنے سے جناب علیؑ اسباب علیہ السلام تشریف لائے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے اس جناب کو گلے سے لگا کر پیچھا پیچھا کے بوسے لئے۔

ثم سلم العباس علی صلی اللہ علیہ و آلہ و اضعاً یدہ علی کتف العباس فعاقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و قبل من عینیہ ابہم سبار کے روایت کی ہے جناب امیر المؤمنینؑ کو سلام کیا حضرت نے سلام کا جواب آہستہ سے دیا اس پر حضرت عباسؓ کو غصہ آگیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ علیؑ اپنا ہاتھ نہیں چھوڑتے۔

فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا عباس لا تقول ذالك في علي فإني لقيت  
جبرئيل أنفأ فقال لقيت الملكين الموكلين بعلء الساعة فقالا ما كتبنا عليه ذنباً  
منذ يوم ولد إلى هذا اليوم به شكر جناب رسولنا صلى الله عليه وآله فرمى اے عباس  
علیؑ کی شان میں ایسا کلمہ نہ کہوا بھی مجھ سے اور جبرئیل سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے بیا  
کیا کہ دو فرشتے جو علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام پر موقوف ہیں ان سے اور مجھ سے ملاقات ہوئی  
ان فرشتوں نے بیان کیا کہ جس دن سے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں اس دن سے آج  
تک کوئی گناہ ان سے صادر نہیں ہوا جس سے ہم قلمبند کریں۔

اخٹب خوارزم نے روایت کی ہے سلیمان راعی سے وہ کہتا ہے سنائیں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ  
وآلہ سے کہ فرماتے تھے لیلة السر بنی الی السماء قال فی الجلیل امن الرسول بما انزل  
الیہ من ربه جن شب کو مجھے آسمان پر لے گئے یعنی شب معراج میں فرمایا خدائے عزوجل  
کہ ایمان لایا ہے رسولؐ م ان باتوں پر جو خدا کی طرف سے آپؐ نازل ہوئیں نقلت المؤمنون  
اسپر کہا میں نے کہ مومنین بھی ایمان لائے ہیں قال صدقت یا محمدؐ من خلفت نے امتناک  
قلت خیرھا قال علیؑ بن ابی طالب قلت نعم کہا اے مجھ تو نے بیچ کہا کس کو خلیفہ تو نے کیا  
اپنی امت پر کہا میں نے کہ بہترین امت کو کہا آیا علیؑ ابن ابی طالب کو عرض کیا میں نے کہ ہاں  
قال یا محمدؐ انی اطلعت فی الارض اطلعت فاخترتک منها فاشققت لک اسما من  
اسماء فلا اذکر فی موضع الا ذکرک مع فانما المحمود وانت محمدؐ ثم اطلعت ثانیة فاخترت  
منھا علیاً فاشققت له اسماً من اسماء فانما الاعلیٰ وهو علیؑ

فرمایا خداوند جلیل نے کہ اے مجھ میں نے نظر کی زمین کی طرف تو چن لیا اہل زمین میں سے  
تجھے اور اپنے ناموں سے ایک نام تیرے لئے نکالا کہ جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر بھی ہوگا  
میں محمود ہوں اور تو محمدؐ ہے اور بعد اسکے دوبارہ میں نے زمین کی طرف نظر کی تو چن لیا  
علیؑ کو اور اپنے ناموں میں سے ایک نام علیؑ کے لئے نکالا کہ میں اعلیٰ ہوں اور وہ علیؑ ہے  
یا محمدؐ انی خلقتک وخلقک علیاً وفاطمۃ والحسن والحسین والاہمۃ من ولدہ  
من زہرہ وعرضت ولا یتکم علی اهل السموات والارض فمن قبلھا کان عندہ

من المومنین ومن محمد هاهنا عند من الكفا فرين اے محمدؐ میں نے نہیں اور علیؑ  
وفاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو اور ان آئمہ کو جو اس کی اولاد میں ہیں اپنے لوز سے پیدا کیا اور میں نے  
ولایت تمہاری اہل آسمان و زمین کے روبرو پیش کی جس نے قبول کیا وہ میرے نزدیک مومنین  
میں سے ہے اور جس نے انکار کیا وہ میرے نزدیک کافروں میں سے ہے۔

یا محمدؐ لو ان عبدل من عبیدے عبد فی حتی ینقطع او یصیر کالشئ البالی ثم آتانی  
جا هذا بولا یتکم ما غفرت له حتی یقر بولا یتکم

اے محمدؐ اگر کوئی بندہ میرے بندوں میں سے پرستش کرے تجھ کو یہاں تک کہ عبادت کرتے کرتے  
روح اس کی بدن سے مفارقت کر جائے یا مثل مشک بوسیدہ ہو جائے اور وہ میرے پاس اس  
حالت میں آئے کہ منکر ہو تمہاری ولایت کا تو نہ بخشوں گا اس کو تا وقتیکہ اقرار کرے تم سب کی  
ولایت کا یا محمدؐ تحت ان تراهم قلت نعم یارب فقال التفت عن یمین العرش  
فالتفت فاذا بعلیؑ وفاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ وعلی بن الحسینؑ و محمد بن علیؑ و جعفر بن  
محمدؑ و موسیٰ بن جعفرؑ و علی بن موسیٰؑ و محمد بن علیؑ و الحسن بن محمدؑ  
والمہدیؑ فی صحیح من لیر قیام یصلون و ہونی و سطمہ کا تھ کو کب ڈرتے  
لیجئے اے محمدؐ تم جانتے ہو کہ انہیں دیکھو کہا میں نے کہ ہاں اسے پروردگار میرے پس فرمایا کہ  
عرش کے دہنی طرف متوجہ ہو پس منوجہ ہوا میں تو دیکھا میں نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ  
و علی بن الحسینؑ و محمد بن علیؑ و جعفر بن محمدؑ و موسیٰ بن جعفرؑ و علی بن موسیٰؑ و محمد بن علیؑ  
بن محمدؑ و حسن بن علیؑ و محمدؑ کو کہ یہ سب نماز میں ایستادہ ہیں اور ہمدیؑ درمیان میں ان کے  
ستارہ روشن کی طرح درخشندہ ہے۔

فقال یا محمدؐ ہولاء الحج و هو الثا من عترتک و عترتی و جلالی ائہ الحجۃ الواجبۃ  
لا ولایائی و المنتقم من اعدائی محمدؐ فرمایا کہ اے محمدؐ یہ سب حجت خدا ہیں اور ہمدیؑ بدل  
لینے والا ہے اس جور و جفا کا جو تیرے الہیت پر ہو گی قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ وہی  
حجت لازم ہے میرے دوستوں کے لئے اور انتقام لینے والا ہے میرے دشمنوں سے۔

من کتاب المناقب عن ابی المودید الخراسانی عن علیؑ عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم قال يا علي لو ان عبد الله عز وجل مثل ما قام نوح في قوم و كان له  
مثل احد ذهباً و انفقہ في سبيل الله و مدّٰ في عمره حتى حج الف عام على قدميه  
ثم قتل بين الصفا و المروة مظلوماً ثم لم يرالك يا علي لدرينتم مرائحة الجنة و لم ير لها  
كتاب مناقب میں ابوالموید غوارزمی نے جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے  
کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اے علی اگر کوئی بندہ عبادت کرے خدائے برتر کی  
اتنی مدت تک جس قدر کہ تیا م کیا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں اور ہوا اس شخص کے پاس  
سونا کوہ احد کے برابر اور اسکو صرف کرے راہ خدا میں اور بڑھائی جائے عمر اس کی یہاں تک کہ  
حج کرے ہزار برس پایادہ پا بعد اس کے صفا و مودہ کے درمیان ظلم سے قتل کیا جاوے اور اے  
علی تم سے محبت نہ رکھتا ہو تو نہ سونگھنے کا ہمیشہ کی تو اور نہ داخل ہو گا اس میں۔

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه واله خلق الله من نور وجد علي ابن ابي  
طالب سبعين الف ملكاً يستغفرون له ولحبيبه اليوم القيامة انس نے روایت کی  
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے فرمایا اس جناب نے پیدا کئے خدائے تعالیٰ نے چہرہ علی ابن  
ابی طالب علیہ السلام کے نور سے ستر ہزار فرشتے کہ وہ طلب مغفرت کرتے ہیں ان کے لئے اور ان  
کے شیعوں کے لئے روز قیامت تک۔

عن الحسن البصري عن عبد الله قال قال رسول الله اذا كان يوم القيامة يقعد  
علي ابن ابي طالب علي الفردوس وهو جبل علي الجنة وفوقه عرش رب  
العالمين ومن تحته ينفر انهار الجنة وتيفرق في الجنة فمن بعري في عبد الله سے اور  
انہوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے فرمایا اس جناب نے جب قیامت کا  
دن ہوگا تو بیٹھیں گے علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ فردوس کے اوپر اور فردوس ایک پہاڑ  
ہے جنت سے اونچا اور اس کے اوپر عرش پروردگار عالم ہے اور دامن سے اسی پہاڑ کی جنت کی  
نہریں جاری ہوئی ہیں اور جنت میں بھیل گئی ہیں۔

وهو جالس علي الكرسي من نور مجرى بين يديه التسليم لا يجوز احد الصراط الا  
ومعه براوة ولايته ولايته اهل بيته يشرف على الجنة فيدخل محبته الجنة



و مبعوضیہ الناس اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام ایک نور کی کرسی پر بیٹھے ہوں گے سامنے ان کے تسنیم ہوگا کوئی شخص صراط پر سے نہ گذر سکے گا مگر جس کے پاس پروانہ ہوگا جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کا اور ان کی المہیت کی نصبت کا یہ اور پر سے جنت کو دیکھ رہی ہوگی پس اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں گے اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں:

عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله اول من اتخذ علي بن ابي طالب اخا من اهل السما حمله العرش ثم رضوان خازن الجنان ثم ملك الموت وان ملك الموت يترحم علي حجت علي بن ابي طالب كما يترحم علي الانبياء عليهم السلام عبد الله بن مسعود سے روایت ہے کہا اُس سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ آسمان کے لوگوں میں سے پہلے جس نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو بھائی بنایا ہے وہ حاملان عرش الہی ہیں بعد ان کے رضوان نے جو کہ خازن جنت ہے بعد اُس کے ملک الموت نے اور بلاشبہ ملک الموت کو دوستان علی ابن ابی طالب علیہ السلام پر رحم آتا ہے جس طرح کہ پیمبروں پر رحم آتا ہے:

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله والد من احب عليا قبل الله عنده صلوات وصيا ممد وقيامه واستجاب دعاؤه ابن عمر سے روایت ہے کہا اس نے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے جو شخص دوست رکھے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو قبول کرتا ہے خدائے تعالیٰ نماز اس کی اور روزی اس کی اور قیام اس کا اور قبول کرتا ہے دعا اُسکی: الا ومن احب عليا اعطاه الله بكل عرق في بدن مدينة في الجنة:

آگاہ ہو جو شخص کہ دوست رکھے علی کو عطا فرماتا ہے خدائے تعالیٰ اس کو جنت میں اتنے شہر جتنے اس کے بدن میں رگیں ہیں: الا ومن احب آل محمد امن من الحساب والميزان والصلوات آگاہ ہو جو شخص کہ دوست رکھے آل محمد کو بے خوف ہوگا حساب سے اور میزان سے اور صراط سے الا ومن مات على حب آل محمد فانا كفيل بالجنة مع الانبياء آگاہ ہو جو شخص کہ مر جائے محبت پر آل محمد کی تو میں اور سب انبیا کفیل ہیں اس کے لئے بہشت کے:

الا ومن ابغض آل محمد جاء يوم القيامة مكتوبا بين عينيہ الش من رحمة الله آگاہ ہو جو شخص کہ بغض رکھے آل محمد سے وہ قیامت کے دن اس حال سے آئے گا کہ پیشانی پر اسکی

کہا ہو گا نا اُمید ہے یہ رحمت خدا سے۔ فی کتاب الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عرج لی الی السماء رأیت علی باب الجنة کتاب فردوس  
 میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ  
 کہ جس رات مجھ کو معراج ہوئی اس رات میں نے دروازے پر بہشت کے لکھا دیکھا۔  
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیٰ حبیب اللہ والحسن والحسین صفوة اللہ فاطمة  
 امہ اللہ علیہا ما بغضہم لعنة اللہ یعنی کوئی پروردگار رسوائے اللہ کے نہیں ہے اور حضرت محمد  
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ برحق فرستادہ خدا ہیں اور علیؑ خدا کے دوست ہیں اور امام حسنؑ اور  
 حسینؑ علیہم السلام برگزیدہ خدا ہیں اور فاطمہ زہراؑ خدا کی کینز خاص ہیں ان سے بغض کرنے والے  
 پر خدا کی لعنت ہے۔ فی مناقب ابن المغازلی عن عدی بن ثابت قال خرج رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ الی المسجد فقال کتاب مناقب تصنیف ابن مغازلی میں عدی ابن ثابت سے  
 روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ حضرت رسول خدا مسجد میں تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ ان اللہ اوحی  
 الی بنتی موسیٰ علیہ السلام ابن مسجد طاهر الا یسکنہ الا موسیٰ و ہارون وابنا  
 ہارون وان اللہ اوحی الی ان ابنی مسجد طاهر الا یسکنہ الا انا و علیؑ وابنا  
 علیؑ یعنی خدا نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی تھی اور حکم ان کو یوں فرمایا تھا کہ اے  
 موسیٰ میری عبادت کے لئے ایک پاک و پاکیزہ مسجد بنا کہ جس میں سوا موسیٰؑ و ہارونؑ اور دو  
 ہارونؑ کے بیٹوں کے کوئی اور نہ رہے اور میرے پاس خدا نے وحی بھیجی کہ میں ایسی پاک و پاکیزہ  
 مسجد بناؤں کہ اس میں سوا میرے اور علیؑ اور علیؑ کے دو بیٹوں کے کوئی دوسرا نہ رہے۔  
 (۲۰) ابو طاہر المقلدین غالب عن رجالہ باسنادہ المتصل الی علی بن ابیطالب  
 علیہ السلام ابو طاہر نے اپنی راویوں سے روایت کی ہے اور سند خود حضرت امیر علیہ السلام  
 تک پہنچائی ہے وہو ساجد یبکی حتی ینزل الخبیبہ و یرفع صوتہ بالیکاء یقلنا یا امیر  
 المؤمنین لقد امرضنا بکاءک و امضنا و شجنا و ما مریناک قد فعلت مثل هذا الفعل  
 قط کہ ایک دفعہ حضرت مسجد میں روتے تھے اور ایسی شدت آپ پر رقت کی ہوئی کہ آواز گریہ  
 بلند ہوئی ہم لوگوں نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین آپ کے گریہ سے ہم یچپن ہو گئے اور دل ہمارا

جہنے لگا اور ہم پر اندوہ و غم طاری ہوا ایسا روئے ہم نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا، فقال کنت  
ساجدا دعوا ربی دعاء الخیرات نے سجدہ فی فغلبنی علیہ فرایت رویا ہالقی و اقلقتنی  
پس فرمایا حضرت نے کہ میں سجدے میں تھا اور اپنے پروردگار سے بہتری کی دعا سجدے میں مانگتا تھا کہ اتنے میں  
آنکھ میری لگ گئی اور ایسا خواب دیکھا جس سے مجھ پر ہول ہوا اور تلقی مجھ پر طاری ہوا۔

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ فاعلمت انی قد اشتقت الی  
روایک وقد انجز لی ربی ما وعدنی فیک میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو خواب میں دیکھا کہ  
کھڑے ہیں اور مجھ سے خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ اے ابوالحسن تمہاری جدائی کو بہت عرصہ ہوا میں  
تمہارے دیدار کا مشتاق ہوں میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ تمہارے بارے میں مجھ سے کیا تھا وہ  
سب پورا کر دیا فقلت یا رسول اللہ ما الذی انجز لک فی میں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کیا وعدہ  
ہے جو پروردگار نے آپ سے میرے بارے میں پورا کر دیا؟ قال انجز لی فیک و فی زوجتک و البیت  
و ذریتک نے اللہ رجات اللہ نے علیین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ پروردگار  
نے مجھ سے تمہارے بارے میں اور تمہاری زوجہ اور دونوں بیٹیوں کے بارے میں اور تمہاری ذریت کے  
بارے میں وعدے پورے کر دیئے کہ یہ سب درجات عالی پر علیتین میں فائز ہوں گے۔

قلت بالبرکات و اقمی یا رسول اللہ فشیعتنا میں نے عرض کی کہ میرے باپ ماں آپ پر سے نذاہوں  
ہمارے شیعوں کا کیا ہوا قال شیعتنا معنا و قصور ہمدنجد امر قصورنا و منا زل بعد مقاسیل  
منا زلنا جناب رسالتا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ شیعی ہمارے تمہارے یا علی ہمارے ساتھ ہوں  
بگے اچھل ان کے بہشت میں ہمارے محلوں کے سامنے ہوں گے اور گھران کے ہمارے گھروں کے  
متقابل ہوں گے قلت یا رسول اللہ فما لشیعتنا فی الدنیا میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ تو درجہ  
ہمارے شیعوں کے آخرت میں ہیں مگر ان کو دنیا میں کیا ملے گا؟ قال الامن و العافیۃ جناب  
رسالتا نے فرمایا کہ دنیا میں ان کے لئے امن و عافیت ہے قلت ما لہم عند الموت میں نے  
عرض کی کہ ان پر وقت مرگ کیا عنایت ہوگی؟ قال یکلمہم اللہ جل نے نفسہ و یؤمر ملک الموت  
بطاعته جناب رسالتا نے فرمایا کہ شیعیہ کو اپنی موت کا اختیار دیا جائے گا اور ملک الموت کو  
حکم ہوگا کہ اس شخص کے کہنے کے موافق عمل کرے قلت فما لذلک حدیث یعرف میں نے عرض کی تو

پھر ان کی موت کا کوئی ایسا بیان واضح نہیں ہو سکتا جس سے حال اس کا معلوم ہو قال ابی ان اشتد  
 شیعتنا لثاجباً یکن خروج نفسه کشراب احد کمرے یوم الصیف الماء البارد الذی ینتفع بہ  
 القلوب ان مائتہم لہیوت کما یفطر احد کمرے فرائشہ کا فرما کانت علیہ موتہ جانب  
 رستاق علی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ان بیان ہو سکتا ہے جس شخص کو ہمارے شیعوں میں سے ہماری  
 نہایت محبت ہوگی اس کی جان اس طرح نکلیں گی جیسے کوئی گرمی کے دنوں میں ٹھنڈا پانی پئے کہ دل اسکا  
 تازہ ہو جاوے اور باقی ہر شخص کے شیعوں میں سے موت ایسی ہوگی کہ جیسے کوئی سو جاتا ہے اور جو کچھ گناہ  
 اس پر ہوں گے بستر برگ پر ازیت موت سے معاف ہو جاویں گے: ابو القاسم العلو سے معنعناً عن  
 ابی بصیر قال ابو القاسم علوی نے بواسطہ ابو بصیر سے نقل کیا ہے کہ کہا اس نے قلت لا بی عبد اللہ  
 علیہ السلام جعلت ذلک یستکبر المومن علی خروج نفسه یعنی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام  
 کی خدمت میں میں نے عرض کیا میں فدا ہوں آپ پر مومن کو اپنی جان نکلنا برا معلوم ہوگا: فقال لا  
 واللہ راوی کہتا ہے کہ حضرت نے فرمایا واللہ ہرگز نہیں قال قلت وکیف ذلک راوی کہتا ہے کہ میں نے  
 عرض کی کہ کیونکر یہ ہے قال ان المومن اذا حضرته الوفاۃ حضرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و  
 اہلبیتہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب وفاطمہ والحسن والحسین وجميع الائمة  
 علیہم الصلوٰۃ والسلام ولكن اکو اعن اسم فاطمہ و محضرہ جبرئیل و میکائیل واسرائیل  
 وعزرائیل علیہم السلام حضرت نے فرمایا کہ جب مومن کا وقت مرگ ہوتا ہے تو اس کے پاس جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اور ان کی اہلبیت یعنی امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور جناب فاطمہ اور امام  
 حسن اور امام حسین اور تمام ائمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے ہیں حضرت فاطمہ کا اسم مبارک  
 لیا بلکہ ان معصومہ کا ذکر کیا اور حضرت جبرئیل و میکائیل و اسرائیل و عزرائیل علیہم السلام بھی  
 آتے ہیں قال فیقول امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام یا رسول اللہ انہ کان  
 ممن یحبنا یتوکلنا فاجبہ اور فرمایا کہ تب جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ یہ شخص میرے دوستوں سے ہے تو اس سے  
 میں بھی محبت رکھتا ہوں قال فیقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یا جبرئیل انہ ممن کان یحب  
 علیاً وذریتہ فاجبہ اور حضرت نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ جبرئیل سے فرماتے ہیں

کہ اسے جبرئیل شیخ جس چونکہ علیؑ اور ان کی ذریت کا محبت ہے میں بھی اسکو دوست رکھتا ہوں و قال  
جبرئیل علیہ السلام قتل ذالک ثم یقولون جمیعاً ملک الموت انہ کان  
ممن محبت محمدؐ اوالہ ویتولی علیہا وذریتہ فارفق بہ اور جب اسطرح جبرئیل بھی میکائیل سے  
کہہ چکے ہیں تو سب مل کے ملک الموت سے کہتے ہیں کہ یہ شخص جہان محمدؐ و آل محمدؐ سے ہے اور وہ الیان  
نما و ذریت علیؑ سے ہے اس لئے تم اس کے ساتھ نرمی کرنا۔ قال فبقول ملک الموت والذی اختارکم  
ذکر محمدؐ و اصطفیٰ محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ بالنبوة وخصہ بالرسالة لہما ارفق بہ  
من والی رفیق و اشفق علیہ من ایخ شنیع حضرت نے فرمایا کہ تب ملک الموت کہتے ہیں کہ قسم اس  
خدا کی جس نے تم کو گویا کو منتخب کیا اور بزرگی دی اور محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کو نبوت سے برگزیدہ  
کیا اور رسالت سے مخصوص کیا میں اس شخص پر پدھر ہر ان سے زیادہ نرمی کرتا ہوں۔ اور برادر شفیق سے  
زیادہ شفقت کرتا ہوں ثم قام الیہ ملک الموت فیقول یا عبد اللہ اخذت نکاک و ذبتک  
اخذت رھان امانک پھر اس شخص کے پاس جا کے ملک الموت کہتے ہیں کہ اسے بندہ خدا تجھے گھوڑا  
حاصل ہوئی اور سلامتی کی تجھکو ضمانت ملی فیقول نعم وہ شخص کہتا ہے کہ میں فیقول الملک فیما ذا  
تب ملک الموت پوچھتے ہیں کہ یہ! میں تجھکو کس درجہ سے حاصل ہوئیں فیقول نبی محمدؐ اوالہ و ہولائی  
علیؑ بن ابیطالب و ذریتہ میں شیخ کہتا ہے کہ میں نے جو محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ سے اور انکی  
آل سے محبت کی اور علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام سے اور ان کی ذریت سے تو لا کیا اس سبب سے تجھکو  
یہ چیزیں حاصل ہوئیں۔ فیقول لا ما کنت تخذ من نقد امانک اللہ منہ و اما ما کنت ترجوا  
فقد اتاک اللہ بہ افتح عینک فانظر الی ما عندک پس ملک الموت کہتے ہیں کہ اسے بندہ خدا  
جس چیز سے تو ڈرتا تھا اس سے تجھکو خدا نے نجات دی اور جس چیز کی تو آرزو کرتا تھا وہ خداوند  
نے تجھکو غایت فرمائی اب تو آنکھیں کھول اور دیکھ کہ تیرے پاس کیا ہے۔  
قال ففتح عینہ فینظر الیہم واحدًا واحدًا و یفتح لہ باب الی الجنة فینظر الیہا  
فرما حضرت نے کہ میں وہ بندہ اپنی آنکھیں کھولتا ہے اور جو صاحب اسکے پاس تشریف رکھتے ہیں  
ان میں سے ایک ایک کی طرف دیکھتا ہے اور اسکے سامنے دروازہ جنت کا کھل جاتا ہے اور وہ جنت کو  
دیکھتا ہے فیقول لہ هذا ما اعد اللہ لک و ہولاء من نقادک انفتح الالحاق بسم

اور المرجع الدنیا پس ملک الموت اس سے کہتے ہیں کہ یہ وہ چیز ہے کہ خدائے برے لئے مہیا کی ہے اور یہ لوگ تیرے رفیق ہیں اب آیا تو ان سے ملنا چاہتا ہے یا کہ دنیا کی طرف پھر جانا قال فقال ابو عبد اللہ علیہ السلام اما رایت شیخہ و مرفع حاجبیہ الی فوق من قولہ لا حاجت لی الے الدنیا ولا المرجع الیہا راوی کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے میری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ آیا تو مومن کی حالت نزع میں آنکھیں کڑو کی دیکھنے سے اور اوپر کی طرف بھٹوٹے اٹھانے سے نہیں سمجھتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جبکہ کچھ ضرورت دنیا کی اور دواں پھر جانے کی نہیں ہے۔

وینا دیہ منا در من بطن العرش یسمع و یسمع من یحضرہ اور نادى جانب پروردگار سے اندر سے عرش کے اس بندہ کو ندا دیتا ہے جسکو وہ خود سنتا ہے اور جو صاحب کراکے پاس تشریف رکھتی ہیں وہ بھی سنتے ہیں اور وہ ندا یہ ہوتی ہے یا ایہذا النفس المطمئنة الی محمد و وصیہ و الائمة من بعدہ ارعوا الے ربک راضیة بالولاية مرضیة بالتواب فادخلی فی عبادی مع محمد و اهل بیتہ و ادخلہ جنتہ غیر منویة یعنی لے وہ روح جو اطمینان کامل و اعتقاد واضح محمد مصطفیٰ اور ان کے وصی اور بعد ان کے باقی اماموں کا رکھے ہے پھر اپنے پروردگار پاس داخل ہو تو خوش ہے توئے سے اور راضی ہے ثواب سے پس داخل ہو تو میرے بندوں میں ساتھ محمد و اہل بیت کے اور داخل ہو تو میری جنت میں جہاں ثناء تہ تکلیف نہیں ہے۔

عن عبد الرحیم قال قال ابو جعفر علیہ السلام انما احدکم حین ینبع نفسه ہلہنا ینزل علیہ ملک الموت عبد الرحیم سے منقول ہے کہ کہا اس نے کہ فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ ہر ایک تم شیعوں میں سے جب روح اس کی یہاں پہنچتی ہے تو ملک الموت نازل ہوتے ہیں فیقول اما ما کنت ترہو فقد اعطیتہ و اما ما کنت تخافہ فقد امنت منه اور کہتے ہیں کہ تو جس چیز کی

آرزو کرتا تھا تجھکو غایت ہو گئی اور جس چیز سے تجھکو خوف تھا اس سے تو محفوظ رہا۔  
 وفتح لہ باب المنزلہ من الجنة و یقال لہ انظر الی مسکنک من الجنة و انظر ہذا رسول اللہ و علی و الحسن و الحسین علیہم السلام رفقاؤک اور ایک دروازہ اسکے سامنے کھل جاتا ہے جس میں سے اس کا گھر جو جنت میں ہے دکھائی دیتا ہے اور وہ خطاب کیا جاتا ہے کہ بہشت اپنے گھر کو دیکھ اور یہ جو جناب رسول خدا و علی مرتضیٰ اور امام حسن و امام حسین تشریف رکھتے

میں یہ حضرات شفیق تیرے ہیں۔ وہ قول اللہ الذین امنوا وکانوا یقون لھم البشر فی  
 الجنۃ الدنیا و فی الآخرة اور یہی معنی اس آیت کے ہیں جو خدا فرماتا ہے یعنی جو لوگ ایمان لائے  
 اور پرہیزگاری کرنے لگے تھے ان کو خوشخبری جیتے جی دنیا میں اور آخرت میں بھی ملتی ہے۔  
 (۱) عن فلیس مولى علی بن ابی طالب علیہ السلام قال فلیس جو غلام ہمارے آقا جناب امیر  
 علیہ السلام کے تھے ان سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں ان علیاً امیر المومنین علیہ السلام  
 کان قریباً من الجبل بصفین فحضرت صلوات المغرب فامعن بعد ثم اذن یعنی جناب امیر  
 المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو قریب پہاڑ کے جو وادی صفین میں تھا نماز مغرب کا وقت  
 آیا تو حضرت دُور کی کوئی چیز غور سے ملاحظہ کرنے لگے اور بعد ملاحظہ کے اذان نماز کے لئے زامی فلہما  
 فرغ عن اذانہما اذ ارجلہما مقبل نحو الجبل ابغض الناس واللحیۃ والوجہ حضرت اذان سے فارغ ہو  
 تھے کہ اتنے میں دیکھا کہ ایک شخص پہاڑ کی طرف چلے آتے ہیں کہ ان کا سر اور ڈاڑھی اور منہ سب سفید  
 رنگ ہے فقال السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبیک اتمرتہما بوسی خاتم  
 التبتیین وکان الغزاة الجلیلین ولاعة المامون الفاضل الفائز بثواب الصّدیقین و  
 سید الوصیین پس انہوں نے کہا کہ سلام ہو میرا آپ پر اسے سرور مومنوں کے اور رحمت خدا  
 کی اور برکت آپ کے شامل حال ہوئے خوشحال آپ کا کہ خاتم المرسلین کے آپ وصی ہیں اور نبی  
 جبرے والوں کے اور نورانی ہاتھ پاؤں والوں کے قیامت کے دن آپ رہنا ہیں اور آپ نہایت  
 غالب اور محفوظ اور بڑھے ہوئے ہیں اور ثواب صدیقین و ابرار کا آپ کے لئے جیسا ہے اور آپ  
 سرور اوصیائے سلف ہیں فقال لہ امیر المومنین وعلیک السلام کیف حالک پس  
 جناب امیر علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم پر بھی سلام ہو کیا حال تمہارا ہے فقال بخیر انا منتظر  
 روح القدس پس کہا انہوں نے کہ خیریت ہے میں منتظر روح القدس کا ہوں ولا اعلم احد  
 اعظمہ فی اللہ عزوجل اممہ بلاء ولا احسن ثواباً منک ولا ارفع عند اللہ مکاناً اور  
 براہ خدائے تعالیٰ میں زیادہ مصیبت اٹھائے والا یا آپ سے زیادہ ثواب پانے والا یا درگاہِ خدا  
 میں زیادہ بلند مرتبہ کسی کو نہیں جانتا ہوں میں اصر یا اخی علی ما انت فیہ حتی تلقی الحبيب  
 فقد رايت اصحابنا ما لقوا بالامس من بنی اسرائیل نشروہم بالمناسک و حملوہم

علی الخشب اسے بھائی جس حالت میں آپ ہیں اس پر صبر کھجئے یہاں تک کہ آپ حبیب خدا محمد مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وآلہ سے ملاقات کھجئے آپ نے ہمارے اصحاب کو دیکھا کہ زمانہ سابق میں کیا مصیبتیں نبی اکرم  
کے ہاتھ سے اٹھائیں آ رہے سے انکو حیرا اور سولی پر چڑھائے لئے پھرے۔

ولو تعلم هذه الوجوه التربية الشائكة وادعى بيده الى اهل الشام ما اعد لهم في  
قتالک من عذاب وسوء نکال لا قصر واور ہاتھ سے اہل شام کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جو یہ  
روسیاہ جانتے کہ بوجہ آپ کے لڑنے کے خدا نے ان کے لئے کیا عذاب اور سزائیں مہیا کی ہیں تو ضرور  
لڑنے سے باز آتے ولو تعلم هذه الوجوه المبيضة وادعى بيده الى اهل العراق ما  
لهم من الثواب في طاعتك لو دت انما قرضت بالمقاريض اور ہاتھ سے اہل عراق کی  
طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان فرائی چہروں کو جو معلوم ہو جاوے کہ آپ کی اطاعت میں کیا کیا ثواب ہیں  
اور آپ کی فراموشی میں کیسے کیسے حسرت ہیں تو وہ پسند کریں کہ آپ کی اطاعت میں جہنم تک ان کے  
قیچیوں سے کترے جاویں۔ والسلام عليك ورحمة الله وبركاته ثم غاب من موضع سلام  
ہو آپ پر اور رحمت خدا کی اور برکتیں اس کی شامل آپ کے رہیں یہ کہہ کے وہ شخص اپنی جگہ سے غائب  
ہو گئے ققام عمار بن یاسرؓ و ابو الہشیمؓ بن الیثمہؓ و ابو ایوب الانصاریؓ و عبادۃ  
بن الصامت و خزیمہ بن ثابت و ہاشم المرقالیؓ جماعت من شیعۃ امیر المومنین علیہ  
السلام وقد كانوا سمعوا كلام الرجل فقالوا يا امير المومنین من هذا الرجل؟

میں عمار بن یاسرؓ اور ابو الہشیمؓ بن الیثمہؓ اور ابو ایوب الانصاریؓ اور عبادہؓ و خزیمہؓ اور ہاشمؓ بن ابی  
لوگ ایک جماعت شیعین امیر المومنین علیہ السلام کی اٹھی کہ انہوں نے کلام ان شخص اجنبی کا سنا  
تھا اور خدمت جناب امیر المومنین علیہ السلام میں عرض کی کہ یا امیر المومنین یہ شخص کون تھے؟

فقال لهم امير المومنین عليه السلام هذا شمعون وصي عيسى عليه السلام بعثه  
الله ينصرني على قتال اعدائهم حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شمعون  
وصی عیسیٰ علیہا السلام ہیں جن کو خداوند عالم نے میری مدد کے لئے اس لڑائی میں کہ دشمنان خدا سے  
لڑنا ہوں بھیجا تھا فقالوا له فلاك اباؤنا وامهاتنا والله لننصرنك نصرنا لم رسول  
الله صلى الله عليه واله ولا يخلف عنك من المهاجرين ولا رضار الا متقى



پس ان سب جانثاروں نے عرض کی کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں قسم بخدا کہ ہم آپ کی پس  
نصرت و مدد کریں گے جیسی جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ کی مدد کی اور ہم سب جاہلین و انصار  
سے جو آپ کا ساتھ نہ دے وہ شقی ہے۔ فقال لهم امیر المؤمنین علیہ السلام معروفاً پس  
جناب امیر علیہ السلام نے ان کو بدعائے خیر یاد کیا۔

(۲۲) عن احمد بن علی بن عیسیٰ الزہری رفعہ الی اصبع بن نباتہ قال احمد بن علی سے  
روایت ہے اور اس نے سند اس کی اصبع بن نباتہ تک پہنچائی ہے کہ کہا انہوں نے تو جھٹ الی  
امیر المؤمنین علیہ السلام لا سلم علیہ یعنی میں دو تھانہ پر جناب امیر علیہ السلام کے حاضر ہوا  
فلم البث ان خرج فقمت قائماً علی رجلی فاستقبلت اچھی ٹھیکو حاضر ہوئے بہت دیر نہیں  
تھی کہ حضرت برآمد ہوئے میں نے سرودہ تعظیم کے لئے اٹھ کے استقبال حضرت کا کیا۔ فضرب بکفہ  
الکف فنبشک اصابعہ فی اصابعی حضرت نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مار کے اپنی انگلیاں میری  
انگلیوں میں ڈال دیں فقہر قال یا اصبع بن نباتہ قلت لبیک یا امیر المؤمنین  
اور فرمایا مجھ سے کہ اے اصبع بن نباتہ میں نے عرض کی کہ لبیک یا امیر المؤمنین میں بدل و جان  
حاضر ہوں اور آپ کا ارشاد میری بڑی سعادت ہے۔ فقال ان ولینا ولی اللہ فرمایا کہ ہمارا دوست  
خدا کا دوست ہے فاذا مات کان فی الرفیق الاعلیٰ جب دار دنیا سے رحلت کرے گا تو رفیق  
اعلیٰ یعنی نعمات الہی میں ہوگا و سقاہ اللہ من زہر ابرد من النجیح و احلی من الشہد اور  
جناب باری اسکو شربت گل پلاوے گا جو سرور و برکت سے ہے اور شیریں تر شہد سے ہے۔  
فقلت جعلت فداک وان کان منہ نبأ میں نے عرض کی فدا ہوں میں آپ پر اور جو وہ گنہگار ہو  
قال نعم الم تقرأ کتاب اللہ اولک یدل اللہ ستیاً تہم حسنات و کان اللہ غفوراً  
رجیما حضرت نے فرمایا کہ تب بھی کیا تو نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی ہے کہ بدل دے گا اللہ  
ان کی نیکیوں سے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم والا ہے۔

(۲۳) فیما کتب امیر المؤمنین علیہ السلام بن ابی بکر جناب امیر علیہ السلام نے جو تحریر  
بن ابوبکر کو لکھی تھی اس میں ارشاد فرماتے ہیں۔ یا عبا داللہ ما بعد الموت لمن لا یغفر لمن  
اشد من الموت القبر فاخذہ و اضیقہ و ضنک و ظلمتہ و غربتہ یعنی بندگان

خدا جس شخص کے لئے بخشش نہ ہو مٹی اسکے اوپر بعد مرنے کے قبر موت سے زیادہ سخت ہے پس تم اسکی تنگی سے اور اسکی تاریکی سے اور اسکی تنہائی سے ڈرو ان القبر یقول کل یوم انا بیت الغریبہ انا بیت اللزب انا بیت الوحشۃ انا بیت الذود والھوام قبر ہر روز کہتی ہے کہ میں خانہ غریب ہوں کہ یہاں سب اجنبی اور پردیسی ہیں میں خانہ خاک ہوں کہ جہاں جسم گل کے خاک ہو جاتا ہے میں خانہ وحشت ہوں جہاں کو مٹی مولسن و یار نہیں خانہ کرم و گزندگان ہوں کہ جہاں سانپ بھجوتے ہیں اور بدن میں کیرے پڑتے ہیں القبر روضۃ من ریاض الجنۃ ارحضہ من حوض النار قبر کیا ہے یا تو ایک باغ یا غنائے بہشت میں سے ہے اور یا ایک گڑھا دوزخ کے گڑھوں میں سے ہے ان العبد المومن اذا دفن قالت لہ الارض مرحبا واهلا قد کنت ممن احب ان یشی علی ظہرہ فاذا ولیتک نستعلم کیف صنیعہ یک فیئیسع لہ مد البصر جب بندہ مومن قبر میں دفن ہوا ہے تو اسکو زمین مبارکباد دیتی ہے اور مرحبا کہتی ہے اور کہتی ہے کہ تو ان لوگوں میں سے تھا جن کا چلنا اپنی پیٹھ پر مجھے محبوب معلوم ہوا تھا اب جو تو قابو میں میرے آیا تو جانے گا تو کہ کیسا حسن سلوک تیرے ساتھ میں کرتی ہوں یہ کہہ کے زمین اس کے لئے جہاں تک نظر کام کرتی کشادہ ہو جاتی ہے وان الکافر اذا دفن قالت لہ الارض لا مرحبا بک ولا اھلا لقد کنت من البغض من عیشے علی ظہرنا اذا ولیتک نستعلم کیف صنیعہ یک فتضمر حلی تلتقہ اضلاعہ اور جب شخص کافر دفن ہوا ہے تو زمین اسکو بہت برا کہتی ہے اور کہتی ہے جو لوگ میری پشت پر چلتے ہیں ان میں سب سے زیادہ میں تجھ سے بغض و عداوت رکھتی تھی اب جو تو میرے قبضہ میں آیا تو دیکھے گا تو کہ کیا میں تیرے ساتھ کرتی ہوں یہ کہہ کے زمین اسکو ایسا بھینچتی ہے کہ سپلیاں تک اسکو مل جاتی ہیں وان المعیشۃ الضنک التوحیدس اللہ منها عداوۃ عذاب القبر اور وہ تنگ و زندگانی جس سے خدا نے اپنے دشمنوں کو ڈرا ہے وہ کیا ہے کہ عذاب قبر ہے انہ یسلط علی الکافر فی قبرہ تسعة وتسعين تینا فینہش الحمد و یکسرن عظیم تیزو علیہ کذا لک الیوم یبعث لوان تینا منها فلیخ فی الارض لہ تبنت زرعاً خداوند عالم کافر پر قبر میں تنائے اڑوھے مسلط کرتا ہے کہ گوشت اس کا نوح ڈالتے ہیں اور ہڈیاں تھوڑے ڈالتے ہیں اور اس طرح سے اس کے پاس روز قیامت تک آیا کریں گے اگر ان اڑوھوں میں

سے کوئی از دوا زمین پر چھینکا مارے تو کبھی کہرت نہ آگے۔ یا عباد اللہ ان انفسکم الضعیفة  
واجسادکم الثاعمة الرقیقة التي یکفیها الیسیر یضعف عن هذا لے بندگان خدا تمہارے  
کمزور نفس اور تمہارے نرم و نازک بدن جنہیں نقصان پہنچانے کو ذرا سی چیز کافی ہوتی ہے ایسے  
نہیں ہیں کہ یہ صدمات اٹھا سکیں۔

فان استطعتم ان تخرجوا الا حسادکم وانفسکم مما لا طاقۃ لکم بہ ولا  
صبر لکم علیہ فاعملوا بما احب الله واتروا ما کره الله پس اگر تم اس تکلیف سے جس کی  
تم کو طاقت نہیں ہے اور نہ اس پر تم صبر کر سکتے ہو اپنے بدنوں کو اور اپنے نفسوں کو بچا سکو تو جو  
خدا کو پسند ہے وہ فعل کرو اور جو خدا کو نا پسند ہے اسکو چھوڑ دو۔

## حسن مجتبیٰ

راوی فی الارشاد ان الحسن بن علیؑ ولد بالمدینۃ لیلة النصف من شهر رمضان  
سنة ثلث من الهجرة ومضی مسموماً فی سابع صفر سنة خمسین وقیل فی ثمان و  
عشرین منه وقیل فی آخره وقیل فی خمس خلون من شهر ربیع الاول وهو یوم من ذی  
ابن ثمانیۃ واربعین سنة ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمۃ میں منقول ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام  
پندرہویں شب کو ماہ مبارک رمضان کے کہ تیسرا سال ہجری تھا مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ساتویں  
کو صفر کے سن پچاس ہجری میں بنہر ستم شہید ہوئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اٹھائیسویں کو  
اور بعضوں نے کہا ہے کہ اُنسیسویں کو صفر کی اور بعضوں نے کہا ہے کہ پانچویں کو ربیع  
الاول کی شہید ہوئے اور سن شریف اس جناب کا اڑتالیس برس کا تھا۔  
وكانت خلافت عشر سنین ودفن بالبقیع عند جدّته فاطمة بنت اسد اور مدت  
خلافت اس جناب کی دس برس تھی اور قبر مطہر اس جناب کی قبرستان بقیع میں ہے متصل قبر  
جناب فاطمہ بنت اسدؑ کی جو کہ جدّہ ماجدہ ان حضرت کی تھیں فطاش مع جدّہ

رسول اللہ صلی علیہ وسلم سنین و اشھر و قیل ثمانی سنین و مع اسیہ ثمانین و بعد تسع سنین و قیل عشر سنین و حضرت زہراؓ جناب سالت کجیات برل و مکی حبیبہ زندگانی و بعضوں نے کہا ہے کہ آنحضرتؐ ہر ماہ اپنی پیر تبرکات کرتیں ہیں زندہ ہو کر بعد اس جناب کے نور پر سن و بعضوں نے کہا ہے کہ دس برس زندگانی کی و بعض نے خلافتہ اربعہ اشھر و ثلثہ ایام و وقع یصلح بینہ و دین معاویہ فی سنۃ احکام و اربعین و در وہ جناب بھی چار حبیبہ اور زین خلیفہ کہلائے اور سن اکتالیس میں در میان اُس جناب کے اور معاویہ کے صلح ہو گئی پھر اس روز سے حضرت کو کسی نے خلیفہ نہ کہا رومی نے المناقب ان الحسن ولد بالمدینۃ لیلة النصف من شھر رمضان سنۃ ثلث من الهجرة و قیل سنۃ اثنین و جاءت بدفا طمة علیہا السلام الی الثبۃ فی يوم السابع من مولده فی خرتیۃ من حریر الجتۃ و کان جبرئیل نزل بہا الی رسول اللہ فسمی اللہ حسنا و عرقہ کبشا و سماہ فی التوراة شبرا و کفیتہ ابو محمد و ابو القاسم و القابہ الشید و السبط و الامین و الحجۃ و البر و التقی و الثری و المجتبی و السبط اللہ و الزہد و کتاب مناقب میں منقول ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام پندرہویں شب ماہ مبارک رمضان کی کہ سن تیسرا دو سرا ہجری تھا پیدا ہوئے اور ساتویں روز جناب سیدہ علیہا السلام اس شہزادہ کو نبیؐ ایک پارچہ حریر میں کہ جبرئیلؑ اُسے بہشت سے لائے تھے لپیٹ کر خدمت رسول خدا میں لائیں پس خدا عزوجل نے نام اس جناب کا حسن رکھا اور ساتویں روز ایک گوسفند کو حقیقہ کیا اور نام اس شہزادہ کا توریت میں شبر ہے اور کنیت مبارک اس جناب کی ابو القاسم اور ابو محمد ہے اور لقب اس جناب سید اور سبط اور امین اور محبت اور ثر اور تقی اور زکی اور مجتبیٰ اور سبط اول اور زہد ہے۔

(۲) رومی عن الصادق قیل للحسن بن علیؑ فی احتمالہ الشدائد عن معاویۃ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے پوچھا امام حسن علیہ السلام سے کہ یا بن رسول اللہ کیا سبب ہے کہ آپؑ ظلم پر معاویہ کے حمل زارتے ہیں فقال الحسن کلاما معناه لو دعوت اللہ تعالیٰ لجعل اللہ العراق شاماً و الشام عراقاً و جعل المرأة رجلاً و الرجل امرأة حضرت نے جواب ارشاد کیا کہ حاصل اس کا یہ ہے کہ اگر میں جناب باری میں دعا کروں تو حق تعالیٰ ملک عراق کو ملک شام کر دے اور ملک شام کو عراق کر دے اور عورت کو مرد اور مرد کو عورت کر دے۔

فقال رجل من اهل الشام ومن یقدر علی ذالک فقال الحسن انہ فی الاستحیاء ان

تقعده بین الرجال فوجد الرجل نفسه امرأة؟ پس ایک شخص شامی نے ازراہ غناؤ کے کہا کہ کو  
ایسا ہے کہ اس امر محال پر قدرت رکھتا ہو یہ شکر حضرت نے اس سے فرمایا کہ اُٹھ کھڑی ہو اے  
عورت کیا تجھے شرم نہیں آتی ہے کہ مردوں میں بیٹھی ہے پس اس شخص نے اسی وقت اپنے تئیں عورت  
پایا فقال الحسن: وصار عيالک رجلاً وتقاربک وتحمل عنہا وتلد ولدًا خنثیً فکان کما  
قال الحسن؟ پس امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ زوجہ تیری مرد ہو گئی اور تجھے اس سے حمل رہ گیا  
اور تجھے اس سے فرزند خنثی پیدا ہوگا پس جو کچھ کہ امام حسن علیہ السلام نے ارشاد کیا تھا وہ سب  
واقع ہوا شراۃ تاب و عیالہ واستغنٰی منہ فدعا اللہ تعالیٰ فإد الی الحالۃ الا ولی بعد  
اسکے اس شخص نے اور اس کی عیال نے اپنے اعتقاد فاسد سے توبہ کی اور حضرت سے طالب عفو  
ہوا پس حضرت نے خدا سے دعا کی اسی وقت وہ مرد اور عورت دونو اپنی حالت اصلی پر آ گئے۔  
(۴) روى فی الخراج عن ابی عبد اللہ قال ان الحسن کان عندہ رجلان فقال احدهما  
لہ یا بن رسول اللہ انک حدثت البارحة فلا؟ محمد بن کذا کذا فقال الرجل انہ  
لیعلم ما کان اعجب من ذالک کتاب الخراج میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ  
خدمت میں امام حسن علیہ السلام کی دو شخص حاضر تھے ایک نے ان میں سے کہا کہ اے فرزند رسول خدا  
آپ نے شب کو عجیب طرح کی باتیں ارشاد کیں کہ مجھے تعجب ہوا تو دوسرے شخص نے کہا کہ حضرت جانتے  
میں ان امور کو کہ وہ زیادہ اس سے عجیب ہیں۔ فقال الحسن: اننا لنعلم ما یجری فی اللیل و  
النهار ثم قال ان اللہ تبارک و تعالیٰ علم رسولہ الحلال والحرام والتاویل والتنزیل فعلم  
رسول اللہ علمہ کلہ لیس امام حسن علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ ہمیں علم ہے ان امور کا کہ جو شب و روز  
میں واقع ہوتے ہیں یہ فرما کر ارشاد کیا کہ حتی سجانہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو علم حلال و حرام و تاویل  
و تنزیل قرآن کا عطا کیا ہے پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے سب علم اپنا ہمیں دیا  
اور سب چیزوں سے ہمیں آگاہ کیا ہے؛

(۴) فی خراج الجراح ان عمرو بن العاص قال لمعویۃ ان الحسن بن علی رجل حیثی  
داث اخاصد المنبر ورمقوہ بابصارہم نجل وانقطع لواذنت لہ خوارج الجراح  
میں منقول ہے کہ عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا کہ حسن بن علی شرمگین ہیں جب یہ بمنبر پر جا بیٹھیں گے

اور ہر شخص اہل مجلس سے ان پر چشمک زن ہوگا تو وہ شرمسار ہوں گے اور بات نہ کر سکیں گے اگر توازن نہ ہو تو وہ بالائے سب جائیں فقال معاویہ یا ابا محمد وصعدت المنبر ووعظتنا فقام فحمد الله واشتغل عليه ثم قال من عرفني فعرفني ومن لم يعرفني فانا الحسن بن علي وابن سيده النساء فاطمة بنت رسول الله انا ابن رسول الله انا ابن نبي الله معاویہ نے یہ سنکر امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ یا ابا محمد اگر آپ منبر پر تشریف لے جائیں اور ہم گنجل کو دغظ و نصائح کریں تو اچھا ہے یا نہیں حضرت بالائے سب تشریف لے گئے اور حمد خدا کمال بلاغت بجلائے اور بعد اسکے فرمایا کہ جو شخص مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہ جانتا ہو وہ جانے کہ میں ہوں حسن بن علیؑ اور فرزند سیدۃ النساء فاطمہؑ زہرا بنت محمد مصطفیٰؐ میں ہوں فرزند رسول خداؐ انا ابن السراج المنیر انا ابن البشير النذیر انا ابن من بعث محمد للحالمین انا ابن من بعث الى الجن والانس انا ابن خیر خلق الله بعد رسول الله انا ابن صاحب الفضائل انا ابن صاحب المعجزات والذلائل ایہا الناس میں اس کا فرزند ہوں جو چرا روشن ہے میں اس کا فرزند ہوں جو بشارت و نذیر ہے تمہارے ہیبت سے اور خوف دلانے والا ہے خدا آخرت سے میں فرزند اس کا ہوں جو مبعوث ہوا رحمت واسطیٰ عالم کے میں ہوں فرزند اس کا کہ جو مبعوث ہوا جن و انس پر میں ہوں فرزند اس کا کہ جو بہترین خلق ہے بعد رسول خداؐ کے میں ہوں فرزند اس کا کہ جو صاحب فضائل و مناقب ہے میں ہوں فرزند اس کا کہ جو صاحب معجزات و دلائل ہے

انا ابن امیر المؤمنین انا ابن المدنوع عن حقہ انا واحد سیدی شباب اهل الجنة انا ابن الرکن والمقام انا ابن مکة ومنی انا ابن المستنیر والعرفات میں ہوں فرزند امیر المؤمنین میں ہوں فرزند اس کا کہ جو اپنے حق سے محروم رہا میں ہوں ایک دو مردار جو امان اہل ہیبت سے میں ہوں صاحب رکن و مقام میں ہوں صاحب مکہ و منیٰ میں ہوں صاحب مشعر و عرفات۔

فاغتاط معاویہ وقال خذني نعت الرطب ودع ذاققال الريح ينفخه والحر ينفخه وورد اللیل بطييه ثم عاد فقال انا ابن الشفييع المطاع انا ابن من قاتل معه الملايكة انا ابن من خضعت له قريش انا ابن امام الخلق وابن محمد رسول الله فخشى معاوية ان يفتن به الناس فقال يا ابا محمد انزل فقد كفي ما جرى من انزل پس یہ سنکر معاویہ کو غیظ و غضب آیا اور کہا کہ تم کچھ مدح و ثنا رطب کی بیان کرو اور اس بیان کو موقوف کرو حضرت نے فرمایا کہ ہوا ہے

بڑھاتی ہے اور حرارت آفتاب اسے پکاتی ہے اور برودت شب اسے خوش مزہ کرتی ہے؛ بعد اس کے  
 پھر حضرت خلیفہ پڑھنے لگے اور فرمایا کہ میں ہوں فرزند اس کا کہ جو شفاعت کرنے والا ہے خلق کا اور  
 عالم اس کا ملحق ہے میں ہوں فرزند اس کا کہ جس کے ہمراہ ہو کر ملائکہ نے جہاد کیا میں ہوں فرزند اس کا  
 جس کے آگے فروتنی کی قریش نے میں ہوں فرزند اس کا جو امام خلق ہے میں ہوں فرزند محمدؐ کہ جو نبی خدا  
 میں پس معاویہ کو غوث ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ حضرت کی طرف اہل ہو جائیں؛ اور فتنہ برپا ہو عرض کیا یا  
 ابو محمد تم منبر سے اتر آؤ جو کچھ کہ تم نے بیان کیا وہ کافی ہے پس چار ونا چار حضرت منبر سے اتر آئے  
 فقال له معاوية ظننت ان شكوك خليفة وما انت وذاك فقال انما الخليفة من سائر  
 بالجور وعطل السنّة واتخذ الله نبياً اباً واما وملكاً ملكاً متع به قليلاً ثم ينقطع لذته  
 وتبقى اتباعه معاوية نے امام حسن علیہ السلام سے کہا تمہیں گمان یہ تھا کہ میں عنقریب خلیفہ ہوں گا حالانکہ  
 تم سے اور خلافت سے کیا علاقہ حضرت نے فرمایا کہ سزا اور خلافت وہ شخص ہے کہ جو کتب تاب خدا اور  
 بسنت نبویؐ زنا کرے نہ لائق خلافت وہ شخص ہے کہ جو بوجہ و ظلم زنا کرے اور سنت جناب نبویؐ کو  
 معطل کر دے اور دنیا کو اپنا باپ اور ماں جانے اور ایک ہو ایک ملک کا کہ اس سے حقورے و نون  
 دور ہو اور بعد چند روز کے لذت اسکی منقطع ہو جائے اور مصیبت اسکی باقی رہے۔ و حضرت المحفل  
 رجل من بني أمية وكان شاكياً فاعلظ للحسن كلامه تجاوز الحد في السب والشتم له و  
 لا يبيہ فقال الحسن اللهم غير ما به من الثمّة واجعله انثى ليعتبر به فنظر الامير  
 في نفسه وقد صار امرأه قد بدل الله له فرجه بفرج النساء وسقطت لحيته  
 اُسی اُنہا میں ایک شخص بنی اُمیہ میں سے اس مجلس میں آیا اور اس ملعون نے خدمت میں اس امام عالمیقام  
 کے بہت زباں دزدانی کی اور ان حضرت کو اور جناب امیر علیہ السلام کو بہت سخت اور درشت کہا حضرت  
 نے اسکے لئے بد دعا کی اور کہا خداوند! جو نعمت تو نے اس کو عطا کی ہے اسے متغیر کر اور اسکو عورت  
 کر دے تاکہ اور لوگوں کو یہ عذاب دیکھ کر عبرت حاصل ہو پس اسوقت اس ملعون نے اپنے مثیل عورت  
 پایا اور حق سبحانہ تعالیٰ نے جو علامت کہ اس میں مرد کی تھی اسے بعلا مت زن تبدیل کر دیا تو امام  
 بال ڈار بھی کے اسوقت کر گئے فقال الحسن اعزلي مالك ومحفل الرجال فانك امرأة ثم  
 ان الحسن سكت ساعة ثم نفض ثوبه ونفض يخرج فقال ابن العاص اجلس فاستب

اسٹاک مسائل قال سل عما بدلتك بين حضرت نے فرمایا اے ملعون دُور ہو یہاں سے تو عورت سے  
تجھے مردوں کی محفل سے کیا کام بعد اسکے حضرت ایک ساعت خاموش رہے پھر دامن عبا کو جھاڑ کر اٹھ  
کھڑے ہوئے اور چاہا کہ تشریف لے جائیں عمر بن عاص نے عرض کی کہ آپ ابھی بیٹھیں تاکہ میں کچھ مسائل  
آپ سے پوچھوں حضرت نے فرمایا پوچھو جو چاہے قال عمر بن عاص وا خبرني عن الكرم والنجدة والمرؤۃ  
فقال اما الكرم فالنذير بالمعروف والاعطاء قبل المشوال واما النجدة فالذبت عن المحارم  
والنصبر في المواقف عند المكارة واما المرؤۃ فحفظه الرجل دينه وحراره نفسه من  
الذنس وقيامه بالحقوق واقشاء السلام وخرج عمر بن عاص نے عرض کی کہ یا حضرت معنی کرم و  
نجدة و مردت کے کیا ہیں حضرت نے فرمایا کہ معنی کرم کے احسان و نیکی ہیں اور عطا کرنا ہے قبل سوال کی  
اور معنی نجدة کے دور کرنا ہے مکروہات کا اپنی محرموں سے اور صبر کرنا ہے شاید و مکارہ پر محل نشین  
میں اور معنی مردت کے حفاظت کرنا ہے آدمی کا اپنے دین کو اور بچا نا ہے اپنے نفس کا کثافت و خباثت  
سے اور مستعد ہونا ہے ادائے حقوق کے لئے اور اظہار کرنا سلام کا لوگوں پر یہ فرما کر حضرت وہاں سے  
تشریف لے گئے و فعدل معاویۃ عمرو فقال انشدت اهل الشام فقال عمرو واليك  
عن اهل الشام ايجوتك محبة ايمان ودين انما اجوتك للدين الاسلام السيف والمال  
يملك بعدا کے معاویہ نے عمرو عاص کو بہت ملاست کی اور کہا تو نے فساد برپا کیا اہل شام میں :  
عمرو عاص نے جواب دیا اے معاویہ میری ملاست سے باز رہ کیا اہل شام تجھ سے محبت کرتے ہیں انڈا  
محبت دین و ایمان کے بلکہ محبت کرتے ہیں تجھ سے اسلئے کہ دنیا تجھے حاصل ہے اور تموار اور مال  
تیرے ہاتھ میں ہے : ثم شاع امر الشهاب الاموي وانت زوجته الى الحسن بن علي بن جعفر  
تتفرع فرق له و دعا فجلد الله كما كان بعدا کے حال اس جوان کا مشہور ہوا اور زوجہ کی  
روتی ہوئی حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بتفرع و زاری پیش آئی حضرت  
کواسکے حال پر رحم آیا اور دعا کی خداوند عالم نے برکت دعا صورت اصلی عطا فرمائی : لا لعنة  
الله على القوم الظالمين وسيعلم الذين ظلموا اني منقلب ينقلبون : : :  
(ہ) فی روضة الواعظین ان الحسن علیہ السلام کان اذا وقع امر تعدت فرائضه  
و مفاصله واصفرا لونه فقبل لرفیه قال خر على كل من وقف بين يدي سبت



العزّة ان یصفّر لونہ وار تعد مفاصلہ کتاب روضۃ الاعطین میں منقول ہے کہ جب امام حسنؑ نماز  
 کے لئے وضو فرماتے تھے تو اعضائے مبارک کا نیپے لگتے تھے اور رنگ چہرہ اقدس کا زرد ہو جاتا تھا  
 کسی نے پوچھا کہ یا بن رسول اللہ سبب اس قدر خوف کا کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ جو بندہ چاہے کہ  
 سامنے پروردگار عالم کے حاضر ہو لازم ہے کہ عظمت و ہیبت پروردگار جلیل سے بدن اس کا تعرض  
 ہو اور رنگ اس کا زرد ہو۔ وکان الحسن اذا بلغ المسجد رفع ستره اسے یہ یقول اللہ  
 ضیفک بباک یا محسن قد اناک المسے فجا وزعن قبح ما عندی بحیل ما عندک اور جب وہ  
 خباب مسجد میں پہنچتے تھے تو عرض کرتے تھے کہ خداوند ہاں تیرا تیرے در پر حاضر ہے اے محسن گناہگار  
 کے درگزر میرے گناہوں سے ساتھ اپنے احسانات کے وکان الحسن حج خمساً وعشرين حجة ما  
 شیئاً وقاسر ماله اوجہ اللہ مرتین اور حدیث میں وارد ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے پچیس حج  
 پیادہ پاکئے اور دومرتبہ تمام مال اپنا راہ خدا میں تقسیم کیا روی ان شامیٹا رمی الحسن را کجا  
 فجعل یستہ وھولاء یردہ اور علم و تحمل امام حسن علیہ السلام میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت سواد  
 تشریف لئے جاتے تھے ناگاہ ایک شامی نے حضرت کو دیکھا اور کلمات سخت و درشت کہنے شروع کئے  
 اور اس خباب نے جواب میں اس کے کچھ نہ فرمایا فلما فرغ اقبل وقال ایھا الشیخ اظنک غریبا  
 لعلک شبہت فلوساتنا اعطیناک ولوا ستر مشدتنا ارشدناک وان کننت  
 محتاجا اغنیناک لان لنا موضعاً رحباً و جاہاً عریضاً و ملائکئیرا پس جبکہ وہ شخص چپ  
 ہوا حضرت نے بعد سلام کے ارشاد فرمایا کہ اے شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو مرد سافر ہے شاید تجھے تنہا  
 ہوا ہو جو تو نے مجھے اس طرح سے کہا اگر تو مجھ سے کسی چیز کا طالب ہے تو میں تجھے دوں اور اگر تو  
 طالب ہدایت ہے تو میں تجھے ہدایت کروں اور اگر تو بھوکا ہے تو سیر کروں اور اگر تجھے حاجت لباس  
 ہے تو لباس دوں اور اگر تو فقیر ہے تو میں غنی کروں اسلئے کہ ہم صاحب جاہ و شہرت اور صاحب مال  
 ہیں فلما سمع الرجل کلامہ بکی وقال اسئد اناک خلیفۃ اللہ فی ارضہ واللہ اعلم  
 حیث یجعل رسالتہ جب اس شامی نے یہ اخلاق ان حضرت سے شاہدہ کئے روئے لگا اور کہا  
 کہ میں گواہی دیتا ہوں اسکی کہ آپ حجت خدا ہیں زمین پر جانب خدا سے اور خدا ہی خوب جانتا ہے  
 جس جگہ اپنی رسالت قرار دیتا ہے کننت انت و ابوک البغض خلقت الی ولان انت احب

الخلق الی فحول رحله الیہ وکان ضیفہ الی ان ارتحل محباً لہم اور اسے فرزند رسول خدا قبل  
اسکے میں آپ کو اور آپ کے پدر بزرگوار کو نہایت دشمن رکھتا تھا اور اب ان سے زیادہ مجھے کوئی آ  
نہیں ہے بعد اس کے وہ شامی حاضر خدمت با سعادت ہوا اور جہان حضرت کا رہا یہاں تک کہ  
باعقاد و جلالت کی ۔

(۶) فی البخاری عن الصادقؑ ان الحسن علیہ السلام یخبر بموتہ بالسم ومن یقتلہ  
فما ذہبت الا یام حتی یبعث ملعونہ الی جعدہ بنت الاشعث امراتہ مالا  
جسیماً وجعل یمیرہا بان یعطیہا مائۃ الف درہم ایضاً ویزوجہا من یزید رجل  
الیہا التسم لتسقیہا الحسن علیہ السلام امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ  
امام حسن علیہ السلام اکثر اوقات فرماتے تھے کہ مجھے جعدہ بنت اشعث شہید کرے گی نہر سے بچا بیج  
بعد چند روز کے معاویہ نے جعدہ کے پاس کہ وہ ملعونہ عقید میں حضرت کے تھی بہت سامان اور اسباب  
مع نہر قاتل بھیجا اور وعدہ کیا کہ اگر تو یہ نہر حضرت کو کھلا دیگی تو عوض میں اس کے تجھے لاکھ درہم دوں گا  
اور عقیدہ اپنے فرزند یزید سے کروں گا فکانت قاصدۃ الی قتلہ فانصرف الحسن الی  
منزلہ وهو صائم فاخرجت وقت الافطار وکان یوماً حاراً اشربة لبن وقد اقلت  
فیہا ذالک السم فشربہا وقال یا عدوۃ اللہ قتلتنی قتلك اللہ فیخرج من کبدہ  
قطعة قطعة پس اس روز سے وہ ملعونہ ورپے قتل تھی یہاں تک کہ ایک روز وہ حضرت روزہ سے  
تھے اور وقت افطار کے دو لکڑ میں تشریف لائے اور اس دن نہایت گرمی تھی پس اس ملعونہ نے  
وہ وقت غنیمت جان کے ایک کاسہ شیر میں نہر قاتل ڈالا اور سامنے حضرت کے لائی اس امام مظلوم  
نے شدت عطش میں اس شیر کو نوش فرمایا اور اس وقت اثر نہر کا از گلوئے مبارک تانا ف معلوم  
ہوا اس ملعونہ سے فرمایا کہ اے دشمن خدا لعنت خدا تجھ پر تو نے مجھے ناحق قتل کیا خدا تجھے قتل کرے  
پس ان حضرت کو متصل قے خون کی آنے لگی اور جگر اقدس ٹکڑے ٹکڑے ہو کر قے میں پھلنے لگا  
(۷) عن المرضاء عن ابائہ علیہم السلام انہ لما حضرت الحسنؑ الوفاۃ بکی فقیل لہ  
یا بن رسول اللہ اتبکی ومکانک من رسول اللہ مکانک الذی انت بہ وقد قال  
ما قال فیک رسول اللہ وقد حججت عشرين حجة ماشياً وقد تاسمت ربک مالک

ثلاث مرات حتی الثعل اس حدیث کو نقل کیا ہے جناب امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین سے کہ جب وقت وفات امام حسن علیہ السلام قریب پہنچا تو حضرت رونے لگے کسی نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ! تعجب ہے کہ آپ اس وقت رونے ہیں حالانکہ آپ کا رتبہ رسولؐ کے نزدیک وہ ہے کہ سوا آپ کے یہ قرب کسی کو نہیں حاصل ہے اور جو کچھ کہ رسولؐ نے آپ کے فضائل اور مناقب میں ارشاد فرمایا ہے وہ سب کو معلوم ہے اور آپ نے بیس حج پیادہ پا کئے ہیں اور تمام مال اپنا راہ خدا میں تین مرتبہ تصدق کیا ہے یہاں تک کہ نعلین بھی پائے مبارک سے اُتار کر راہ خدا میں دے دی۔  
 فقال انما ابکی الخصلتین لعل المطلاع وفراق الاحبۃ یہ شکر حضرت نے فرمایا کہ میرے رونے کے اس وقت میں دو سبب ہیں ایک اُن میں سے خوف ہے معانہ اُمور آخروی کا کہ پہلے اس سے کبھی معانہ ان اُمور کا نہیں ہوا ہے اور دوسری مفارقت اجاب کی۔

(۴) فی سورۃ التغابن قولہ تعالیٰ انما اموالکم واولادکم فتنۃ وخباب باری تعالیٰ کلام میں فرماتا ہے کہ نہیں ہیں مال تمہارے اور اولاد تمہاری مگر فتنہ یعنی محبت و ابتلا اور مشغولی اُمور آخرت کی طرف سے اس لئے کہ آدمی بسبب مال و اولاد کے مبتلائے جرائم ہو جائے۔  
 روى عبد الله بن بريد عن ابيه قال كان رسول الله يخطب فجااء الحسن والحسين عليهما السلام وعليهما قميصان احمران عيشيان ويثران ففزل رسول الله اليهما فاخذ فوضعهما في حجره على المنبر وقال صدق الله عز وجل انما اموالكم واولادكم فتنۃ روايت کی ہے عبد اللہ بن بريد نے اپنے باپ سے کہا اس نے جناب رسولؐ کو ایک دن منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ جناب حنین اسرغ کرتے پہنچے ہوئے تشریف لائے وہ دونوں معصوم بسبب صغر سن کے چلنے میں گر کر پڑتے تھے جناب رسولؐ نے اپنے دونوں جگر گوشوں کو گرتے ہوئے دیکھ کر ضبط نہ کر سکے فوراً منبر سے پیچھے اترے اور ان دونوں معصوموں کو اپنی گود میں اٹھا کر پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ درست فرمایا جناب اجدیت نے کہ مال تمہارے اور اولاد تمہاری فتنہ ہیں یعنی باعث مشغولی ہیں۔ نظرت الی ہذین القصیین عیشیان و یثران فلما صبر حتی قطعت حدیثی و رفعتہما ثماخذنی خطبۃ اور فرمایا کہ میں نے دیکھا ان دونوں بچوں کو کہ چلنے میں گر کر پڑے ہیں تو صبر نہ کر سکا میں یہاں تک کہ قطع کیا میں نے اپنی حدیث کو اور اٹھا لیا ان دونوں

بعد اسکے پھر حضرت خطبہ کے پڑھنے میں مصروف ہوئے؛

(۹) عن اسمعيل بن مهران عن الكناس عن ابي عبد الله قال خرج الحسن بن علي بن بعض  
 عمره ومعه رجل من ولد الزبير كان يقول يا مامته لما محمد يعقوب كليني رحمة الله عليه لے کتاب  
 کافی میں اسمعيل ابن مهران سے اور اسمعيل نے کناسی سے اور کناسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام  
 سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے کہ ایک دفعہ سفر حج میں ایک شخص اولاد نہ پر میں سے کہ زبیری کی راست کا  
 بھی مقرر تھا حضرت امام حسن علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوا فنزلوا فی منہل من تلال المناہل  
 تحت نخلة یابس قد یلس من العطش ففرش الحسن تحت نخلة وفرش الزبیری  
 بجانبه تحت نخلة اخرى پس حضرت کا گزر ایک چشمہ پر ہوا وہاں ایک درخت خرا تھا کہ یہ  
 سبب پانی نہ پہنچنے کے خشک ہو گیا تھا حضرت نے اس مقام پر ایک درخت کے نیچے فرش کر کے جلو  
 فرمایا اور زبیری دوسرے درخت کے نیچے حضرت کے مقابل میں فرش بچھا کر بیٹھا۔ قال فقام  
 الزبیری ورفع راسه فقال لو كان في هذا النخل رطب لأكلنا منه فقال له  
 الحسن وإنك لتشتهي الرطب فقال الزبیری نعم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام  
 فرماتے ہیں کہ آگاہ زبیری سر اٹھا کر اس درخت خشک کی طرف نگاہ کر کے کہنے لگا کہ اگر اس درخت میں  
 خرے لے ہوئے تو میں اسکو کھاتا، حضرت امام حسن علیہ السلام نے اس کے کلام کو سنکر ارشاد کیا کہ کیا تو  
 خرے کی خواہش رکھتا ہے اس نے عرض کی بلے، فرجع الی السماء فدعا بکلام لم یوافقه  
 فأخضرت النخلة فوصارت الی حالها فاووقت وحملت رطباً حضرت امام حسن علیہ السلام نے  
 اپنے دستہ مبارک کو طرف آسمان کے اٹھا کے ایسے الفاظ میں دعا کی کہ راوی کہتا ہے میری سمجھ  
 میں نہ آیا دے مارتے ہی وہ درخت سر سبز ہو گیا اور پتے نکل آئے اور رطب اس میں گنے فقال الجمال  
 الادی اکثر وامنہ یحرموا لله فقال الحسن ویلک مخرج ولكن دعوة ابن نبی مستجابة  
 حضرت کا معجزہ دیکھ کر شربان جن کے شکر لایا کیا تھا کہنے لگا کہ قسم بخدا یہ سحر ہے حضرت نے اس کے  
 قول کو سنکر ارشاد فرمایا کہ اے احقر یہ سحر نہیں ہے بلکہ دعا فرزند پیغمبر کی مستجاب ہے؛  
 قال فصعدوا الی النخل فعصر موما كان فيها فكفاهم حضرت فرماتے ہیں کہ بعد اسکے درخت پر  
 چڑھ کر فرموں کو توڑ کے جمع کیا تو ان کے بقدر کفایت تھے؛

(۱۰) عن الفضل بن عمر قال قال الصادق حدثني أبي عن أبيه عليهما السلام ان الحسن  
 بن علي عليهما السلام كان اعبد الناس في زمانه وافضلهم منفصل بن عمر روايت كبريه  
 حضرت امام جعفر صادق عليه السلام سے فرمایا حضرت نے کہ بیان فرمایا مجھ سے میرے والد بزرگوار حضرت  
 امام محمد باقر علیہ السلام نے اور ان سے فرمایا جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام نے  
 کہ جناب امام حسن علیہ السلام اپنے زمانے میں عابدترین و افضل ترین عباد تھے وکان اذا حج حج ما  
 شئيا وبما شئ حافيا اور وہ جناب جس وقت حج کرنے کو تشریف لے جاتے تھے تو پیادہ یا جاتے  
 تھے بلکہ اکثر پابرہنہ تشریف لے گئے ہیں۔ وکان اذا ذكر الموت بكى واذا ذكر القبر بكى واذا ذكر  
 البعث والنشور بكى واذا ذكر الممر على الصراط بكى اور جس وقت وہ جناب موت کو یاد فرماتے  
 تو بہت روتے اور جب قبر کا ذکر کرتے تو آنسو حضرت کی آنکھوں سے جاری ہوتے اور جب یاد کرتے  
 کیفیت بعث و نشور کو یعنی احوال قیامت کو تو گریہ فرماتے اور جس وقت صراط سے گزرنے کا خیال غلط  
 اقدس میں آتا تو وقت حضرت پر غالب ہوتی واذا ذكر العرض على الله تعالى شمت شمتة فيخس  
 عليه منها اور جب درگاہ باری تعالیٰ میں اعمال کے پیش ہونے کا خیال فرماتے تو شدت خوف سے  
 ایک نعرہ کرتے تھے کہ اسکے سبب سے حضرت پر غش طاری ہو جاتا تھا وکان اذا قام في صلواته  
 ترتعد فرائضه بين يديه ربه عز وجل اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو حضرت کے بدن میں  
 رعب پڑ جاتا تھا وکان اذا ذكر الجنة والنار اضطرب اضطراب السليم وسئل الله الجنة  
 وتعود به من النار اور جس دم نعمائے بہشت اور شداید ووزخ کا خیال خاطر اقدس میں مل جاتا  
 تو اس وقت اس طرح سے بقرار ہوتے کہ جیسے کسی شخص کو عقرب نے نیش مارا ہو اور خداوند تعالیٰ  
 سے بہشت کا سوال کرتے تھے اور ووزخ سے پناہ مانگتے تھے۔ وکان علیہ السلام لا یقرء من  
 کتاب الله عز وجل یا ایہا الذین امنوا الا قال لیبتک اللہم یعنی جس وقت تلاوت  
 قرآن مجید میں مصروف ہوتے تھے تو جہاں کہیں کہ لفظ یا ایہا الذین امنوا آجاتے تو فوراً زبان  
 مبارک سے ادا فرماتے کہ حاضر ہوں میں اے خالق میرے حاضر ہوں میں دلہریز فی مشی من  
 احوالہ الا ذکر اللہ سبحانہ اور کسی شخص نے کبھی اس جناب کو ذکر خدا کے برتر سے غافل  
 نہیں دیکھا وکان اصدق الناس للحجة وافصحهم منطقاً اور حضرت صادق ترین مردم تھے

المثل

گویا نبی میں اور فصیح ترین ناس تھے گفتگو میں اور سخاوت حضرت کی اس مرتبہ تھی کہ اہل عرب میں ضرب ہے اور اس میں موافق اور مخالف نے اتفاق کیا ہے چنانچہ حافظ ابو نعیم اعظم علمائے اہلسنت سے کتاب حلیۃ الاولیاء میں روایت ہے کہ حسن ابن علی علیہما السلام نے دومرتبہ تمام مال اپنا راہ خدا میں اس طرح سے بخش دیا کہ اسباب و ظروف اور غلام و کنیز و دواب وغیرہ کچھ بھی باقی نہ رکھا اور زمین اپنے جمیع مال کو دو حصہ کیا ایک اس میں سے فقرا و مساکین کو عطا کیا اور دوسرے حصہ اپنے لئے رکھا

ان السخا علی العباد فریضۃ      اللہ یقرء فی کتاب محکم  
وعد العباد الا سخیاء جنانہ      راعد للنجلاء نار جہنم  
من کان لا متدی یدلہ بنا ئل      للراغبین فلیس ذاک بمسلم

یعنی سخاوت کرنا بندوں پر فریضہ ہے جانب خدائے برتر سے کہ تلاوت کیا جاتا ہے یہ مضمون آیات حکامات قرآنی میں جو لوگ کہ بصفت سخاوت موصوف ہیں خداوند عالم نے ان کے لئے بشارت جنت دی ہے اور غمگیوں کے واسطے آتش جہنم کا وعدہ کیا ہے پس جو شخص ایسا ہے کہ ہاتھ کے عطا و بخشش میں ڈوبے ہوئے نہیں ہوتے بے شک وہ مسلمان نہیں ہے

سنو نہیں یہ اشعار جو مذکور ہوئے حضرت کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں کہ خود اس جناب نے ارشاد فرمایا میں وقال علیہ السلام جب الی من دنیا کھر ثلث اطعام الطعام و ائشاء السلام والصلوۃ باللیل والناس نیام اور حضرت نے ارشاد کیا ہے کہ اہل دنیا تمہاری دنیا میں سے تیں چیزیں میرے نزدیک محبوب ہیں لوگوں کو کھانا کھلانا باعلان سلام کرنا اور راتوں کو نماز پڑھنا ایسے وقت میں کہ لوگ سوئے ہوں۔

۱۱) عن الصادق جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ علیہم السلام ان الحسن بن علی بن ابیطالب علیہما السلام دخل یوماً الی الحسن فلما نظر الیہ بکی فقال ما یبکیک یا ابا عبد اللہ قال ابکی مما یصنع بک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آبائے کرام سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب سید الشہداء اپنے برادر بزرگوار حسن مجتبیٰ کی خدمت میں بیٹھ لے گئے و بچتے کے ساتھ ہی حضرت پر رقت طاری ہوئی حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے بھائی کو روتے دیکھ کر استفسار فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ اس وقت تمہارے روتے کا کیا

باعث ہے حضرت نے عرض کی کہ اے برادرِ نادار جو ظلم اور ستم کہ ظالمان دین سے بہ نسبت آپ کے واقع ہوگا اس وقت میں نے اس کو خیال کیا ہے اس جہت سے مجھ کو طاقت ضبط باقی نہیں رہی فقال  
 له الحسن ان الذي يؤتى اليه سحر يدس اليه فاقبل ولكن لا يوه كيومك يا ابا  
 عبد الله يزولك اليك ثلثون الف رجل يدعون انهم من امة جدنا محمد وينخلون  
 دين الاسلام حضرت امام حسن عليه السلام نے فرمایا کہ اے برادرِ مظلوم میری مصیبت تو بہت  
 سہل و آسان ہے میرے لئے تو فقط اس قدر ہوگا کہ بکھر و فریب زہر دیکر شہید کریں گے مغللات  
 تمہاری مصیبت کے کہ تیس ہزار نام و کہ ان کو دعوے ہے کہ ہمارے جد کی اُمت میں ہیں اور اُن  
 تیس شامل اسلام کرتے ہیں تم کو گھیر کر بکیں اور مجبور کر دیں گے۔

يجتمعون على قتلك وسفك دمك وانتهاك حرمتك وسبي ذمارك ونسائك  
 وانتهاك ثقلك وه سب ملائین اس جمعیت کثیر سے تمہارے قتل پر آمادہ ہوں گے اور بھوکا اور  
 پیاسا تم کو شہید کریں گے کہ خون تمہارا آلودہ بنجا ہوگا اور حرمت تمہاری ضائع ہوگی اور عورتیں اور  
 اطفال تمہارے اسیر ہوں گے اور مال اور سبب تمہارا تاراج ہوگا ففندوا فقل بنی امیہ اللعن  
 وعطر السماء رما ذاداً وما يبكي عليك كلشي حتى الوحوش في الفلوات والحيتان في  
 البحار جس وقت بنی امیہ سے یہ فعل صادر ہوگا وہ ملائین طوق لعنت میں گرفتار ہوں گے اور  
 آسمان سے خاک اور خون برسے گا اور جتنی چیزیں کہ مخلوق ہوتی ہیں سب تمہاری مصیبت میں  
 گریہ و زاری کریں گی یہاں تک کہ وحشی صحراؤں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں غم و ماتم پر پا کریں گی  
 لا لعنة الله على القوم الظالمين ۔ ۔ ۔

۱۱۱ عن الاعمش عن سالم بن ابی الجعد قال حدثني رجلٌ منا قال ائمت الحسن  
 بن علی علیہما السلام نقلت لہ ابی بن رسول اللہ اذک مر قابنا وجعلتنا معشر الشیعہ  
 عبید ما بقی معک رجلٌ علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے کتاب احتجاج میں روایت کی ہے اعمش سے  
 اس نے سالم بن ابی الجعد سے کہا اس نے کہ روایت کی مجھ سے ایک شخص نے کہ میں نے جا کر خدمت  
 شریف جناب امام حسن علیہ السلام میں عرض کی کہ یا حضرت آپ نے ہمارے سروں کو نیچا کر دیا اور  
 جس قدر کہ ہم شیعہ آپ کے معزز و مکرم تھے ویسے ہی آپ نے ذلیل و ناجیز کر دیا اور ہم لوگ مثل

غلاموں کے ہو گئے اب آپ کی ہرہ کوئی باقی نہ رہا، حضرت نے فرمایا کہ کس وجہ سے ہم نے شیعوں کو ذلیل  
 کر دیا میں نے عرض کی اس سبب سے کہ آپ نے حکومت معاویہ کے حوالے کر دی، قال واللہ ما  
 سلمت الامر الیہ الا انی لواجدا انصارا و لو وجدت انصارا لقاتلت لیلے و نہار سے  
 حتی یحکم اللہ بینہ و بینہ حضرت نے فرمایا کہ قسم بخدا کہ میں نے یہ خواہش و رغبت اس امر کو گوارا  
 نہیں کیا، بلکہ جب دیکھا میں نے کہ کوئی میری نصرت و مدد گاری نہیں کرتا تو ناچار ہو کر میں نے اس  
 امر کو اختیار کیا اور اگر لوگ میرے حامی و مددگار ہوتے تو رات دن میں جہاد کرتا یہاں تک کہ خداوند  
 برتر حکم فرماتا میرے اور معاویہ کے درمیان میں و لکنی عرفت اهل الکوفة و یلو قسم و لا  
 یصلح لی منهم من کان ناسدا انھم و نفاء لھم و لا ذمہ نے قول اور فعل انہم  
 لمختلفون یقولون یتولون لنا و قلوبھم معنا و ان سیدوھم مشہورۃ علینا لیکن میں نے  
 اہل کوفہ کو پہچان لیا اور خوب سا ان کا تجربہ کیا وہ لوگ ایسے مفسد ہیں کہ ان کی اصلاح و شواہد سے  
 ان میں وفا ہے نہ ان کے قول و فعل کا ٹھکانا ہے ان کا ظاہر و باطن یکساں نہیں ہے ظاہر میں  
 آنکر ہم سے کہتے ہیں کہ ہم دل و جان سے آپ پر فدا ہیں اور حقیقت میں اپنی تلواریں ہمارے قتل  
 کے لئے برہنہ کئے ہیں پس اس صورت میں میں صلح نہ کرتا تو کیا کرتا قال و هو یسکون اذ تنخ  
 الدم اذا دعا بطست فحل بدن ید یہ معلوم تھا خرچ من جوفہ الدار راوی کہتا  
 ہے اس شخص نے کہا کہ حضرت مجھ سے یہی باتیں کر رہے تھے دفعۃً وہیں شریف میں خون بھرا یا اس  
 وقت حضرت نے ایک طشت طلب کر کے اپنے آگے رکھا فوراً وہ طشت خون سے بھر گیا  
 قلت لا ما ہذا یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم انی لا راک و حقاً میں نے  
 خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا ماجرا ہے و کہتا ہوں کہ آپ مبتلائے مرض ہیں حضرت  
 نے فرمایا کہ ہاں معاویہ نے مجھ کو مخفی نہر پلوایا ہے اس نہر نے میرے کلیجہ میں اثر کیا میں یہ جو کہتا  
 ہے طشت میں میرے کلیجہ کے ٹکڑے ہیں فقلت افلا تتداوی منہ قال قد سقانی مرقین  
 و ہذا الثالثۃ لا اجد لها دواء میں نے عرض کی یا حضرت آپ اس کا علاج کیوں نہیں کرتے  
 حضرت نے جواب دیا کہ دو مرتبہ اور بھی مجھ کو نہر دلوایا تھا مگر چونکہ قضا نہ تھی مجھ کو صحت حاصل ہوئی  
 یہ تیسرا مرتبہ ہے اس کا کچھ علاج نہیں ہے و لقد مررتی الی انہ کتب الی ملات الروم یسألہ



ان یوحہ الیہ من السحرا لقال شر بہ مجہو خبر کی گئی اس بات کی کہ معاویہ نے بادشاہ روم کو  
نوشہ بھیجا اور اس میں لکھا کہ حضورؐ اسانہ قاتل اسکے پاس بھیج دے فکتاب الیہ ملک الروم  
انہ لا یصلح لنا فی دنیا ان نعین علی قتل من لا یقاتلنا شاہ روم نے جواب میں لکھ بھیجا  
کہ ہمارے دین میں یہ بات جائز نہیں ہے کہ جو شخص کہ ہمارا دشمن نہ ہو اور ہم سے جنگ و جہل نہ کرے  
ہم اس کے قتل میں اعانت کریں فکتاب الیہ ان هذا ابن الرجل الذي خرج بارض تھامہ قد  
خرج یطلب ملک امیہ پھر دوسری دفعہ سے لکھا کہ اگر یہی غلبہ ہے تو یہ بھی تیرا دشمن ہے یہ اس شخص کا  
بٹیا ہے جس نے زمین تھامہ میں فروغ کیا تھا یہ بھی چاہتا ہے کہ اپنے باپ کے ملک کو اپنے تصرف میں  
لاوے یعنی اگر اسکو قوت ہوگی تو تیرا ملک بھی چھین لے گا وانا ارید ادا من علیہ من یسقیہ ذالک  
فارجع البلاد والعباد منہ وتوحہ الیہ بھدا یا و بطائف میں چاہتا ہوں کہ غنمی ایک شخص کو  
معین کر دوں کہ اس کو نہر ہر بلا دے تا بلاد و عباد کو آسائش و آرام حاصل ہو اس نوشہ کے ساتھ بہت  
تحفے اور ہدیہ بھی اسکے واسطے روانہ کئے فوحہ الیہ ملک الروم و عنہذا الشر بہ اتی دس  
بھا الی فسقیتھا واشترط علیہ فی ذالک شروطا جب دوسرا نوشہ ہدیہ اور تحفوں سمیت  
بادشاہ روم کے پاس بھیجا تو اس ملعون نے بھی باغوائے شیطان دم میں آنکر نہر روانہ کر دیا وہ بھی  
نہر ہے کہ پوشیدہ مجھے پلایا گیا اور معاویہ نے میرے نہر ہر بلا لے والے سے کئی وعدے کئے ہیں  
وروی ان معاویہ دفع المستملی امرأۃ الحسن بن علی علیہما السلام  
جعدۃ بنت الاشعث وقال لھا اسقیہ فاذا ماتت زوجتک باخی یزید اور ایک بات  
میں ہے کہ معاویہ نے امام حسن علیہ السلام کی زوجہ کے پاس نہر بھیجوا دیا اور اسکو کہلا بھیجا کہ اگر خبا  
امام حسن علیہ السلام انتقال فرمائیں گے تو میں تیرا نکاح اپنے فرزند ازہند یزید لعین سے کر دوں گا یا  
اس بن ملعونہ کا جعدہ بنت اشعث ہے فلما سقته السم ومات علیہ وسلم  
جاءت الملعونۃ الی معاویۃ فقالت زوجتی یزید جب اس ملعونہ نے نہر پلا کے حضرت کو شہید  
کیا تو معاویہ کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ اب اپنے وعدے کے موافق یزید سے میری تزویج کر دو  
فقال لھا اذہبی فان امرأتہ لا تصلح للحسن بن علی علیہما السلام لا تصلح لا  
یزید معاویہ نے اسکے جواب میں کہا کہ دور ہو جس عورت نے امام حسن علیہ السلام سے بدسلوکی

کی وہ میرے فرزند یزید سے کیا سلوک کرے گی غرض وہ ملعونہ خسران دنیا و آخرت میں مبتلا ہو گیا  
خدا سپر لعنت کرے و رومی ثقۃ الاسلام فی الکافی ولد الحسن بن علی علیہما  
السلام فی شہر رمضان فی سنۃ بدی سنۃ اثنتین و سوسے اثنہ ولد فی سنۃ  
ثلث ثلاثہ یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ نے کتاب اصول کافی میں روایت کی ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام  
ماہ مبارک رمضان میں جس سال کہ جنگ بدر واقع ہوئی یعنی دو سو سترے سال ہجرت میں متولد ہوئے۔  
آورد و سمری روایت میں ہے کہ ہجرت کے تیسرے برس حضرت پیدا ہوئے۔ و مضی علیہ السلام نے  
شہر صغیر نے آخرۃ من سنۃ تسع و اربعین و مضی و ہوا بن سبع و اربعین سنۃ و ائمہ  
فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور آخر ماہ صفر سنۃ ہجری میں اس جناب  
نے انتقال فرمایا اس وقت سن شریف اس امام عالی مقام کا سینتالیس برس کا تھا اور ماہ اظہر  
حضرت کی جناب فاطمہ بنت رسول خدا ہیں ۔۔۔

## سید الشہداء

(۱) فی الکافی نے بیان مولا الحسین بن علی علیہما السلام کتاب کافی میں بیان لایا  
جناب امام حسین علیہ السلام میں لکھا ہے ولد نے سنۃ ثلاث و قبض شہر محرم الحرام من سنۃ  
احد و ستین من الهجرة و له سبع و خمسون سنۃ و اشہر وہ جناب ہجرت کے تیسرے  
برس پیدا ہوئے اور سال ہجری ماہ محرم میں درجہ علیائے شہادت پر فائز ہوئے جس زمانہ میں کہ سن  
حضرت کا شان و برس اور کئی چیزیں کا تھا و قتله عبید اللہ بن زیاد نے خلافت یزید بن  
معاویہ لعم و هو علی الکوفة حضرت کو عبید اللہ بن زیاد نے قتل کیا جن دنوں یزید نے اسے حاکم کو  
کیا تھا و کان علی الخیل التي حاربتہ و قتله عمر بن سعد لعم و جن شکر نے کہ حضرت سے عار  
کر کے قتل کیا عمر اس کا سردار تھا اور یہ تینوں ملعون یعنی خلیفہ اور امیر کوفہ اور سردار فوج ان کے  
باپ معاویہ اور زیاد اور سعد اصحاب رسول خدا کہلاتے ہیں انہیں صحابیوں کے فرزند نے فرزند  
رسول کو قتل کیا ہے بکریلا و ملائین لعنہم خلون من الحرم محرم کی دسویں کو بیر کے دن

کر بلا میں یہ قیامت بکری واقع ہوئی۔ و امہ فاطمہ بنت رسول اللہ اور مادر گرامی انحضرت کی  
 جناب فاطمہ بنت رسول خدا ہیں کتاب کافی میں منقول ہے کہ محمد بن یحییٰ نے علی بن اسماعیل سے اور انہوں  
 نے محمد بن عزیات سے اور انہوں نے ایک مرد ثقیف سے اور انہوں نے جناب صادق علیہ السلام سے  
 روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے ان جبرئیلؑ نزل علی محمدؐ فقال لدیٰ محمدؐ ان الله يبشركم  
 بولد من فاطمة تقتله امتك من بعدك یعنی حضرت جبرئیلؑ جناب رسول خدا پر نازل ہوئے اور کہا  
 کہ اے محمدؐ خدا نے تم کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتا ہے جو کہ فاطمہ کے یہاں پیدا ہوگا اور تمہاری  
 بعد امت تمہاری اسے قتل کرے گی فقال با جبرئیلؑ و علیؑ السلام لا حاجة لی فی مولود  
 بولد من فاطمة تقتله امتی من بعدی جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ میرے پروردگار تمہارا  
 سلام کہنا اور عرض کرنا کہ ایسا فرزند میں نہیں چاہتا جو فاطمہ کے یہاں پیدا ہو اور بعد میرے امت  
 قتل کرے فہج ثم هبط فقال له مثل ذلك یہ سنکر حضرت جبرئیلؑ نے صعود کیا اور پھر نازل ہوئے  
 اور وہی پیام پھر دیا فقال یا جبرئیلؑ و علیؑ السلام لا حاجة لی فی مولود تقتله امتی  
 من بعدی جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ میرے خدا کہ یہ اسلام پہنچے ایسا فرزند نہیں  
 چاہتا جسے بعد میرے امت قتل کرے فہج جبرئیلؑ الی السَّمَاء ثُمَّ هَبَطَ فقال یا محمدؐ ان ربك  
 یقرمک السلام و یشیرک بانہ جاعل فی ذریتہ الامامة والولاية والوصية یسخر  
 حضرت جبرئیلؑ نے آسمان کی طرف صعود کیا اور پھر نازل ہوئے اور فرمایا کہ اے محمدؐ پروردگار تمہارا تمہیں سلام  
 کہتا ہے اور خوشخبری دیتا ہے کہ اس فرزند کی ذریت میں شرف امامت و مرتبہ ولایت و وصیت عطا  
 کروں گا فقال انی قد رضیت اب کی دفعہ پہلی فرمائی کہ میں راضی ہوں شہدار سل الے  
 فاطمة ان الله يبشركم بولد لك تقتله امتی من بعدی اس کے بعد حضرت نے  
 جناب فاطمہ سے کہلا بھیجا کہ خدا نے تمہارے مجھے ایک فرزند کی خوشخبری دیتا ہے جو کہ تمہارے  
 یہاں پیدا ہوگا اور امت میری بعد میرے اسے قتل کریگی فارسلت الیہ ان لا حاجة  
 لی فی مولود تقتله امتك من بعدك جناب سیارہ نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں  
 ایسا فرزند نہیں چاہتی جسے آپ کے بعد امت آپ کی قتل کرے فارسل الیہا ان الله قد  
 جعل فی ذریتہ الامامة والولاية والوصية جناب رسالتؐ نے حضرت فاطمہ سے کہلا

بھیجا کہ خدائے عزوجل نے اس فرزند کی ذریت کو امت و ولایت و وصیت کے مرتبہ سے سرفراز کیا ہے۔  
 فارسلت الیہ اُمّی محمد ضحیت جناب سیّد نے یسئذ حضرت سے کہلا بھیجا کہ میں راضی ہوں نحمدلہ  
 کرھا و رضعته کرھا جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؑ نے امام حسین علیہ السلام کا پیٹ  
 میں رہنا بکراست گوار کیا اور بکراست وضع حمل کیا و حملہ و فصالہ ثلثون شہر حتیٰ اذا بلغ الشدہ و بلغ  
 اربعین سنۃ قال اور امام حسین علیہ السلام کی برت جل اور زمانہ شیر خوارگی سب ملا کر تیس چھینے ہوئے تھے  
 یہاں تک کہ جب حضرت سن شباب کو پہنچے اور چالیس برس کا سن ہوا تو جناب احدیت میں اس طرح سے  
 دعا کی رب اوزعنی ان اشکر نعمتک الّتی انعمت علیّ و علیّ والدی و ان اعمل صالحا ترضہ  
 و اصلح لی فی ذریتی یعنی اے پروردگار مجھے توفیق دے کہ جو نعمت کہ تو نے مجھے اور میرے نیاپ کے  
 عطا کی ہے اس کا میں شکر ادا کروں اور وہ عمل نیک مجھ سے صادر ہوں کہ جن سے تو راضی ہو اور میری  
 ذریت میں مجھ کو نیک کرے، فلولا انہ قال اصلح لی ذریتی لکان ذریتہ کلہم ائمتہ حضرت  
 صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر جناب امام حسینؑ نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ میری ذریت میں مجھ کو نیک کرے تو حضرت  
 کی ذریت میں سب ائمہ ہی ہوا کرتے و لہو رضع الحسین من فاطمہ و لا من اُمّی اور جناب امام حسینؑ  
 نے حضرت فاطمہؑ کا دودھ نہیں پیا اور نہ کسی اور عورت کا کان یزبہ اللّٰہ فیضع اہما مہ  
 فی ذبہ فیضع منہا ما یکفیه الیومین و الثلث جب حضرت جناب رسالتؐ آگے پاس جاتے تھے تو وہ  
 اپنا انگوٹھا ان کے ہتھ میں دیدیتے تھے اور امام حسینؑ اس طرح سے چوستے تھے کہ دو تین دن تک وہ کافی ہوتا  
 تھا فنبیت لہما للحسین من لحدہ رسول اللہ و دمہ تو وہ لعاب امام حسینؑ کے بدن میں گوشت ہو کر  
 آگاہ رسولؐ کے گوشت اور خون میں سے ولہو ولد لستہ اشہر لا عیسیٰ بن مرثیہ و الحسین بن  
 علیؑ اور سو جناب علیؑ اور امام حسین علیہما السلام کے کسی کی برت حل چھ چھینے کی نہیں ہونگی۔  
 و فی روایۃ اخری عن ابی الحسن الرضا ان اللّٰہ کان یبتہ بہ الحسین فیلقمہ لسانہ  
 فیمضہ فیجری بہ و لہو رضع من اُمّی اور دوسری روایت میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے  
 کہ جب امام حسینؑ رسالتؐ کی خدمت میں جاتے تھے تو حضرت اپنی زبان مبارک ان کے ہتھ میں دیدیتے  
 تھے اسے امام حسین علیہ السلام چوسنے لگتے تھے وہی ان کو کافی ہو جاتا تھا اور کسی عورت کا دودھ  
 حضرت نے نہیں پیا۔

(۲) عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ فی تفسیر قولہ تعالیٰ یا ایہما النفس المطمئنتۃ الرجعی الی ربانک راضیۃ مرضیۃ ابن ابی بصری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تفسیر میں اس آیت کی کہ ترجمہ ظاہری اس کا یہ ہے کہ اے نفس مطمئنہ رجوع کر اپنے رب کی طرف و راضا لیکہ راضی اور خوشنود ہے تو راضا کی ہے کہ فرمایا حضرت نے اثمایع الحسن بن علیؑ نفوذ و نفس المطمئنتہ الراضیۃ واصحابہ ال محمد الرضوان عن اللہ یوم القیامۃ و هو راض عنہم مراد نہیں ہے اس کے مگر نفس خجاب امام حسینؑ کہ وہ خجاب بلاریب صاحب نفس مطمئنہ ہیں اور اصحاب اس خجاب کے جو کہ آل پیغمبرؐ میں شامل ہیں خدا سے قیامت کے دن وہ راضی ہوں گے اور خدا ان پر مہربان ہوگا لہذا سورۃ نزلت نے الحسن بن علیؑ و شیعہ آل محمد خاصۃ یہ سورۃ نازل ہو خاص خجاب امام حسینؑ و شیعیان آل محمد کے باب میں من او من قرأ الفجر کان مع الحسن بن علیؑ فی دہ جتہ فی الجنة میں جو مومن کہ تلاوت کرے اس سورہ کی تلاوت میں داخل ہوگا وہ ساتھ خجاب امام حسین علیہ السلام کو بھی بہشت عنبر شہر میں ہے ۔

(۳) فی کشف الغمۃ قال انس کنت عند الحسن بن علیؑ فدخلت علیہ جاریۃ فحیتہ بطاۃ ریحان فقال لہا انت حذرة وجه اللہ فقدلت تحیات بطاۃ ریحان لا خط لہا فتعقہا کتاب کشف الغمۃ میں انس بن مالک سے روایت کی ہے اس نے کہا ایک روز میں خدمت میں خجاب امام حسینؑ کی حاضر تھا ناگاہ ایک کینز حضرت کی اس خجاب کے پاس آئی اور ایک گلہ ستہ تسبی کے پتوں کا حضرت کی نذر کیا حضرت نے غمخشی لے لیا اور عوض میں اس کے فرمایا کہ اے جاریہ میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کیا، انس کہتا ہے میں نے خدمت میں حضرت کی عرض کیا یا بن رسول اللہ یہ کینز ایک گلہ ستہ حضرت کے لئے لائی کہ کچھ قیمت نہ رکھتا تھا اور حضرت نے اسے آزاد کیا قال کذا اربنا اللہ حضرت کے فرمایا انس خدا نے ہمیں یوں ہی تعلیم کیا ہے اور رتبہ ایسا ہی بلند کیا ہے کہ جو چیز عطا کریں عوض سے زیادہ ہو آیا تو نے قرآن مجید میں اسکو نہیں تلاوت کیا ہے کہ خدا نے عطا کرنا ہے راذا حیث تم بختیہ فحیوا با حسن منہما اور دو ظاہر ترجمہ اس آیت شریف کا یہ ہے کہ ہر گاہ کوئی شخص ہدیہ دے تمہیں لازم ہے کہ تم اس کے عوض میں اسے بہتر اس سے دو یا پہر دو و کان احسن منہا عتقہا اور عوض اس گلہ ستہ کا میں نے اپنے نزدیک بہتر اس سے نہ پایا کہ میں اسے آزاد کروں ۔

اکثر علمائے جواب سلام میں اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ جو شخص کسی پر سلام کرے جواب دینے والے کو چاہیئے اسکے جواب میں السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تا دل کو اس کے سرور حاصل ہو۔ اور عوض احسن ہو۔

(۴) فی تفسیر العیاشی عن مسعدۃ قال سئل الحسین بن علیؑ بمساکین قد بسطوا لهم کساء والقوا کسرا تفسیر عیاشی میں بسند معتبر مسعدہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا ایک روز حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایک جماعت مساکین پر گزر ہوا کہ وہ اپنی جان بچھائے خشک روٹیوں کے ٹکڑے سپر رکھے کھا رہی تھی فقالوا اھلہم یا بن رسول اللہ فازل عن فرسہ وثنی ودرکہ فاکل معهم ثم تلا ان اللہ لا یحب المستکبرین جب حضرت امام حسین علیہ السلام ان فقرا کے نزدیک پہنچے حضرت نے ان بھھوں کو سلام کیا ان لوگوں نے بعد جواب سلام کے عرض کیا کہ یا بن رسول اللہ ہمیں سراز کر دو اور یہ نام خشک ہمارے ساتھ فرش فرماؤ یہ سنتے ہی حضرت گھوڑے سے نیچے اترے اور دو زانو بیٹھ کر ان کے ساتھ ان سوکھے ٹکڑوں کے کھانے میں شریک ہوئے جب حضرت کھانا کھانے سے فارغ ہوئے اس آیت کو تلاوت فرمایا یعنی خدائے تعالیٰ متکبروں کو دوست نہیں رکھتا۔ ثم قال اجبتکم فاجیبونی قالوا نعم یا بن رسول اللہ فقاموا معہ حتی اتوا منزله بعد ازاں حضرت نے ان مسکینوں سے فرمایا کہ میں تمہاری دعوت قبول کی تم بھی میری دعوت قبول کرو اور آج میرے یہاں جو انہوں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ ہم سب جو چشم حاضر ہیں یہ کہا اور حضرت کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت دو لشکر میں پہنچے اس وقت ان سے فرمایا تم ایک لمحہ یہاں توقف کرو اور آپ گھر میں داخل ہوئے فقال للجارۃ اخرجی ما کنت تدخری میں اور کینز سے فرمایا جو کچھ کھانا موجود ہو حاضر کر جب لڑکی کھانا لائی حضرت نے ان کی ضیافت کی اور انعام و کیران کو رخصت فرمایا۔

وفی روایت آخری اٹھ جلس معہم وقال لولا انہ صدقہ لا کلت معکم اور دوسری روایت میں یوں وارد ہوا ہے کہ جس وقت ان مساکین نے حضرت کو کھانا کھانے کے لئے بلایا حضرت گھوڑے سے اترے اور روزانہ ہو کر ان کے پاس بیٹھے اور پہلے بہت عذر خواہی کر کے فرمایا کہ یہ روٹی تمہاری مال تصدق سے ہے اور صدقہ اہلبیت رسول پر حرام ہے پس تم میرے نہ کھانے سے رنجیدہ خاطر نہ ہونا اگر صدقہ نہ ہوتا ضرور میں تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوتا۔ بعد ازاں ان

سے فرمایا کہ میں نے تمہاری دعوت قبول کی چاہیے کہ تم بھی میرے گھر میں میرے جہان ہو۔ پس حضرت ان فقر کو اپنے مکان میں لائے اور ان کی دعوت بخوشی کی اور وقت رخصت بہت سے درہم ان کو دے کر رخصت کیا۔

(۵) فی کشف الغمۃ کان للحسین عبد فنجی جانیۃ فامر بہ ان یضرب فقال یا مولیٰ والکاظمین الغیظ قال خلوا عنہ کتاب کشف الغمۃ میں روایت کی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کا ایک غلام تھا ایک بار اس نے کچھ قصور کیا حضرت نے فرمایا کہ اسکو ماریں جب تازیانہ اس کے مارنے کو آیا اس نے اس آیت کو پڑھا یعنی خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ کہ کھانے والے غصے کے ہیں حضرت نے جب یہ کلمہ سنا فرمایا اسے چھوڑ دو فقال یا مولیٰ والعالیین عہ الذاری قال قد عفوت عنک بار ویکر غلام نے کہا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ کہ معاف کرنے والے آدمیوں کے ہیں حضرت نے فرمایا میں نے بھی تیری خطا معاف کی قال یا مولیٰ واللہ یحب المحسنین قال انت حر لوجہ اللہ و لك ضعف ما کنت اعطیتک بعل اسکے اس غلام نے عرض کی اے آقا میرے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم دوست رکھتے ہیں نیکوں کو حضرت نے فرمایا اسے غلام جا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کیا اور جو روزیہ تیرا آگے مقرر تھا اس سے دو نواب تجھے ملا کرے گا۔

(۶) عن ہرثمۃ بن ابی مسلو قال غزو ناعم علی ابن ابی طالب صفین فلما اذصر فنازل کلام فصلیٰ بہا الخداۃ شہر نع الیہ من ترہا فشقہا کتاب الی میں بسند معتبر ہرثمہ بن ابی اسلم سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ ہم سب جنگ صفین میں علی ابن ابی طالب کے ساتھ خوارج سے لڑنے کو گئے جب امیر المؤمنین نے اس جنگ سے مراجعت فرمائی اندو اور زمین کر بلا ہوئے بیچ کی نماز حضرت نے وہیں پڑھی بعد ازاں ایک مشت خاک اس زمین پاک سے اپنے دست مبارک میں اٹھا کر سونگھی۔ شہر قال واما لك ایتها التربة لیحشرنک منک اقوام یدخلون الجنة بغیر حساب بعد اذان فرمایا خوشحال تیرا اے خاک کہ فردائے قیامت تجھے ایسے کروہ محشر ہوں گے جو بلا حساب داخل بہشت ہوں گے فرجع ہرثمۃ الی زوجته وکان شیعۃ لعلی فقال الا احذتک عن ولایتک الی الحسن علیہ السلام ہرثمہ جب اپنے گھر میں آیا اپنی زوجہ سے کہ وہ شیعہ علی ابن ابی طالب میں سے تھی کہنے لگا کہ میں نے اس سفر میں تیرے مولا علی ابن ابی طالب سے ایک بات سنی ہے اُس نے کہا

وہ کیا بات ہے ہر شے لے کہا کہ جب امیر المومنین علیہ السلام وارد کر بلا ہوئے ایک مشت خاک کو اٹھا کر  
 سنو کیا اور فرمایا خوشحال تیرا اسے خاک کہ تجھ سے ایسے کروہ محشور ہوں گے کہ فدا کے قیامت بغیر  
 حساب داخل ہشت ہوں گے قالت ایھا الرجل فان امیر المومنین لو یقل الا حقاً اس کی زوج  
 نے یہ سن کر کہا اے مرد تو اس بات پر تعجب نہ کر اس جناب نے کبھی کلام لغو نہیں فرمایا جو فرماتے ہیں وہی  
 ہوتا ہے قال ہر شے فلما قد والحسین علیہ السلام بکربلاء کنت فی البعث اللہ بن ابیہم عبید  
 اللہ بن زیاد ہر شے کہتا ہے جب کو فیان بے وفائی ہزاروں خط پروغا لکھ کر جناب امام حسین علیہ السلام  
 کو کر بلا میں بلایا اور وہ جناب اس زمین پر وارد ہوئے اس لشکر میں تھے ابن زیاد لعین نے بھیجا تھا میں  
 بھی تھا فلما رایت المنزل والشجر ذکرت الحدیث فجلست علی بعیري ثم صرت الی الحسین  
 فسلمت علیہ واخبرته بما سمعت من ابیہ فی ذالک المنزل ہر شے کہتا ہے جب میں نے اس منزل  
 پہنچا اور ان درختوں کو دیکھا جہاں حضرت نے یہ حدیث فرمائی تھی تو مجھے حدیث امیر المومنین کی یاد  
 آئی فی الفور میں ناتھ پر سوار ہوا اور امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور اس جناب پر سلام کیا  
 اور جو کچھ ان کے والدین سے سنا تھا سب بیان کیا فقال معنا انت اور علینا فقلت لا معک  
 ولا علیک خلعت صبیۃ اخاف علیہا عبید اللہ ابن زیاد حضرت امام حسین علیہ السلام نے  
 فرمایا اے ہر شے تو ہماری نصرت دیاری کرے گا یا ہم سے لڑے گا کیا ہے میں نے عرض کیا یا مولا نہ آپ  
 مجھ سے توقع نصرت دیاری کی رکھئے اور نہ میں آپ سے لڑنے کو آیا ہوں اور آپ کی رفاقت اس لئے  
 اختیار نہیں کرتا کہ میں ایک بیٹی رکھتا ہوں شہر کوفہ میں اور ابن زیاد سے ڈرتا ہوں کہ یہ خبر سن کر گھر بار  
 میرا غارت کرے قال فامض حیث لا تدری لنا مقتل ولا سمیع لنا صوتاً حضرت نے فرمایا اے  
 ہر شے تو اس زمین پر سے اور کسی طرف کوچ کر جانا کہ ہمارا قتل ہونا تجھے نظر نہ آوے اور نہ آواز تیری  
 کان تک پہنچے فالذی نفس حسین بیدہ لا یسمع الیوم واعتینا احاط فلا یعیننا الا کتبہ  
 اللہ بوجہہ فی جہنم پس مجھے قسم ہے اس فانی کی کہ جان حسین کے قبضہ قدرت میں ہے کہ آج  
 کے روز آواز میری فریاد و استغاثہ کی جس کے کان تک پہنچے اور وہ میری یاری نہ کرے حتمیاً  
 اسکو سرنگوں جہنم میں ڈالے گا؛

(۷) قال شیخنا الہمامی رضی اللہ عنہ کنت ذات یوم عند قال یهودی وکنت منکر



لہذا العلم فاخذت فی یدہ سبحة من تربة الحسين . وقلت انظر فی یدہ امتحاناً لہ  
شیخ بہاء الدین آملی رضی اللہ عنہ نے کتاب کشکول میں لکھا ہے کہ میں ایک راتل یہودی کے پاس تھا  
اور علم رمل کا ہمیشہ سے منکر تھا آزمائش کے لئے ایک تسبیح خاک مبارک جناب امام حسین علیہ السلام کی  
اپنے ہاتھ میں چھپا کر میں نے اس راتل سے کہا کہ بتا میرے ہاتھ میں کیا ہے فنظر نمکث مدّاً طویلة  
ثمّ رفع راسہ وقال اری شئیا عجیباً لا یساعدہ العقل اس راتل نے دیر تک نظر کی بعد اسکے  
سر اٹھایا اور کہنے لگا عمل رمل سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں ایک عجیب چیز ہے لیکن عقل  
میرے حیران ہے کہ تمہارے پاس وہ کیونکر آئی قال الشیخ قلت وما ہو قال یظهر من الرمل  
انّ ما فی یدک ہو تراب الجنة وما هذا بمعقول شیخ فرماتے ہیں میں نے پوچھا وہ کیا چیز ہے  
اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے علم رمل سے کہ تمہارے ہاتھ میں خاک بہشت ہے مگر میری عقل میں نہیں  
آتا کہ خاک بہشت تمہارے ہاتھ میں کیونکر آئی . وکلما ازددت فیہا نظراً لا یظهر لی غیر هذا  
فقال وما هو خالص من الشوائب قلت ہو سبحة من تربة الحسين علیہ السلام اور پوچھ  
فکر و تامل کرنا ہوں سوا اسکے مجھے کچھ اور معلوم نہیں ہوتا اب تم میری تشویش کو رفع کرو اور مجھے  
بتا دو کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا اے شخص جو تو کہتا ہے وہی ہے میرے ہاتھ میں  
ایک تسبیح ہے تربت جناب امام حسین علیہ السلام کی وقرأت لہ هذا الحدیث الذی وقع فی من لا  
یحضرہ کتاب المزار عن ابو عبد اللہ علیہ السلام قال موضع قبر الحسين منذ دفن فیہ  
روضة من ریاض الجنة بعد ازاں اس یہودی کے روبرو میں نے یہ حدیث جو من لا یحضرہ کتاب المزار  
میں حضرت صادق سے منقول ہے پڑھی یعنی حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مقام قبر امام حسین  
جس روز سے کہ وہ جناب مدفون ہوئے ہیں ایک باغ ہے باغ باغ بہشت میں سے فاسلمو الیہود  
لما سمع ذلك متی اس حدیث کے سننے سے وہ یہودی مسلمان ہو گیا

(۸) روى الشيخ الثقة محمد بن عمر بن عبد العزيز المكنى عن زيد الشحام روا  
کی ہے شیخ ثقہ محمد بن عمرو بن عبد العزیز کنشی نے زید شہام سے قال کنا عند ابی عبد اللہ علیہ السلام  
جماعة من الکوفیین فدخل جعفر بن عقیان علم ابی عبد اللہ علیہ السلام کہا زید نے کہ ہم  
خید شخص اہل کوفہ سے مجلس شریف امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر تھے کہ ناگاہ جعفر بن عقیان

خدرت بارغت امام میں حاضر ہوا فقر بہ واذنا حضرت اسکے آنے سے بہت خوش ہوئے اور  
اُسے بلار اپنے پاس بٹھایا ثم قال یا جعفر قال لبیک جعلنی اللہ فداک قال یلعنہ انک تقول  
الشعر فی الحسین علیہ السلام و تجمید قال نعم جعلنی اللہ فداک بعد اسکے فرمایا حضرت نے  
کہ اے جعفر کہا اس نے بے لے مولا تعلق ہو جاؤں آپ پر پوچھا حضرت نے کہ میں نے سنا ہے کہ  
مصبیت ابی عبد اللہ الحسین میں تو شعر کہتا ہے اور خوب کہتا ہے عرض کیا اس نے بے فدا ہو جاؤں آپ  
پر قال فامشده اس معصوم نے فرمایا کہ پڑھو ان اشعار کو فانشدتہ فبکے دمن حوله حتی  
صارت الذموع علی وجہہ و لحيته جعفر فرماتا ہے کہ موافق زمان واجب الاذعان جند شعر جو  
میں نے نظم کئے تھے پڑھے اس کو سن کے حضرت بشدت گریاں ہوئے اور جو اشخاص کہ گرد اس  
جباب کے بیٹھے تھے وہ بھی روئے یہاں تک کہ آنسو رخا رہ و ریش مبارک حضرت پر جاری ہوئے  
ثم قال یا جعفر قال لقد شهدت الملائکۃ المقربون ہلہنا یسمعون قولک فی الحسین  
علیہ السلام ولقد بکوا کما یکینا و اکثر و بعد اسکے فرمایا اس جباب نے کہ اے جعفر قسم بخدا کہ  
حاضر ہوئے ملائکہ مقربین اس مقام پر اور سنا انہوں نے ان اشعار کو جو کہ تو نے مصیبت حسین میں  
نظم کئے ہیں اور روئے وہ سب جس طرح کہ ہم روئے بلکہ زیادہ ہم سے انہوں نے گریہ و زاری کی۔  
ولقد اوجب اللہ تعالیٰ لک یا جعفر فی المشاعۃ الجنتۃ باثرہا وغفر اللہ لک اور بلاشبہ  
واجب کیا خدا نے تیرے لئے اے جعفر فی اسی ساعت بہشت عبرت نشت کو اور مغفور کیا تجھ کو۔  
فقال یا جعفر فی الاذید قال نعم یا سید بعد اسکے فرمایا حضرت نے کہ اے جعفر پڑھو  
زیادہ بیان کروں عرض کی اس نے کہ فرمائیے اے آقا قال ما من اجد قال فی الحسین شعر فبکے  
واجوب الہ الا اوجب اللہ لہ الجنتۃ وغفر لہ فرمایا حضرت نے کہ جو شخص نظم کرے مثنوی حسین میں  
اگرچہ ایک شعر بھی ہو اور روئے اور رولاکے تو واجب کرنا ہے خداوند کریم اس کے لئے جنت اور  
بخش دیتا ہے اس کو۔

(۹) عن عروۃ ابن الزبیر قال سمعت ابا ذر و هو یومئذ قد اخرجہ عثمان المذنب  
فقال لہ الناس یا ابا ذر البشر فہذا قلیل فی اللہ فقال ما ابشر ہذا ولک کیف  
انتم اذ قتل الحسین ابن علی علیہما السلام قتلاً و ذبح ذبحاً واللہ لا یكون فی الاسلام

بعد قتل الخلیفۃ اعظم قتیل منہ روایت کی ہے ابن تولویہ نے عروہ ابن زبیر سے کہا اس نے  
 کہ سائیں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے جب ان کو شہر بدر کر دیا تھا عثمان نے مقام ربذہ میں اور گولہ  
 نے کہا کہ اسے ابوذر نے مبارک ہو کہ یہ مصیبت جو تمہارے لئے راہ خدا میں واقع ہوئی بہت سہل اور  
 آسان ہے انہوں نے جواب دیا کہ واقعی اس مصیبت کی تو کچھ اصل نہیں ہے اور بہت آسان ہے مگر کیا  
 حال ہو گا تمہارا جس وقت کہ حسین ابن علی نہایت سبکی اور مظلومی سے شہید کیا جاوے گا اور ظالم اسے  
 نوح کرے گا قسم ہے خدا کی کہ اسلام میں بعد شہادت جناب امیر علیہ السلام کے کوئی شہادت اس سے  
 بڑھ کر نہ ہوگی وان الله یسل سیفہ علی ہذہ الامۃ لایخلفہ ابدل اور قریب ہے کہ خداوند  
 شمشیر انتقام کو اس امت جفا کار پر کھینچے گا اور پھر اسی میان میں نہ رکھے گا دیعت ناقما من ذریتہ  
 فینتقم من الناس اور منتقم حقیقی بھیجے گا ذریت حسین علیہ السلام میں سے ایک غدا ب کرنے والے کو کہ  
 وہ ظالموں سے بدلے کا ظاہر اور اس سے حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہوں وانکم ولتعلمون  
 ما یدخل علی اهل البحار و سکان الجبال والیناض والاکام و اهل السماء من قتله لیکتیم  
 واللہ حق تزحوق الفسک اگر جانتے تم لوگ کہ کیا حزن داند وہ اہل دریا اور رہنے والوں پر ہمارا  
 اور جنگلوں اور نیستانوں کے اور اہل آسمان پر بسبب شہادت حسین علیہ السلام کے ہے تو تم لوگ روتے  
 روتے ہلاک ہو جاتے وما من سماء یمیر بہ روح الحسین الا فزع له سبعون الف ملک  
 یقومون قیاماً ما ترعد مفاصلہم الی یوم القیامۃ اور جب ملائکہ رحمت حضرت کی روح  
 اقدس کو لے کر آسمانوں پر عروج کریں گے تو جس آسمان پر اس روح اظہر کا گزر ہو گا ستر ہزار ملائکہ  
 بنیاب ہو کر کھڑے ہو جائیں گے اور تاروز قیامت ان کے بند بند میں رخشہ رہے گا۔

وما من سحاب یتقر وتزعد وتبرق الا لعنت قاتلہ اور جو ابرہہ کہ رواں ہوتا ہے اور برق و  
 رعد اس سے نمودار ہوتا ہے بے شبہ لعنت کرتا ہے قاتلان حسین علیہ السلام پر وما من  
 یوم الا ویرض روحہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فیکتفیان اور کوئی دن نہیں تھا  
 مگر یہ کہ روح اقدس جناب سید الشہداء علیہ السلام کو جناب رسول خدا کے سامنے نہ لے جاتے ہوں اور  
 ان دونوں نورانی روحوں سے ملاقات نہ ہوتی ہو۔

(۱) روى عن مولانا الصادق ؑ انه قال سمعت ابی یقول لما التقى الحسین ؑ و

عمر بن سعد وقامت الحرب علی ساقها انزل الله النصرتی رفرف علی راس الحسین قد خیر بین  
النصر علی عدلہ و بین لقاء مرتبہ فاختر لقاء ربہ جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب  
لشکر جناب امام حسین علیہ السلام اور عمر سعد مقابل ہوا اور لڑائی شروع ہوئی اس وقت حق سبحانہ تعالیٰ  
نے ملائکہ کو فتح و فیروزی کے ساتھ حضرت پر نازل کیا کہ وہ فرشتے حضرت کے سر اقدس پر پرواز کرتے تھے  
اور تھے منتظر حکم کے پھر حق تعالیٰ نے اختیار دیا انہیں کہ اے حسین یہ فتح اور فیروزی موجود ہے  
تم چاہو اس لشکر قلیل سے اس فوج کثیر پر ظفریاب ہو اور چاہو ہماری ملاقات اختیار کرو حضرت نے  
درگاہ باری میں عرض کی کہ خداوند انجھے فتح اور نصرت و کار نہیں ہے میں مشتاق تیرا اور تیری  
رحمت کا ہوں ۔ ۔ ۔

(۱۱) بحار میں شیخ مفید علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ قتل امام مظلوم سے تین دن پیشتر ایک خط ابن زیاد کا  
عمر سعد کے پاس آیا اس میں وہ لکھتا ہے حل بین الحسین واصحابہ و بین الماء ولا ینذ و تواہنہ  
قطرۃ کما صنع بالنعمان بن عثمان بن عفان یعنی امام حسین کے اور نہر کے درمیان میں تم لوگ جاں  
ہو جاؤ وہ اور ان کے اصحاب ایک قطرہ نہ لینے پائیں مبطرح سے کہ تقی زکی عثمان بن عفان پر پانی  
کیا گیا تھا یہ حکم نامہ پا کر عمر سعد نے پانسو سواروں کا پہرہ گھاٹ پر مقرر کر دیا اور حضرت کی فوج  
میں پانی جانا اسی دن بند ہو گیا۔ جب امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ ابن سعد کی مدد کے لئے  
فوجوں پر فوجیں جمع ہوتی چلی جاتی ہیں تو اس ملعون سے کہلا بھیجا: اتخا مدین ان القاک یعنی  
میں تجھ سے ملاقات چاہتا ہوں یہ پیام شکر رات کو اس نے حضرت سے ملاقات کی اور بڑی دیر  
باتیں ہوئیں بعد اسکے وہاں سے آکر جو نامہ کہ اس نے ابن زیاد کو لکھا ہے مونیہ اس سے معلوم ہوتا  
ہے کہ حضرت نے کیسا کیا اتمام حجت فرمایا تھا وہ لکھتا ہے کہ اب خدا نے فتنہ و فساد کو دفع کیا حسینؑ  
یہ اقرار کرتے ہیں کہ جہاں سے وہ آئے ہیں وہیں پھر پلٹ جائیں گے اور اگر مدینہ میں جانا ان کا مناسب  
سمجھو تو کسی اور بستی میں سب مسلمانوں کی طرح محکوم و فرمانبردار ہو کر وہ بھی رہیں اور اگر یہ بھی منظور  
ہے تو وہ خود امیر المومنین یزید کے پاس چلے جائیں جیسے اس کی رائے ہوگی اس طرح حضرت سے  
پیش آئے گا جب یہ خط ابن زیاد نے پڑھا تو کہنے لگا کہ اس میں شفقت و نصیحت کا مضمون پایا  
جاتا ہے اور شر ملعون اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ حسین کا قابو میں اگر نکل جانے دینا بڑی خطا

ہے چاہیے کہ پہلے وہ اور ان کے اصحاب تیری فرمانہ داری قبول کریں بعد اسلئے اگر تو مزادے تو مناسب ہوگا اور اگر معاف کر دے تو تجھے اختیار ہے عبید اللہ ملعون نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور کہا کہ تو اسکا جواب لے کر جا اگر وہ قتل حسین پر آمادہ ہو جائے تو تو خیر نہیں تو تو سہ دار توجہ ہے اور ابن سعد کو لکھا کہ میں نے اسلئے تجھے نہیں بھیجا تھا کہ حسین نے بچاؤ کی فکر کر اور ان پر شفقت ظاہر کر اور ان کی طرف سے معذرت پیش کر اگر وہ اور ان کے اصحاب میری فرمانہ داری قبول کر لیں تو سب کو میرے پاس روانہ کر نہیں تو وہ اسی قابل ہیں کہ ان کو قتل کر اور بعد قتل سینہ حسین پر لھو تے و درانا کہ وہ نافرمان و سرکش ہیں اور یہ میں جانتا ہوں کہ بعد قتل کے اس سے کوئی اذیت ان کو نہ ہوئی مگر میرے ہنہ سے یہ بات کل گئی ہے اگر تو ان باتوں میں ہماری اطاعت کرے گا تو فرمانہ داری کا صلہ پائے گا نہیں تو تو معذور ہے اور شہر سردار قوی ہے والسلام

جب یہ خط اس ملعون کو پہنچا تو یہ وقت اس نے قتل امام مظلوم لے لئے ختم دے دیا اور اطاعت عبید اللہ کا پیام حضرت سے کہلا بھیجا لیکن جناب سید الشہداء نے ان ملاعنہ سے ایک شب کی مہلت لی اور شام کے وقت سب انصار و اقربا کو جمع کر کے بیٹھون ارشاد کیا کہ میں خوشی کہتا ہوں کہ یہ رات کا وقت ہے تم سب کے سب چلے جاؤ یہ لوگ فقط میرے ہی قتل کے خواہاں ہیں ہرگز دیر پہلے تمہارے نبھون گئے یہ سون کے جناب جاسش اور برادران حضرت ابوالمہبت و اصحاب متفق ہو کر بولے لا ایلہ الا اللہ ذالاث ابدان خدا ہیں وہ وقت نہ دکھائے دلے شید و آقا آپ شہید ہوں اور ہم دیکھیں ہم آپ پر سے تصدی ہوں گے اور جانین شاکر کریں گے پھر مسلم بن عوسجہ نے عرض کی یا بن رسول اللہ آیا ہم آپ کو چھتہ میں گئے اور آپ سے جدا ہوئے تو خدا کو کیا جواب دیں گے واللہ یہ نہ ہوگا بلکہ نیز سے اور تلواریں ماریں گے د و دشمنان حسین کہ جب تک کہ قبضہ رہے گا ہاتھ میں ہمارے نہ لو لویسکن معی سلاح اقا تلحد بہ لفظ فہم بالجراۃ اگر اختیار بھی ان سے رہے کہ باقی نہ ہیں گے تو چچہ ان کو ماروں گا مگر آپ سے جدا نہ ہوں گا تاکہ خدا جانے کہ ہم نے مخالفت کی ذریت رسول کی بلکہ اگر جانتا میں کہ قتل کیا جاؤں گا اور زندہ کیا جاؤں گا اور جلا دیا جاؤں گا شربار تو بھی میں آپ سے جدا نہ ہوتا قربان ان کی وفاداری کے میں اس طرح سب نے جواب دیا قال الزاوی فباوا ثلاث الیلة ولهم رضوان اللہ علیہم ورحمہم کدوی الخلل من التلاوة والدعاء والخشوع والبكاء والتضرع الی اللہ راوی کہتا ہے کہ اس

شب کو تمام رات اصحاب کرام تلاوت کلام مجید اور دعا و خشوع و بیجا میں مصروف رہے اور حالت تضرع و زاری میں آوازیں ان کی زبور عسل کی طرح گونجنی تھیں ابو مخنف روایت کرتا ہے کہ جب صبح روز عاشورا نمایاں ہوئی اس وقت ابن سعد لعین اپنی فوج شوم کی آراشگی میں متوجہ ہوا میمنہ لشکر میں شرفی الجوشن ملعون کو کھڑا کیا اور سیرہ پر سنان ابن انس نخعی کو آمادہ کیا اور خود وہ شقی قلب میں استادہ ہوا۔ فلما رای الحسین الصفوف قد اصرطفت نادی باصحابہ وقال یا معاشی لاخوان قوموا الى الموت الذی لامفر منه ولا معرب جب حضرت نے صفیں راستہ دیکھیں اس وقت اپنے اصحاب با وفا سے خطاب کر کے ارشاد کیا کہ اے کروہ برادران آمادہ ہو موت کے لئے جس سے مفر اور جانے کریر نہیں ہے نجعل علیہ السلام نے میمنہ زہیر بن القین رضو میسر تہ ہلال بن نافع الجلی رضو حبیب ابن مظاہر رضو جناح العسکر حضرت نے میمنہ لشکر زہیر ابن قین رضو کو غنایت کیا اور سیرہ پر ہلال ابن نافع بجلی رضو کو سرافراز فرمایا اور حبیب ابن مظاہر رضو کو جناح لشکر میں مامور فرمایا۔ واعطی رایتہ العباس بن علی وقف ہو علیہ السلام نے القلب اور علم سعادت تمام حضرت عباس رضو کو غنایت فرمایا اور خود وہ جناب قلب لشکر میں مدقن افروز ہوئے۔ اور غنیمہ عصمت و طہارت کے کرو خندق کھود کر لکڑیوں سے اور نے سے اسے بھر کر آگ روشن کر دی اور حضرت کو خندق کو مشغول کرنے میں اس قدر اہتمام تھا کہ جو شخص جہاد کے لئے تلواریں غلات سے کھینچتا تھا تو تلوار کی میان کو اسی خندق میں پھینک دیتا تھا ان ابن سعد بخرج من خیمتہ و نادى بذرید و کان صاحب رايہ فاوتر قوسه و ترقى سمہم نحو الحسین وقال اشهدوا لی عند الامیر انی ادل سراجہ بدار شکی صفوف عمر سعد لعین نے اپنے خیمے سے باہر نکل کر اپنے غلام کو کہ نام اس لعین کا دریدہ تھا اور وہی اس ملعون کا علم دار تھا حکم کیا تو اس ملعون نے تیر چلے کمان میں جوڑ کر جناب امام حسین علیہ السلام کے لشکر کی طرف پھینکا اور پکارا کہ تم لوگ امیر کے پاس گواہی دینا کہ پہلے تیر میں نے ہی مارا ہے بعد اسکے وہ اشتیاق ہر مار پر دست بے حملہ کر کے حضرت کی فوج کثیر پر تیر برسائے لگے فصار اصحاب الحسین بین طرح و جرح و طعین و ذبح اسی حملے میں اکثر اصحاب اس جناب کے شہید راہ خدا ہوئے اور بعض زخمی ہوئے۔ فلما اشتد القتال وانتصفت التہار و مراى ذاک ابو تما م القصاب قال یا اباعبد اللہ نفسی لنفسک الفداء و هو لا یاتر بوا منک پس جب خروش لشکر مخالف کا

زیادہ ہوا اور دو پہر دن آگیا تو ابوتما مرفی نے عرض کی یا ابا عبد اللہ میری جان آپ پر خدا ہو یعنی بہت قریب آگئے ہیں واحب ان الفی اللہ وقد صلیت ہذا الصلوۃ معک اور میں شائق ہوں کہ نماز ظہر بجاغت آپ کی ساتھ پڑھ کے خدا سے ملاقات کروں کہ یہ نماز آخری ہے حضرت نے سر موئے آسان اٹھا کر فرمایا ذکر الصلوۃ جعلک اللہ من المصلین اے ابوتما اس وقت تو نے نماز یاد دلائی خدا تجھے روز قیامت میں نماز گزاروں کے ساتھ محشور کرے گا یہ اول وقت ظہر ہے سلوہو ان یکثروا عتاً حتیٰ یصلے کہو ان منافقوں سے کہ اتنی مہلت ہمیں دو کہ نماز ظہر اپنے امام کے ساتھ ادا کر لیں ہو جب ارشاد ظالموں سے کہا کہ فرزند رسول خدا نماز پڑھنے کی مہلت مانگتا ہے فقال الحسین بن نمیر انما لا تقبل حصین بن نمیر لعین نے جواب دیا کہ وہ نماز قبول نہیں ہے کہ تم حق سے منحرف ہو کہ امام وقت کی بیعت سے منکر ہو پس حبیب ابن مظاہر نے بولے کہ اے لعین نماز فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ تو قبول نہو و تقبل منک یا خمار اور قبول ہونا عجلہ شرب خواہ کی پس حصین لعین نے حبیب رحمہ پر حملہ کیا فغضب حبیب وسلم علی الحسنین وقال لہ الی لا جوب ان اصطلح مع جدی رسول اللہ وافرأۃ منک السلام اس وقت حبیب ابن مظاہر نے غضبناک ہوئے اور جناب سید الشہداء علیہ السلام کو سلام رخصت کر کے عرض کیا کہ یا حضرت میں انقیاد کے کلام بیہودہ سننے کی تاب نہیں لا سکتا امیدوار ہوں کہ مجھے رخصت فرمائیے اب میں بہشت میں جا کر نماز بجاغت آپ کے جدنا مدارج اب رسول خدا کے ساتھ پڑھ لوں گا میں پہلے چلکر آپ کا سلام حضرت رسول خدا کی خدمت اقدس میں پہنچاتا ہوں یہ کہکر روانہ میدان ہوئے اور مانند شیر غر ان لشکر عمر سعد میں گھس گئے ادھر سے حصین ملعون ان کے مقابل ہوا حبیب نے اس شقی کے گھوڑے پر ایک ایسا وار لگایا کہ گھوڑا اس کا مجروح ہو کر زمین پر گر پڑا فطعنہ برمحہ اخرج السنان من ظہرہ و جعل اللہ بروحہ الم النار کرتے ہی اسکے حضرت حبیب نے حصین ملعون کو ایسا نیزہ مارا کہ نوک نیزہ اس ملعون کی پیٹھ سے پار ہوئی اس کے صدمے سے وہ شقی راہی و درخ ہوا بعد اسکے ابن سعد لعین کے لشکر میں گھس کے ایک سو آٹھ سواروں کو واصل جہنم کیا پھر جناب سید الشہداء علیہ السلام کی خدمت اقدس میں رجوع کر کے حضرت کے دستہائے اطہر پر پوسے و یکبر تجدی عہد کی اور حضرت سے رخصت ہو کر لشکر شوم کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت اس طرح سے رجز خوان تھے شعر

انا حبیب بنی ہاشم وانا مظلوم ہوں  
 وناحید بنی ہاشم وناحید ہوں  
 یعنی میں ہوں حبیب بنی ہاشم اور باپ میرا مظلوم ہے اور میں شہسوار میدان جنگ ہوں اور جہاد کے وقت  
 آتش شعلہ ور ہوں ۛ

وانتم ذو وعدہ واکثر  
 ونحرب فی یوم الوغاقسا ویر  
 اے قوم جفا کار ہر خد با اعتبار عدو کے جمعیت تمہاری بیشتر ہے اگرچہ ہم قلیل ہیں مگر روز بروز بڑھ چکے  
 بیشہ شجاعت وناستدعی ہیں ۛ

یا ولکم هذا الحسین الطاهر یطلب حقاً وابن ہند جائد  
 ویل وغدا ہمو کہ تم پر گشتہ ہو ہمارے آقا حسین بن علی طیب و طاہر سے حالانکہ وہ جناب طالب حق  
 ہیں اور معین ہوا بن ہند کے باوجود دیکھ وہ شقی ظالم ہے نخل علی القوم ولویزل یقاتل حتی قتل  
 من القوم زہاء علی اربعینا فاریس واستشہد اماما و الحسین پیر و بارہ قوم اشرار پر  
 حملہ آور ہوئے اور برابر مشغول کارزار ہے یہاں تک کہ چار سو ملعونوں کو واصل جہنم کر کے اپنے آقا  
 حسین مظلوم کے سامنے شہادت سے فائز ہوئے قال ابو مخنف لما قتل الحسین بن مظاہر بن  
 الا نکسار نے وجہ الحسین ۛ وقال انا لله وانا الیہ راجعون ابو مخنف روایت کرتا ہے کہ حبیب بن  
 ابن مظاہر کے شہید ہونے سے جناب سید الشہداء علیہ السلام کی صورت پر اوداسی سی چھا گئی اور انہیں  
 شکست کے نمایاں ہوئے اس وقت ان جناب نے کلمہ انا لله وانا الیہ راجعون فرمایا اور کہنے لگے  
 رحمتک اللہ یا حبیب لقد کنت تختم القرآن فی رکعتہ واحده یعنی خدا رحم کرے تجھ پر حبیب  
 تو ختم کرتا تھا ایک رکعت میں سارے قرآن شریف کو یہ نوکر حضرت بہت شدت سے روئے ۛ

راوی کہتا ہے کہ اس جناب کو روتے دیکھ کر المحرم میں عجب طرح کا کھرام مچا  
 (۱۳) روی لما قتل حبیب ابن مظاہر قام زہیر ابن القین وقبیل بن الحسین وقا  
 یا منیدی لما تامر بنی الجرار اخبار میں وارو ہے کہ جب حضرت حبیب ابن مظاہر اپنے آقا سے  
 نامدار پر شہادت ہوئے اس وقت زہیر ابن القین نے آمادہ شہادت ہو کر جناب سید الشہداء علیہ السلام  
 کے دست اطہر پر بوسے دیئے اور عرض کی کہ یا حضرت مجھے میدان کی اجازت کیوں نہیں دیتے کہ  
 جلے دشمنان دین سے جہاد کروں حضرت نے فرمایا بسم اللہ روانہ ہو خدا تعالیٰ تجھے برکت دے



یہ حکم سنکر زہیر راہی میدان ہوئے اور ایک ہی محلے میں ایک سو بیس ناریوں کو داخل مار جہنم کیا بخشی  
ان تقوتہ القلوۃ فرجع الی الحسینؑ وقال یا مولا ھی صل بنا بعد اسکے ڈرے کہ وقت نماز فوت  
ہو جائے اس خیال سے اپنے آقائے مظلوم کی خدمت میں رجوع کرنے عرض کی کہ اے مولا جماعت سے  
ہم کو مشرف اور سعادت اندوز بنجئے اس وقت حضرت نے اپنے اصحاب اہل ام کے ساتھ نماز جماعت صلوٰۃ  
خوف کی طرح ادا فرمائی فلما فرغ من صلوٰۃ وکبوترکب جراحہ وھنّ سیفہ وحمل علی القوم  
فارغ ہوتے ہی نماز سے زمیہ بخیر لکھا اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور تلوار لپیٹنے کے دوبارہ دشمنان دین پر  
حملہ آور ہوئے اور بہت زخمی ہو کر پھر اپنے آقائے نامدار کی خدمت میں مراجعت کی :-  
لا تسمع الحسین علیہ السلام وھو ینادی ویقول یا کرا وھذہ الجتۃ فتحت ابواب  
والحرم قد تزینت لکھو دوبارہ زہیر رض کے پھرنے کی وجہ یہ تھی کہ سنا جناب امام حسین علیہ السلام سے  
کہ وہ جناب نما کر لے تھے اور فرماتے تھے کہ اے سعادت مندو دروازے جنت کے تمہارے لئے کھولے گئے  
ہیں اور حوروں نے تمہارے واسطے اپنے تنیں آراستہ کیا ہے نما موا عن ابن بنت نبیکم وحریمہ  
وھو مع ذلک یکلم پس حایت کرو اپنے نبیؐ کے نواسے کی اور اسکے حرم محترم کی یہ کلمات کہہ کے  
وہ جناب روتے جاتے تھے فخر جن النساء یبصرجن وھن یقلن یا عصب المؤمنین ویا حاتمہ اللہ  
اللہ اللہ فی حریمہ نبیکم حضرت کو دوتے ہوئے دیکھ کر عورتیں خیمہ سے باہر نکل پڑی تھیں اور فریاد  
کرتی تھیں کہ اے جماعت مومنین اور عایان دین برائے خدا حرمت نبیؐ کی نگاہ رہنے میں کوشش و  
جانتاشانی کرو فقالوا یا جمعہم نفوسنا نقد یکم واللہ لا یصل احد منهم الیکم حتی تشرب  
کو س الموت فی ذوالامضار بکث اس وقت زہیر رض وغیرہ اصحاب کرام اہل حرم کا اضطراب دیکھ کر  
آبدیدہ ہو کر عرض کرنے لگے کہ جانیں ہماری تم پر قدا ہوں جب تک ہم سب زندہ ہیں اس وقت تک  
تو مجھ کا رہیں گے کوئی ملعون تمہاری طرف نہیں سکتا تم لوگ اپنے خیموں میں جاؤ زہیر ابن نقیہ  
علیہ الرحمہ بعد لکین البیت رسالت پھر راہی میدان ہوئے اس وقت یہ اشعار ان کے دہر زبان ہوئے  
اقدم حبیبنا ہاد یا مہدیاً الیوم تلقی جثک النبیا  
پس پیش قدمی کرتا ہوں میں اے حسین علیہ السلام رہنا نے خلق و تابع حق کہ آج ملاقات کروں گا  
آپ کے جثہ ہاد یا مہدیؑ عربی سے ۵

ثم اباك المرتضى علياً و ذوالجناحين الفتي كسماً

بعد اسکے ملاقات کروں گا تمہارے والد بزرگوار علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے اور صاحب بازو ہا  
نرمزدین جوان مرو دلاور یعنی حضرت جعفر طیارؑ سے

اللہ قد صیرنی ولیاً سبحانہ ما زال بی حفیاً

مجھے خدائے برتر نے ولی کر دیا تبیخ کرتا ہوں میں اس کی کہ وہ مجھ پر مہربان ہے ثم حمل علی القوم و  
قتل منهم ثلاث مائۃ و ستین مبارک و استشهد و امام الحسینؑ پھر قوم اشرا پر حمل کیا  
اور تین سو ساٹھ ملعونوں کو اصل جہنم کر کے شربت شہادت سے اپنے آقا کے سامنے سیراب ہوئے  
ثم بزم من بعده یزید بن المہاجر و انشاء یقول بعد شہادت زہیر بن القین یزید بن المہاجر  
رجو پڑھتے ہوئے راہی میدان قتال ہوئے

انا یزید و ابی مہاجر  
یارث الی الحسین ناصر و کالین  
استبح من لیث الوغاء مبادر  
سعد تارک و مہاجر

یعنی میں ہوں یزید فرزند مہاجر شجاع ترہوں شیروں سے اور جنگ میں دلیری کرنے والا ہوں خدا یا  
میں اپنے آقائے مظلوم حسینؑ ابن علیؑ کا ناصر و مددگار ہوں اور ابن سعد کا تارک ہوں اور اس سے  
جدا ہوں ثم حمل علی القوم و لویزل یقاتل حتی قتل من القوم اثنی و سبعین رجلاً  
و استشهد امام الحسینؑ بعد اسکے قوم جفا کار پر حمل کیا اور برابر معروف جہاد رہے یہاں تک  
کہ بہتے یعنی قتل کر کے شہید راہ خدا ہوئے و بزم من بعدہ یحییٰ بن کثیر لا رضارے  
بعد شہادت یزید ابن مہاجر یحییٰ ابن کثیر انصاری رضی اللہ عنہما نے شہادت پر کر باندھی اور میدان  
قتال میں ڈیڑھ سونا مروں کو داخل دار البواکر کے پروانہ ورا اپنے آقائے نامدار پر نشانہ ہو گئے  
و بزم من بعدہ ہلال ابن نافع الجلی و کان قد ربا ۱۶ امیر المومنینؑ بعد شہادت یحییٰ  
کے ہلال ابن نافع بجلی غاظم جہاد ہوئے ان کو خباب امیر المومنینؑ نے پالا تھا اور تربیت کیا تھا اور  
ستہ سو اربان نامور میں شمار کئے جاتے تھے خصوصاً فن نیوہ بازی اور تیر اندازی میں نہایت ماہر  
چنانچہ جب تک تیران کے پاس تھے اس وقت تک ان ملعونوں کے کلیجوں کو تیروں سے سوراخ کرتے  
رہے جب ترکش خالی ہو گیا تو تلوار کھینچ کر حملہ آور ہوئے اور قریب چار سو ناریوں کو جہنم میں بھیج کر

داخل روضہ رضوان ہوئے شہر بدر من بعدہ ابراہیم بن الحسین وانشاء بغداد  
الابیات بقول بعد شہادت ہلال ابن نافعہ کے ابراہیم بن الحسین قاصد جہاد ہوئے وہ جناب  
یہ رجز پڑھتے تھے ۵

اقد مرحسین الیوم نلقی احمد | شہابک الطاهر المحمد

یعنی اقلام کرنا ہوں میں آج کے دن اے حسین علیہ السلام اور ملاقات کروں گا جناب رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وآلہ سے بعد اُس کے آپ کے پدر عالی مقدار جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے و شہر  
حمل علی القوم ولم یزل یقاتل حتی قتل من القوم مائۃ و عشرين فارساً یہ رجز  
پڑھکر قوم جفا کار پر حملہ کیا اور برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ ایک سو بیس سواروں کو قتل کر کے  
شہید ہوئے و بدر من بعدہ معلیٰ ابن خنیس و انشاء بقول بعد شہادت ابراہیم معلیٰ  
ابن خنیس نہ متناہی شہادت ہو کر راہی میدان ہوئے وہ بزرگ یہ رجز پڑھتے تھے ۵

انا المعلیٰ ابن خنیس الجملی | دینی علی دین الحسین بن علی  
اضر بکم بصارم لم یفلل | یا شرقی فی الدہلی وارذل

یعنی میں ہوں فرزند خنیس جملی کا پیروی کرنے والا ہوں اپنے آقائے نامدار حسین ابن علی کا آگاہ  
ہو اے قوم اشرار و بدترین خلایق و رذیل ناس کہ قتل کروں گا میں تم کو اپنی تلوار سے جو نہایت  
تیز و تیرا ہے اور کبھی کُند نہیں ہوتی شہر حمل علی القوم ولم یزل یقاتل حتی قتل من  
القوم مائۃ و عشرين فارساً و استشهد امام الحسین ۴ یہ رجز پڑھکر لعینوں پر حملہ کیا  
اور دو سو چالیس ملعونوں کو داخل جہنم کر کے امام مظلوم کے سامنے شہادت نوش کیا  
و بدر من بعدہ غلام مولیٰ ابی ذر الغفاری رض و جعل یقول بعد معلیٰ ابن خنیس کے  
چون رض غلام ابو ذر غفاری رض قاصد میدان جہاد ہوئے اور یہ رجز پڑھتے تھے ۵

صوف تری الفجار ضرب الاسود | بالمشرفی الضارم المہند

یعنی اب دیکھیں گے سب مجاہدیں تھمیں بران ہندی کی غلام اسودہ کے ہاتھ سے ۵

بالمشیف اضر عن بنی محمد | اذبت عنهم باللسان والید

قتل کرو لنگا اپنی تلوار سے دشمنان فرزند پیغمبر کو دفع کرو لنگا انکو زبان سے اور ہاتھ سے ۵

ارجل بذاك القوم يوم الموعد عند الاله والشفيع احمد

امید رکھنا ہوں کہ یہ کوشش اور جانفشانی خدا کے نزدیک روز قیامت موجب رستگاری ہو اور <sup>مصلحتاً</sup> شافع روز جزا میری شفاعت کرائے گا۔ <sup>۱</sup> حلی علی القوم ولم یزل یقاتل حتی قتل من القوم مائتہ فارس راستہ شہد امام الحسین علیہ السلام بعد اسکے قوم اشترار پر حملہ کیا اور سواروں کو روانہ نہ کر کے بدرجہ شہادت فائز و رستگار ہوئے۔ <sup>۲</sup> شہر بزدل بعد از حمیر ابن مطاع و انشاء بقول:

بعد شہادت جون عمر ابن مطاع طالب شہادت ہو کر یہ رجز پڑھنے لگے ۛ

انا حمیر ابن مطاع ۛ وفی عین صادم قطع ۛ یعنی میں حمیر ہوں اور باپ میرے مطاع ہیں اور قبضے میں میرے شمشیر تیرا ہے ۛ <sup>۱</sup> و شر حل علی القوم ولم یزل یقاتل حتی قتل من القوم مائتہ و اثنی عشر فارساً و استشهد امام الحسین ۛ بعد اس کے قوم اشترار پر حملہ کر کے ایک سو بارہ سواروں کو قتل کر دیا۔ <sup>۲</sup> واصل جنہم کیا اور شہادت سے سیراب ہوئے و بدین من بعدہ عبد اللہ ابن کلثوم بعد شہادت حمیر کے عبد اللہ ابن کلثوم دو سو ساٹھ سواروں کو واصل جنہم کر کے داخل روضہ رضاں ہوئے و شہر بزدل من بعدہ طرماح ابن عدس ابن حاتم رحمۃ اللہ علیہ بعد شہادت عبد اللہ کلثومی کے طرماح ابن عدس حاتم کے پوتے داخل میدان قتال ہو کر یہ رجز پڑھنے لگے ۛ

انا اعلم ما حارمیک بجا حقہ من حد سیف و تلغیر مرعوب

یعنی اے قوم زیاں کار میں ہوں طرماح اپنی تلوار سے تم پر بجلی گراؤں گا اور تلغیر مرعوب ہے یعنی خون و رعب تمہارا حمیر مطلق نہیں ۛ

یا مدیک کیف تلغون التبیغ غد ۛ ثم یلقون الوصی المہذب

وائے ہو تم پر قیامت کے دن کیونکر ملاقات کرو گے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ان کے وحی مطہر یعنی جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو کیونکر مہرہ دکھاؤ گے ۛ

نفسیکم نار محیم تلہب لہا شرار و وجع تعطب

بلاشبہ تم لوگ قابل آتش جنہم ہو جس میں کوشارہ اور شعلہ ہیں <sup>۱</sup> ثم تلغ علی القوم ولم یزل یقاتل حتی قتل من القوم ثلثمائتہ فارساً و استشهد امام الحسین ۛ بعد اسکے قوم اشترار پر حملہ کر کے ہزار بیسہ رہے ۛ <sup>۲</sup> انکو تین سو سواروں کو قتل کر کے جناب رسول خدا کی خدمت میں سدا رہے ۛ

بعد ان کے مسلم بن عویص شائق شہادت ہو گئے یہ رجز پڑھنے لگے ۵

اضر بکرم یا مفسر الفجاء ۵ ارضی بذاک خالق الغفار ۵  
قتل کروں گا میں تم کو اے گروہ فجار اور ماضی کروں گا یہ سبب اس جہاد کے اپنے خالق غفار کو ولہیزل  
یقاتل حتی قتل من القوم مقتلة عظيمة براہ اس قوم غدار کو قتل کرتے ہیں اس قدر ان ملعونوں کو مارا  
کہ کشتوں کے ڈھیر ہو گئے بعد اسکے مجروح ہوئے زمین پر گرے اس وقت ان ملعونوں نے ہجوم کر کے  
لوہاروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور جسم اقدس کو ان کے پاؤں سے اسیٹا دیا ۵

بعد مسلم بن عویص کے فرزند ان مسلم بن عقیل سلیم وکمل ہوئے جناب سید الشہداء علیہ السلام کے سامنے  
کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا سید سے ارید البلاء بین لے آقا میرے میں عازم جہاد ہوں مجھے اجازت  
دیجئے فقال یا بنی عقیل حسبکم من القتل قتل ابدی کے جناب سید الشہداء علیہ السلام نے آبدیدہ ہو کر  
فرمایا لے فرزند ان مسلم بن تمہارے باپ کا شہید ہونا کفایت کر رہے فقال یا بنی عقیل قتل  
اللہ ورسولہ اذا نحن ترکنا الجہاد بین ید بک سبہوں نے بالاتفاق عرض کیا کہ اے عم ہمارا اگر کچھ  
ہم آپ کے دشمنوں سے جہاد کریں تو خود لے لے لے اور آپ کے جہاد ہمارے رسول خدا سے  
کس منہ سے ملاقات کریں گے غرض اجازت لے کر فار و میدان ہوئے اور یہ رجز پڑھ کر مصروف  
کار ہوتے ۵

نہن بنو ہاشم ذوالکرم ۵ نہی عن السیتہ ذوالامام ۵  
یعنی ہم فرزند ان ہاشم صاحب شرف و منزلت ہیں حمایت کرتے ہیں اپنے سیدنا مدار کی کہ وہ جناب  
ہمارے رہنا ہیں ۵

نسل علی السید الضرغام ۵ صل علیہ خالق الانام ۵

یعنی وہ جناب فرزند علی بن ابی طالب اسد اللہ الغالب ہیں درود بھیجتا ہے ان پر پیدا کرنے والا  
مخلوقات کا خالق علی القوم ولہیزل یقاتل حتی قتل من القوم اربع ما ہزاروں و  
استشهد امام الحسین متواتر حملوں میں چار سو اشقیاء کو قتل کر کے بدرجہ شہادت فائز ہوئے  
فانقل الیہ الحسین وھو علی وجہ الارض فبکلمہ شہیدنا و قال قتل اللہ قال  
ال عقیل جس وقت جناب عبد اللہ ابن مسلم شہید ہو کر زمین پر گرے اس وقت جناب سید الشہداء

ان کی نفسِ اقدس پر جا کر بہت شدت سے روئے اور فرمایا کہ خدا قتل کرے قاتل کو آلِ عقیل کے اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ راتی اصحاب کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا یا کلام باریک اللہ فیکم فان الجنة زاد شوقها الیکم وفضلہ الحور العین مشرفۃ علیکم فاسرعوا یعنی اسے سعادتمند و خدائے تعالیٰ تم کو یکت عطا فرمائے بہشت تمہارا مشتاق ہے اور حوریں تمہارا انتظار کر رہی ہیں چاہیے کہ بہشت کے جانے میں اب تعجل کرو اس وقت عبداللہ ابن جعفر عازم جام ہوئے اور قومِ اشتیاق کی طرف مخاطب ہو کر یوں فرمانے لگے ۵

اقسمت لا ادخل الا الجنة مصداقا با حمد والمسنۃ  
یعنی قسم کھاتا ہوں کہ میں جنت ہی میں جاؤں گا تصدیق کرتا ہوں احمد مرسل کی اور پیروی کرتا ہوں ان کے طریقے  
یہ فرما کر مصروف کارزار ہوئے اور ڈیڑھ سو نامزدوں کو جہنم میں بھیج کر حدوں سے جھکنا رہ گئے  
نہ بر من بعدہ عروۃ الغفارے وکان شیخا کبیرا قد احاد و دب ظہرہ و سقطت خوا  
علی عینہ و قد شہد مع رسول اللہ اغلب الزبایع وکان مشہورا بدس یا بعد شہادت  
عبداللہ ابن جعفر کے عروہ غفاری مشتاق شہادت ہوئے وہ جناب نہایت مسن تھے اور بسبب  
پیری کے خمیدہ قامت ہو گئے تھے اور بچوں کی آنکھوں پر ٹشک پڑی تھیں اکثر معروکوں میں جناب  
رسول خدا کے ساتھ کافروں سے جاو کیا تھا چنانچہ جنگ بدر میں بھی حاضر تھے اس بہت سے لوگوں میں  
بدی مشہور تھے جس وقت انہوں نے بعزم شہادت اپنی کرکس کر باندھی اور بھجویں ان کی ٹشک لگی تھیں  
ان کو اوپر اٹھا کے جناب سید الشہداء کی خدمت اقدس میں اجازت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت  
باوجود اس ضعف و ناتوانی کے ان کی جرأت دیکھ کر تعجب ہوئے اور خوش ہو کر فرمایا کہ خدا تعالیٰ  
تمہیں بہشت میں ہمارے ہم نشین کرے باوجود اس نقاہت کے ساتھ ملعونوں کو نے التار کر کے  
جام شہادت نوش فرمایا عروہ غفاری کے بعد از ابنِ محمد ہاشمی جنگ پر ہلایا ہوئے اس شجاع  
نامور نے دو سو ہاشمی نامزدوں کو قتل کیا پھر اپنے آقائے نامدار پر تار ہوئے قال الراوی شہر  
ان الحسین قام قائما علی قدمیہ ونظر حینا و شاما فلم یرا حدنا وادی بکنا ہے کہ  
اس وقت جناب سید الشہداء علیہ السلام نے کمرے ہو کر دھننے اور بائیں نگاہ کی تو حضرت کو اصحاب  
میں سے کوئی نظر نہ آیا فنا دی و احملا و اعلیٰ و ابا القاسم و احسننا و احسننا

راعبا ساہ واجعفرہ تو فریاد و استغاثہ بلند کی کہ اے نانا محمد مصطفیٰ اے بابا علی مرتضیٰ اے  
 بھائی حسن مجتبیٰ اے حمزہ سید الشہداء اے عباس رضی اللہ عنہم جعفر طیار غم ہماری فریاد رسی کر دے ایا قوم  
 ما من مجیر بجزنا اما من ناصرینصرنا اما من ذاب حقنا بن الکرام البرہۃ ابن الدی اور جب  
 حقتا علیہ السلام کیا کوئی سپاہ دینے والا نہیں ہے کہ ہم کو سپاہ دے کیا کوئی مددگار نہیں ہے کہ  
 ہماری نصرت و یاری کرے کیا کوئی ایسا نہیں ہے کہ ہم اہلبیت سے شتر اعلیٰ کو دفع کرے کہاں گئے  
 جو عز و ادب و سعادت مند کہاں ہیں وہ لوگ جنہاں سلام نے ہمارے حق کو واجب کیا ہے۔

ابن الوصیۃ فیما من الرسول فخر استعجز و کما بد شد یلحق عشی علیہ کہاں ہیں عمل کرنے  
 والے نصیحت رسول کی کیا ہوئی وہ وصیت جو ان جناب نے ہمارے باب میں تاکید فرمائی تھی یہ  
 فدا کر حضرت اس شدت سے روئے کہ روتے روتے غش آ گیا قصہ حق نسوتہ من داخل الجنان  
 صرخۃ واحدة دار تحت الارض لصلی الخفق و بکت الاطفال نے حجور مقامات حق و بکعت  
 الشمس آ و الارض لیکام حق اس وقت عورتوں نے حضرت کا یہ حال دیکھ کر خمیہ میں آواز فریاد و زاری  
 بلند کی کہ زمین کہلا کو ان کے نعروں سے زلزلہ اٹھا اور اطفال صغیر اپنی ماؤں کی گود میں گہر کر لپکتے  
 تھے اور چلیں مارنے تھے غرض عجب وقت مصیبت تھا کہ زمین اور آسمان ان کے رونے سے

روئے تھے شہر و تر

دعا (بر بن بر بن حضایر العمل فی بعد الحرم و کان من عباد اللہ الصالحین و افراد  
 زمانہ روایت میں ہے کہ بعد شہادت حور بن بر بن حضایر مدانی اس امام کم سپاہ کے سامنے آئے اور  
 اذن جہاد طلب کیا لکھا ہے کہ اس بزرگوار کی تمام عمر عبادت خدا میں بسر ہوئی تھی اور ہمیشہ زہد و تقویٰ  
 اپنا شعار کیا تھا اور پند گان صالح میں سے تھے اور قارئین قرآن ایسے تھے کہ تمام اپنے زمانے کے قاریوں  
 سے ممتاز تھے جب اذن جہاد انہیں حاصل ہوا روانہ دار میدان قتال میں آئے اور مقابل شکر اعدا کے  
 کھڑے ہو کر ہتھیار جہاد میں بڑھنے لگے

انا برید و ابی حضایر لیسث بر و ع الاسد عند الزبیر  
 اے فوج کوفہ و شام میں برید ہوں فرزند حضایر مدانی اور شیر ہوں بیشہ و غاکا کہ میری آواز سے  
 شیر نہ ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔

يعرف فينا الخير اهل الخير اضربكم ولا ادرى من ضير  
 آگاہ ہیں میری شرافت حسب و نسب سے صاحبان شرافت میں حملہ کروں گا تم پر جانتا ہوں کہ اس  
 میں کچھ ضرر میرے لئے نہیں ہے وجعل محل على القوم وهو يقول اقربوا متي باقتلة اولاد  
 رسول رب العالمين وذرتيہ الباقين بعد از ان بيرز ان ملا علی بن پرچب و راست سے حملہ  
 کرتے تھے اور کہتے تھے اے قاتلان اولاد و پیغمبر غدیت رسول اب ذرا میرے پاس آؤ، فلم  
 ينزل يقاتل حتى قتل ثلثين رجلاً پس اس بزرگوار نے اس قدر دوا لگی کی طاووس کی تین یا پودوں  
 نے اٹا کر کیا خبر زالیہ رجل يقال له يزيد بن معقل فقال لبرير اشهد انك من المضلين  
 بعد از ان لشكر شوم ابن سعد بن شمس سے ایک شقی نکلا کہ نام اس کا يزيد بن معقل تھا اور بيرز سے کہنے لگا  
 کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو گمراہوں میں سے ہے فقال له البرير هلهم فلدع الله ان يلعن الكاذب  
 متاوان يقتل الحق من المبطل بيرز نے جب یہ کلام سنیوہ اس گمراہ سے سنا فرمایا اے قاتل ہم  
 اور تو مبارک کریں اور دعا کریں جناب الہی میں کہ خدا دوزخ کو پر لعنت کرے اور جو کوئی ہم دونوں  
 سے باطل پر ہو تلوار سے اہل حق کی مارا جائے فتصا ولا تضرب يزيد لبرير ضربته لمر لعمل  
 شيئاً وضربة برير وضربة قدت المغفرة ووصلت الى دماغه فسقط بعدا کے دوپونے  
 حلقہ کیا پہلے اس شقی نے بریر پر شمشیر لگائی بریر نے اس لعین کی ضربت کو رو کیا کہ مطلق کارگر نہ ہو  
 بعد از ان بریر نے اس ناپاک کے ایسی تلوار حوالے کی کہ خود کو کاٹ کے وارغ تک پہنچی ساتھ ہی وہ لعین  
 زمین پر گرا اور داخل جہنم ہوا بعد از ان بریر نے سپاہ گمراہ پر وار کیا اور اکثر اشقیاء کو داخل دار البوار  
 کیا آخر الامر ابن اس شقی نے اس بزرگوار کو شہید کیا اور بعد شہید کرنے کے وہ لعین کمال شہیاد  
 ہوا مگر شہیادانی اسکے لئے سود مند نہ ہوئی ۔

(۱۴) فخر بن من بعد البرير و هب بن عبد الله و كانت اُمّ معي يومئذ  
 فقالت قريبا بنى و انصر ابن بنت رسول الله راوى كتهار ہے کہ جب بریر ہمدانی رضوہ جہ رفیعہ  
 شہادت پر فائز ہوئے وہ ہب بن عبد اللہ بن جزم بنک اللہ کھڑے ہوئے اور ماں اس سعادتمند کی  
 ان کے ہمراہ تھیں انہوں نے کہا کہ اللہ اے فرزند اور فرزند رسول کی نصرت کر فقال افعل  
 یا اُمّا ولا فقر وہب کھٹی نے کہا اے مادر گرامی ہرگز میں نصرت میں فرزند رسول کی کرتا ہوں



تہیں کروں گا اور جو کچھ تم فراہم کی اسے عمل میں لاؤں گا اور وہب نے نے الغور خدمت میں شاہ کربا  
 کے آکر حضرت جہاد و طلب کی جب اذن جہاد حاصل ہوا میدان کارزار میں آنکر یہ اشعار رجز میں پڑھ کر  
 ان تک دونی فانا بن الکلبے سو ف ترونی و ترون ضربے

یعنی اشیائے کو فرستام اگر تم میرے حسب و نسب کا انکار کرو تو میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ میں وہب  
 ہوں فرزند عبد الکلبیؓ منقریب تم لوگ مجھ کو بھی پہچان لو گے اور میری حسب و نسب کو بھی جان لو گے  
 و حلق وصولتی فی الحرب ادھرک تماري بعد تمار صبحی

اور آج تم دیکھ کے میری جرأت و دلادری کو میدان جنگ میں کہ جو اصحاب جناب سید الشہداءؓ کے تھے  
 اللہ سے شہید ہوئے ہیں پہلے ان کے خون کا عوض لوں گا اور بعد ازاں اپنے خون کا بدلہ لوں گا  
 و ادفع الکرب امام الکوب لیس جہادی نے الوغایا للعب

دفع کر دوں گا میں ایک بلا کو سامنے دوسری بلا کے اور جہاد میر میدان کارزار میں ہو و لعب نہ بھجنا  
 شتم حل فلم یزل یقاتل حتی قتل منهم جماعة بعد ازاں وہب کلبی نے ان لعینوں پر حکم کیا اور مرد  
 وار جہاد و اعلا میں سرگرم تھے یہاں تک کہ بہت سے منافقوں کو جہنم واصل کیا، فرجع الی امہ و

امراتہ فوق علیہما فقال یا اماتہ ارضیت بعدا کے اپنی والدہ اور زوجہ کے پاس آکے  
 فرما ٹھہرے اور پوچھا کہ اسے مادر گرامی تم مجھ سے راضی ہو میں فقالت ما رضیت او تقتل بین  
 یدی الحسنینؓ اور وہب نے کہا اسے فرزند جب تک تو فرزند رسولؐ پر جان اپنی نثار نہ کرے گا ہرگز

میں تجھ سے راضی نہیں کی فقالت اماتہ لا تقصی فی نفسک زن وہب نے جب یہ  
 بات سنی کہنے لگی اے وہب تو اپنے غم میں مجھے مبتلا نہ کر فقالت یا نبیؐ لا تقبل قولہا وارجع  
 فقال بین یدی سے ابن رسولؐ اللہؐ اور وہب نے کہا اے فرزند ہرگز کہنا اپنی زوجہ کا قونہ

لازم ہے کہ دوبارہ میدان کارزار میں جا اور فرزند رسولؐ کے سامنے اعدائے مقاتلہ کو فیہکون  
 عند فی القیامۃ شفیعاً ک بین یدی اللہ اگر آج تو جان اپنی امام حسینؓ علیہ السلام پر نذر کر لیا  
 فرمائے قیامت وہ جناب تیرے شفیع ہوں گے درگاہ خدا میں فرجع و غاض فی بھار الحرب

حتی قتل تسبوعہ عشر فارستاد و اثنی عشر راجلاً دوبارہ وہب کلبیؓ میدان کارزار میں آئے  
 اور دریائے عرب میں غوطہ زن ہوئے یہاں تک کہ انہیں سواروں کو اور بارہ پیادوں کو قتل کیا

شمر قطعت یارہ فاخذت أمته عموداً واقبلت نحوه وقالت لداك ابوا مني قاتل  
 دون الطيبين اس آیت میں ایک لعین نے ہاتھ وہب بن عبد اللہ کے قطع کئے مادر وہب نے جب  
 لمحہ ان کے کٹے دیکھے بتیا بانہ عمود خیمہ ہاتھ میں لے کر میدان میں آئی اور اپنے فرزند سے کہنے لگی خدا  
 ہوں تجھ پر ان باپ میرے فرزند رسول کی باری میں کمی نہ کر اور حرم محترم رسول زادہ سے شرعاً علو  
 دفع کرنا قبل کی یہ دعا الی النساء فقال لن اعود واموت معك وہب کلی نے پھر کراچی  
 ماں سے عرض کی اے مادر محترم تم خیمہ الہجرم میں جا کر بیٹھو مادر وہب نے کہا میں نہ جاؤں گی اور تیرے  
 ساتھ میں بھی جان اپنی فرزند رسول پر نثار کروں گی فقال الحسینؑ جزیت من اہلبیت خیراً  
 حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے جب یہ حال مشاہدہ کیا کہ مادر وہب بھی شہادت پر مستعد ہوئی ہے  
 حضرت میدان کا رخسار میں تشریف لائے اور فرمایا اے مادر وہب اور وہب خدا تمہیں جزائے خیر دے  
 گاہلبیت کی نصرت میں کوئی دقیقہ تم نے فرو گذاشت نہیں کیا۔

ارجعی الی النساء رحمك الله اے زن صالحہ جگہ خیمہ میں بیٹھ کر خدا تجھ پر رحم کرے کہ جہاد عورتوں پر  
 نہیں ہے فانصرف وجعل یقاتل حتی قتل بموجب حکم جناب سید الشہداء مادر محترم حضرت وہب  
 خیمہ میں آئی اور فرزند اس کا سر گرم جہاد تھا یہاں تک کہ جام شہادت نوش کیا قال فذہبت امرأۃ  
 مسیح الدّم عن وجهه راوی کہتا ہے جب وہب بدرجہ رعبہ شہادت یافتہ ہوئے ان کی زوجہ  
 بتیا بانہ سرور باہر منہ قتل گاہ میں آئی اور اپنے شوہر کا سر زمین سے اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور گروہ  
 عمار ان کے چہرہ کا اپنی چادر کے کونے سے پاک کرنے لگی فبصر بہا شمر فامر غلاماً بالدفن  
 بعمود کان معہ فشدّ جناد قتلاً ما حب شمر ملعون کی نظر اس پر پڑی اس لعین نے اپنے غلام سے  
 کہا کہ اس عورت کو جا کر قتل کر اس لعین نے یہی عمود اس زن صالحہ کے سر پر مارا کہ جن کے حلقہ سے  
 سر اس کا شکافہ ہو گیا اور طائر روح اس کا آشیانہ قدس کو پرواز کر گیا اور اپنے شوہر سے جا کر ملحق ہو  
 وہی اول اعزۃ قدس فی عسکر الحسینؑ اور یہ پہلی عورت ہے شہیدوں میں جو  
 لشکر امام حسین علیہ السلام میں قتل ہوئی۔

(۱۵) درایت حدیثان وہ آیتنا کان نصرنا فاستمر هو و أمته علی  
 ایامہ الحسین علیہ السلام تاہذا قرع مجسی علیہ الرحمۃ تجار میں فرماتے ہیں کہ میں نے ایک حدیث

میں دیکھا ہے کہ وہ بکلی پہلے نصرانی تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ سے وہ سعادتمند اور  
 ماں ان کی دونوں مسلمان ہوئے آپس جب وہ بکلی رخصت جہاد لے کر میدان میں آئے چوبیس پاک  
 اس دلیر کے ہاتھ سے نے انار ہوئے ثمر اخذ اسیراناقیہ عمر بن سعد فقال ما اشد مولانا  
 رادھا کہتا ہے جب وہ بکلی رخصت جہاد لے کر کمال ناتوان ہوئے اور طاقت حرب ان کو باقی نہ  
 رہی چنداں شقیانے اس بزرگوار پر نرغہ کر کے ان کو زندہ اسیر کر لیا جب عمر سعد لعین کے پاس ان کو لے  
 گئے اس لعین نے وہیٹ سے خطاب کر کے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ حسین کی رفاقت میں تجھ سے بڑی  
 دلاوری ماہر ہوئی اور بہت سے سوار اور پیادے ہمارے لشکر کے تیرے ہاتھ سے قتل ہوئے وہیٹ  
 نے اس لعین کا کچھ جواب نہ دیا ثمر انضر بیت عنقه ورمی براسه الى عسكر الحسين  
 علیہ السلام بعد ازاں عمر سعد نے ایک لعین کو حکم کیا کہ اس کا سر کاٹ لے اس شقی نے سر وہیٹ کا  
 کاٹ کر لشکر امام حسین علیہ السلام میں بھینک دیا فاختذت امہ الاراس فقبلته ثمر رمت الی  
 عسكر ابن سعد فاصابت به رجلا فقتلته اور وہیٹ نے جب یہ حال دیکھا دوڑ کر سر اپنے  
 نوزند کا ہاتھوں میں اٹھالیا اور اس کے لب و دندان کے بوسے یعنی تھی اور کہتی تھی اے سعادتمند  
 خوشحال تیرے جان اپنی فرد ندر سؤل پر شمار کی یہ بکھر اس سر کو لشکر عمر سعد میں بھینک دیا کہ اس کا  
 چوٹ سے ایک لمبوی واصل جہنم ہوا، شرمشدت بعد الفسطاط فقتلت رجلا بعد ازاں خود  
 وہ دن پاک احتفا وعود خیمہ ہاتھ میں لے کر روانہ قتلگاہ ہوئی اور ان اشقیاء پر حملہ کیا اور دو لعینوں کو  
 اپنے ہاتھ سے نے انار کیا!

فقال لها الحسين ارجعي يا أمّ وهب انت وابناک مع رسول الله اس وقت حضرت  
 سید الشہداء علیہ السلام اس عورت عالمہ کے قریب گئے اور فرمایا اے ماہر وہب نہ خدا تجھے جوائے  
 خیر و سعۃ خیمہ میں چکر بٹھو کہ خدائے عود توں پر جہاد واجب نہیں کیا ہے اور تجھے بشارت دیتا ہوں  
 کہ تو اپنی بیٹی کے ساتھ ہمیشہ میں رسول خدا کی خدمت میں ہوگی فرجحت وھی تقول الحق لا تقطع رجلا  
 اور وہیٹ نے بشارت حضرت کی زبان مبارک سے شکر خیمہ کی طرف روانہ ہوئی اور یہ دعا کرتی آتی  
 تھی کہ خداوند و میری امید کو قطع نہ کر فقال لدا الحسين يا أمّ وهب لا یقطع الله رجلا حضرت  
 سید الشہداء علیہ السلام نے اور وہیٹ نہ کی زبان سے یہ دعا سنا کر فرمایا اے ماہر وہیٹ تو خاطر جمع رکھ

کہ حق سبحانہ تعالیٰ ہرگز تیری امید کو قطع نہ کرے گا :

(۱۶) ثمر بن زید من بعدہ مسلم بن عویض قدرہ وکان من العباد والزہاد فبرزوہ ویرتجن  
تا وہی کہتا ہے جب وہ حب بن عبد اللہ کلینی درجہ رفیعہ شہادت پر فائز ہوئے تو مسلم بن عویض نے کہ بڑے  
عابد و زائد تھے اور علوم دین کی عالم اور اصحاب کبار جناب سید الشہداء علیہ السلام میں سے تھے بعزم  
شہادت اس امام کم سپاہ کی خدمت میں آئے اور اجازت لے کر میدان کارزار میں سامنے اشرار کو  
اگر یہ اشرار رجز میں پڑھنے لگے ۔

ان تسألونی فی ذلہذا من فرج قوم من ذریئہ بنی اسد  
یعنی اے اشیقائے کوفہ دشنام اگر میرا حسب و نسب پوچھو تو میں شیر و غا ہوں نسل سے اس قوم کی ہوں  
جو سید بنی اسد ہیں ۔

فمن بغانا حائد عن الرشید وکافر بدین حبیب محمد  
بس جس نے کہ سرکشی کی ہم سے وہ بھگ گیا راہ ہدایت سے راہ باطل کی طرف اور منکر ہوا وہ دین تجار  
محمد کا شمر قاتل قتالاً شدید و قتل منهم جماعة کثیرہ فسقط الارض بعد اس کے  
اس بزرگ نے شیر نیا م سے لی اور ان کا قتل پر حملہ آور ہوا یہاں تک حادث شجاعت اور مردانگی کی وحی کہ  
بہت سے بد بختوں کو دواصل جہنم کیا اور جب کثرت زخمائے کاری سے بدن میں طاقت لڑنے کی نہ رہی  
اس جناب پر غش طاری ہوا اور پشت زین سے روئے زمین پر گرے و بدرمق فمشی الیہ الحسنین  
ومعه حبیب بن مظاہر ہنوز جان ایک رمق باقی تھی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام حبیب بن مظاہر کو  
ساق لے لے اس بزرگوار کی لاش پر تشریف لائے فقال لہ الحسنین رحمہما اللہ یا مسلم رحمہما من  
قطع فیہ ومنہم من ینتظر اسوقت سید الشہداء سر ہائے مسلم بن عویض کے زمین پر پیچھ گئے اور سر اس  
بزرگوار کا اپنے زانوئے مبارک پر زمین سے اٹھا کر رکھا اور خون اس کے سر و رو سے پاک کرتے تھے اور  
فرماتے تھے خدا تجھ پر رحم کرے اے مسلم رحمہما نصرت میں فرزند رسول کی تم نے کمال جانفشانی کی بعد ازاں  
حضرت نے اس آیت کو تلاوت فرمایا تو مجھ اس کا یہ ہے کہ بعضوں نے موت سے ملاقات کی اور بعض مرگ کا  
انتظار کر رہے ہیں ۔

تفسیر میں یہ ہے کہ یہ آیہ نشان میں حضرت حمزہ رحمہ اور عبیدہ رحمہ اور جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی



اور دشمنان دین پر حملہ آور ہو کر متصل درجائے فوات پہنچے دیکھا کہ قریب دس ہزار سوار کے موکل آب فوات میں  
نصاحت علیہ الابطال من کل جانب و مکان من انت ایہا البطل المدل بنفسہ المقدس  
المرحومہ ہیں وہ سب اشقیاء ہر طرف سے نعرہ زن ہوئے کہ لے جو ان توکون ہے کہ اپنی زندگی تلف کرنا  
ہے اور اپنے پاؤں سے قبر کی طرف چلا آتا ہے، فقال انا عباس بن علیؑ فتصالح جت الرجال و تزاعقت  
الابطال رقلا و دونکم و العباس بن علیؑ واجتمعت علیہ الخیل جناب عباس علیہ السلام نے  
فرمایا کہ میں فرزند حیدر کرارم عباس علمدار ہوں جو جنہی ان اشقیائے نام حضرت کا ثنا نعرہ مار کر یا ہم کہنے لگے کہ  
جلد اس نو جوان کو قتل کر دیں وہ سب سوار اکیباہر حضرت عباس علیہ السلام پر ٹوٹ پڑے، فلما رآہی  
العباس ؑ ذالک استقبلہم بسیفہ و هو یقول جب حضرت عباس علیہ السلام نے ان اشقیاء سے یہ  
بے ادبی و دیکھی تو شمشیر بکف ہو کر ان لعینوں سے مقابلہ کیا اور یہ اشعار رجز میں پڑھنے لگے

و ثب اللیث فمن شاء اصدده      الیوم یردے من دما نکر اخضرہ  
یعنی یہ حملہ ہے شیر کا اگر تم میں کوئی مرد ہو تو روکے مجھے آج اپنی تلوار کو تھارے خون سے سیراب کر دوں گا،  
انا الذی اعرف عند النرجرہ      ابو علیؑ و مکنی حیدرہ

میں جنگ و جدل میں مشہور و معروف ہوں اور پیر بزرگوار میرے علیؑ ہیں جن کا لقب حیدر کرار ہے،  
فاثبتوا لان لنا یا کضرہ      لعنہ و الحمد والالبقرہ  
اے منکرین عترت رسولؐ اب میرے مقابلہ میں ثابت رہو تو جانوں و حملہ انہم حملہ منکرۃ فجدل  
الابطال و افنی الشجعان و لم یزل یقاتل حتی اقتل منهم مائۃ و ثمانین رجلاً ابطالاً  
معروفہ یہ اشعار پڑھ کر حضرت عباس علیہ السلام نے ان لعینوں پر حملہ کیا اور بڑے بڑے شجاع اور دلیر  
اس شریکے قتل کئے یہاں تک کہ ایک سواشی پہلوان نامدار اس فوج کفار سے واصل جہنم ہوئے،

قال فنظر الی ذالک ما رد بن صدیف قال لا صحابہ لا مر حبا بکم ولا لاشا لکم فلو  
کان کل واحد منکم ملاء کفہ حصا لکنتم طر حتموہ و اھلکتموہ راوی کہتا ہے جب شجاعت  
حضرت عباس علیہ السلام اور نہایت لشکر یزید یا رد بن صدیف نے دیکھی طیش میں آئے اپنے صحاب  
پر ایک نعرہ مارا کہ لے نامردو تم ایسوں کو روز غوش نہ نصیب ہو اگر تم سب ایک ایک ٹھٹی پتھر اس  
جوان پر پھینکتے تو اسے ہلاک کر سکتے تھے شمرؑ قال معاشر الناس انقسم علیکم و کنتم لا میرا میرا

یزید علی بیعت فاعتزلوا عن القتال وامسكوا عن النزول فانما لهذا الغلام الذي قد اباد ابا بطا  
وافق الشجعان بعد اذان ارونے باواز بلند کہا ایہا الناس میں تمہیں قسم دیتا ہوں بیعت یزید کی کہ تم سب سب  
جاؤ اور دوسرے ناشا دیکھو کہ اس نوجوان کو جس نے آج بڑے بڑے شجاعان نامی نمیت و نابوکے ہتھ قتل  
کروں گا فاعتزلت الناس منه فاقبل المارد ابن صديف من عسكرة منفردا بنفسه و  
بيده رمح طويل وهو مكب على فرس اشقر كانه العقيق الا حمريه كلام بد انجام اس  
لعين کا سنکر تمام کوئی واپس اہل شام علیحدہ ہو گئے مارد ابن صديف ایک نیزہ دراز ہاتھ میں لئے سترنگ  
گھوڑے پر سوار کہ مثل حقیق شرح تھا تنہا فوج سے ملکر سامنے آیا فتاہب له العباس حتى انارني  
فصاح به المارد يا غلام ارمح سامك واظهر استسلامك فالسلا من اولي لك من  
الندامتہ دیکھ کر حضرت عباس علیہ السلام نے بھی تہنیت قال کیا یہاں تک کہ جب نزدیک پہنچے تو مارو  
ابن صديف نے ایک نفرہ مارا اور کہا اے نوجوان تلوار اپنی بھینک دے اور اطاعت و فرمانبرداری یزید  
قبول کر کہ بیعت یزید تیری حق میں بہتر ہے ندامت قتل سے شران المارد رجز العباس من شعرة  
وانشاء يقول بعد ازاں مارد بن صديف حضرت عباس سے متوجہ ہو کر یہ اشعار رجز تصنیف کر کے  
پڑھنے لگا

پڑھنے لگا

اتي نصحتك ان قبلت نصيحتي خونا عليك من الحسام القاطع  
یعنی اے عباس اگر تم میری بات مانو تو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ میری شمشیر بڑاں سے خائف و بے  
ولقد رحمتك للضبا لا غيرة لثارات جمال وجهك بازغ  
اور اے عباس اور کچھ نہیں تیری جوانی پر رحم آتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تو صاحب جمال ہے  
مارق قلبی نے الزمان و اتنی اخشے عليك من الجبال الباسع  
میرے دل میں کبھی رحم نہیں آیا مگر با این ہمہ افسوس کرتا ہوں کہ تجھسا نوجوان رغبا میرے ہاتھ سوار جا  
فاعة القياد تعيش خير معيشة الا فدفك من عذاب واقع  
ہیں اگر آج تو بیعت یزید اختیار کرے گا تو مدت العمر عیش و عشرت بسر کرے گا نہیں تو میرے  
ہاتھ سے مبتلائے عذاب ہوگا فلما سمع العباس من متعمرة وما هو عليه من حرمان  
نقل يا عدو الله ما نهقت بحمل جب حضرت عباس علیہ السلام نے اس کے اشعار سنے اور جو

کچھ کہ اس کا مطلب تھا سمجھ کر آیا کہ اے دشمن خدا یہ تو تو نے کچھ اچھی تقریر نہ کی والدی املتہ منی  
ان استسلم اليك فبعيد والوصول اليه صعب شديد اے ملعون تجھے اُمید ہے کہ میں  
تیری اور تیرے یزید لعین کی اطاعت کروں گا یہ اندیشہ دُور و دُراز ہے اور یہ مطلب حاصل ہوا بہت دُور  
ہے وقد عرفت يا عدو الله وعدو رسوله ان لي اتصالا برسول الله صلى الله عليه واله  
وانا غصن من اغصان تلك الشجرة اور جانتا ہے اے دشمن خدا کہ مجھے قرابت رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وآلہ سے حاصل ہے اور میں ایک شاخ ہوں شاخ ہائے شجرہ نبوت سے ومن كان متصلا  
بهمذه الشجرة فلا بد خل تحت الدمام ولا يستسلم من خوف الحسام جو شخص کہ فرزند حیدر  
کرار اور بازوئے جگر گوشہ احمق قرار ہو کیونکہ بخوف شمشیر ابدار بیعت ناسق غذا را اختیار کرے نہ فلیس  
نحن من يأسف من الحيلولة ولا يخون من الوفا لا نرى العلم ان الذي لے في الجنة عند الله  
تعالى افضل مما في هذه الدنيا ہیں اے دشمن خدا ہم مرے سے نہیں ڈرتے اور مارے جانے سے  
غم و اندوہ نہیں کرتے اس واسطے کہ ہم بریقین جانتے ہیں کہ ہمارے واسطے درجات عالی جنت میں بہتر  
ہیں دنیا و ماقبہا سے ثم ان العباس عليه السلام رجلا واجابه على مشعره بعد از ان  
حضرت عباس علیہ السلام نے چند شعر اسی وزن و قافیہ میں انشا کر کے اس لعین کی رجز کا جواب دیا ہے  
صبرا على جور الزمان القاطع ومنيت ما ان لها من رافع  
یعنی صبر کریں گے ہم جور و ستم پر زانے کے اور اس رگ پر کہ کوئی چیز اس کی دفع کرنے والی نہیں ہے  
لا يخز عن كل حق هالك حاشا لمثل ان يكون مجازع  
پھر گزہم اضطراب نہیں کرتے اس واسطے کہ ہر ذبیحیات کے واسطے موت ہے اور حاشا کہ مجھ ایسا  
شخص مضطرب ہو ۛ

نحن الصلواة لنا تما في وقتها ولظهارون بكل غصب لامع  
ہم انکار کرتے ہیں نماز کو وقت نماز اور وقت کارزار شمشیر زنی کرتے ہیں ۛ  
قلن زماننا الدهر منه باسهم وتفرق من بعد شمل جامع  
پس اگرچہ ہمیں زمانے نے نشانہ تیر جفا بنایا ہے اور ہماری جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا ہے ۛ  
فلكم لنا من وقعة ذلت بنا روس الا كما بعد ضرب قاع



لیکن ہم نے اکثر لڑائیوں میں بڑے بڑے شجاعان نامی کے سر و کوششیں ابدار سے کاٹا ہے اور اس سے تمام عالم آگاہ ہے

والی علیہ لیث کل کریمۃ قد یقصر فی کل امر واقع  
 اور چند نامدار میرے علی ابن ابی طالب ہمیشہ جاہلے خطرناک میں شیر نر کی طرح در آئے اور فتح  
 جگہ ہائے اسلام ہمیشہ ان کے ہاتھ سے ہوئی قال فلما سمع المارد ذالک من مقاتلہ  
 بادرہ بالطعنة فقبض العباس علی الریح من ید المارد وجذبہ جذبه کاواک  
 یقلبه من ظهر فرسہ راوی کہتا ہے جب یہ کلام بلاغت نظام زبان حضرت عباس علیہ السلام سے  
 مارو مردود نے سنا تو حضرت پر نیزہ کا وار کیا پس حضرت عباس علیہ السلام نے نیزہ کو پکڑ کے اس  
 زور سے کھینچا کہ قریب تھا کہ اس شقی کو نشت زین سے روئے زمین پر اکٹ دیں فخلی المارد  
 الریح من یدہ وقد نجلہ الخیل عند ما ملک العباس ریحہ پس جلدی سے مار دئے  
 نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا جب فوج نے دیکھا کہ حضرت عباس نے نیزہ اس شقی سے چھین لیا تو اسکو  
 خوب شرمندہ کیا فاخذ العباس الریح ورجعہ الیہ وصاح علیہ انی لارجو  
 ان الله عز وجل یقتلک بسنان ریحک یا عدو الله فحار المارد وکان وده لوقل  
 ولا یسلب منه ریحہ حضرت عباس نے نیزہ پکڑ کے اسی نیزہ سے فوراً وار کیا اور فرمایا کہ میں  
 خدائے عزوجل سے اُمید دار ہوں کہ مجھے تیرے ہی نیزے سے ہلاک کرے یہ حال دیکھ کر اردو جہاں  
 ہو گیا اس واسطے کہ وہ چاہتا تھا کہ قتل ہو جاؤں مگر نیزہ نہ چبھنے نہ تم علیہ وطعن جواد لافے  
 خاصر قہ فخر تھا نشت الفرس بالمارد ورمیت بہ الی الارض پس حضرت عباس ہارنے  
 حملہ کر کے اس نیزہ کو کمر اسب اردو میں لگایا اور شکافتہ کر دیا گھوڑا چراغ پا ہوا اور اس شقی کو  
 زمین پر گرا دیا فاضطربت الصفوف وتصارخت الابطال ونادی الشمر یا ولید کمر  
 ادر کوہ بنجیب والا فهو مقتول لا محالۃ پس ایک پھل لشکر مخالف میں پڑ گئی اور شور  
 مچ گیا شمر کپارا دئے تم پر مار دے کہ جلد خبر لو اور کوئی اسب چالاک اس کے لئے بھیج نہیں  
 ابھی قتل ہو جائے گا فخرج الیہ غلام لدا سود یقال له صارفة عجزة یقال  
 لها طارمۃ وکانت تضاهی الریح فی سرعۃا پس یہ کلام شمر پر انجام شکر صارفہ

ارد کا حبشی غلام ایک گھوڑی کو کہ نام اس کا طاویہ تھا اور سرعت میں ہوا سے برابری کرتی تھی لے کر اس شقی کی طرف بڑھا فلما نظر الیہا عدو اللہ صاح بالغلام ویحک عجل باطاویہ قبل حلول الذاہیۃ مارونے جب گھوڑی کو دیکھا خوش ہو کر کہنے لگا کہ اے صارفہ جلد طاویہ کو مجھ تک پہنچا دے ورنہ میرے مارے جانے میں کچھ باقی نہیں ہے فاسرع الیہ الغلام مکان العباس ابن علی علیہ السلام اسبق الیہا من عدو اللہ وثب وثاب لاسد الضرغام وتشاکل وثاب علی علیہ السلام فوصل الی الغلام فلم یحملہ دون ان طعنه بسنان سرح مولا فمکن الطعنة من قلبہ پس غلام بسرعت تمام چاہتا تھا کہ گھوڑی اپنے آقا کو پہنچا دے جناب عباسؑ اس سے زیادہ قریب تھے مانند شیر فرغام اور مثل حضرت علیؑ علیہ السلام اس غلام پر انجام پر جا پڑے اور وہی نیزہ اس کے قلب میں مار کر کام تمام کیا نہ فاحتوی علی الطاوین ووثب فی ظہرہا وعطفت علی قرنہ اور اسی گھوڑی پر سوار ہو کر ماروا بن صدیف کی طرف پھیر فلما رای المارد ذالک اصفرة وارعدت فرالعیہ وانقطع رجلاہ وایقن لفناء ونادی باعلی صوته اغلب علی جوادمی واطعن بسنانی یا لہا شنیۃ ومعجزة جب مارونے یہ تماشا دیکھا رنگ زرد ہو گیا اور تھر تھری ٹپکٹی زندگی سے مایوس ہو کر فریاد کرنے لگا وافیضتھا کب یلکون چیخن جاوے اور میں اپنے نیزے سے آپ مارا جاؤں قال فلما سمع الشمر ذالک من کلامہ اطلق عنانہ نحوہ واتبعہ الشیخان فخرت السیوف واطهرت الخوف وتبادرت الی بطل وتزاعقت الرجال ومالت نحو العباس راوی کہتا ہے جب آواز مارو شمر نے سنی اس کی طرف باگ موڑ دی اور اس مردود کے پیچھے پیچھے بہت سے دلیل ان لشکر مخالف شمشیر ہائے برہمنہ ہاتھوں میں لئے ہوئے نعرہ کرتے ہوئے حضرت عباسؑ علیہ السلام کی طرف چلے فنادی الحسینؑ اخاہ العباسؑ یا اخی ما انتظارک بعد ذالک وقد عند ربک اللیام فاحترز علی قریب وقصر علیہ وعجل بروحہ الم النار یہ دیکھ کر خبا امام حسینؑ علیہ السلام اپنے بھائی عباسؑ کو پکارے کہ اے بھائی کیا انتظار ہے اس دشمن خدا کو جلد قتل کر کہ دشمنان دین مع شرعین اس شقی کے بچانے کو آ پیچھے جلد اس کا کام تمام کر اور آ جہنم میں پہنچاؤ قال فنظر العباسؑ الی سرعۃ الرجال ومحبیہم الیہ کالسبیل فاسرع

الخاصہ و خفق علیہ بطعنه وقال تجرع من سنانک کاساروتیا وانا العباس بن علیؑ راوی کہتا ہے کہ موافق ارشاد جناب سید الشہداء علیہ السلام حضرت عباسؑ نے دیکھا کہ وہ اشقیاء سبر کر دکی شمر لعین میل کی طرح اُڑے چلے آتے ہیں پس حضرت نورانیؑ اپنے دشمن پر آپڑے اور نیزے کو تکان دے کر فرمایا کہ لے اپنے ہی نیزے سے شربت رگ پی اور میرا نام عباس بن علیؑ ہے فقال المارد مهلاً يا غلام الرب علیؑ اسیرک بکون لك خادم فقال القیاس وما اصنع بك اسیراً وقد قرب الرحیل ثقاته طعنه فی نحره فذبحه من اذنه الى اذنه مارو نے بفرج و زاری جناب عباسؑ سے عرض کیا کہ اے فرزند اسد اللہ الخالب مجھے چھوڑ دے اور زندہ اسیر کر لے اور اپنی غلامی میں رکھ جناب عباسؑ نے جواب میں اس ملعون کے ارشاد فرمایا کہ کوچ ہمارا دنیا سے قریب ہے تیرے قید کرنے سے کیا حاصل بعد ازاں حضرت عباسؑ نے اس ملعون کے گلے پر ایک نیزہ ایسا مارا کہ اس کان سے اس کان تک نکل گیا اور وہ شقی فی النار ہوا۔

ووصلت الخیل الیہ فوجد وہ صریحاً بجھوڑنے دمہ نہ عطف علیہم العباسؑ وہو علی انطاویہ جب شمر ابن ذی الجوشن مع فوج قریب مارو پہنچا تو دیکھا کہ وہ شقی اپنے خون میں ٹوٹا ہے پس جناب عباسؑ نے ان سب اشقیاء پر حملہ کیا اور طاویہ پر سوار تھے۔ وکانت الخیل اذھی جسمائے فارس فما کان الا ساعة حتى قتل منهم مائتین فارس و اشرفوا الباقی علی الهلاك و ابقوا بالوت فرجع عمر بن سعد و رجعت الاعلام المنبوذة غملاً اور جمعیت ان اشقیاء کی جو سبر کر دکی شمر محافظت مارو ابن صدیق کے لئے آئی تھی قریب پانچ سو سواروں کے تھی تھوڑی دیر میں حضرت عباسؑ علیہ السلام نے دوسو نامرد ان اشقیاء میں سے داخل بچھڑم فرمائے پس باقیماندہ بھاگ کھڑے ہوئے اور عمر سعد بھی نشانہ و علم لے کر پچا ہوا و اس اداں لیشرب قد صکر عطش الحسینؑ فرمى الماء من یدہ جب میدان کا زائر ان اشقیاء سے تعالیٰ ہوا حضرت عباسؑ علیہ السلام نے اپنے گھوڑے کو بھیڑ کیا اور داخل دریائے فرات ہوئے اور شدت تشنگی میں چلو بہوں تک لے گئے کہ پیاس امام حسینؑ کی اور اطفال خرد سال کی یاد آگئی ہاتھ سے پانی پھینک دیا وقال لا شربت و اخي الحسینؑ ظمان اور کہا نہ پیو نگا کہ بھائی میرا حسینؑ پیاسا ہے فخذ ملاء القربة و مر علیہا

علیؑ لکھہ الامین وقصد نحو الحیمة بعد از اس مشک پانی سے بھری اور دوش مبارک پر رکھ کر دیا  
 پیاسے نکلے اور روانہ خیمہ گاہ ہوئے اذ اکمن له رجل من بنی امان یقال له زہرہ ابن محارب  
 علیؑ الجاس فیضربہ علیؑ یمین فبراہا عبوی القدر اس حال میں ایک شقی نے کلام اس کا نداء  
 ابن محارب تھا کمین گاہ سے اٹھ کر ایک تلوار لگائی کہ وہنا ہاتھ اس جناب کا قلم ہو گیا۔ فصا انشی بل اخذ  
 الریة بشمالہ فضربہ آخر علیؑ شمالہ فبراہا فاخذ الریة بساعدیہ وضمتہا الی صدۃ  
 والقریة باسنانہ حضرت عباسؑ نے ہاتھ قلم ہو جانے کی کچھ پروا نہ کی اور ٹکے بھی نہ دیکھا بلکہ علم کو بایں  
 ہاتھ میں لے لیا کہ ایک شقی نے اس ہاتھ پر بھی تلوار لگائی اور وہ ہاتھ بھی حضرت کا قلم ہو گیا اس وقت حضرت  
 عباسؑ نے دو ٹوٹتی ہوئی کلائیوں سے علم امام حسین علیہ السلام کو سینہ سے لگا لیا اور مشک دانوں  
 میں دہلی ناصاب القریة سہم داریق مساؤھا پس ناگاہ ایک شقی نے ایک تیر مشک پر لگا لیا کہ تمام  
 پانی بہ گیا فضربہ لمعون بعمود من حدید علیؑ امر اسہ فانفرج عن فرسہ الی الارض  
 وهو ملتفت باخینہ الحسینؑ وانشا یقول اس اثنا میں ایک لمعون نے ایک گرز آہنی اس جناب کے  
 سر مبارک پر لگایا کہ ضرب سے اسکی سر مبارک ننگا ہوتی اور گھوڑے سے زمین پر گرے اور اپنے بھائی  
 جناب امام حسین علیہ السلام کی طرف رخ کر کے یہ اشعار پڑھنے لگے

اقدام حسینا ہادیامہدیا الیوم تلقی جدک النبیؐ

اے حسینؑ اے امام میرے اے رہنما میرے آج میں ملاقات کروں گا تیرے نا نار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے

وحمزۃ ومرتضا علیؑ وتلقا حقنا طمازکیتا

اے مقتدا میرے آج میں جناب حمزہؑ نثار اور حضرت علیؑ مرتضیٰ اور جناب سیدہ فاطمہؑ زہراؑ صلوٰۃ اللہ علیہم  
 سے ملاقات کروں گا فلما سمع الحسینؑ کلامہ اتاہ فرارۃ طرحتھا وضاح واخاہ واجبا سا  
 واقلة ناصرا لاآن انکسر ظہرہ وتکلت حیلو وبعکے بکاء شدید جب صدائے  
 عباسؑ جناب امام حسین علیہ السلام نے سنی بہت جلد لاش برادر پر پہنچے دیکھا کہ عباسؑ خاک و خون  
 میں لوٹتے ہیں اسوقت حضرت نے نعرہ واخاہ واعباساہ واقلة ناصراہ زبان پر جاری فرمایا اور  
 بشدت روئے اور فرمایا اے انخی عباسؑ میری کمر ٹوٹ گئی اور راہ چارہ سازی کی سدود ہو گئی۔

(۱۸) لثا قتل القباثل تداغت الزجال علی الحسین فلما نظر ذلک نادى یاقوم اما من  
 یحیر یحیرنا اما من مغیث ینقیننا اما من طالب حق ینصنا روایت ہے کہ جس وقت جناب حضرت  
 عباس علیہ السلام شہید ہوئے ایک دفعہ اس فوج بیچانے حضرت امام حسین علیہ السلام پر غم کیا جب  
 حضرت نے بے باکی ان اشعیا کی مشاہدہ کی اتمام حجت کے لئے بازار بلند فرمایا آیا ہے کوئی چاہ و ہندہ کہ  
 فرزند پیغمبر کو پناہ دے آیا ہے کوئی فریادرس کہ ہماری فریاد کو پہنچے آیا ہے کوئی شخص طلبکار حق کہ جگر گوشہ  
 رسول کی اس وقت میں یاری کرے۔ اما من خائف من العذاب فیدب عتاً اما من احد یا تینا یشرہ  
 من المآثم لعل الطفل فاق لا یطیع انظما آیا ہے کوئی خدا پرست کہ عذاب سے فرمائے قیامت  
 کرے اور شتر اعدا کو ہم سے دفع کرے آیا ہے کوئی مہیا دیندار کہ ایک تھوڑا سا پانی اس فرزند پیغمبر کو  
 لاکر بلا دے کہ یہ معصوم دور فدے پایا ہے اور جان اسکی شدت تشنگی سے بھوں پر پہنچی ہے فقام  
 الیہ ولده الاکبر وکان له من العمر سبعة عشر سنه جس وقت مدائے استغاثہ امام حسین  
 حضرت علی اکبر نے سنی اٹھ کھڑے ہوئے اور ابھی سن اس جناب کا سترہ برس کا تھا فقال یا ابنا  
 فذلک روح انا اتیک بالمآثم یا سیدے عرض کی کہ اسے پد بزرگوار خدا ہو آپ پر جان میری اگر مجھے  
 اجازت ملے تو میں اپنے بھائی کے لئے پانی ابھی حاضر کروں فقال الحسین علیہ السلام امض بارک الله  
 فیک حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے علی اکبر خدا نے تیرے ارادے میں برکت عطا  
 کرے اگر پانی میسر ہو سکے قال فاخذ الی بؤة بیدہ ثم اتحم الشریعة وملاء الکؤة اقبل نحو ابیہ  
 ساوی کہتا ہے علی اکبر کو نصرت ملی ایک چھوٹا سا مشکیزہ لے کر فرات کی جانب روانہ ہوئے اور نوکلان  
 فرات کو لب آب سے بغرب شمشیر آبدار مار کر ٹھادیا اور مشکیزہ پانی سے بھر کر حضرت امام حسین کی خدمت  
 میں لاکر حاضر کیا فقال یا ابت المآثم لمن طلبت اور عرض کی اے والدنا مار آب لے علی اصغر کے  
 واسطے پانی طلب فرمایا ہے سو یہ حاضر ہے استخاض وان بقی شمس فضبه علی فاتی واللہ عظیم  
 لے پد بزرگوار پہلے یہ پانی میرے چھوٹے بھائی کو بلائے اور بعد اسکے جو کچھ پانی بچ رہے وہ مجھ پر ٹپک  
 دیجئے قسم بخدا کہ میں بھی بہت پایا ہوں فی الحسین واخذ ولده الطفل واجلسہ علی  
 لخذہ واخذ الکؤة وقر بہا الی فیہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو جناب علی اکبر کی اس بات پر  
 اُسی اور شہنہ دانی پر ان کی روئے بعد اسکے علی اصغر کو اپنے زانوئے مبارک پر ٹھایا اور مشک اس کے

ربنا زمین کے قریب لے گئے فلما هبط الطفل ان يشرب اما بهم مسموم فوقع في حلق الطفل  
 قدح به قبل ان يشرب من الماء شيئاً جو میں اس مسموم نے پانی پینے کا ارادہ کیا یکا یک حملہ لے  
 ایک تیر ذہر آلود اس مسموم کی طرف پھینکا کہ وہ تیر جفا خلق علی اصغر پر لگا اور ابھی وہ مسموم پانی نہ پینے  
 پایا تھا کہ آب پیکان کا گھونٹ گلے سے اتر گیا فیکل الحسین ورحمی التکوۃ من یدہ و نظر بطرفہ  
 الی السماء امام مظلوم بے اختیار اس طفل مسموم کے لئے رونے لگے اور مشکیزہ زمین پر دسے مارا اور  
 ایک نگاہ حسرت سے بجانب آسمان دیکھ کر فرمایا اللہم انت الشاہد علی القوم قتلتوا مشبہ الخلیف  
 ینبیتک رسول اللہ خداوند تو گواہ رہنا کہ اس کروہ اشتیاق نے کیا سلوک کیا مجھ سے کہ قتل کیا انہوں  
 نے اس مسموم کو جو کہ مشابہ تھا تیرے بنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شعر قال لا یكون  
 اھون علیک من فیصل پھر فرمایا کہ خداوند یہ فرزند میرے نزدیک بچہ ناقہ دھالنے سے کم نہ ہوگا  
 اللہم ان کنت حبست عنا التصرف اجعل خالک لما ہو خیر لنا خداوند اگر تو اس وقت مجھ کو  
 نہیں جانتا کہ ہماری نصرت و امداد کرے تو اس آزار و بلا کو میرے لئے زیادتی ثواب آخرت کا سبب بنے  
 بعد ازاں حضرت نے علی اصغر کے ماتم میں یہ اشعار انشا کئے

واللہ مالی انیس بعد فرقتکم  
 قسم ہے خدا کی کہ تمہارے ماتم میں سوا اشک حسرت بہانے اور دندان تابست پیسنے کے کوئی غمخوار  
 نہیں نظر آتا

ولا ذکرت الذی ابدی الزمان لکم  
 لا حرجت ادمو منذ وجۃ بید ام ابی  
 اور جب مجھے یاد آتی ہیں وہ نصیبیں جو زمانے کے ہاتھ سے تمہیں پہنچی ہیں بے اختیار اشک خوئی  
 میری آنکھوں سے رواں ہوتے ہیں

(۱۹) قال الشیخ المفید زنی الادشاد لما قتل عباس بن علی فبر زعلی بن الحسین  
 من داخل الحباء شیخ مفید علیہ الرحمۃ روایت کی ہے کہ جب حضرت لے علما ہو گئے اور کوئی باقی  
 نہ رہا کہ جان اپنی فرزند محطفے پر تار کرے اُس وقت علی اکبرؑ نور جان خیمہ امام حسین علیہ السلام سے  
 باہر نکلا و نہایت و اُور کلثوم و سقینۃ و سقینۃ متعلقات بہ اور بچھو پھیاں اور کہیں  
 یعنی نافلہ بے وارثوں کا اس صا جزا دے کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھا اور چاہتے تھے کہ اس شہزادے

کو خیمہ میں لے جائیں فجزب نفسه منہق و مرکب جو ادہ و حمالہ فی المیدان غرقہ علی اکبر اپنے  
تئیں بد شکاری پھو پھوئیں اور بہنوں سے چھڑا کر روانہ میدان کارزار ہوئے فرغ الحسنین رسہ  
نحو السماء وقال اللهم اشہد علی ہذا القوم فقد بزرنا الیہم غلام اشبه الناس  
خلقا و خلقا و منطقاً رسولک اسوقت امام حسین علیہ السلام نے سر مبارک اپنا آسمان کی طرف  
بند کیا اور فرمایا کہ خداوند اگوا رہنا کہ ان ستمگاروں نے تمام عزیز و رفیق قتل کئے اور اب توبہ  
میرے بارہ بکر کی بھیجی کہ جو مشاہدہ تمہارے رسول خدا سے صورت اور سیرت اور گفتار میں و کنا اذا اشتقنا  
الی بنینک نظرنا الی وجہہ اور ہم لوگ جب زیارت رسول خدا کے مشتاق ہوتے تھے تو اسکو دیکھ  
لیا کرتے تھے روی انہ قتل علی عطشہ مائتہ و عشرين رجلاً اس شاہزادے نے ان  
گفتار پر حملہ کیا اور باوجود شدت تشنگی کے کہ کئی روز سے پانی میسر نہ آیا تھا ایک سو بیس ملعونوں  
جہنم کئے تشریح الی ابیہ وقد اصابہ جراحات کثیرۃ فجب علی اکبر پر پیاس نے غلبہ  
کیا اور زخموں سے نہایت چمچ ہو گئے خدمت امام حسین علیہ السلام میں آئے، وقال یا ابت العطش  
العطش هل الی شربة من الماء سیمیل اور عرض کی کہ اسے پیدہ عالمقدار پیاس نے ہلاک کیا  
اگر قصوڑا پانی میسر آئے تو مجھے پلا دیجئے فبکی الحسنین وقال یا بنی این الی بالماء حضرت نے  
فرمایا کہ اے علی اکبر کہاں ہے پانی کہ حسین مجھے پلا دے بخدا سو گند حسین پر بہت دشوار ہے کہ تو  
مجھ سے پانی طلب کرے اور میں نہ پلا سکوں یا بنی تھات لسانک فاخذ بلسمانہ فضہ:  
امام حسین علیہ السلام نے زبان علی اکبر کی منہ میں لے کر چوسی علی اکبر نے زبان اپنی حضرت کے منہ سے  
نکال لی اور عرض کیا کہ اے پیدہ عالی مقدار زبان مبارک آپ کی میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے  
بعد ازاں حضرت نے انکو مٹی رسول خدا کی علی اکبر کو دی کہ اسے منہ میں رکھ تاکہ پیاس سے تھکے کچھ  
تسکین ہو فاتی ارجواتک لا ترجع حتی یسقیک جدک رکاسہ الا فی شربة لا تطماہ  
بعد ہا ابل اور اے علی اکبر حسین کو یقین ہے کہ اب کی بار تو پیاسا نہ پھرے گا اور آب کو فرسے  
سیراب ہو گا پناچہ پھر علی اکبر میدان میں آئے اور جہاد میں معروف ہوئے اور نوے منافقوں کو کھیر  
داخل جہنم کیا شتر ضربه مقتدین مرقۃ العبدیۃ ضربة صرعدہ نصرعہ اس اثنا میں  
منتقدہ لعین نے کین کاہ سے اگر ایک تلوار سر مبارک پر ایسی لگائی کہ پھر بھلے کے شراعتی



فرسہ فاحتملہ الفرس الی عسکر لاعداء فقطحوا بسیوفهم اربابا اربابا علی اکبر نے تیمار کر  
 باہیں گھوڑے کی گردن میں ڈال دیں اور گھوڑا اس حال میں علی اکبر کو لشکر اعدا کی طرف لے گیا اور ان  
 لعینوں نے جسم نامزدین تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا فقال یا ابتلا ادم کنی ادر کنی اس وقت  
 علی اکبر نے آواز دی کہ اے پیر عالمقدار علی اکبر کی جلد خبر لو کہ مجھے ان لعینوں نے شہید کیا فصاخ  
 الحسین و قال قتل الله قوماً قتلواک یہ شکر امام حسین علیہ السلام چلائے کہ اے فرزند خدا  
 قتل کرے اُس قوم کو کہ جنہوں نے مجھ کو شہید کیا راوی کہتا ہے کہ دیکھا میں نے امام حسین علیہ السلام کو  
 کہ گریاں اور نالاں متصل شہدا میں آئے اور گھوڑے سے اتر کر علی اکبر کی لاش پر کھڑے ہوئے  
 ایک روایت میں ہے کہ اس وقت تک رمقی حیات جسم علی اکبر میں باقی تھی اور طائر مردہ پرچ کی  
 طرح نہ میں پر وٹ رہے تھے حضرت نے آواز دی علی اکبر باپ تیرا آیا ہے آنکھیں کھولو اور کچھ کہو  
 اس حال میں آواز پید شکر علی اکبر نے آنکھیں کھولیں اور حضرت کی طرف دیکھا اور کچھ مسکرائے  
 ساتھ ہی اسکی روح نے مفارقت کی: فاخذ راس ولده و وضعه فی حجره و جعل یسبح الله  
 عن وجهه حضرت خاک پر بیٹھ گئے اور سر علی اکبر زمین سے اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور چہرہ نورانی  
 سے اُن کے خون پونچھنے لگے فقال مخاطباً له یا بنی یا علی اکبر قد استرح من کرب  
 اللّٰتیا و ما اسرع للوقوف بک حضرت لاش علی اکبر سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ اے علی اکبر تو نے  
 شان ظلم سینہ پر کھاکر ریخ والم و نیا سے راحت پائی اے علی اکبر عقریب ہے کہ ہم بھی شہید ہو  
 تجھے ملاقات کریں یا بنی ہذا ابوک الحسین قد بقی فی میل لانا صرلہ ولا معین اے علی اکبر  
 باپ تیرا حین تنہا بنے موٹس و مدو گار تیری لاش پر رو رہا ہے اسکے بعد حضرت نے ایک عجب کلمہ  
 فرمایا یا علی اکبر علی الدنیا بعدک الحفا یعنی اے علی اکبر تمہارے بعد خاک ہے دنیا  
 ابد زندگانی دنیا پر قال حمید بن مسلم کاتی انظر الی رأتی خرجت مسرعة کاتھا الشمس  
 الطالعة حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ جس وقت علی اکبر شہید ہوئے میں لشکر عمر سعد میں موجود تھا  
 دیکھا میں نے کہ ایک خاتون مغلطہ آنقباب کی طرح خیمہ امام حسین علیہ السلام سے سر و پا برہنہ روتی  
 پستی باہر نکلی اور قتل گاہ کو روانہ ہوئی و نجات و انکسبت علیہ یہاں تک کہ اس بی بی کو  
 اپنے تئیں لاش علی اکبر پر گرا دیا فاخذ الحسین بیدھا و مردھا الی القسطاط امام حسین



اس بی بی کا پرٹکے خیمہ المہرم میں لے گئے فسالت عنہا فقیل ہر زینب بنت امیر المومنین  
 راوی کہتا ہے میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ بی بی صاحب عصمت کون تھی جو اس بیکراری سے  
 خیمہ سے باہر نکلی اس نے کہا اے شخص یہ بڑی بیٹی امیر المومنین علیہ السلام کی ہیں اور بڑی فاسقا  
 ختم المرسلین کی ہیں نام ان کا زینب ہے اے شخص انہوں نے علی اکبر کو پرورش کیا تھا  
 (۲) مروی ہے کہ لما قتل علی بن الحسین فی طفٹ کربلاء اقبل الحسین وعلیہ جبة خضراء  
 کنا عروہا من مودتہ راوی کہتا ہے کہ جب جناب علی اکبر علیہ السلام یدان کربلا میں شہید ہوئے تو  
 جناب امام حسین علیہ السلام اس بیٹی سے کہ ایک کہنہ جبائے خور حضرت کی دوش مبارک پر پڑی تھی  
 اور گلابی عامہ سر اقدس پر دکھا تھا اپنے نور چشم نخت جگر کی لاش پر تشریف لائے اور اس شبیر پر غلغلہ  
 یوسف قافلہ کربلا کو خاک و خون میں آودہ دیکھ کر شل یعقوب اشک حسرت بہائے اور در فداک  
 کلمات فرمائے شہد تب علی قد میہ والی الخیمة لوداع اهل بیتہ پھر حضرت اسیر طرہ الا  
 وکریان اہلبیت سے رخصت ہونے کو خیمہ میں تشریف لے گئے شہد اقبل علی او کلثومہ وقال  
 لہا اوصیث یا اخیة بنفسک صبرا واتی بارک الی ہشکوا الکفار بعد انان ام کلثوم  
 سے فرمایا کہ اے بہن میں اب ان کفار سے لڑنے جانا ہوں اور تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے نام میں  
 صبر کرتا چہر فرمایا کہ اے بہن صبح سے مجھے اپنے فرزند یار زین العابدین علیہ السلام کا حال نہیں معلوم ہوا  
 کہ اس کی کیا کیفیت ہے اگر کچھ اس وقت افتادہ ہو تو میرے پاس لاؤ میں اُسے دیکھ لوں وہ مجھے دیکھ  
 لے کہ پھر ملاقات میرے شوگی ام کلثوم مرو کے بولیں لے بھائی زین العابدین ایسا بیہوش ہستہ رہی  
 پر پڑا ہے کہ اس کے بچنے کی توقع نہیں حضرت نے فرمایا کہ اے بہن وہ فضل الہی سے صحت پائے گا  
 اور اسے تو ابھی بچ اسیری کے پہنچے ہیں اور چالیس سو میرے ماتم میں رہنا ہے شہد کتب کنا بالود  
 الی ابنہ فاطمہ وقال لہا یا بیتہ اذا فاراخک العلیل فسلمھا الیہ پھر حضرت نے کچھ لکھ  
 اپنی بیٹی فاطمہ کو دیا اور فرمایا کہ جس وقت تمہارا بھائی ہوش میں آئے تو یہ وصیت نامہ اُسے دے  
 دینا راوی کہتا ہے کہ آخر میں اُس نے کہ یہ وصیت کہی تھی کہ اے فرزند جب تم قید سے چھٹ کے  
 مدینہ جانا تمہارے دوستوں کو ہماری جانب سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ میں نے تم سب کو کیلئے  
 پیاسا گلا کٹوایا اور آدم مرگ تم سے فاضل نہیں رہے شرط دوستی و وفاداری یہی ہے کہ جب

تم آب مرو پیا سوت ہماری بکیسی و تشنگی کو یاد کر کے روؤ حضرت یہ وصیت آخری امام مظلوم و شہید لب کی تمہارے واسطے یہی ہے کہ وہ حضرت تمہاری نجات کے لئے پیاسے شہید ہوئے اور سبائب رنج گوار کئے ناقبلت سکینہ وہ صراخہ و کان بجہا جٹا شدیل اتنے میں سکینہ جلاتی ہوئی اور روتی ہوئی حضرت کے پاس آئیں اور جناب امام حسین علیہ السلام سکینہ کو نہایت پیار کرتے تھے فطمہا الی صدرہ و مسح دموعہا بکمرہ و قال سکینہ کو روتا دیکھ کے حضرت کو تاب نہ رہی اسے چھاتی سے لگا لیا اور بفرط شفقت آستین مبارک سے اس کے آنسو پونچھنے لگے اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے ۵

لا تخرق فی قلبی بدمعك حسرة	ما دام منی الروح فی جسمائیه
----------------------------	-----------------------------

اے جان پدر میرے دل کو نہ دکھائزے رونے سے دل حسین کا کھڑے ہوتا ہے اور نزدیک تک میں جیتا ہوں ۵

فاذا قتلت فانت اولی ابائے	تاتینہ یا خیرۃ الشوائب
---------------------------	------------------------

جب میں قتل ہو جاؤں گا تو سب سے زیادہ رونے کی مستحق و مزار دار تو ہی ہے کہ اپنے باپ کی نفس پر رونے کا عشقت سکینہ و قالت یا ابتاہ الی ابن الی ابن یہ سنکر سکینہ اپنے پدر بزرگوار سے لپٹ گئیں اور پوچھتی تھیں کہ اے بابا یہ تو بتاؤ کہ تم کہاں جاتے ہو جبکہ الحنین بکاء شدید اذ قال الی المکان الذی لا یعود منہ احد ۵ جناب امام حسین علیہ السلام سکینہ کی بی تابی و دیکھ کے بہت شدت سے رونے اور فرمایا کہ اے بیٹی وہاں جاتا ہوں جہاں جا کر کوئی نہیں پھرا نہ بکت و لطمت علی وجہہا حتی غشی علیہا یہ سن کے سکینہ اس قدر روتی اور بیٹی اور ملاپنے مارے کہ بیہوش ہو گئی جب تک سکینہ کو ہوش نہ آیا حضرت سرٹنے کھڑے رہے اور کمال رقت حضرت پر طاری تھی اور اہل محرم حضرت کے گرد کھڑے رو رہے تھے فلما افانت قالت ومن بعدك جب غش سے اس شاہزادے کو افاقہ ہوا تو پوچھا اے بابا تمہارے بعد کون ہمارا ہے ومن یسقینا المساء یا ابتاہ فقد شقت کبدنا من مشقة الغصاء اے بابا کون بچھے پانی لا دے گا مارے پیاس کے بزرگ کلیمہ کھڑے ہوا جانا ہے تاوی کہتا ہے کہ بعد ازاں حضرت غم سے کھلے والذ موع تجھے من عینہ حتی بل جیبہ حضرت کی آنکھوں سے مسلسل

آنسو جاری تھے کہ تمام گریبان بھیگ گیا تھا والد مرحوم جسدہ المشریف اور خون زخموں سے  
 بہ رہا تھا فرغت سکینہ صومہا بالبعاء والنجیب سکینہ نے جو حضرت کو جاتے دیکھا پھر  
 آواز گریہ و زاری بلند کی فرجع الیہا وضمہا الی صدرہ و قبل ما بین عنینہا و مسح دموعہا  
 بکفہ حضرت نے سکینہ کی آواز سنی تو آفت پذیری سے بیتاب ہو کر پھر چلے آئے اور اپنی  
 پارہ جگر کو چھپاتی سے لگا لیا اور پیار کیا اور اس طرح پھر آستین سے اس کے آنسو پونچھے حضرت  
 یہ رخصت عجب طرح کی تھی کہ نہ تو سکینہ کو امام حسین علیہ السلام کو جاتے دیکھا کہ صبر آتا تھا اور  
 امام حسین علیہ السلام سے بیٹی کو ترپتا چھوڑ کر جایا جاتا تھا حضرت چاہتے تھے کہ میں آنکھوں سے  
 اس کا کڑھنا اور ترپنا نہ دیکھوں کسی طرح سے پہلا کر چلا جاؤں اس کو کیا حال ہوا ہو گا  
 روح جناب امام حسین علیہ السلام کا جب سکینہ کو شقیہا طمانچہ مارا کر رولاتے تھے اور  
 وہ یتیم و ابتاہ کہہ کر چلاتی تھی

(۲۱) دعی عن سلمان الفارسی فقال حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے  
 کہ کہا انہوں نے اہل علی البقی وطف من العنب فی غیر اوانہ فقال لی یا سلمان اتنی  
 بولدے الحسن والحسین لیا کلا معی من هذا العنب کسی نے رسول خدا کی خدمت میں  
 کچھ خوشہ انگور کے بے فصل کے بیجھے تو مجھ سے فرمایا کہ اے سلمان رضی اللہ عنہ دو نو فرزندوں حسن  
 اور حسین کو لے آؤ کہ ان انگوروں کو وہ بھی میرے ساتھ کھائیں

قال سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ فقال حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے  
 کہ کہا انہوں نے اہل علی البقی وطف من العنب فی غیر اوانہ فقال لی یا سلمان اتنی  
 بولدے الحسن والحسین لیا کلا معی من هذا العنب کسی نے رسول خدا کی خدمت میں  
 کچھ خوشہ انگور کے بے فصل کے بیجھے تو مجھ سے فرمایا کہ اے سلمان رضی اللہ عنہ دو نو فرزندوں حسن  
 اور حسین کو لے آؤ کہ ان انگوروں کو وہ بھی میرے ساتھ کھائیں

واشعرۃ فوادا لا من یرشدنی علی کما فله علی اللہ الجنة اے میوہ دل میرے  
 ناتا تمہارا اس وقت تمہارے فراق میں نہایت بیتاب ہے پس جو شخص کہ خبر تمہاری مجھے لادے

میں خاص میں ہوتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس شخص کو بہشت میں داخل کرے گا فذل جبرئیل من السماء و  
 قال یا محمد علی من هذا الا نزاع یکایک اس اثنا میں جبرئیل آسمان سے نازل ہوئے اور عرض کی یا  
 محمد یہ بیکاری کس کے فراق میں ہے فقال علی دلالت الحسن والحسین حضرت نے فرمایا اے  
 انبی دو نو فرزند میرے حسن و حسین گم ہوئے ہیں اور سرخ ان کا نہیں لیتا ان کے غم فراق سے میں مضطرب  
 الحال ہوں فقال جبرئیل یا محمد ان ابیک الحسن والحسین نائمان فی حدیقة  
 الخالد حلاح جبرئیل نے عرض کی یا محمد آپ اس قدر فرزند کے لئے مغموم نہ ہوجئے کہ دو نو فرزند آپ کے  
 فضل خدا سے جمیع آفات سے محفوظ ہیں اور نخلستان بنی و حلاح میں آرام کرتے ہیں فساد الشیثی صلی اللہ  
 علیہ وآلہ من وقتہ الحدیقة وانا معہ خے دخلنا الحدیقة یہ سنتے ہی رسول خدا صلی اللہ  
 علیہ وآلہ نخلستان بنی و حلاح کی طرف روانہ ہوئے سلمان نہ کہتے ہیں کہ میں بھی ہمراہ حضرت کے تھا یہاں  
 تک کہ داخل اس باغ میں ہوئے فاذا هما نائمان وقد اعتنق احدهما الآخر وغبان نے  
 یہ طاقت دیکھ کر دیکھ کر ہوا و جو ہما کیا دیکھا کہ وہ دو نو شاہزادے گئے میں! میں ڈالے ہوئے  
 آرام فرما رہے ہیں اور ایک انڈا ان کے سر پر ایک گلہ ستر دیکھان سنہ میں لئے ہوئے ان کی نگاہ رانی کر رہا  
 ہے فلما رای الغیبان الشیثی الغی میں نے فیہ وقال السلام علیک یا رسول اللہ لست انا ثعبان  
 وکنی ملک من الملائکة اکثر دین جب نظر اس اڑ رہے کی جناب رسول خدا پر پڑی تو گلہ  
 کہ منہ سے زمین پر رکھ دیا اور کہا سلام خدا تم پر ہو یا رسول اللہ میں اڑ رہا نہیں ہوں بلکہ فرشتہ ہوں  
 فرشتگان مقربین میں سے غفلت عن ذکر ربی ظن فی عین غضب علی ربی و مسخ نعبان کا  
 قوی و طرفی من السماء اتنا مجھ سے قصور ہوا تھا کہ ایک لمحہ عبادت خدا سے غافل ہوا فی انھود  
 غضب الہی چھپر نازل ہوا اور خدا نے میری صورت تبدیل کی اور بصورت اڑ رہا مسخ کیا اور آسمان سے  
 زمین پر ڈال دیا

والمسئلین سنین کثیر فی قصد کرم علی اللہ فامسئلہ ان یشفع لی عند ربی یا رسول  
 اللہ برسول گذرے ہیں کہ میں اس بہشت سے ہوں اور میں خواہاں ہوں کہ کوئی بزرگ شفاعت کرے  
 کہ حق تعالیٰ میری تفصیلات کو عفو فرماوے اور پھر مجھے بہت اصلی عطا فرماوے کہ میں اپنے  
 مقام پر پہنچوں قال فنجی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ نقیلہما حتی استبقظا فجلسا علی

رجبی الثبۃ سلمان کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ زانوئے حسینؑ کو ہلا کر بوسے ان کے سینے  
 لگے یہاں تک کہ وہ بیدار ہوئے اور جناب رسول خدا کے زانو پر جا بیٹھے فقال الثبۃ یا ولدی  
 انظرالی هذا المسکین فقال ما هذا ابا جده فقد خفنا من نزع منظرہ پھر رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وآلہ نے حسینؑ سے فرمایا کہ اے فرزند واسس مسکین کی طرف دیکھو کہ یہ کچھ تم سے اتنا س  
 رکنا ہے حسینؑ نے پوچھا اے جد بزرگوار یہ کون ہے کہ اسکی صورت ہدینکا سے ہیں خوف آتا ہو  
 حضرت نے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ ہے فرشتگان مقربین میں سے ایک محمد ذکر خدا سے غافل رہا اس سبب سے  
 خدا نے اسکی ہدیت تبدیل کر کے بصورت اژدہا مسخ کیا ہے وانا مستشفع الی ربی بکما فاشغالہ  
 فوثب الحسن والحسین ناسبغا الوضوء و صلیا رکعتین چاہتا ہوں کہ تم اسکی شفاعت  
 کرو جناب حسین علیہ السلام یہ بات سنکر اٹھ کھڑے ہوئے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پجالی  
 و قال لا ادر بعد فراغ نماز کے دو شاہزادوں نے درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کی اللہم نحن جددنا  
 الجلیل الحبيب محمد المصطفیٰ و یا ینا اسد اللہ الغالب علیٰ ن المرتضیٰ و یا منسا  
 نا طہ الزہراء اما ردقہ الی حالۃ الاولیٰ یعنی خداوند ہمارے جد بزرگوار جناب محمد مصطفیٰ  
 کے واسطے سے جنہیں تو نے اپنا حبیب کیا ہے اور ہمارے پدر عالی مقدار شہر خدا علی مرتضیٰ کے سبب سے  
 اور ہمارے مادر گرامی جناب فاطمہ زہرا کے واسطے سے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ اس فرشتہ کو  
 ہمیت اصلی اپنی قدرت کاملہ سے عطا کر نما استتم دعا و هما و اذا بجبرئیل قد نزل من  
 السموات رہی من الملائکۃ ہنوز وہ دونوں وہ چشم بتول دعا کرنے سے فارغ نہ ہوئے تھے  
 کہ جبرئیل امین انوار ملائک ہمراہ لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوئے و بشر ذالک الملائک  
 برضی اللہ و بردہ الی مسیرقہ الاولیٰ ثم ارتفعوا بہ الی السماء اور جبرئیل نے عرض کی کہ یا  
 رسول اللہ اس ملک کو بشارت دیجئے کہ حق تعالیٰ حسینؑ کی دعا کی برکت سے تجھ سے راضی ہوا  
 اور صورت اصلی تجھے عطا ہوئی بعد ازاں وہ فرشتہ مع ملائکہ آسمان پر پرواز کیا۔ شہر مرجع  
 جبرئیل و هو متبسم فقال یا رسول اللہ ان ذالک الملائک یفتخرون علی ملائکہ سبع  
 مہرات و یقول لہم من مثلے و انما فی شفاہۃ المسیدین المسندین السبطین  
 الحسن والحسین بعد ایک لمحہ کے جبرئیل اسکرتے ہوئے نازل ہوئے اور جناب رسول خدا

سے عرض کی کہ یا محمدؐ وہ فرشتہ کہ جس کی حسینؑ شفاعت خواہ ہوئے تھے تمام فرشتگان ہفت آسمان پر مفاخرت کرتا ہے اور ان سب سے کہتا ہے کہ کون فرشتہ برابری کر سکتا ہے میری کہ میرے لئے شفاعت خواہ ہوئے وہ دو سید بزرگوار کہ نواسے رسولؐ کے ہیں اور نام ان کا حسنؑ اور حسینؑ ہے :

ایہا المؤمنون ہذا محل بکاء و عویل و ہوا الحسینؑ یوم عاشور لما قتل جمیع اصحابہ و اہل بیتہ ینظر عینا و شمساً لا وینادی و اوحدا تاہ و اغربتاہ و اقلتاہ ما صلاہ و امصبتاہ مؤنین مقام گریہ و بکا ہے کہ وہی امام حسینؑ علیہ السلام تھے روز عاشور جب تمام اصحاب و اقربا اس جناب کے میدان کربلا میں شہید ہو چکے اور کوئی جاں نثاؑ اس امام مظلوم کا باقی نہ رہا اس وقت حضرت جانب چپ و راست نظر کرتے تھے اور باوازا بلند فرماتے تھے کہ وائے تنہائی وائے مسافری و بے وطنی وائے فلت مدوکاری وائے شدت مصیبت شر بجھی علیہ السلام بکاء و شد یلک الحق بکات السموات و الارض بعد ازاں حضرت بشدت روئے کہ حضرت کے رونے پر آسمان و زمین گریں ہوئے مقام علیہ السلام وائے اعلیٰ سیفہ و نادئی باعلیٰ صوته فقال انشد اللہ اللہ هل تعرفونی قالوا نعم انت ابن رسول اللہؐ اس حالت میں حضرت تمام حجت کے لئے سلسلے اس فصیح اشراک کے کھڑے ہوئے اصفو الفقار پر تکیہ کر کے باواز بلند فرمایا کہ میں تم کو قسم دلاتا ہوں خدا کی کہ تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں سب نے جواب میں کہا کہ ہاں ہم تمہیں جانتے ہیں تم فرزند نبیؐ خدا ہوئے فقال علیہ السلام هل تعرفون ان فاطمۃ بنت محمدؐ و ان ابی علیؑ بن ابی طالبؐ پھر اس امام مظلوم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ مادر گرامی میری فاطمہ زہراؑ ہیں اور والد بزرگوار میرے علیؑ مرتضیٰ ہیں سب نے جواب دیا کہ واقعی ہم یہ بھی جانتے ہیں :

فقال انشدکم اللہ اتعلمون ان ہذا سیف رسول اللہؐ و ان ہذا غماتہ رسول اللہؐ انما لابسہا پھر حضرت نے فرمایا کہ میں تم سے بقسم پوچھتا ہوں کہ آیا تم جانتے ہو کہ یہ عمامہ جو میرے سر پہ ہے عمامہ رسولؐ اعلیٰ اللہ علیہ واکہ ہے اور سیف جو میری کریں ہے سیف رسولؐ ہے و قالوا اللہ نعم پھر حضرت کے جواب میں ان لمونوں نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے فقال علیہ السلام فما تسمونہم قالوا قد علمنا ذالک کلمہ و نحن غیر تارکیک حقن دمی الموت عطشنا انما پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ سب امور جانتے ہو تو کیا سبب ہے کہ خون مجھ بگیاہ کا

حلال جانتے ہوا اور مجھے پانی بھی نہیں دیتے ہوا ان اشتیاق نے جواب دیا کہ ہم سب تمہارے شرف و  
فضیلت سے واقف ہیں لیکن یحییٰ بن احمق ہم تم کو نہ چھوڑیں گے جب تک پیاسا ذبح نہ کریں اور ایک قطر  
اس نہروں سے تم تک نہ پہنچے دیں گے فتقد و علیہ السلام الی القتل و قتل منہم الی  
نحو عشرۃ الاف رجل حتی اضعف عن القتال بعد ان تمام محنت کے اس جناب نے اس قوم خفا کا  
سے مقابلہ کیا اور قریب دس ہزار ملائین کے داخل جہنم کئے تا آنکہ اس جناب پر شدت قتال سے  
ضعف طاری ہو گیا اور کثرت زخم ہائے کاری سے سسرت ہو گئے، فعند ذلک حملوا علیہ  
القوم حلة رجل واحد حتی وقع فیہ الف وتسع مائۃ جراحۃ وکانت السہام فی  
دبرہ کالمشوک فی جلد الفتقد اس آئنا میں ان سب اشتیاق نے ہر چار طرف سے ایجا رکھا  
حضرت پر حمل کیا ایک ہزار نو سو زخم جسم شریف پر گئے اور تیروں کی کثرت حضرت کی زندہ پر اس طرح سے  
تھی کہ جیسے ساہی کے کانٹے ہوتے ہیں فتقد و الیہ سنان بن انس التخنخ قطعہ بسنانہ و  
خرج السنان من ظہرہ پس سنان بن انس ملعون نے آکے ایک نیزہ سینہ اقدس پر اس زور سے  
مارا کہ نوک نیزہ پشت مبارک سے باہر نکل آئی،

فلما جذب روحہ وقع الحسین علیہ السلام من فرسہ الی الارض و یحییٰ نے دمہ  
دیشد کھو اور تبہ جس وقت اس لعین نے نیزہ کو کھینچا تو صدمہ سے اس کے دہرا کب دوش رہو لہذا  
اور محبوب حبیب کبریا پشت زمین سے روئے زمین پر گر پڑے اور اپنے خون میں اوٹے تھے اور شکایت  
قوم خفا کار کی اپنے پردہ و کار سے کرتے تھے و یقول اللہ انک تعلم انہم یقتلون رجلاً لیس  
علی وجہ الارض ابن بنت نبی غلیظہ اور سر مبارک آسمان کی طرف بلند کر کے ڈالتے تھے  
کہ الہی تو جانتا ہے کہ یہ لوگ قتل کرتے ہیں ایسے شخص کو کہ آج روئے زمین پر کوئی فرزند و دختر پیغمبر کا  
موا اسکے نہیں ہے فاراد القیام فرخہ مغشیا علیہ بنقہ صوبیاعلی وجہ ثلاث  
مساہات حضرت نے اس حال میں ارادہ کھرا ہونے کا کیا لیکن شدت زخم ہائے کاری سے غش  
کھا کر گر پڑے اور تین ساعت کامل حضرت روئے زمین پر حالت غش میں بیہوش پڑے رہے،  
فلما افاق من غشیہ قصده درعہ بن شریک الشامی فضر بہ علی عاتقہ فکتبت  
منہا حضرت کو اندکے غش سے افاق ہوا تھا کہ ناگاہ ذرعیہ بن شریک ملعون نے ایک ملولہ ایسی دو



مبارک پر لگائی کہ حضرت مہنہ کے بل روئے زمین پر گر پڑے ثور جاء الشمر فذئبی منه و مرکب علی صدره علیہ السلام وجعل یقطع اوداجہ کس زبان سے بیان کیا جائے کہ بعد ازاں ثور ملعون آیا اور سینہ اقدس پر اس امام مظلوم کے چڑھا اور خنجر بیلہ سے رگ ہائے گردن شریف کاٹنے لگا فک لثما قطع منه عرقا بنادى الامام واعطشاه واقلة ناصره واجداه واحمداه اما قتل عطشاً ثم اغریباً وجیداً وجیداً محمد بن الحنفیہ صلی اللہ علیہ والہ جو رگ کہ گردن اقدس سے جدا کرتا تھا حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے تھے کہ انفسوس کوئی فرزند رسول کا ناصرو مددگار بنہیں انفسوس میں تشنہ لب و غریب و تنہا شہید ہوا ہوں حالانکہ سب جانتے ہیں کہ میں نواسہ رسول خدا کا ہوں۔ ثور قال آہ یا غیاث المستغیثین و یا صیح المستصرخین فیکل کبکاء مشدیداً حتی بکت له الجن والملائکة المقربون ومن فی الارض والسماء اور فرماتے تھے آہ آہ فریاد رس مستغیثان واسے داود مندہ مظلومان سوا تیرے کوئی فریاد رس نہیں۔ فرما کر حضرت شدت بردے تا آنکہ حضرت کے رونے پر تمام جن اور ملائکہ مقربین اور اہل آسمان م زمین گریاں ہوئے انا لله وانا الیہ راجعون۔

(۲۲) روی عن ابن عباس انہ قال لما ولد الحسین امر الله جبرئیل ان یهبط الی الارض فی الف من الملائکة المقربین لیہنئ محمد ابیہ و یسبغونہ ماء من السماء العالمین شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ابالی میں بسند معتبر ابن عباس رضی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت جبرئیل کو فرمان الہی ہوا کہ اسے جبرئیل ہزار فرشتے اپنے ساتھ لے کر زمین پر نازل ہو اور ہماری طرف سے رسول خدا کو سلام کہو اور فرزند سیدۃ النساء کی مبارکباد کہو فقہیہ جبرئیل صبح الملائکة المقربین علی جہیزہ من جنات جبرئیل امین حکم حضرت رب العالمین روانہ ہوئے اُنہائے راہ میں گذر جبرئیل کا ایک جزیرہ میں ہوا خدای فیہا ملکاً یقال له فطر سقہ اس سالہ اللہ فی امی من اموری فابطاء علیہ فغضب اللہ علیہ وکسیر جناحہ والقاسم نے ثلاث الجزیرہ وہاں جبرئیل نے ایک فرشتہ کو دیکھا کہ اس کا نام فطر س تھا حق تعالیٰ نے اس سے کسی کام کو فرمایا تھا اسکے بچالانے میں اس فرشتے سے اندکے تاخیر ہوئی تو خدا غضب الہی نازل ہوا اور پوچھا اس کے ٹوٹ گئے اور اس



جزیرے میں پھینکا گیا تھا کہ اللہ سب سے مانتا عالم ولد الحسین فقال الملك يا اخي جبرئیل  
 الاین تو بید اور سات سو برس سے وہ فرشتہ عبادت خدا میں مشغول تھا یہاں تک کہ حضرت امام  
 حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور جبرئیل امین مبارکباد کہنے کو جناب ختم المرسلین کے پاس آنے لگے۔  
 اُنٹائے راہ میں فطرس سے ملاقات ہوئی فطرس نے پوچھا کہ اے جبرئیل کہاں جاتے ہو؟ قال ان الله  
 انعم علی محمد مولود فبعثنی الیه اھنیہ عن الله جبرئیل نے کہا کہ جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ  
 کے یہاں خاصہ پیدا ہوا ہے خداوند عالم نے مجھے مبارکباد کے لئے بھیجا ہے فقال الملك يا جبرئیل ملک  
 فی هذه الجزيرة سبع مائة عام وابد ان تحملی معك لعل محمد یدعونی فطرس نے یہ  
 کہا کہ اے جبرئیل مجھے سات سو برس گذرے ہیں کہ اس عذاب الیم میں گرفتار ہوں زیادہ اس سے مجھے  
 تاب نہیں ہے تم مجھے بھی حضرت کی خدمت میں اپنے ساتھ لے چلو شاید وہ جناب میرے عفو و تغیرت کو  
 لئے دیکھ جائے جناب اھس الہی میں دعا کریں اور حضرت کی برکت دعا سے پھر مجھے بال و پر عطا ہوں کہ میں اپنے  
 مقام پر پہنچوں قال فحملہ جبرئیل علی طرف ریشہ من جاحہ حتی دخل بہ علی البتہ فھذا  
 عن الله واخبرہ بحال الفطرس راوی کہتا ہے کہ حضرت جبرئیل فطرس کو اپنے پر و بال پر بٹھا کر  
 کے پاس لائے اور جانب خدا سے مبارکباد کہی بعد اسکے فطرس کا حال عرض کیا و قال لا البتہ قل لہ  
 یتقو و یسبح جاحہ بہذا المولود فقام الملك و مسح جاحہ ثم ارفع طائرًا الى السماء  
 بیروکہ الحسین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا فطرس سے کہو اپنے بازوؤں کو اس  
 مولود کے بدن سے مس کرے فطرس نے بموجب ارشاد اپنے بازوؤں کو امام حسین کے جسم سے مس کیا  
 نے الفور امام حسین علیہ السلام کی برکت سے تمام بال و پر فطرس کے پیدا ہو گئے اور آسمان کی طرف  
 پرواز کر گیا اور مشغول عبادت الہی ہوا۔ وھو یقول من مثلے وانا عتیق الحسین علیہ السلام  
 اور فطرس ہمیشہ ملائکہ سے فخر کیا کرتا تھا کہ آج کون ہے مثل میرے کہ میں آزاد کردہ فرزند  
 رسول الثقلین ہوں۔

بجسم ترقی فطر من فی الملائک  
 عندانی عن اضر الطل تحت التناہک  
 وہ جسم کہ جس کے مس کرنے سے فطرس ملائکہ میں پہنچے ہزار افسوس کہ روز عاشورا اس جسم پاک  
 پر گھوڑے دوڑاتے تھے تو منین حضرت زینب اس وقت میدان قتال میں پہنچیں کہ جب یہ



جسم مجروح سے ملتی تھیں اور روکے یہ کہتی تھیں ۵

انحرص قوامنا علینا و فینا حکموا ایدی السبأ

اے بھائی دشمنانِ دین نے ہمارے غمِ جلا دیئے اور ہمیں مثلِ گنہگاروں کے قید کیا ہے ۵

فتنظر للستامی صا رخات وتنظر للایامی نے نعا ۵

اور اے بھائی دیکھو اپنے یتیم بچوں کو کہ کس درو سے فرما دکر تھیں اور کئی ان کا فریاد سن نہیں ہے

اور دیکھو رانڈوں کو کہ تمہارا ماتم کر رہی ہیں ۵

ومن بعدکلا ساور من عقیقن تصاغ لھا اساور من دما ۵

اور انگنِ عقیق کے ان کے ہاتھوں سے آثار لئے ہیں اور سو اس طرح کفن کرنا دھمی ہے کہ کنگن کی طرح

خون ان کی کلاسیوں پر چمک آ رہا ہے ۵

وتنظر اختلاک الشکلی بند لکسانی الحزن اثواب الحنا ۵

اور دیکھو اے بھائی اپنی غمزدہ ہیں کہ تمہاری مشید سے اسکو لباسِ مہینا یاد فلم تزل تھا طبع

واذا بالشوط بین الکتفین نجد ہما منہ فہر حفت زینب یہ میں جگر خراش کر رہی تھیں

ناگاہ ایک شقی نے پشتِ مبارک پر ایک تازیانہ مارا اور بزدلانہ ام حسین علیہ السلام سے چھڑایا

شد المشکلیۃ اعتقت جسد الحسید تقول یا ابتاہ من ذا الذی طعن علی صدک

وہی تقبل بسم ابہا و تقول یا ابتاہ من ذا الذی خضبتک بدما ملک بعد اس کے سبکے نقشِ مہر

جنابِ سید الشہداء علیہ السلام سے لپٹ کر فریاد کرنے لگی اے بابا کس شقی نے آپ کے سینہ اقدس پر

نیزہ مارا اور بے اختیار جسمِ اقدسِ امامِ مظلوم کے دوسے بیتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اے والدِ بزرگوار

کس نے آپ کے جسمِ شریف کو خون سے آپ کے رنگیں کیا یا ابتاہ من ذا الذی قطع راسک

دوسرے بدن اے پدرِ عالی مقدار کس شخص نے آپ کے سر مبارک کو قطع کیا اور شہرگ کو کاٹا

یا ابتاہ من ذا الذی یتم علی صغر متقی اے پدرِ بزرگوار کس شخص نے مجھے اس صغر میں

یتیم کیا یا ابتاہ من بقی بعدک ترجو لے بابا اب کون ہے بعد تمہارے کہ ہم سب اس سے توقع

رکھیں یا ابتاہ من النساء الحامرات لے بابا اب کون رانڈوں کی خبر گیری کرے گا یا ابتاہ

من اللامسل المسبیات لے بابا اب کون ہم قیدیوں کی سرپرستی کرے گا یا ابتاہ لیسنے

وسدت ثری ولا امرے شیبک مخضباً بالذماعة پدربزرگوار کاش میں خاک میں مل جاتی  
کہ ریش مبارک تمہاری خون میں ڈوبتی ہوئی نہ دیکھتی الما نظر الایام بعدک قد غدت تر  
جیارے و سانی القوم شخص لخصر عا:

اے پدربزرگوار اپنے اطفال یتیم اور عورت بکیں کو دیکھو کہ بے مقنعہ و چادر ہیں۔  
ابی لوتلفی والعدا یسلو ننہ د قد سراج بالقطیع مقنعاً  
اے پدربزرگوار کاش آپ مجھے اس سال سے دیکھتے کہ دشمنوں نے بیہنہ سر کیا اور تازیانے لگائے ہیں  
ابی لاہنا عیش و الے ولیننے تجرعت کاس الحنف قبلاک متنعاً  
اے پدربزرگوار کاش کہ آپ سے پہلے میں مر جاتی اور میں آپ کی لاش کو یوں آلودہ بخاک و خون نہ دیکھتی  
قال الراوی تقبل ہم ابن البتول سکینة و شمر لھا بالسوط يمنع راوی کہتا ہے کہ سکینہ یہ  
بین کرتی تھی اور اپنے پدربزرگوار کے بوسے یعنی تھیں کہ شمر نے اس مظلومہ کو لاش پدربزرگوار سے بضر  
مازیانہ جدا کیا۔

(۲۴) دو ظلم عظیم کرنے میں ہاتھ سے انتقام اُٹتے اہلبیت کے اہلبیت رسول پر گزرتے ہیں ایک ابن  
بلجم ملعون کے ہاتھ سے اور دوسرا ابن زیاد بدبھاد کے ہاتھ سے پہلے ابن بلجم نے تلوار رخاب امیر علیہ السلام  
پر عین مسجد میں لگائی اور حنین کو یتیم کیا اور بعد ازاں ابن زیاد بدبھاد نے خدیجہ رسول اور دختران  
بتول کو سر بیہنہ داخل کوفہ کیا۔ ایک روز اسی کوفہ میں حال دختران علی وفاطمہ کے پردے کا یہ تھا کہ  
حدیث میں وارد ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام مسجد میں زخمی ہوئے اور حنین علیہم السلام حضرت کو  
لیکر قریب دو لکھ پہنچے تو حضرت بیہوش تھے کہ آگاہ صدائے گریہ دختران فاطمہ زہراء حضرت نے  
سنی چشم مبارک کھولی اور آہستہ حضرت نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا:

یا قرة عینی قل للنا س لید عولی فان بنا س الہ ہرء ینشرون المشعور فی عزائے  
اے نور چشم اب لوگوں سے کہدو کہ مجھے رخصت کریں کہ دختران فاطمہ زہراء میرے ماتم میں بال کھولیں  
گی۔ ہزار افسوس اسی کوئی میں ایک روز دختران زہراء کس صورت سے داخل ہوئی ہیں  
قال الراوی رایت الامام سارے موثقین بالجبال مقرنین بالحدید منہم نساء و  
صبیان من بنات رسول اللہ علی آفتاب الجبال مکشفات الوجہ والرموس

راوی کہتا ہے کہ دیکھا میں ابن ابیہیت کو کرسیوں سے بندھے ہوئے ہیں اور بستے میں جکڑے ہیں نہیں  
 کچھ عورتیں رسول خدا کی بیٹیاں ہیں اور کچھ اطفال ہیں کہ باسر عریاں پشت شتران پر سوار ہیں۔  
 ومنہن صبیۃ و تکی و تقول یا عمتی یا زینب روحی فداک این ابی اس ابی۔ اور ان سے رو  
 میں ایک لڑکی رو رو کر کہنے لگی ہے پھر پھر زینب تمہارے مدد تے بناؤ کہاں ہیں! با میرے کہاں ہیں  
 با میرے شہر انہما لطمت وجهها حتی خرت مغشیۃ علیہا وہ ما جزاوی یہ بین کر کے  
 اس قدر منہ اپنا بیٹی کہ غش کھا کر گر پڑی فضیلت النساء بالبعسار والعویل و ضجّت القوم  
 بالکاء والتجیب حتی اجرت الذموع علی حواضر الخول اس ما جزاوی کا یہ حال دیکھ کر ایک  
 ماتم عظیم المہبت میں برپا ہو گیا کہ سب دیکھنے والے بھی رونے لگے یہاں تک کہ گھوڑوں کے سہوا  
 تک آنسو ٹپک ٹپک کر پہنچے۔

(۲۵) ردی ثقات الاخبار لما قتل مولانا الحسین بنی ارض کر بلا تسابقت بنوا امیہ  
 و بنو سیمان علی نهب الخیم والنسوان و اضرمت فی مضاربہن الشیران بعض ثقات نے  
 روایت کی ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام اشتیاء کے بنی امیہ اور قوی کوفہ و شام داخل خیم  
 المہبت ہوئے اور زر و زور و قتران فاطمہ کا لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگا دی فخر جن النساء  
 حاسرات مسلبات باکیات فاجتمعن کلھن عند الجسد المرفوض وھن فی فوج و بکاء  
 و عویل پس قتران فاطمہ سر پر بندہ روتی پیتی ٹٹی ہوئی باہر نکل پڑیں اور سب بیاباں لاش کے ٹکڑوں  
 پر اکڑتے ہوئیں اس وقت شور فیاد و اویلا ان مصیبت زدوں میں برپا تھا، لا علی بن الحسین  
 فانہ بقی مطر و عابضار بن الحناہ بن الفجرۃ اللیام لآلہ کان لا یستطیع الکلام ولا  
 یقدر علی نہوض ولا قیام من شدۃ الجوع والعطش والسقام فقط امام زین العابدین  
 نیمہ میں بیہوش پڑے رہ گئے تھے کہ حفرت کو زیادتی مرض و شدت عطش سے کھڑے ہوئے کی اور بات  
 کرنے کی طاقت نہ تھی۔

والکل منهم شاعر سیفہ علیہ هذا یقول اقتارۃ والحقوہ بابیہ و هذا یقول  
 دعوۃ بقاء و اخوانہ لیتسلین پھر اس وقت محمد بن سعد لعین اس مظلوم کے سر پر تلوار  
 کھینچے ہوئے کھڑی تھی کوئی تو کہتا تھا کہ اس بیمار کو بھی مثل اسکی باپ کے قتل کرو اور کوئی کہتا

تھا کہ اس سے متعرض نہ ہو کہ سوا اسکے اب کوئی وارث و خزان رسول خدا کا باقی نہیں ہے و منہم من  
يقول لا تقوا من اهل البيت صغير ولا كبير او بعض يقول لا تعجلوا حتى تستشروا الامر  
بعمر بن سعد علی قتله و هو مشغول بنفسه لا يدري ما يقولون ولا يسمع ما يتشاورون  
اور بعض ملعون یہ کہتے تھے کہ نام و نشان آل محمد کا صفحہ ہستی سے مٹا دو اور ان میں سے ایک کو بھی  
زندہ چھوڑ دو اور بعض ملعون یہ کہتے تھے کہ ابھی جلدی نکر و عمر سعد کے مشورے پر موقوف رکھو اور  
حال بیمار کر بلا کا یہ تھا کہ حالت غش میں تھے مطلق حضرت کو خبر نہ تھی کہ کس کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں  
اور کیا کہتے ہیں فاذا افاق من غشونه نظر عينا وشمالا قلم يريلا نارا مبهوثة وحيا ما  
منهوبة فسادى ياديلنا وواعمتا و جب اُس بیمار کو غش سے کچھ افادہ ہوا تو دیکھا کہ خیمہ  
لوٹ لیا ہے اور آگ لگا دی ہے اس وقت کہہ کر نام ایک ایک کا لے کر یوں کہتی تھی این عمتے  
زينب این عمتے ام كلثوم این اختي سكينه این الحيام این الشوان این الاصحاب این  
الاجاب کہ کہاں ہیں پھر بھی میری ام كلثوم اور کہاں ہیں پھر بھی میری زينب مغموم اور کہاں ہیں  
جہن میری سكينه معلوم کیا ہوئے خیمے اور کہاں گئے الہبیت اور کیا ہوئے اصحاب اور کہاں گئے  
اجاب ثم نهض ليقول فلم يقدر فذ طرفه الى جند الاعداء فرأى عجا جة تائرة و  
خيولا غائرة ونساءً مجتمعات را صوات عاليات وشعور منشورات بعد اسکے بیمار کر بلا  
اٹھنے کا قصد کیا مگر شدت ضعف سے گر پڑے پھر میدان کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک غبار زمین سے  
آسمان بلند ہے اور اشیقا ناراجی عترت رسول کے لئے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں اور ایک  
سمت الہبیت اظہار بالوں کو بکھرے مشغول گریہ و زاری ہیں فقام متكيا على عصد فنظر الى  
الفرس واذا هو فرس اسبه يحول في الميدان خالي المشرح والعنان نصاح صيحة عظيمة  
وان انة طويلة حضرت بتیاب ہو کر ہزار و شواری ہاتھوں پر زور دے کر اُٹھے تو کیا دیکھتے ہیں  
کہ ذوالجناح بازیں وازگوں و عنان پُر خوں میدان بلا میں دوڑتا ہے یہ دیکھتے ہی حضرت نے ایک  
آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور آواز بلند روئے لگے:

وَيَقُولُ قَتَلَ ابْنَ الْحُسَيْنِ ۖ وَقَرَّةَ الْعَيْنَيْنِ ۖ أَلَا أَلَا قَتَلَ الْأَئِمَّامَ وَنَهَبَ الْكِنَازَ ۖ

ہلے گئے خیام نما زال بقول هذا القول ومثله حتى سقط على وجهه وانغم عليه فلم يكن  
 عندہ من غماته واخواته احدٌ راوی کہتا ہے کہ وہ امام ربخو اپنے پدر مظلوم کے غم میں اس  
 قدر روئے کہ آخر بیہوش ہو کر منہ کے بل زمین پر گر پڑے اور اس وقت المہبت میں کوئی اس جگہ نہ  
 تھا کہ حضرت کو خاک پر سے اٹھاتا اور تسکین دیتا فذہب من شہد الواقعة من نساء العرب وھن  
 باعلیٰ صوتهن یا غمات البتجاد ادر کن مجتہ الفواد فابتدرت الیہ ام کلثوم وابتعتها زینب  
 ذات قلب المہموم واعلنت بالنوح والاحزان بعض زنان عرب نے دوڑ کر پکارا کہ اے ام  
 کلثومؑ اور اے زینبؑ مغموم جلد خبر لو اپنے تحت جگر سیدنا جبرین علیہ السلام کی یہ سنتے ہی حضرت  
 ام کلثومؑ اور زینبؑ مغموم روتی بیٹھی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف دوڑیں ،  
 فتسابقن الیہ فراینہ مکسوبا علی وجہہ وهو مغشیا علیہ فانکبت علیہ ام کلثومؑ  
 ودضعت مراسہ فی حجرہا ومسحت التراب عن خدّہا جب حضرت ام کلثومؑ اور زینبؑ  
 مغموم نے دیکھا کہ وہ بیمار منہ کے بل زمین پر غش میں پڑا ہے سہراپے فرزند برادر کا خاک سے اٹھا کر  
 زانو پر رکھا اور خاک رخساروں سے پونچھنے لگی ، و نادئہ فذک عمّتک اجلس یا بقیۃ السلف  
 اجلس یا نعم الخلف اجلس قتل اخوک اجلس ذبح ابوک اور پکاریں کہ اٹھو اٹھو بھو بھو  
 تر پر سے مدد ہو جائے اے یادگار رسولؐ اے جانشین حسینؑ اٹھو اٹھو بھائی تمہارا قتل ہو گیا اور تمہارا  
 تمہارا ذبح ہو گیا یا بنی انی عمّتک التباس واین اخوک الا صغر یا بنی انی امین المحامی  
 والکفیل وھو لا یجیب ندّیٰ لہا ولا یسمع شکوٰیٰ لہا اے فرزند کہاں میں چچا تیرے عباسؑ اور  
 ہونے بھائی تیرے علی اکبرؑ اور علی اصغرؑ اور کیا ہوئے حمایت کرنے والے اور کہاں گئے کفیل ہم  
 سب بکیوں کے اور امام زین العابدین علیہ السلام حالت غش میں تھے نہ بنی حضرت ام کلثومؑ کے  
 سنتے تھے اور نہ کچھ جواب دیتے تھے ۔

فعمدناک تقدّمت الیہ عمّتہ زینبؑ فاحتملت ابن اخیہا قاصدین علی سید  
 الشہد آع وقرۃ عین البتولؑ الزہراء فوقع علیہ یتمرغن بدم الحسین علیہ السلام  
 اسی حال میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا اپنے فرزند برادر امام زین العابدین علیہ السلام کو گود میں  
 اٹھا کر لاش امام حسین علیہ السلام پر لے چلیں اور سب بیاباں روتی بیٹھی حضرت زینبؑ کے ساتھ تھیں

پس امام زین العابدین علیہ السلام کو نفس امام حسینؑ کے برابر زمین پر ٹٹا دیا اور سب بیویوں نے اپنے تئیں لاش پر گرادیا اور خون امام حسین علیہ السلام میں لٹٹے لگیں کوئی کہتی تھی اے سید میرے اور کوئی کہتی تھی تھی اے والی میرے اور کوئی کہتی تھی تھی اے بابا میرے :

قال الراوی لا لیسے زنیب بنت امیر المومنین وہی تندب الحسینؑ وتنادے بصوت حزین وقلب کئیڈ راوی کہتا ہے حضرت زنیبؑ کے ہیں میرے دل سے فراموش نہیں ہوئے ہیں کہ وہ خاتون لاش سے لپٹی ہوئی یوں کہتی تھیں ۵

هذا غی فوق التراب معقرا بنفسه عفیلا فی التراب متحلا  
ہزار افسوس کہ یہ جسم نازنین میرے بھائی کا یوں خاک پر پڑا ہوگا قربان ہو جا بن زنیبؑ کے اس لاش پر جو کہ خاک و خون میں غلطاں ہے ۵

بنفسه طرحتھا قشتم الخیل صدرا بنفسه جریحا بالدماء مضلا  
قربان ہو جا کے زنیبؑ اس سینہ پر کہ اعلا کے ظلم سے پامال سہم اسپاں ہوا قربان ہو جا بن زنیبؑ کی اس زخمی پر کہ اپنے خون میں نہائے خاک پر پڑا ہے ۵

بنفسه خضیب الشیب من دمخرو ترب الحدود بالدماء مرثلا  
قربان ہو جا بن زنیبؑ کی اس ریش سفید پر کہ جس پر خون کا خضاب ہے قربان ہو جا بن زنیبؑ کی ان رخساروں پر کہ جو خاک و خون میں آلودہ ہیں :

فلم یزل تخاطبه واذا بالسوط بین الکفتین فجد بها منه قهرا پس حضرت زنیبؑ یہ ہیں اپنے بھائی کی لاش سے لپٹی ہوئی کر رہی تھیں کہ ناگاہ ایک شقی نے آکر شیت مبارک پر ایک تادیانہ مارا اور بزدل لاش امام حسینؑ سے چھوڑا یا ۵

فانت زنیب عن حزن قلب بنا الوجد محترق یذوب  
اسوقت حضرت زنیبؑ نے ایک آہ سرور دل پر دم سے کھینچی اور رونے لگیں و نادات لیت  
اُمّی لم تلدی و لہرا ما اسر جاک یا غریب اور رو کر یہ کہتی تھیں اے کاش میں نہ پیدا ہوئی  
ہوتی کہ نہیں اس حال سے نہ دیکھتی کہ تم اس طرح بے گود و کفن خاک پر پڑے ہو اور یہ اشیاء تمہاری  
لاش پر ہیں رونے بھی نہ دیں تندی اختہا یا اخت قوم فتات بعد سیدنا



قریب اور اپنی بہن ام کلثوم سے کہتی ہیں کہ اسے بہن اٹھو اور چلو کہ موت تمہاری بھی بوجہ ہمارے آقا کے قریب ہے۔

(۲۶) ورد بالاتفاق نے احادیث الفرقین ان الله تعالى انزل كل مخلوقاته قد اعطى ثلثه شيا  
شرفاً وفضلاً لم يعط مثله احد الا نزل القرآن كل من انكر شرفه فهو كافر التنازل بيت الله الحرام  
كل من الحرف عن القبلة بطلت صلواته وكل من لم يعرف بشرف الکعبة فهو كافر واروے بالاتفاق  
حدیث فرقین میں کہ خداوند عالم نے اپنے کل مخلوقات میں جیسا شرف وفضل تین چیزوں کو عطا کیا کسی کو  
نہیں عطا ہوا ایک تو ان میں سے قرآن ہے جو اسکی شرف کا منکر ہو بالاتفاق وہ کافر ہے اور دوسرا ان میں  
کعبہ ہے : غرض کعبہ سے نماز میں کرے نماز اسکی باطل ہے جو اس کے شرف کا قائل نہ ہو وہ بھی کافر ہے  
الثالث اہلبیت اللہ کے کل من لوقیہ بشرفہم وفضلہم فهو کافر فلذلك ان اللہ فی حالة  
الاحتضار اوصی وقال اني خلفت فيکم الثقيلین کتاب اللہ وعلو اہل بیتے تیسری اہلبیت طاہرین  
ہیں جو اس کے شرف وفضل کا قائل نہیں یہ وہ بھی کافر ہے اسی لئے جناب رسالت مآب نے حالت حضا  
میں اپنی امت کو وصیت فرمائی کہ دو چیزیں تمہارے پاس چھوڑے جانا ہوں ایک قرآن اور دوسری اہلبیت  
ایہا الاخوان هذا محل البکاء والعويل لان الله تعالى قد اعطى اهل بیت محمد هذه المرتبة  
والفضيلة فمع ذالك ان اعداء الذین قتلوہم ونہبوہم وراوان مومن اسے شیعان  
اہلبیت جائے گریہ و زاری اور مقام انصاف ہے کہ خداوند عظیم نے تو اہلبیت طاہرین کو ایسا مرتبہ وفضل  
خاصیت فرمایا اور عدائے دین نے اہلبیت رسول کو قتل کیا اور ٹوٹا کیا اتنے کفر سے عن حمید بن  
مسلم قال لما استشهدوا الحسین بن علی اہلبیت ظلموا عجباً سلبوہم داس وطمسوا  
وعدوا وانا مضاہم علی طریق مقتل الحسین بن حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ بعد شہادت امام حسین  
کے یہ ظلم عظیم اہلبیتی رسول خدا پر ہوا کہ ان بچیوں کو سر برہنہ اسیر کر کے ازراہ عداوت مقتل کی طرف لے  
چلے فلما وصلت جمال السبا باذالك المكان صرخن وفسدن بانفسهن عن فوق الجمال عسل  
الارض جوت ادث اہلبیت کے مقتل میں پیچھے اور بیویوں کی نگاہ لاشوں پر پڑی سب نے اپنے تئیں  
اونٹوں سے پیچھے گرا دیے ووقع علی اہلبیت المقتولین بقیلوہم اور اپنے عزیزوں کی  
لاشوں سے لپٹ گئیں قال حمید فانی قد شاهدت ذالك من عینی بان لم یلے تقبل جثلة

علی اکبر و ام کلثوم تقبل جثۃ العباس ابن علی و ان ربابا حالها عجیب مذمورۃ  
 مسلوبہ الحواس وہ فی حملہا کہتا ہے حمید ابن مسلم کہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ ام یلے حضرت  
 علی اکبر کی لاش سے لپٹی تھیں اور ام کلثوم لاش حضرت عباس سے لپٹی تھی اور رباب مسلوب الحواس  
 اونٹ پر بیٹھی ہوئی تھیں ثمران سکینہ و ملارات المذوحین بلادوں میں وہی تنظر الیہم بامان  
 النظر و لم تر فی نعش اجہا علی الا صغر مع المذوحین صوقت جناب سکینہ سلام اللہ علیہا نے  
 دیکھا کہ بے سہ کی اور سب لاشیں توڑ پی میں مگر علی اصغر کی لاش کہیں بھی نہیں معلوم ہوتی دضرخت  
 و بکت و قالت لہ رباب یا امہ این نعش اخی علی الا صغر ولما نانت لہ تقبل نعشہ مثل ما  
 یقبلون ما ن النساء میں جناب سکینہ چلائے رونے لگیں اور کہا رباب سے کہ اے اماں میرے چھوٹی  
 بھائی علی اصغر کی لاش کہاں ہے اور سب کی طرح سے تم علی اصغر کی لاش کو اپنے گلے سے کیوں نہیں  
 لگاتیں فلما سمعت رباب کلام ابتہا لطمت وجہا و خرّت علی الارض راوی کہتا ہے کہ جب  
 سکینہ نے اپنی ماں سے یہ پوچھا تو بیاب ہو کر رباب نے اپنے ٹیکس اونٹ سے گرا دیا وہی فامیت و خرّت  
 علی الارض اربعین ہرۃ اور کتنی ہی دفعہ اٹھ اٹھ کر زمین پر گر پڑیں و ان ربابا کلمات ارضاعا لیتہ  
 بکت و قالت ہذا قبر ولدے اور رباب کا حال یہ تھا کہ جہاں کہیں اونچی زمین دیکھتی تھیں بے اختیار  
 روکے کہتی تھیں کہ یہی میرے بچے کی قبر ہے حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ مجھ سے حال رباب کا دیکھا نہ کیا اور  
 میں بھی رونے لگا۔

(۲) روی صاحب المناقب ان سہل ابن سعد قال خرجت الی بیت المقدس حتی توسطت  
 بالشام روایت کی ہے صاحب مناقب نے کہ سہل ابن سعد کہتے ہیں کہ میں بارافہ بیت المقدس روانہ ہوا  
 یہاں تک کہ شام میں پہنچا تاذا انا بحدینۃ مطرۃ الامہا کثیرۃ الا شجار قد علقوا الستور  
 والحجب والذیاباج دیکھا میں نے کہ شہر نہایت آراستہ ہے نہریں جاری ہیں طرح طرح کے درخت  
 لگے ہیں مکانوں میں پردے زربفت و دیبا کے لٹکے ہوئے ہیں و ہر فرحون مستبشر و نرسند  
 نساء یلعبن بالذوف والطبول اور اہل شہر نہایت خوشحال و فرحناک ہیں اور محفلوں میں عورتیں مگر  
 کر رہی ہیں اور گاجار ہی ہیں نقلت نفسی لاهل الشام عید لا نعرفہ نحن جب میں نے یہ ماجرا  
 دیکھا تو اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید آج اہل شام میں کوئی عید ہے کہ ہم نہ جانتے ہوں فرایت و ما

تخذ ثون میں اسی حیرت میں تھا کہ چند شخصوں کو دیکھا کہ آپس میں باتیں کر رہے ہیں، فقلت یا قوم  
 الکرم بالشام عید لا غفرہ نحن میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ آج کوئی عید ہے تمہارے یہاں  
 کہ ہم اس سے مطلع نہیں ہیں قالوا یا شیخ نراک اعراسیثا ان لوگوں نے کہا کہ اے شیخ معلوم ہوتا ہے  
 کہ تم کوئی گنوار ہو کہ اس ماجرے کی خبر نہیں فقلت انا سہل ابن سعد قد مرایت محمد صلی اللہ علیہ  
 والہ میں نے کہا کہ میرا نام سہل ابن سعد ہے میں شرف صحبت جناب رسالت اب سے بھی شرف ہوا ہوں  
 قالوا یا سہل ما اجمک الشماع لا قطر دما ولا زمر لا تحسف باہلہا ان لوگوں نے کہا کہ  
 اے سہل تعجب ہے کہ آسمان خون کیوں نہیں برساتا اور زمین کیوں نہیں بھٹ جاتی۔ فقلت لہذاک  
 میں نے پوچھا کہ کیوں قالوا ہذا راس الحسین عترة محمد یہدے من ارض العراق ان لوگوں  
 نے کہا کہ حسینؑ فرزند رسولؐ کا سر آ رہا ہے عبداللہ ابن زیاد علیہ اللعن نے یزید لعین کے لئے عراق سے  
 یہ یہ بھیجا ہے فقلت وا عجباً یہدے راس الحسینؑ والذاتیں یفرحون کہا میں نے ہائے غم  
 عجب ہے کہ سر امامؑ کا وہ یہ بھیجا گیا ہے اور یہ لوگ اسکی خوشی کر رہے ہیں فقلت ومن احق باب یدخل  
 میں نے پوچھا کہ سر حضرت کا شہر کے کس دروازے سے داخل ہوگا فامشردوا الی باب یقال لہ  
 باب المشاعات ان لوگوں نے اشارے سے ایک دروازہ بنایا جسے باب اسماءات کہتے تھے فبینا  
 انانی فالاک حتی رابت الہرایات یتلو بعضہا بعضاً میں ابھی باتوں ہی میں تھا کہ ناگاہ بہت سے علم  
 آگے پیچھے آئے ہوئے دکھائی دیئے۔

فاذا انحر بفارس بیدہ لواء علیہ راس من اشبه الناس وجہاً برسول اللہ استہ میں کیا کہتا  
 ہوں کہ ایک سوار کے ہاتھ میں نیزہ ہے اور نوک نیزہ پر ایک سر ہے بہت مشابہ جناب رسولؐ کے چہرہ  
 سے فاذا انا من دائر رأیت مشوۃ علی جمال بعیر وطائر سمجھے اس کے بہت سی میان شتران  
 برہنہ پر سوار چل آتی ہیں وفیہن جاریۃ فذوت منها وقلت یا جاریۃ من انت ادن بی بیوں  
 ایک صاحبزادی عقی میں نے قریب جا کر اس سے پوچھا کہ تو کون ہے۔

فقلت انا سہل بن سعد بن ابی نصر الحسینؑ اس معصومہ نے جواب دیا کہ میں بیٹی امام حسینؑ کی ہوں  
 اور نام میرا سہل بن سعد ہے فقلت الیک حاجۃ الی فاننا سہل ابن سعد تمہارے جدک وسمعت محمد  
 عرض کی میں نے کہ اگر آپ کو احتیاج ہو تو ارشاد کیجئے کہ میں بخالوں اور مجھ سے کچھ تکلف نہ کیجئے اس لئے کہ

میں نے آپ کو اپنا پیغمبر خدا کو دیکھا ہے اور ان جناب کی باتیں سنی ہیں قالت یا سہل قل لصاحب هذا  
الراس یقظ ما لہ اس اما منا حتی یشغل الناس بالنظر الیہ ولا یبصر والیہ امر رسول اللہ اس  
معصوم نے فرمایا کہ اور حاجت کچھ نہیں ہے سوا اسکے کہ جس کے نیزے پر سر امام کا نصب ہے اس سے  
کہہ دو کہ ہمارے آگے لے کر چلے تاکہ لوگ اسکے دیکھنے میں مصروف ہوں اور حرم رسول خدا لوگوں کی نگاہ سے  
محفوظ رہیں قال سہل فذوت من صاحب الراس فقلت هل لك ان تقض حاجتہ و تاخذ منہ  
اسر بعمائمہ دنیا رکھا سہل نے کہ یہ سنتے ہی میں اس سوار کے قریب گیا اور اس سے کہا کہ یہ ہو سکتا ہے کہ تو  
میری ایک بات مان لے اور اس کی عوض میں مجھ سے چار سو دنیا رکھوں تو نے لے قال ما ہی اسنے کہا وہ کیا بات ہے  
فقلت تقدہ الراس اما مرا لہم کہا میں نے کہ اس سر کو آگے آگے لے کے چل ففعل ذالک وہ ملعون  
طبع زر سے راضی ہو کر آگے بڑھ گیا فذفت الید ما وعدتہ اسوقت میں نے موافق وعدے کے  
چار سو دنیا اس شق کے حوالے کئے ووضع الراس فی حقۃ ودخلوا علی یزید فدخلت معہم  
وکان یزید جالساً علی السریر وعلی راسہ تاج وہو یقول جب کہ وہ اشقیاء دروازہ یزیدین  
پر پہنچے سر ملہر کو نیزے سے اُتار کر ایک طرف میں رکھا اور اس لعین کے پاس لے گئے یزید بھی ان کے ساتھ  
داخل خانہ یزید ہوا اسوقت وہ ملعون تاج شاہی سر پر رکھے با شان و شوکت فرعونی بالائے تخت بیٹھا  
تھا اور اس ملعون نے کہ جس کے ہاتھ پر سر مقدس تھا ان اشعار کو یزید لعین کے سامنے پڑھا **ب**  
املا رکابی فضة وذہباً انا قتل الشیڈ النجبا  
یعنی میرے اونٹوں کو چاندی اور سونے سے لادوے اس لئے کہ میں نے قتل کیا ہے سید بزرگ کو  
قتلت خیر الناس امّاً و اباً وخبرہم اذ ینسبون النسباً  
قتل کیا میں نے اشرف الناس کو اور بہترین ناس کو حسب و نسب میں قال لو علمت انہ خیر الناس  
لہرقت لہ یزید ملعون اس کلام کو سن کر غیظ میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر تو جانتا تھا کہ وہ اشرف الناس  
ہے پھر کس لئے اسکو قتل کیا قال رجوت الجائزۃ منك اس ملعون نے جواب دیا اس واسطے کہ  
میں تجھ سے امید انعام کی رکھتا تھا فامر بضرب راسہ فخر راسہ اس کلام سے اور غضبناک ہو کر اس کے  
قتل کا حکم کیا اس وقت اس ملعون کا سر تن سے جدا کیا گیا ووضع راس الحسین علی طبق من  
ذہب وہو یقول کیف رايت یا حسین اور سر اہل امام مظلوم کا ایک سونے کے طبق میں رکھا

ہوا تھا اور وہ شقی حضرت کے سر کی طرف خطاب کر کے کہتا تھا کہ کیوں حسین ہم سے لڑنے کا کیا فائدہ دیکھا ؟

(۲۸) روایت لافدا ملال رسول اللہ علیہ السلام فی المنام افراد لہم داءا حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب ابوبیت اطہار مجلس یزید میں گئے تو اس دشمن خدا و رسول نے ایک خواب میں ان ستم رسیدوں کو قید کیا فلما دخلوا ہما الدار کا تو مشغولین باقامة العزاء جب ان مصیبت زدوں کو داخل خرابہ کیا تو ماتم داری جناب سید الشہداء علیہ السلام میں مشغول ہوئے واٹھ کان لہو لانا الحسین بنت عمر ہاثلث سنین راوی کہتا ہے کہ جناب سید الشہداء کی ایک بیٹی تھی کہ سن اس صاحبزادی کا تین برس کا تھا ومن الیوم الذی قتل ابوہا بتک لفر اقلہ جس روز سے امام مظلوم شہید ہوئے تھے وہ دختر نادان فراق میں اپنے پدر مظلوم کے دن رات رونا کرتی تھی :

قالوا لها یاتی عندا فتصبرت واشجرت من بعد شانی مرۃ  
تو ابھرم اس کی تسلی کے لئے کہتے تھے کہ بیٹی صبر کر با تیرا کل آنے کا تو وہ لڑائی چپ ہو جاتی تھی  
بعد تھوڑی دیر کے پھر مچلتی تھی اور آواز فریاد و نالہ بلند کرتی تھی :

قد کان ہذا دایم معھا الری ان البصر لیلۃ فی ہجعة  
لوگ اس طرح اس صاحبزادی کو بہلا لیا کرتے تھے کہ ایک شب اس نے خواب میں دیکھا کہ امام مظلوم  
آئے اپنی آغوش میں لئے ہوئے پیار کر رہے ہیں :

فتنبہت لا تسمل من البکاء تدعوا بعتہا الزکیۃ عمتہ  
پس وہ یتیم خواب سے چونکی اور اپنے پدر مظلوم کو اس خرابہ میں نہ پایا بے قرار ہو کر رونے لگی اور کسی  
طرح چپ نہ ہوتی تھی اور اپنی بچی بھی زینب فاقون سے کہتی تھی :

ابن الحسین م لے وغایۃ مطلبہ ومدلے ومقبلہ ومسکتے  
لے عمتہ جان میرے پدر نامدار حسین مظلوم کیا ہوئے اور ابھی تو وہ مجھے پیار کرتے تھے اور بہاؤ تھے  
اور اب فتنے اس خواب تاریک میں چھوڑ کر کہاں چلے گئے اس لڑکی کی باتوں پر سب بی بیوں نے  
خاک سر پر اڑائی اور بال سر کے پریشان کئے اور آواز باندھنے لگیں فسمع ذالک یزید  
فقال ما الخبر قالوا بنت الحسین الصغیرۃ سأت اباہا بنو مہارم تطلبہ ونصیح جب شور

غل روئے پٹینے کا اس پردہ شب میں بلند ہوا اور بے آواز یزید لپید کے کان تک پہنچی تو وہ شقی خواب  
تغفلت سے بیدار ہوا اور چاندیوں سے پوچھا کہ یہ کیسا غل روئے اور پٹینے کا ہے دریا فت کرو کہ میری  
نیند میں غفل آتا ہے ایک خادم نے کہا کہ ایک لڑکی حسین کی نہایت کسن ہے جب سے اس نے اپنے باپ کو  
خواب میں دیکھا ہے کسی طرح چُپ نہیں ہوتی فلما سمع یزید لعنہ اللہ ذالک

قال اطر حوا راس الحسین عجبھا فصلى اذا نظرت اليه تسلمت  
جب یزید لعین نے اس قصہ کو سنا تو حاکم کیا کہ سر کے باپ کا سنا جاؤ اور اسکی گود میں رکھ دو شاید  
اسکے دیکھنے سے اسکو تسلی ہو

فا تو ابہ فی الطست یلمع نورہ کالشمس بل هو فوقہا فی البہجۃ  
ایک خادم یزید لعنہ اللہ سر مبارک اس مظلوم کا کہ مثل آفتاب کے درخشاں تھا ایک طشت میں رکھ کر  
اس یتیم مضطر کے پاس لایا یہ حالت فہماذا قیل راس ابیک قالت انا بوجہ اہل و احسرتی جب  
اس یتیم نے سر مبارک کو دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے بہوں نے کہا کہ اسے لڑکی یہ سریرے باپ کا ہے یہ  
شکر مبارک ہوئی اور کہنے لگی کہ ہائے افسوس ان ظالموں نے میرے پدر مظلوم کو ذبح کیا اور سر ان کا  
میرے پاس لائے ہیں بعد ازاں سر مبارک کو اپنے کمرے میں اٹھا کر سینہ سے لٹایا اور نہ پر نہ رکھ کر  
یہ بین کرنے لگی

من جز راسک یا ابی ومن ارقتی من فوق صدرک فابضاً للہ  
وہ یتیم رور و کرے کہتی تھی کہ ابے پدر مظلوم کس شقی نے آپ کے سر مبارک کو جڈا کیا اور کس لعین  
نے سینہ اقدس پر چڑھ کر ریش اطر کو بکڑا

حق رعت فہا علی فہ وقد خرت علیہ ولم تزل فی سکرۃ  
اور وہ یتیم اپنا شہ اس امام مظلوم کے منہ پر رکھ کر بیہوش ہو گئی اور اس حال میں دنیا سے رحلت کر  
گئیں جب حضرت زینبؓ نے دیکھا تو شانہ بالا یا معلوم ہوا کہ وہ یتیم تمام ہو گئی  
فلطمت زینب حق اخوات مغشیۃ علیہا پس حضرت زینبؓ نے اسقدر اپنا منہ پٹیا کہ بیہوش ہو کر  
زمین پر گر پڑیں اور ایک ماتم اہمیت رسولؐ میں برپا ہوا

(۲۹) ہندہ روایت کرتی ہے کہ خواب میں دیکھا میں نے کہ ایک دروازہ بہشت کا کشادہ ہوا ہے

اور ملائکہ گروہ گروہ سر مطہر خباب سید الشہداء علیہ السلام پر نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں سلام ہمارا  
 پہنچے فرزند رسول لکھنا فبئنا انا کذا لک اذن طرت الماسکاتہ قد نزلت من السماء وفيہما  
 رجال کثیرون وفيہم رجل دثری اللہ قہری الوجہ اسی حال میں دیکھا میں نے کہ ایک بزرگوار کا  
 آسمان سے نازل ہوا اس میں بہت سے مہر تھے ازاں جگہ ایک مرد نورانی تھا کہ چہرہ اس کا مثل ماہ  
 چہار وہ کے تھا ناقبل یسع حقا انکب علی ثنایا الحسین یقبلہم وهو یقول یا ولد سے  
 اترا ہمارا عرفک ومن شرب الماء منوک وہ مرد نورانی دوڑ کر سر امام حسین پر گر پڑے اور  
 لب و دندان کے بو سے لینے لگاؤ کہ کیا ان اشقیانے تجھ کو نہیں پہچانا اور پانی نہ پینے دیا یا ولد  
 انا جئت رسول اللہ وهذا ابوک علی المرتضیٰ وهذا اخوک الحسن وهذا عمک  
 جعفر وهذا عقیل وهذا حمزہ والعباس اے فرزند میں ہوں جدیتر رسول لکھنا اور یہ ہے  
 باپ تیرا علی مرتضیٰ اور یہ بھائی تیرا حسن مجتبیٰ اور یہ چچا تیرے جعفر رضہ و عقیل رضہ و حمزہ و عباس رضہ  
 ثم لیعدا اہلبیتہ واحدا بعد واحد اس طرح حضرت اہلبیت میں سے ایک ایک کا نام لیا  
 کئے ہندہ کہتی ہے کہ میں ترساں ملرزاں خواب سے بیدار ہوئی تو دیکھا میں نے کہ ایک نورسہ امام مظلوم  
 سے ساطع و لایع ہے فجعلت اطلب یزید وهو یدخل الی بیت مظلم وقد داسر وجہہ  
 الی الخابط ویقول مالی وللحسین وقد وقعت علیہ الغمومات ہندہ کہتی ہے کہ میں یزید کو  
 ڈھونڈ رہی تھی تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہ رویاہ ایک اندھیری کوٹھڑی میں غم میں ڈوبا ہوا دیوار کی  
 طرف منہ کئے ہوئے کہہ رہا ہے کہ اے حسین سے بچے کیا کام تھا فقصة علیہ المنا مرد  
 ہو منکسر الراس میں نے اپنے خواب کو اس شقی سے بیان کیا: اور وہ ملعون مذامت سے سر جھکانے  
 ہوئے تھا فلما اصبح استدعی نحر مر رسول اللہ جب صبح ہوئی تو اس ملعون نے حرم رسول لکھنا تو بلا  
 بھیجا اور کہا کہ تم لوگوں کی کیا مرضی ہے میرے پاس رہنا منظور ہے یا پیچہ دینیہ میں جانے کا ارادہ ہے  
 بہر صورت میں تم کو بہت سال و زرع عطا کروں گا:

قالوا نحب اولیٰ ان ننوح علی الحسین ان لوگوں نے کہا کہ پہلے تمنا ہماری یہ ہے کہ ہم سب  
 جی بھر کر حسین شہید پر فوج و زاری کریں قال فعلا ما بدلا لکم اس شقی نے جواب دیا کہ اختیار  
 ہے تم کو کوئی مانع و مزاحم نہیں تھا اخلیت لہق الحجر والبیوت فی دمشق و لم یبق ہا شقیۃ

ولا قرشية الا ولبيت السواد على الحسين وندوة في سبعة ايام بعد اسكه ان کے لئے حجر  
 اور مکانات دمشق کے خالی لئے گئے کوئی زن ہاشمیہ و قرشیہ ایسی نہ تھی کہ سیاہ پوش نہ ہوئی ہو اور  
 اس امام غریب کا ماتم سات دن تک برپا رہا فلما کان اليوم الثالث من دعاهن یزید و عرفت علیہن  
 المقام آنکھیں دن اس ملعون نے اہلبیت کو بلا کے کہا کہ شام میں سکونت اختیار کریں فابین  
 و امر دن الرجوع الی المدینة اہلبیت نے انکار کیا اور کہا کہ ہم مدینے کو جائیں گے و فاحضرہن  
 المحامل و زینہا و امر بانفا علیہم یزید نے محلیں منگوائیں اور انہیں سجایا اور حکم دیا کہ ریشی  
 چٹکے ان پڑا لے جائیں اور بیت سال و زر منگاکر ام کلثوم سے کہا کہ جو مصیبت کہ تمہیں پہنچی ہے اسکی  
 عوض میں اسے لو فقال ام کلثوم یا یزید ما اقل حیثا نک تقتل اخي و اهل بیتہ و قطعی عوضہم  
 فرمایا حضرت ام کلثوم نے کہ لے یزید کیا ہوگئی حیثیری کہ ہمارے اقربا کو قتل کیا اور اس پر جانتا ہے کہ عرض  
 ان کا ہم کو دے ثرا مر برد الا سارکے و سبایا البتول الی اوطانہم بمدينة الرسول اس کے بعد  
 اس ملعون نے حکم دیا کہ اسیران آل پیغمبر اپنے وطن کو مراجعت کریں اور نعمان ابن بشیر کو بلا کر کہا کہ سبب  
 سفر اہل حرم کے لئے جہاز کرے و ردعا علیہ ابن الحسین علیہم السلام فاستجاب و حضرت امام  
 زین العابدین علیہ السلام کو بل کر قتلوت میں لے گیا اور کہا کہ خدا لعنت کرے ابن مرجانہ پر بخدا سو گندگرمیں  
 اسکی جگر پر ہوتا تو حین جو کچھ چھہ سکتے میں قبول کرتا اور جس طرح سے ہو سکتا موت کو ان سے رفع کرتا  
 قال المسید لما رجعت نساء الحسین و عیالہ من الشام و بلغوا الی العراق قالوا للدلیل مرینا  
 علی طریق کربلاء راوی کا بیان ہے کہ جب مخدرات حضرت امام حسین علیہ السلام نے شام سے  
 ربوئی پاکر مراجعت فرمائی اور زمین عراق میں پہنچے تو اس شخص سے جسے یزید ملید نے ساتھ کیا تھا  
 فرمایا کہ ہم کو کربلا کی طرف سے لے چل وہ مرو مطیع و فرماں بردار تھا ان کے زبانی کو بحالایا و فوصلوا الی  
 موضع المصراع فوجدوا جابر بن عبد اللہ الانصاری و طائفة من بنی ہاشم و رجلا  
 من آل رسول اللہ قد وردوا الزیارة قبر الحسین اتفاقا جس وقت اہلبیت کربلا میں  
 پہنچے اسوقت جابر بن عبد اللہ الانصاری اور ایک گروہ بنی ہاشم کا اور چند شخص آل رسول میں سے  
 زیارت مرتد منورہ کے لئے آئے تھے فوافوا فی وقت واحد و تلاقوا بالبعاء والحزن و العلم  
 و قام الماتحرة الفرجة للاکباد واجتمع الیہم نساء ذالک السواد و قالوا علی ذالک آیامنا



ہر ایک سے اس موضع پاک میں بادل بریاں و دودھ گریاں ملاقات کی اور اپنے رخساروں پر ٹپانچے مارے اور ماتم جگر غلاش اور شیون جانگداز برپا کیا جب الجھوم کو گریہ و زاری نوحہ و بے قراری سے افاقہ ہوا پھر مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔

تستید رہاں ملاوس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تب قافۃ المہرم کا قریب مدینے میں پہنچا اس وقت حضرت ام کلثوم نے آیا، نہ تھیں جافسور ٹپھا چند اشعار اسکے کہ حضرت زین العابدین غایہ السلام کی طرف خطاب کرتے ہوئے ہیں وہ یہ ہیں:

رجع یا بقیع وقف و ناد  
انابن حبیب رب العہد المین  
حضرت ام کلثوم فرماتی ہیں جناب سید الساجدین علیہ السلام تھے کہ اے فرزند جنت البقیع میں جاگو کھڑا ہو اور نریاؤ کہ میں فرزند ہوں حبیب خدا کا:

وقل یا عہد بالحسن الزکر  
عیال اخیثا اخیوا ضا بعیدنا  
اور کہو اپنے تم نامہ را حسن سے کہ عیال تمہارے جہانم کے ضائع و تباہ ہیں:

ایا عتہ ان احداث اسفح  
بمیداعناک بالہ مضاعرہینا  
بلار اس شرح علیہ جہرہ  
طیوٹ والوحوش الموحشینا  
اے عم صبیح بھائی تمہارا تیغ ظلم سے تشنہ و گزشتہ شہید کیا گیا اور جسم مطہر اس کا بے غسل و کفن زمین کر بلا میں پڑا رہا کہ توحہ و زاری کرتے تھے آتش پر اسکی پرندے اور جانوران وحشی:

ولو عایت یا مولای ماقوا  
حریمنا لا یجدن لہم معینا  
علی متن الدنیا بلاد و طایر  
و شہادت العیال مکشفینا  
کاش معاینہ فرماتے آپ حرم محترم و عیال رسولِ ندم کو کہ بظلم و ستم اسیر کرنے بے جا و بد مقصد شران بہشت پر سوار کرنے کو چہ و بازار میں پھیرا اس وقت نامہ و فریاد کرتی تھیں کوئی معین نہ تھا کہ ان کی نصرت اور یاری کرتا:

ادوت پساکنہا ید الاپام  
الا اذا ندب الثقیل الطامی  
لا ینفع الغلل الذموع برہما  
یعنی اے چشم گریہ کن ازبرائے قربانی و برطرف شدن منزلہا و خیمہ ہا کہ ساکھان آہنا را از زمانہ

منوہ کہ بیچ سووے نہ بخشد جاری ساختن اشک از دید با گم دور وقتی کہ ندید و نوجہ شود برائے شہید مظلوم

کام ۵ ماعذہ من لم یبک یوم مصابه  
متأشفا بدم ودمع ما  
سبح الذموع علی الحسین وحاده  
ان تستلک السن اللوام  
وتمثلیہ بکربلاء ظامثا  
یرنوا الی ماء الفرات الطام

چہ خواہد بود عذر کسی کہ خود را از گریہ کردن برا و معاف دارد و اشک خونین از دید ہائے خود بر او  
نبارد و برین اشک خود را اے دیدہ بر حسین تشنہ لب و سیر میز از آنکہ لامت کنندہ ترا از آن بانظار  
و بخاطر خود بیا و حسین را در حالی کہ تشنہ کام بود در صحرائے کربلا کہ نظر حیرت بر آب فوات می کردند کہ  
بلند استاده بود و دو و دوام و حیوانات انراں می خوردند

و ابکی علی الشیب الزیہ معقرا  
و ابکی علی الشیب الخنوب الدای  
اے دیدہ گریہ کن بر آن محاسن خون آلودہ و بر روئے خاک افتادہ و طوئے بریدہ از خون خود گیشہ  
و تمثله اخواته و نباته  
لہذا یتنوح و ہذینک لما  
سلب العدم من برقع و لنا م

اے دیدہ بخاطر بیا و خواہران و دختران او را کہ بر سر و رو میزدند و نوحہ می کردند بر آن بزرگوار و گریہ می  
کردند از شدت مددہ کہ از دشمنان بایشان میرسید از قنارت کروی و وجود چادر و مقننہ از سر  
ایشان ۵ و ابکی مصارع فتیہ علویہ  
شہر بلا علی ظاع کوس حما م  
و گریہ کن اے دیدہ بر بدن ہائے شریف فرزندان امیر المومنین کہ ایشاں را بالبت تشنہ غربت مر  
چشمانیدند و غلطان بروئے خاک افتادہ بودند

و ابکی الزینب تستغیث بامہا  
فات المفاخر و الحل السام  
یا ام قومی من ثراک و سارعی  
و تبتی و تے و سوء مقامے  
وقفے علی المقتول و لنفجھ لہ  
و ابکی لہ فردا بغیر محامے

اے دیدہ گریہ کن برائے زینب خاتون کہ بیا و در شش خاطر زہر خطاب می کرد کہ اے مادر گریہ از  
خاک بر خیز و ثناب و ذلت و بد حالی من منشا ہرہ بقرمائی و یکے بر لاشش فرزند خود بیا و گریہ  
وزاری بکن ۵ و ابکی علی الطفل الصغیرہ خنجا بدماہ بعد فخرت و لوا م

گر یہ کن بریخی اسعوم شیر خوارہ کہ با سوزش تشنگی در خون خود غلطیدہ بود

دابکر اعز بیات الحسین ۳ حواس ۱  
دابکر الذین العابدین مقتدا ۲  
بسترن او جھنن بالا کھام  
نے الاسریشکو کر بے الاسقام

گر یہ کن بر حرم حسین آکہ در میان مردم می دوینند و روئہائے خود را باستین و دست خود گرفته بودند  
برسید الساجدین بیمار گریہ کن کہ باں ضعف بیماری ورنجوری اور دست بستہ نیکشیدند

دابکر لہ اس الشیط یثمہ فی الفنا  
کالبدر یجلو حند ساطلا م

و گریہ کن بر آں سرے کہ مثل ماہ تاباں بود و آرا بر نیزہ کردہ بودند و شہ بشہ می گردانیدند

ایکون صاحب شرعۃ الاحکام  
طاع الانام منکس الاعلام

و تبید ال نریاد ال محمید  
قتلا نحد صوارم و سھام

آیا خدا را دارد و دارد کہ صاحب شرع و عودہ کنندہ مردم عیش سرنگوں باشد و آل زیاد بدنہا و آل محمد  
معتطف را بشہ شیر و نیزہ و تیر لاک کنند و بدن نامرین فرزند پیغمبر آغوا الزاں در خاک و خون آغشته یا مال

سہم ستوریاں شود

دالمی ابن اکلہ الکبیر و براسہ  
یسرے بجین الواحد العللا م

و یعضنہ فی ثغرة البستام  
و یعضنہ فی ثغرة البستام  
آیا خداوند عالم چشم ہمہ غیب بیند کہ ہر آن بزرگوار را بہرند نزد و بہر بند جگر خوار کہ از کینہ و کفر خود پیو  
خیل زان بر لب و دندان اور ززند

راہم السید المہدی الطیاطبائی

اللہ اکبر ما ذا الخارث الجلیل  
فقد تزلزل سھل الارض و الجلیل

اللہ اکبر ما ذا الخارث الجلیل  
اللہ اکبر ما ذا الخارث الجلیل

ما ہندہ الزم فرائض الصاعدا اتی  
ترجمہا شعلہ من فوقھا شعل

عجب ناہائے دل سو نیست شعلہ کے در پے می آگند

ما للعیون عیون الذم مع جاریۃ  
منھا تخت خد و داحین تھمل

دیدہ ہمارا چہ شد کہ چشم ہائے اشک از آنہا جباریت و از سوزش اشک گرم رخسار ہا متکا تہ می شوند

ما ذا النياح التي عظم القلوب وما  
هذا الضجيج رذا الضوضاء والرجل  
كان فحة صوم الحشر قد نجحت  
فالتاسر سكرى ولا سكر فولا غل  
عجب توجہ و سوز و فریاد و آہ ہست گویا دفعۃ صوم حشر را دیدند کہ مردم در حالت سکر ہستند و سکر نیست

قد هل عاشور و غم الهمال  
کامنا هو من مشوم به زحل  
آری ہلال عاشور اطلع شدہ است کہ ہلال نیز در غم گرفتار است و از نحو ست خود مثل زحل بخور کبر شدہ است

شهر دهر اقليلها منه داهية  
ثقل الثبته حصيد فيه والثقل  
قامت قيامته اهلبيت وانكسر  
سفن النجاة وفيها العلم والعمل  
درین ماہ مصیبت عظمی بر ثقلین رسید اولاد نبی را کشتند و حرمت قرآن ضائع کردند در این ماہ در اہلبیت رسول قیامت کبرئے برپا شد و سفینہ نجات کہ درو علم و عمل بود شکست

دار تحت الارض والتبع الشداد وقد  
اصاب اهل السموات اعلى الزلل  
واهتز من دهر عرش الجليل فلو  
لا الله ما سكه هوى به اليل  
زمین و ہفت آسمان از مصیبت در لرزہ آمدند و ساکنان سموات در لغزش افتادند و عرش جلیل از زمین و مصیبت در جنبش آمد اگر او تعالیٰ اورا نمی گرفت بروئے خاک ببقا دی و (۳۳) شافعی کہ یکے از ائمہ اہلسنت و جماعت است در مصیبت آل امام مظلوم شہید گفتہ

تا ولا تلبى الفواد كئيب  
واثرق قومي والى قار عجيب  
چنانکہ از دلم بیرون می آید و چون دلم را بگئے نمودہ کہ خواب را از من ربودہ  
فن مبلغ عني الحسين رسالة  
وان كرهتها انفس و قلوب  
کیست کہ پیغام مرا بحسین برساند ہر چند بر بیارے از دلہا گران باشد  
ذبح بلا جرم كان قميصه  
صبيغ بماء الارواح خضيب

کشتہ بے گناہ گلگون کفن کو بیا پر اہن اور آب ارغوان رنگین نمودہ اند

والشيف احوال و للرح سر تہ و الخيل من بعد الصهيل نجيب

آہ ازل دم کہ لشکر کفار بر او احاطہ نمودند و صدائے نیزہ و شمشیر و شپہر اسپان بر آں بیکس غریب بلند  
شد و گویا منحصر شدہ بود و فوج کفندہ و نالہ کفندہ و اشک اندید ہائے خود بارندہ بر شمشیر ہا و نیزہ ہائے  
دشمنان و اسپان ایشان چنانچہ وارد شدہ کہ در وقتیکہ امام مظلوم را شہید نمودند اسپان مخالفان  
ہلکی می لرزیدند و از چشمان آنہا اشک جاری شدہ بود

تزلزلت الدنيا لآل محمد و کادت لهم صم الجبال تذوب

و غارت نجوم و اقشعرت کواکب و هتک استار و دمشق جوب

تمام دنیا ازین مصیبت کہ آل محمد روئے نمود و خود لرزید و نزدیک شد کہ کوہ ہا آب شود و ستار ہا  
بریزند و فوج و روشنی اینہا بر طرف شود و چہ پردہ کہ درین ماتم دیدہ شد و چہ جاہا کہ درین  
غم جاک شد

یصلوا علی المبعوث من آل ہاشم و یغزی بنوہ انت ذا العجیب

از عجائب امور است کہ صلوات بر محمد و آل محمد می فرستند و خود را متدین بدین او میدانند و با وجود  
آں اولا و افراد فرزندانش می کنند

و سلم غریبون عن اوطانہم و بلادہم تنوح علیہم فی البراری و حوشہا

فکیف ولا تبکی العیور لمعشر میوت الاعادی نے انضلاء تنوشہا

محاسنہا تذب الفلاء نوحوشہا بدویں تواریخ ہا فتغیرت

بگرفتار سے عرب و یزاق بر غریبا نے چند کہ از دیار و وطن ہائے خود آوارہ گردیدہ و بر ایشان و خیان  
صحرانہ گری می نمایند و نمی تواند شد کہ غلامان امیر المومنین و دوستان آئمہ طاہرین درین مصیبت  
ضبط گریہ نمایند حال انیکہ تصور می کنند کہ شمشیر ہائے دشمنان بدان بارہائے آسمان رخت و جلال  
چگونہ رسید و خود چہ ہائے ایشان متغیر شد و خاک بیابان ہا کہ باوصبا بر بدن ہائے برہنہ ایشان می  
پاشید بجائے نعش و تابوت شدہ از برائے ایشان

(۳۴) یا شیعۃ المختار و حوالمصع الشہید و بالذمع العزیزین خود و



یزید بلید کا فرغید شامت کند آن سر اہم شہید و چوب خیز راں برب و دندان نر زندر رسول مختار  
 برزند و خوشحالی کند و امام زین العابدین بیار بقیۃ الحبیب ۱۲ اظہار را باغل و زنجیر در مجلس آن لعین شریر  
 بیارند و آہن در پائے مبارک او جا کر دہ باشد

و نہینب ما یبر الشیاء و قلبہا ترح و بالاحزان فہو کمد  
 تقول و فی الاحزان فی القلب یدع و مبدلا سواہر الہموم معید  
 و زینب خاتون در میان زناں بادل مجروح و از غصہ و اندوہ تجلیل رفتہ خطاب با برادر کشتہ شد خود کرد  
 در دل خود دہدم غم و اندوہ تازہ می نمود و غصہ ہائے پنهانی خود اظہار و اعادہ می نمود و میگفت  
 اخی یابن اخی یا شفیق و مسک و من لی من دون الانام عید  
 علیک جفوی الذاریات زوارف و در نما دموع المرسلات تجود  
 لے برادر اسے عزیز دما داسے سولہ آتائے من وائے آن کسے کہ محل اعتماد من در ہر حادثہ می باشی  
 از مرگان ہائے چشم من ہزائے آب جباریت و اشک چشمان من بے اختیار می یزد و قطع نہ  
 خواہ شد

اخی تل عرش الدین و انتہد کنہ و عطل منہ اذ اصبت حدود  
 اخی من یلمہ الشمل بعد شتافہ و من لبناء المکر مات یثید  
 اے برادر عرش دین بنسگافتنہ شد و کن دین خراب گردید و رفتہ یکہ و کشتہ گشتی حدود و شریعت معطل  
 شد اے برادر کسیت کہ بعد از تو تفرقہ نمود راجع کند و اسامی کرم و محاسن اخلاق را حکم گرداند  
 (۳۵) العین عبیری دمعہا مسفوح و القلب من المرالائے مفروح  
 ما عذر عقلیوم عاشوراذ و لہابک ال محمد و انوح  
 او کیف لا اکمل الحسین و قد غدا شلوا بار خرافلف و هو ذبح  
 و چشم گریان است و اشک ویدہ جاری است و دل من از الم غصہ مجروح و بریان ست چہ عذر  
 خواہم داشت در روز عاشورا کہ ایں اولے محبت با الہبیت از گریہ و زور خور و معاف دارم  
 تا آنکہ چگونہ گریہ نکم بر حسین و حالانکہ دران روز در محرابے کہ بلا اود از روئے زمین بر زمین افتاد

و سر او را مثل گو سفند بریدند

و اظہار حواس من حولہ  
صدی تقول اغ و ہذا والدی  
کل تنوح و دمعا مسفو ح  
ومن الہ زیتہ قلبہا مقروح

چگونہ گریہ نکم بر مختارات طاہرہ آن بزرگوار کہ دورا و اگر فتنہ بودند و نو حرمی کروند برادر و اشک از دیدہائے ایشان جاری بودیکے می گفت برادرم ویکے گفت پدرم و ازین مصیبت دہائے خود پایہ بارہ داشتند

اسفل لذلک الشیب و هو مضج  
بد مائہ والوجه فیہ قروح  
غم و اندوہ و غصہ من از برائے آن محاسن و صورت غرق در خون است کہ بعلادہ زخمہائے منکر کہ در سر داشت و خون از آنہا جاری بود در خود آن صورت زخمہائے بسیار از شمشیر و تیر کہ بر پیشانی و لبہائے مبارک آن بزرگوار بود داشت

ولفاطم تبک علیہ بحر قہ  
و تقبل الوجات وھی تصیح  
نارسی من از برائے فاطمہ و سیکندہ دختران امام حسین است کہ از سوز دل میگرفتند و آن رو خون آلودہ را بے بسیدند و سر و پایے برہنہ والدہ و حیران فریادی زدند

الیوم مات محمد یا والدی  
والظہر مؤس و المشیع و نوح  
الیوم آدم فی العزاء و عرسہ  
حوا و قد حل المصاب جموح  
امروز روز نیست اے پدر کہ جد ما محمد مصطفیٰ از دنیا رفته و موسیٰ ابن عمران و عیسیٰ مسیح و نوح از دنیا

رفته امروز آدم و نوح و ادر تغزیه داری مشغول اند و این مصیبت ہر سنگدلے تاثیر کردہ  
الیوم تبکیک السماء با دمیج  
مثل الذما اسفا و تکسف یوح  
امروز روز نیست کہ آسمان در مصیبت تو خون می گردید و آفتاب شکست شدہ

لہف لہ یغی التصیح و مالہ  
فی الکر بلاء من الہا نام نصیح  
آہ و نالہ من از برائے آن بزرگوار است در وقتے کہ تنہا ماندہ بود در صحرائے کربلا و ہر قدر استغاثہ  
کے کرو و یاری می طلبید و بیکس اورا یاری نمی کرد

لہف لہ والجسم منہ مجذل  
فوق الترقی حتی اجزاء ضریح  
لہف علیہ مرثلاً بد مائہ  
ومن الشوائی کفنتہ الریح



عقبتہ و اضطراب من اذ بلکے اوست دماں وقت کہ در خون غلطیدہ بود و بادوائے صبا و جنوب از گریہ

گرم زمین کر بلا اور کفن می پوشانیدند

لھنے لہا من التے محمد

روز یک شد بہ نیزہ سراں بزرگوار

موجب بجنش آمد و برخاست کوه کوه

والجوع معتکف الظلام بلا فتنے

والارض ترجف من رزیه احمد

یعنی ہوائے تاریک و روئے زمین گرتگی ہم رسانید

وزمین ازیں مصیبت کہ بغزند پیغمبر رسید بلرزید

در آمد و وحشیان صحرا دل کباب شدند

والظھر زین العابدین مقید

وامام زین العابدین علیہ السلام را باغل و زنجیر می بردند با پائے برہنہ و برآبلہ و از سوز دل و غیب بود

والظاہرات علی المطایا حشر

تعد والمعداة علیہم وتروح

تد قفلوہن السام بلا وطاء

والمہبت پیغمبر را بر شتران بے پاد و معر سوار کردہ بودند و دشمنان و نامحرمین پیش ایشان می

رفتند و می آمدند و دست ہائے ایشان را بستہ بودند بریماں و بجائے لباس موئیہائے خود را

پریشان کردہ بودند آن غیرہ کہ گیسوئے حوش طناب بود و شد سزنگوں زبا و مخالفت جباب وار و

جمعہ کہ پاس محل شاں داشت جبریل و گشتند بے عاری و محل شتر سوار و بانیکہ سمرزدای

عمل از امت بنی و روح الامیں زروئے بنی گشتہ شتر سار و

مصابع يوم الطوف ادھی واعظم

ادہم مصیبت ہا مصیبت شہدائے کر بلا عظیم تر است

نما احدث الايام من يوم الشذات

باعظم منها فی الزمان رزیتہ

از روزیکہ ایجاد عالم شد تا روزیکہ قیامت برپا شود مصیبتی برتر از مصیبت کر بلا اتفاق نیفتادہ و

کالبد ر من فوق السنان لیوح

خود شید سر برہنہ برآمد کو ہزار

ابرے بارش آمد و بگریست زار زار

باد و نی وجہ التراد کلوح

وعلیہ وحشہ الفلا مقروح

یعنی ہوائے تاریک و روئے زمین گرتگی ہم رسانید

وزمین ازیں مصیبت کہ بغزند پیغمبر رسید بلرزید

در آمد و وحشیان صحرا دل کباب شدند

والظھر زین العابدین مقید

وامام زین العابدین علیہ السلام را باغل و زنجیر می بردند با پائے برہنہ و برآبلہ و از سوز دل و غیب بود

والظاہرات علی المطایا حشر

تعد والمعداة علیہم وتروح

تد قفلوہن السام بلا وطاء

والمہبت پیغمبر را بر شتران بے پاد و معر سوار کردہ بودند و دشمنان و نامحرمین پیش ایشان می

رفتند و می آمدند و دست ہائے ایشان را بستہ بودند بریماں و بجائے لباس موئیہائے خود را

پریشان کردہ بودند آن غیرہ کہ گیسوئے حوش طناب بود و شد سزنگوں زبا و مخالفت جباب وار و

جمعہ کہ پاس محل شاں داشت جبریل و گشتند بے عاری و محل شتر سوار و بانیکہ سمرزدای

عمل از امت بنی و روح الامیں زروئے بنی گشتہ شتر سار و

مصابع يوم الطوف ادھی واعظم

ادہم مصیبت ہا مصیبت شہدائے کر بلا عظیم تر است

نما احدث الايام من يوم الشذات

باعظم منها فی الزمان رزیتہ

از روزیکہ ایجاد عالم شد تا روزیکہ قیامت برپا شود مصیبتی برتر از مصیبت کر بلا اتفاق نیفتادہ و

آ قیام قیامت باقی خواهد بود

ولم انس سبط المصطفیٰ وهو ظمی یثا دعر الماء المباح و یجر م  
موت عطا ثا اهل بیت محمد و یشر ب هذا الماء ترك و دلیم

فراموش نکرده ام و نخواهم کرد فرزند پیغمبر آخر الزماں را که بالرب تشنه بر کنار آب فرات استاده و  
نظر بآب می کرد و او را قطره آب ندادند و محروم ساختند او را از نوشیدن آب  
شهید شد و البیت محمد مصطفیٰ از تشنگی هلاک شدند و کفار ترک و دلیم بلکه دو دوام از آن سیراب  
می شدند

وقد صرحت الضاره وهو مفرد ینادی امان من ارحم بترحم  
و فراموش نکرده ام حسین را در آن وقت که همیاران و اقربا و برادران او بادی نهائے چاک چاک  
افتاده بودند بر روی خاک و او بکین و تنها مانده بود و هر طرف نظر می کرد و استغاثه می کرد و  
می گفت که آیکس هست که درین دشت بلا ببارم کند

تکاد السموات الشداد لقتله تفرط والارضون تخسف فیهم  
نزویک شد که آسمان با ازم بپاشد و این عزا در زمین فرود و با کسانیک در زمین اند  
و کثر انوار السماء و جمیعها و امطرت الله و السماء علیهم  
و سار و ماه گرفتند و خفت شدند و آسمان خون بارید بر ایشان

لما ابک ربعا داس الحصاص افحوت معارفه من النکرات  
درست معاهده و غیرها البلاء و نات بسا که فاید الغرائب  
لکن بکیت علی حریر محمد لی شهرن فوق غوارب البدنات

یعنی گریه میکنم بر ویرانهائی که عرصهائی آن خواب و ویران گردیده و جاهائے معروف آن گنام شده  
و اما کن مهوده آن کهنه گردیده و بطلت بوسیدگی متغیر گردیده و دست غریبی بر ساکنان آنها  
سقوطی شده و آنها را از آن مکانها دور ساخت بلکه گریه میکنم بر عیم محمد مصطفیٰ که بر شت شران  
برهنه ایشان را سوار کرده بودند و شهر بشهر می گردانیدند

وتذکر می رفع الحکر میراعادے حزنا کیوم مصارع الشادات

میا و آمدن من آن سر بزرگوار کے کہ بر سر نیزہ کردہ بودند دوبارہ غم و اندوه تا فکر و مثل  
 آن روز کے کہ ایشان را شهید کرده بد نہائے ایشان را بر خاک گرم کر بلا انداختہ بودند  
 بابی رینیات البتولؑ نوادیؑ من عظم احزان و طول شتات  
 جانم فدائے دخترانِ خاتمہ زہرا بادوراں وقت کہ فوج و ندبہ می کردند از طول ایام جدائی ایشان  
 خود و زیادتی اندوه کہ ایشان روادہ بود

لما تغلب لے الشام قریحۃ  
 ابغافنق سواکب العبدات  
 والرائس متعصب وزینب عندہ  
 و موعھا تجرے علی الوجات  
 و وقتیکہ ایشان را بشام می بروند با چشمان مجروح و دید ہائے گریاں و سر مبارک امام شہید  
 را بر سر نیزہ نصب کردند و نافہ زینب را در پائے آن سر می بروند و اشک از دید ہائے او مثل  
 باران بر رخسار ہا جاری بود

تشکو الیہ و جہمہ متوقد  
 کالبدر یجلو حند سر انظلمات  
 و تصیح یا حزنی و تدعوا یا اخی  
 و خلیفتی لفظا بہر المسکبات  
 در آن وقت زینب شکوہ می کرد برادر خود و روئے مبارک آن بزرگوار چوں ماہ شب چہارم  
 مبارکی شب را روشن کردہ بود و فریاد می زد و می گفت اے برادر و امصیبتا تو پناہ من بودی  
 و ہر شدتے و امر عظیمی کہ رخ می داد

## سید الساجدین

را قال الشيخ المفید رحمہ اللہ تعالیٰ الامام بعد الحسین بن علی علیہما السلام  
 ابنہ ابو محمد علی بن الحسین نہین العابدین صلوات اللہ علیہ شیخ مفید علیہ الرحمہ  
 فرماتے ہیں کہ جناب سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے بعد حضرت سید الساجدین ہادی و پیشوا  
 خلق ہیں و کان یکن ایضاً ابالحسین و امہ شاہ زمان بنت یزد بن شہر یار بن  
 کسرے و یقال ان اسمہا کان شہر با فویدہ آخرفت کی کنیت ابوالحسین بھی ہے ماں

حضرت کی شاہ زناں یزدجرد بن شہر یار بن کسری کی بیٹی ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ نام اُن کا شہر  
 باؤتہ ہے۔ وکان امیر المومنین علیہ السلام ولسر حریف بن جابر الجعفی جانیابی المشرق  
 نبعت الیہ ابنته یزدجرد بن شہر یار بن کسری فحل ابنہ الحسین علیہ السلام شاہ  
 زناں فاولدہا زین العابدین علیہ السلام ورجل الاخری محمد ابن ابی بکر فولدت  
 لہ القسم بن محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہمہما ابنا خالته۔

جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے حوٹ ابن جعفر جعفی کو پورے کسی ملک پر  
 مامور فرمایا تھا انہوں نے وہاں سے دو بیٹیاں یزدجرد کی اسیر کر کے حضرت کی خدمت میں بھیجیں  
 حضرت نے شاہ زناں کو جناب امام حسین علیہ السلام کو عطا کیا اور دوسری کو محمد بن ابی بکر کو دیا  
 حضرت کے یہاں سید الساجدین علیہ السلام متولد ہوئے اور دوسری سے قثم بن محمد شہید ہوئے  
 اس لئے یہ دونوں صاحب خالہ زاد بھائی ہوتے ہیں۔

وکان مولد علی ابن الحسین علیہما السلام بالمدينة سنة ثمان وثلثین من  
 الهجرة بنق مع جدہ امیر المومنین سنتین ومع عمہ الحسن اثنتی عشرة سنة  
 ومع ایمیہ الحسین ثلاثا وعشرین سنة وبعد ایمیہ اربعًا وثلثین سنة ولدت  
 باسعاد اس جناب کی شہر مدینہ میں شنگہ ہجری میں واقع ہوئی دو برس کا سن تھا کہ جناب امیر  
 علیہ السلام نے دار دنیا سے رحلت فرمائی۔ جب بارہ برس کا سن ہوا تو جناب امام حسن علیہ السلام  
 نے انتقال فرمایا جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو سن اسجناب کا تیس برس کا تھا۔  
 اپنے والد بزرگوار کے بعد چونتیس برس تک حضرت اور زندہ رہے۔

وتوئے بالمدينة سنة خمس وتسعين هجرة وله يومئذ سبع وخسون سنة  
 فکانت امامته اربعًا وثلثین ودفن بالبقيع مع عمہ الحسن بن علی علیہما  
 السلام مدینہ ہی میں حضرت نے رحلت فرمائی جبکہ پچاس برس ہجرت سے گزر چکے تھے سن  
 حضرت کا ستاون سال کا تھا پس زمان امامت و خلافت چونتیس برس ہے جنت البقیع میں اپنے  
 عم نامدار جناب امام حسن کے برابر مدفون ہیں۔

(۲) عن سعید بن کلثوم قال کنت عند الصادق جعفر ابن محمد علیہما

السلام فذکر امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فاطرہ و مدحہ  
 بما هو املہ ثم قال واللہ ما اکل علی ابن ابی طالب من الذنبا حراما قط حتی  
 مضی لسیلہ سعید ابن کثوم سے روایت ہے کہا اس نے نہ ایک دن میں خدمت اقدس جناب  
 صادق علیہ السلام میں ماضی تھا کہ حضرت نے جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ذکر کیا اور بہت  
 دیر تک حضرت کی مدح و ثنا بیان فرمائی بعد اسکے فرمایا قسم ہے خدا کی کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام  
 نے دنیا اور مال دنیا سے کبھی نعمہ حرام تناول نہیں فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔  
 وما عرض له امر ان تطههما لله رضی اللہ عنہما اخذ باشتہما علیہ نے دینہ اور کبھی ایسا  
 نہیں ہوا کہ حضرت کو دو امر درپیش ہوئے ہوں کہ دونوں موجب رضا مندی خدا ہوں مگر حضرت نے  
 جوان دونوں سخت اور دشوار ہو اسکی اختیار نہ کیا ہو۔ وما نزلت برسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم نازلۃ الا دعاء ثقہ بہ اور جناب رسول خدا پر بھی کوئی مصیبت اور محنت  
 نازل نہیں ہوئی کہ جناب امیر علیہ السلام اسکی سبب ہوئے ہوں۔ وما اطاق احد عمل رسول  
 اللہ من ہذہ الامور غیرہ وان کان لیعمل عمل رجل کان وجہہ بین الجحۃ و  
 النار یرجو ثواب ہذہ ونجات عقاب ہذہ۔

جناب رسول خدا کی امت میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوا کہ اس جناب کے اعمال کو بجا لاوے سوا  
 جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اور جب وہ جناب کوئی عمل کرتے تھے تو جنت اور دوزخ گویا  
 حضرت کے پیش نظر رہتے تھے بہشت کے امیدوار رہتے تھے اور عقاب دوزخ سے خائف رہتے  
 تھے ولقد عنت من مالہ الہام لعلک فی طلب وجہ اللہ عز وجل والثبات من النار ثم  
 کذبید یہ وشریح منہ جبینہ حضرت نے اپنے قوت بازو سے مال پیدا کیا اور گاڑے  
 بسینے کی کمانی سے ہزار بندے خرید کے راہ خدا میں آزاد کر کے بعض رضائے خدا کے لئے اور نجات  
 پانے کو آتش جہنم سے وائے کان لبقوت اہلہ بالزیت والخل والجمدة الام حضرت کے  
 اہل و عیال کی غذا اکثر روغن زیتون و سرکہ تھا کبھی سوکھا گوشت اوبالکر کھا لیتے تھے اور لباس  
 کی یہ کیفیت تھی کہ اگر آستینیں کچھ بڑی ہوتی تھیں تو حضرت مقراض نکا کر کر ڈالتے تھے بعد کے  
 فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ وما اشیہ من ولدہ ولا اہلبیتہ احد اقرب شہما

بہ فی لباسہ وفقہہ من علی ابن الحسینؑ۔ جناب امیر علیہ السلام کی الہیبت اور اولاد  
 میں جیسا کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام لباس میں اور فقہ میں اُن جناب سے مشابہ ہیں کوئی ایسا نہیں  
 ہے و لقد دخل ابنہ ابو جعفر علیہ السلام علیہ فاذا هو قد بلغ من العبادة ما لم يبلغه  
 احدٌ فلما قد اصفر لونه من السَّهر و ابيضت عیناه من البكاء و دبرت جبینہ  
 و انجرح انفہ من السجود و ورمت ساقاه و قد مآہ من القيام فی الصلوات و بناخ  
 ایک دن جناب امام محمد باقر علیہ السلام اپنے والد ماجد کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ  
 کثرت عبادت سے حضرت کا حال نہایت متغیر ہے یعنی رنگ حضرت کا راتوں کے جاگنے سے زرد ہو گیا  
 ہے اور آنکھیں روتے روتے بے رونق ہو گئی ہیں اور پیشانی فُردانی پر اور پیشانی اظہر پر کثرت سجدوں سے گھٹے  
 پڑ گئے ہیں اور از بسکہ نماز میں رات دن کھڑے رہتے تھے اس سبب سے پاؤں حضرت کے ورم کر گئے ہیں  
 قال ابو جعفر علیہ السلام فلم املك حين رايته بتلك الحال البكاء فبكت  
 رحمة واذا هو تفكرا فالتفت الي بعد هنيهة من دخولي وقال يا بني اعطني بعض  
 تلك الصفحات التي فيها عبادة علي بن ابي طالبؑ جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ  
 اپنے والد ماجد کا یہ حال دیکھ کر مجھ میں طاقت ضبط کی باقی نہ رہی بے اختیار میں روئے لگا، حضرت نے  
 مجھے روتے دیکھ کر تھوڑی دیر تک تامل کیا بعد اُس کے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے فرزند جن  
 صحیفوں میں جناب علی ابن ابی طالبؑ کی عبادتیں مرقوم ہیں اُن صحیفوں کو میرے پاس لے آؤ۔  
 فاعطيتہ فقرہ فیہا شئیًا ميسيرًا ثم تركها من يدہ تفجیرًا وقال من يقو على عبادة  
 علي ابن ابي طالبؑ علیہ السلام عن وقت میں نے ان صحیفوں کو حاضر کیا حضرت نے کچھ اس میں  
 سے پڑھا بعد اُس کے مغموم ہو کر ہاتھ سے رکھ دیا اور فرمایا کہ کوئی شخص ہے کہ عبادت علی ابن ابی طالبؑ  
 کے بحال لانے پر قدرت رکھتا ہو۔

(۲) قال ابو حمزة الثمالی اتیت باب علی بن الحسینؑ فصرخت ان اصوت ففعل  
 حتی اخرج فسلمت علیہ ودعوت له فرد علي ثم اتهم الي حائط فقال يا ابا حمزة  
 لا ترمي الي هذا الحائط فقلت بلى يا بن رسول الله ابو حمزة ثمالیؑ سے روایت ہے  
 کہا اُس نے کہ ایک دن میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے در و درت پر حاضر ہوا میں نے

اس امر کو مکروہ جانا کہ حضرت کے دروازے پر کھڑا ہو کر پکاروں اس واسطے وہاں منتظر بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت گھر سے باہر تشریف لائے میں نے سلام کیا حضرت نے سلام کا جواب دیا اور ایک دیوار کے قریب جا کر مجھ سے فرمایا کہ اے ابو حمزہ رضی اللہ عنہ اس دیوار کو تو دیکھتا ہے میں نے عرض کی بلے لے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال افراتکات علیہ یوما وانا حزین واذا مر جل حسن الوجه حسن الثياب ينظر فی تجاوهی ثم قال لیا علی بن الحسین ما لے امرک کئینا حزینا علی الدنیا حسرتک فرزق حاضر البتر والفاجر حضرت نے فرمایا کہ ایک دن محرمون وغنائک اس دیوار سے میں لگا بیٹھا تھا کہ ناگاہ ایک مرد خوبصورت و خوش لباس میرے سامنے کھڑا ہو کر میری طرف دیکھنے لگا اور مجھ سے کہا کہ اے علی ابن الحسین کیا سبب ہے کہ میں آپ کو محرمون وغنائک پاتا ہوں کیا دنیا کے لئے محرمون ہو تو دنیا میں تو ہر نیک و بد کو رزق پہنچاتا ہے۔

قال قلت ما علی هذا احزن واقه لکما تقول فقال علی الاخرة فهو وعد صادق کعبہ ملائکہ قال قلت ولا علی هذا احزن واقه لکما تقول فقال حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہمیں دنیا کا کچھ غم نہیں ہے اور دنیا کا حال جیسا تم کہتے ہو ویسا ہی ہے پھر اس شخص نے کہا کہ کیا نون آخرت سے منہموم ہو تو وہ سچا وعدہ ہے کہ اس میں بادشاہ فاجر حکم کرے گا حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ بھی یہی ہے خون کا سبب نہیں اور عیساؑ کو کہا ہے ویسا ہی ہے قال فعلى ملأ منک اس نے کہا کہ پھر تم کیوں غمگین ہوؤ قال قلت الخوف من مقتنة ابن الزبیر حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں ابن زبیر کے فتنے سے خائف ہوں قال فضحك ثم قال یاعلیٰ ابن الحسین هل رایت احدا قط توکل علی الله فلم یکفه قلت لا قال یا علی ابن الحسین هل رایت احدا قط خاف الله فلم یخفه قلت لا قال یاعلیٰ ابن الحسین هل رایت احدا قط سئل الله فلم یعطه قلت لا ثم نظر فاذ البس قد اعی احد حضرت فرماتے ہیں کہ ابن زبیر کا نام مجھ سے شکروہ شخص ہنسا اور کہا کہ اے علی ابن الحسین تم نے کسی شخص کو دیکھا ہے کہ وہ خدا پر توکل کرے اور خدا اس کی کفایت نہ کرے میں نے کہا کہ نہیں پھر اس شخص نے پوچھا کہ اے علی ابن الحسین کسی کو دیکھا ہے تم نے کہ وہ خدا سے خائف رہے اور خدا اس کو نجات نہ دے میں نے کہا کہ نہیں پھر اس نے کہا کہ اے علی ابن الحسین تم نے کسی کو دیکھا ہے کہ وہ خدا سے خائف ہے سوال کرے اور

خدا اسکو عطا کرے میں نے کہا کہ نہیں حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے نظر کی تو میرے سامنے پھر کوئی شخص نظر نہ آیا۔

(۴) عن ابی جعفر علیہ السلام قال کان علی ابن الحسین ۷ یصلی فی الیوم واللیلۃ الف رکعۃ فصارت الترحیمیلہ بمنزلۃ السنبلۃ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام شبانہ روز میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اس کثرت عبادت سے حضرت کا حال یہ بہم پہنچا تھا کہ ہوا سے جیسے خوشہ جھونک کھا جاتا ہے اسطرح حضرت ۷ ہوا کے جھونکے سے رکعت گر جاتے تھے۔

(۵) عن زمرۃ بن اعین قال سمع سائل فی جوف اللیل وهو یقول ابن الزنادون فی ہذا دنیا الزاعبون فی الآخرة فہتف بہ ہاتف من ناحیۃ البقیع یسمع صوتہ ولا یرى شخصہ ذاک علی ابن الحسین ۷ زرارہ بن اعین سے روایت ہے کہ اُس نے کہ شہر مدینہ میں ایک سائل ۷ کے وقت ناکر اٹھا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو زہر پکرتے ہیں دنیا میں اور راجب ہیں آخرت کے تو ایک آلف نے جنت البقیع کی طرف سے آواز دی کہ جو شخص اس صفت سے موصوف ہے وہ جناب علی ابن الحسین علیہ السلام ہیں نقطہ اس آلف کی آواز سنائی دیتی تھی کسی نے اس کی صورت نہیں دیکھی۔

(۶) فی الاغانی ان ہشام بن عبد الملک قدح البیت ومعه سادات الشام کتاب فانی میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ ہشام بن عبد الملک خلیفہ وقت حج کرنے کو آیا اور بہت ایلان شام اس کے ساتھ آئے ہوئے تھے فخریہ ان یستلزم الحج فلم یقدروا لکثرة الناس ہشام نے بہت کوشش کی کہ سنگ اسود تک پہنچے مگر حاج کی ایسی کثرت تھی کہ راہ نہ ملتی تھی جا علی ابن الحسین ۷ فطاف ہشام اسی انتظار میں تھا کہ کسی طرح سنگ اسود تک جانے کی راہ ملے کہ حضرت سیدنا ساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کو اس نے دیکھا کہ شرف لائے اور حضرت نے بھی طواف شروع کیا فلما بلغ الحج ففرق لدا الناس عنہ اس نے دیکھا کہ جب طواف کرے ہوئے سنگ اسود کی طرف حضرت ٹہرنے لگے تو تمام مجمع متفرق ہو گیا اور حضرت نے بوسہ سنگ اسود سے بائینان شرف ہو کے دوبار طواف شروع کیا فسأل عنہ سادات الشام ہشام! وہ تمام امیران شام جو بر فاقہ ہشام بڑی دیر سے بامیداستلام کھڑے ہوئے تھے حضرت کے دیدار معجزانہ سے کبھی شرفیاب نہ ہوئے تھے ہشام سے کہنے لگے کہ یہ کون شخص ہے یعنی اتنا بڑا جلیل القدر جو کہ ملک عراق و حجاز



وقابلص مصر وشام وفارس خلافت ہوا سکو تو اتنی دیر میں بھی سنگ اسود تک راہ نہ ملی اور ایک مرد غریب و سکیں اس طرح ذمعتہ شرف ہو جائے کہ سنگ اسود کی طرف رخ کیا اور معلوم ہوا کہ گویا ملائکہ فی تمام مجمع کو ہٹا کر راہ نکال دی۔ فقال لا غفرہ وکان یحرفہ اغانی کا مصنف کہتا ہے کہ ہشام حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو بخوبی جانتا تھا مگر ان لوگوں کے پوچھنے پر کہنے لگا کہ میں نہیں جانتا یہ کون شخص ہے فقال القدر ذوق انما عرفہ وانشد غزلیہ وقر بھی اس وقت حاجیوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے تھے یہ سن کر انہیں باب نہ آئی بل اٹھے کہ ہم ان کو جانتے ہیں اور یہ لکیر اس وقت حضرت کی مدح میں فی البدیہہ اشعار تصنیف کر کے پڑھنا شروع کر دیئے۔

هذا الذي يعرف البطحاء وطائفة والبيت يعرفه والحل والحرم  
یہ وہ شخص ہیں کہ زمین بطحاء ان کی رفتار کو پہچانتی ہے اور خانہ کعبہ ان کا شہناسا ہے اور نفاٹے حل و حرام کے مرتبوں کو جانتی ہے۔

هذا ابن خديع عبد الله كلمه هذا التقي التقي الطاهر العلم  
یہ فرزند ہیں اس شخص کے جو بہترین خلق گذرا ہے یہ صاحب تقویٰ و طہارت و صاحب مرتبہ بلند ہیں۔  
اذا راته قریش قال قائلها المكارم هذا ينته الكرم  
یہ وہ شخص ہے کہ عرب کا قبیلہ بزرگ یعنی بنی قریش جب ان کو دیکھتے ہیں تو خود آوار کرتے ہیں کہ بزرگی و کرم کا انہیں پرنا منہ ہوا ہے۔

يكاد يمسه عرفان راحه ركن الحطيم اذا ما جاؤ يستلم  
یہ وہ شخص ہیں کہ خانہ کعبہ ان کے ہاتھ کو ایسا چمکتا ہے کہ جب یہ بوسہ لینے کے لئے رکن حطیم پر آتے بڑھاتے ہیں تو قہہ چاہتا ہے کہ ان کے ہاتھ سے خود لیٹ جائے اور پھر نہ چھڑے۔

اثر القبايل ليست في رقابهم ولا وليته هذا وله ينم  
عرب میں کون ایسا ہے جس کی گردن پر ان بزرگوں کا احسان نہ ہو؟

دعا کتاب کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا لما حضر الحسين ما حضر دفع وصيته الى ابنته فاطمة فاطمة ظاهرت في كتاب مدح جب واقعہ شہادت جناب سید الشہداء کو پیش آیا تو حضرت نے اپنا وصیت نامہ فاطمہ کبریٰ کو دیدیا تھا فلما ان كان امر الحسين ما كان

رفت ذوالک الی علی بن الحسین جب حضرت شہید ہو گئے تو فاطمہ کبر لے گئے وہ وصیت کیا م  
 زین العابدین علیہ السلام کے حملے کر دی۔ ابی الجارود جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے  
 یہ سنکر امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ اس وصیت نامہ میں کیا لکھا ہوا تھا تو فرمایا حضرت نے ما  
 یتناج الیہ ولدنا و من ذکانت الدنیا الی ان تقفی بیض اولاد آدم کو ابتدائے دنیا سے  
 انتہائے دنیا تک جو حاجتیں ہیں سب اس میں کبھی ہوئی ہیں۔

(۸) وفات حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی ہشام بن عبد الملک یا ولید بن عبد الملک کے  
 زہر دینے کے سبب سے واقع ہوئی کتاب کافی میں روایت ہے کہ جب حضرت کا وقت وفات قریب پہنچا تو پہلے  
 بیہوشی طاری ہو گئی پھر آنکھیں کھولیں اور سورہ اذا وقعت الواقعة اور انا فتحنا لک فتحا مبینا حضرت نے  
 تلاوت فرمائی اور فرمایا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ و اور ثنا الارض نبتو من الجنة حیث  
 نشاء فنعم اجر العالمین۔ یعنی لاکھ لاکھ شکر ہے اس خدا کا کہ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہم کو زمین کا  
 وارث بنایا بہشت میں جہاں ہمارا جی چاہے گا وہاں رہیں گے کیا اچھا اجر و ثواب ہے حکم خدا پر عمل کرنے  
 والوں کا یہ نوا کر اس وارحمن سے نعم خلد کی طرف حضرت تشریف لے گئے۔

(۹) ذالکافی عن ابی جعفر علیہ السلام قال کتاب کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت  
 کی ہے کہ فرمایا لما مات ابی علی بن الحسین جاؤت ناقتہ لہ من الریح حتی اضربت بجراہا  
 علی القبر و غشت علیہ یعنی جب میری پدر بزرگوار علی ابن الحسین نے وفات پائی تو ناقتہ ان  
 حضرت کا چلا گاہ سے پلٹ آیا اور قبر پر جا کر مونہہ اپنا دے دے مارنا تھا اور اس خاک مطہر پر پھٹا  
 کھانا تھا اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ شعور فریاد کرتا تھا فاسرت بہا فردت الی مرعاهما میں نے  
 جب حکم دیا تو لوگ اس ناقتہ کو پیچ کر لاکھ کی طرف لے گئے وان کان یحج و یعتمر ولم یقرعہا  
 قرعہ قط فرمایا حضرت نے کہ میرے پدر بزرگوار اسی ناقتہ پر سوار ہو کر حج و عمرہ کے لئے تشریف لے جایا کرتے  
 تھے اور کبھی اُسے ایک کوٹا بھی نہیں مارا تھا۔



# ابو جعفر

(۱) قال کمال الدین بن طلحة ولدت له بالمدينة في ثالث صفر سنة سبع وخمسين للهجرة قبل قتل جدّه بثلاث سنين وقيل غير ذلك بنا بر قول كمال الدين ابن طلحة کے جناب امام محمد باقر علیہ السلام تیسری تاریخ ماہ صفر کی ششمہ ہجری میں تین برس قبل شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کے پیدا ہوئے اس کے سوا اور بھی روایتیں ہیں واما نسبہ ابا واما فابوہ زین العابدین علیہ السلام واما امہ فاطمہ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب وقد عثر امر الحسن وقيل ام عبد الله نسب اس جناب کا ماں باپ کی جانب سے یہ ہے کہ حضرت فرزند ہیں جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے اور پوتے ہیں جناب امام حسین کے ماں اس جناب کی فاطمہ ہیں جن کا نام ام الحسن یا ام عبد اللہ بھی ہے وہ بیٹی ہیں جناب امام حسنؑ کی اور پوتی ہیں جناب علیؑ ابن ابی طالب کی پس جناب امام حسینؑ حضرت کے دادا ہیں اور جناب امام حسن علیہ السلام اس جناب کے نانا ہیں اور جناب علیؑ ابن ابی طالب پر دادا بھی ہوئے اور پر نانا بھی اور وہ جناب طرفین سے ہاشمی ہیں اسمہ محمد و کذبتہ ابو جعفر و له ثلثة القاب باقر العلم و الشاگرد الہادے و أشهرها الباقر و سمي بذلك لبقرة في العلم و توسعة فيه نام حضرت کا محمد ہے اور کنیت ابو جعفر ہے اور اس جناب کے تین لقب ہیں باقر و شاگرد و دادی اور مشہور زیادہ باقر ہے چونکہ اس جناب سے علم کہ بہت وسعت دی اس سبب سے قبل حضرت کی پیدائش کے جناب رسول مقبول نے اس جناب کو اس لقب سے ملقب کیا تھا قال ابو محمد عبد الله بن احمد بن الحشاش عن محمد بن سنان اقام مع ابيه علي ابن الحسين خمسا وثلثين سنة الا مشهرا من ابو محمد عبد الله بن احمد بن حشاش علیہ الرحمہ نے محمد بن سنان سے روایت کی ہے کہا اس نے کہ جب جناب امام زین العابدینؑ کے انتقال فرمایا جناب امام محمد باقرؑ کا سن دو مہینے کم بیسیس برس کا تھا اور بعد جناب سید الساجدؑ کے حضرت انیس برس اور زندہ رہے و سنی روایت آخر سے قاضی ابو جعفر و هو ابن عثمان و



خرچ علی اثنا عشر رجلاً یشبہون۔ الوط علیہم اقبیۃ فشیقات وخفای فسلموا ومرتوا تھوڑی  
 دیر کے بعد حضرت کے پاس سے بارہ آدمی نکلے سیاہ رنگ کے مشابہ تھے جیشیوں سے تنگ اور حسرت قبا میں  
 ان کے بدن میں تھیں اور پاؤں میں موزے پہنے ہوئے تھے ہم لوگوں کو سلام کیا اور چلے گئے قتل  
 علی ابو جعفر نقلت لہ ما اعرف ہولاً الذین خرجوا من عندک ان لوگوں کے جانے کے بعد  
 میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا حضرت یہ لوگ کون تھے جو آپ کے پاس سے انجلی کھر  
 چلے گئے ہیں میں ان کو نہیں پہچانتا ہوں قال ہولاء قوم من اخوانکم الحق قال قلت لہ و  
 یظہرون علیکم فقال نعم یدون علینا فی حلالہم وحرماہم کما تعدون  
 حضرت نے فرمایا کہ وہ قوم جن سے ہیں اور تمہارے براہد ایمانی ہیں یعنی ہم کو اپنا امام و پیشوا  
 سمجھتے ہیں راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا کہ جن آپ پر ظاہر ہوتے ہیں حضرت نے فرمایا ہاں ہمارے  
 پاس کیا کرتے ہیں اور اپنے حلال و حرام کے مسائل پر چھا کرتے ہیں جیسا کہ تم لوگ سوال کرتے ہو  
 (۴) عن ابی عبد اللہ قال کنت عند ابی محمد بن جعفر فی الیوم الذی قبض فیہ  
 فارصا نے غسلہ وکفنہ و فی دخولی قبرہ اسی کتاب میں جناب صادق علیہ السلام سے  
 روایت ہے فرمایا اس جناب نے کہ جن دن میرے والد زادار جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے دارو  
 سے جنت کی طرف انتقال فرمایا میں اس جناب کی خدمت میں حاضر تھا مجھ سے وصیت کی کہ تم مجھ کو بلانا  
 اور کھانا اور میری قبر میں داخل ہونا قال نقلت یا ابت واللہ مارا یتک منذ اشتکیت حسن  
 عنبۃ مناک الیوم مارے علیک اثر الموت حضرت صادق فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اے  
 والد ماجد جس روز سے کہ آپ علیل ہوئے ہیں کبھی آپ کو ایسا اچھا نہیں دیکھا جیسا کہ آپ کا حال آج بہتر  
 دیکھتا ہوں کچھ آثار موت کے مجھے نظر نہیں آتے فقال یا بنی اما سمعت علی بن الحسین بن داود  
 من ولادہ الجدار بنیاد سے یا محمد تعالیٰ مجھل حضرت نے فرمایا کہ اسے فرزند دار جند تمہارے کلین میں  
 آواز نہیں آئی کہ میرے والد ماجد جناب امام زین العابدین دیوار کے پیچھے سے نکل کر آتے ہیں کہ اے محمد  
 علیہ السلام سنہ اربع عشرۃ ومانۃ وسمۃ یومئذ سبع وخمسون  
 سنہ رقبہ بالقیع شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب ارشاد میں لکھا ہے کہ سالہ ہجری میں حضرت  
 انتقال فرمایا سنہ اس جناب کا شان برس کا تھا جنت البقیع میں حضرت مدفون ہیں اور موافق قول

حافظ عبدالعزیز خا بندی کے سن اُس جناب کا اکثر برس کا تھا۔

(۵) روی قطب الدین ابوالحسن سعید بن ہبہ اللہ بن الحسن الرضا نے فی کتابہ  
الخروج الجراح عن ابی بصیر قال قلت یومئذ للباقر انتم ذریۃ رسول اللہ قال نعم  
قلت ورسول اللہ وارث الابیاء کلہم قال نعم وراثت جمیع علوہم قطب الدین راوندی  
علیہ الرحمۃ نے کتاب خروج میں ابوبصیر سے روایت کی ہے کہا ابوبصیر نے کہ ایک دن میں نے خارجہ باقر  
علیہ السلام کی خدمت بارفت میں عرض کیا کہ یا حضرت آپ فرزند رسول خدا ہیں، حضرت نے فرمایا کہ ہاں  
فرزند رسول خدا ہیں میں نے عرض کیا کہ رسول خدا وارث ہیں سب انبیاء کے حضرت نے فرمایا کہ ہاں  
جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو سب پیغمبروں کا علم میراث میں ملا تھا، قلت و انتم وراثتہم  
جمیع علم رسول اللہ قال نعم میں نے عرض کی کہ سب علم جناب رسول خدا کا آپ کو میراث میں ملا  
حضرت نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے قلت و انتم تقدرون ان تحبوا الموتی و تبرؤا ولاکم  
ولا یبرص و تحبوا الناس بما یا کلون و یذخرون فی ہو نعم قال نعم ما ذن اللہ ابوبصیر  
کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کہ آپ کو قدرت ہے کہ مردہ کو جلا دیں ماں کے پیٹ کو شخص اندھا پیدا ہو  
اسے جلا کر دیں اور جو شخص کہ برص میں مبتلا ہو اسے اچھا کر دیں اور لوگ جو اپنے گھروں میں کھاتے ہیں  
اور جمع کرتے ہوں اسکی خبر کر دیں حضرت نے فرمایا کہ ہاں حکم خدا سے ہم ان سب اُمتوں پر قادر ہیں  
ثم قال اذن منی یا ابی بصیر فذوت فسیح بیدہ علی وجہی فابصرت السمہل والجبل و  
السماء ولا ارض ثم مسح بیدہ علی وجہی فعدت کما کنت لا ابصر شئیا بعدا کے حضرت نے  
مجھ سے فرمایا کہ اے ابوبصیر میرے پاس آؤ موافق حضرت کے فرمانے کے میں قریب گیا آنوقت حضرت  
نے میرے منہ پر ہاتھ پھیرا فوراً میری آنکھیں کھلیں حالانکہ قبل اسکے میں اندھا تھا اور اس قدر میری آنکھیں  
سوختی تھیں کہ میدان و کوہ و آسمان و زمین سب مجھے دکھائی دیتے بعد اس کے پھر حضرت نے میرے  
منہ پر ہاتھ پھیر دیا اور پھر جلیسا میں تھا و یہاں ہو گیا قال ابوبصیر فقال لہا قرآن حبیب  
ان تکون کیا ابصرت و حدیثک علی اللہ وان حکمت تحت کما کنت و ثوابک الحق  
مقلت اکون کما کنت و الجنة احب الی ابوبصیر ابوبصیر کہتا ہے جب کہ میں و یہاں پھر  
آگیا تو پوچھا کہ اے ابوبصیر تجھے کیا منظور ہے کیا تو چاہتا ہے کہ دنیا میں تیری آنکھیں روشن رہیں

اور دوزخ کو غلام کے تعادلے تجھ سے حساب لے یا یہ کہ جیسا تو دنیا تھا ویسا ہی رہے اور خدا تعالیٰ اس کی  
حوض میں تجھے جنت عطا کرے میں نے عرض کی کہ یا حضرت جیسا کہ میں اندھا تھا ویسا ہی رہوں اور  
بہشت مجھے زیادہ دوست ہے دنیا کے بعبارت سے۔

(۷) روعی نقتہ الاسلام نے الکافی عن ابی الصباح عن ابی جعفر علیہ السلام میں  
المحدثین مآ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی میں روایت کی ہے ابی الصباح سے اور اس سے  
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قال کانت امی قاعدۃ عند جدار فمصدع الجدار و  
هذا ثم شذیل فقلت بیدھا لا حق المصطفیٰ ما اذن اللہ فی السقوط فرمایا حضرت  
نے کہ میری ماورکرامی ایک دن ایک دیوار کے نیچے کھڑی تھیں کہ دفعۃً دیوار شق ہو کر گرنے لگی کہ میں نے  
اس کے شق ہونے کی آواز سنی اس وقت میری والدہ نے اس کی طرف اپنی دست مبارک سے  
اشارہ کیا اور فرمایا پھر جابحتی محمد مصطفیٰ کہ خداوند کریم نے ابھی تجھ کو گرنے کا حکم نہیں کیا ہے۔  
فبقی معلقاً فی الجرح حتی جازتہ فتصدت عنہا ابی بمانہ وبنیاد وہ دیوار ہوا میں معلق رہی یہاں  
تک کہ میری والدہ اس مقام سے کنارے ہو گئیں جب یہ خبر میرے والد بزرگوار حضرت امام زین العابدین  
علیہ السلام نے سنی تو سو دنیا رقص فرمائے راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز حضرت امام جعفر صادق  
نے اپنی جگہ طاہرہ کا ذکر کیا بعد اسکے فرمایا صدیقہ لہریدیک نے ال الحسن مثلہا  
یعنی وہ جناب صدیقہ تھیں اولاد و جناب امام حسن علیہ السلام میں کوئی اور اس مرتبے کا نہیں ہوا  
(۸) قوله تعالیٰ وکذا لک نزع ابراہیم ملکوت السموات والارض جابر جعفری نقل  
کرتا ہے کہ میں نے خدمت بارفقت جناب امام محمد باقر علیہ السلام میں عرض کی کہ یا حضرت خدا تعالیٰ  
نے ملکوت آسمان و زمین حضرت ابراہیم کو کیونکر دکھایا حضرت نے دست مبارک سے اوپر کی طرف  
اشارہ کیا اور مجھ سے فرمایا کہ اوپر نظر کر میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ چھت شکافہ ہو گئی اور وہ  
آنکھوں سے پردے اٹھ گئے اور ایک نور عظیم دیکھا جس کے دیکھنے سے آنکھوں میں خیر کی ہوائی  
میر حضرت نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم نے آسمان و زمین کو اس طرح دیکھا بعد اسکے مجھے حکم ہوا کہ نظر  
نیچے کر لوں پھر ارشاد ہوا کہ اوپر نظر کر جب میں نے دوبارہ دیکھا تو چھت کو محال خود پایا میرا ہاتھ  
پکڑ کر دوسرے مکان میں لے گئے وہاں جا کر اپنے لباس کو تبدیل فرمایا بعد اسکے ارشاد کیا کہ اپنی

آنکھوں کو بند کر لے اور کھولتا نہیں بعد ایک ساعت کے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ تو اس وقت کہاں ہے؟  
 میں نے عرض کی کہ میں آپ پر قربان ہوں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے حضرت نے فرمایا کہ اس وقت تو ظاہر  
 میں ہے جہاں ذوالقرنین نے گذر کیا تھا میں نے عرض کی کہ یا حضرت مجھے اجازت ہے کہ میں آنکھ  
 کھول کر دیکھوں فرمایا کہ کھول مگر کچھ دیکھ نہ سکے گا جب میں نے آنکھ کھولی تو اس طرح کی تاریکی نظر  
 آئی کہ اپنے قدم رکھنے کی جگہ بھی معلوم نہ ہوئی تھوڑی دُور اور تشریف لے جا کر مجھے پوچھا کہ تو جانتا  
 ہے اب کہاں ہے میں نے عرض کی نہیں آپ نے فرمایا اب تو کنارے آبِ حیوان کے کھڑا ہے جس میں  
 حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام نے پانی پیا ہے پھر اس زمین سے اور اس عالم سے نکل کر دوسرے  
 عالم میں داخل ہوئے جب تھوڑی سی راہ قطع کی مثل اس عالم کے مکانات کو اور آدمیوں کو دیکھا  
 پھر اس عالم سے نکل کر تیسرے عالم میں داخل ہوئے اُسے بھی ان دونوں عالموں سے مشابہ پایا اس طرح  
 پانچ عالموں کی سیسہ کی اس وقت حضرت نے فرمایا کہ ملکوت زمین یہی تھا اور حضرت ابراہیم نے اس  
 قدر نہیں دیکھا تھا اور ملکوت زمین بارہ عالم ہیں اور ہر عالم مثل اس عالم اول کے ہے اور جو امام  
 کہ دنیا سے جاتا ہے انہیں عالموں میں سے ایک عالم میں ساکن ہوتا ہے یہاں تک کہ امام آخر  
 صاحب الامر ہیں عالم اول میں ساکن ہوں گے بعد اسکے مجھ سے فرمایا کہ اب تو آنکھوں کو بند کر لے  
 جب میں نے آنکھ بند کی حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا ناگاہ اپنے تئیں اسی گھر میں دیکھا جہاں سے  
 گیا تھا پھر حضرت نے کپڑوں کو اتار کر پہلے کپڑے پہن لئے اور اپنی جگہ پر بیٹھے میں نے عرض کیا یا  
 حضرت میں آپ پر قدا ہوں کس قدر دن چڑھا ہے فرمایا تین ساعت۔

(۸) فی الکافی عن الحضرمی قال لما حمل ابو جعفر الے الشام الے هشام بن  
 عبد الملك و صار بابه قال لا صحابہ و من كان بحضرته من بنی أمیة اذ را یتوفی  
 قد و نجت محمد بن علی ثمر ا یتوفی قد سکت فلیقبل علیہ کل جل منکم  
 فلیؤخجہ کتاب کافی میں حضرمی سے روایت ہے کہا اس نے کہ جس وقت حضرت امام محمد باقر علیہ  
 السلام بحکم هشام بن عبد الملك بن مروان کہ خلفائے بنی امیہ میں سے تھا شام محنت انجام کو  
 روانہ ہوئے جبکہ اس کے دو دادے پورے تھے تو اپنے اصحاب میں سے اور بنی امیہ میں سے جو  
 لوگ اس وقت حاضر تھے کہنے لگا کہ جس وقت حضرت داخل ہوں گے میں ان کو نہایت زجر و



توجہ کروں گا جب تم لوگ دیکھنا کہ میں ساکت ہوا اس وقت ہر ایک شخص تم لوگوں میں سے حضرت کے قریب آن کر کلمات ملامت و طعنہ آمیز اس جناب کے شان میں ادا کرے۔ تھرا مران یوزن لہ بعد اس کہنے کے اجازت دی کہ حضرت اند تشریف لائیں فلما دخل علیہ ابو جعفر فقہم جمیعاً بالملک ثم جلس فانہ وادھشاً وعلیہ خنعاً تبرکہ السلام علیہ بالخلافة ورجلوسہ اغیر اذن جس وقت حضرت اند داخل ہوئے ایک مرتبہ سلام علیکم کہہ کر اسکی مسند پر بیٹھ گئے اس جہت سے اسکا غم و غصہ اور بھی زیادہ ہوا کہ حضرت نے کچھ اسکی تعظیم کا خیال نہ فرمایا اور بلا اجازت اسکی بیٹھ گئے۔ فاقبل ویلجہ ویقول فیما یقول لہ یا محمد بن علی لا یزال الہ جل منہ صکر قد شق علی المسلمین ودعی الی نفسه ورسعہ اند الامام سفہا وقلۃ علمہ ووجنہ بما اراد ان یوجنہ بدائے حضرت کو توجہ توجہ کرنے کا نغہ بائیں ان کلمات کے کہ شان میں اس امام عالی مقام کے اسکی زبان چار ہوئے یہ ہے کہ اسے محمد بن علی ہمیشہ تم میں سے ہر شخص دین کی برادری اور مسلمانوں کی خرابی میں مصروف رہا اور باجمعت سفاہت و قلت علم کے مدعی منصب امامت و خلافت کا رہا۔

فلما سکت اقبل علیہ القوم وجعل یوجنہ حتی انقضی اخر ہم جب وہ چپ ہوا تو ہر ایک شخص اسکے اصحاب میں سے مبارزت کرتا تھا اور حضرت کی شان اطہر میں کلمات نامائیم و بیہودہ جتا تھا تا بشیکہ کوئی ان میں سے باقی نہ رہا کہ حضرت کی خدمت میں بیٹے ادبی نہ کی ہوئے فلما سکت القوم ثمض علیہ السلام قائماً ثم قال ایھا الناس این تذہبون واین یراد بکم منا ہذا اللہ اولکم وینا یختم آخرکم جب سب لوگ اپنی بیہودہ کوئی سے خاموش ہو گئے وہ امام قوالہ تمام اسادہ ہو کر ان کی جانب خطاب کر کے فرماتے تھے کہ تم سب کس لئے کجروی کرتے ہو اور راہ حق کو چھوڑ کر کیوں ضلالت کی طرف جاتے ہو ہم وہ ہیں کہ ہمارے طفیل سے تمہارے اگلوں کو خداوند کریم نے ہر ایسا غورائی اور ہمیں سے تمہارے پچھلوں کا خاتمہ ہوگا۔

فان ینک لکم مملکة معجل فان لنا مملکة موحلا و لیس بعد مملکنا مملکة تا اهل العاقبة یقول اللہ تعالیٰ والعاقبة للمتقین اگر تمہارے واسطے ملک دینا کہ محض بے اعتبار و ناجیز ہے حاصل ہے تمہارے لئے کما حقہ کی کو انھی و ہذا وال ہے مقرر ہے اور بعد ہماری سلطنت کے دوسرے کی نوبت نہ رہے گی یعنی جس طرح ملک دنیا میں ملک کے بعد دوسرا بادشاہ

ہوتا ہے ہماری مملکت میں یہ بات نہ کی بلکہ ہماری مملکت ہمیشہ باقی و ثابت رہے گی کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ملک عاقبت متقیوں کے لئے ہے فاربہ الی الجسر فلما صار الی الجسر تکلم فلهم یق نے الجسر جل الانترشفہ وحق الیہ حضرت سے یہ کلمات سنکر وہ غضب میں آیا اور حکم کیا کہ حضرت کو مجلس میں لے جاویں جب حضرت قید خانے میں تشریف لے گئے اور وہاں اپنے مال کو بیان فرمایا تو کوئی شخص قید خانہ میں ایسا نہ تھا کہ حضرت کے اول پر اسف نہ کرتا ہوا اور سبھوں نے حضرت کے ساتھ اتفاق کیا، نجاء صاحب الجسر الی ہشام فقال یا امیر المؤمنین انی خائف علیک من اهل الشام ان یجولوا بیک ویدی جسمک بهذا فاخبرہ بھجرہ یہ حال دیکھکر داروغہ مجلس ہشام پاس گیا اور کیفیت اس سے بیان کی اور کہا کہ اے امیر المؤمنین میں ڈرتا ہوں کہ مبادا اہل شام حضرت کے ساتھ اتفاق کر کے بلو اکریں اور تم کو منصب خلافت سے باز رکھیں۔

فاربہ فحل علی البرید ہو و اصحابہ لیر و والی المدینہ وان یخرج لہم لاسواق و حال بنہم و بین الطعام و الشراب یہ خبر سنکر وہ گہرا یا اور کہنے لگا کہ حضرت کو سوار کر کے اصحاب زہا سمیت مدینہ کو روانہ کر دیں مگر راستے میں جتنے بازار اور دوکانیں واقع ہیں وہاں کے لوگوں کو حکم بھیجا جاوے کہ اپنی دوکانوں کو بند کر دیں کہ حضرت کو کھانا پانی میسر نہ ہو، فساروا ثلثا لایجد من طعاما ولا شرابا حتی اتقوا الی مدین فاغلق باب المدینہ و نفخ نواضح اصحابہ بالجوع و العطش پس حضرت وہاں سے روانہ ہوئے اور کھانے اور پینے کی قسم میں سے تین شبانہ روز تک حضرت کو کچھ میسر نہ ہوا تین روز کے بعد حضرت مدین میں پہنچے وہاں کے لوگوں نے اس جناب کو دیکھکر مطابق حکم شام شہر کے دروازوں کو بند کر دیا تو رفیقوں نے اپنی بھونک پیاس کی حضرت سے شکایت کی، قال فصعد جبلا یشرن علیہم فقال یا علی صوتر یا اهل المدینۃ انظروا ہلما انا بقیۃ اللہ بقول اللہ بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین و ما انا علیکم بحفیظ راوی کہتا ہے کہ جب حضرت نے اپنے اصحاب کی بنیابی لا خطر فرمائی ایک بلندی پر کہ قریب اس شہر کے واقع تھی تشریف لے گئے اور لوگوں سے آواز بلند فرما دیا کہ اے اہل شہر جاؤ کہ لوگ ظالم و زیان کار ہیں آگاہ ہو کہ ہم بقیۃ اللہ ہیں حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بقیۃ اللہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور میں تمہارا بچاؤں والا نہیں ہوں، قال و کان فیہم شیخ

کبر فاما بعد فقال لهم يا قوم هذه والله دعوة شعیب التبی والله لئن لم تخرجوا  
 الى هذه الزبل بلا سواق لتؤخذن من فوقکم ومن تحت ارجلکم فتصدقون  
 في هذا الامر واطيعوني فاني ناصح لکم وادعی کہتا ہے کہ اس شہر کے لوگوں میں ایک  
 مرد تھا حضرت کے ارشاد کو سنکر ان لوگوں سے کہنے لگا کہ اے قوم آگاہ ہو کہ حضرت شعیب نے  
 جو کہ پیغمبر خدا تھے اپنے لوگوں کو اس طرح پکارا تھا قسم ہے خدا کی کہ اگر تم لوگوں نے اپنی دوکانوں کو  
 کھولا مگر غدا خدا آسمان وزمین سے تم کو گھیر لے گا: چاہیے کہ اس امر میں تم لوگ میری تصدیق کرو  
 اور میرے کہنے کو عمل میں لاؤ اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں: قال فبادر وافرأجوا الى محمد بن حنفیہ  
 واصحابہ بلا سواق والماء فاجر هشام بن عبد الملك خبر الشیخ فبحث الیہ فلم بدوا  
 صنع به اس شیخ کی نصیحت کو سنکر لوگوں نے بازار کو آراستہ کر دیا اور کھانے پینے کی چیزیں حضرت  
 کی خدمت اقدس میں حاضر کیں لوگوں نے اس خبر کو هشام سے بیان کیا وہ سنکر اُس مرد بزرگ پر  
 غضبناک ہوا اور اس کو اپنے پاس طلب کیا معلوم نہیں کہ اسکے ساتھ کیا سلوک کیا:

(۹) عن هشام ابن معاذ قال كنت جلیس عمر بن عبد الرحمن بن حنیف دخل المدینة فام  
 نادیه نادع من كانت له مظلة او ظلا مة فلیات الباب هشام ابن معاذ کہتا ہے کہ عمر بن  
 عبد الرحمن جب اپنی خلافت کے زمانے میں شام سے مدینہ میں آیا تو میں اسکے ساتھ تھا اس نے حکم دیا کہ  
 میں پکار دیا جائے کہ میں شخص پر کچھ ظلم ہوا ہو یا کوئی جاگیر چھین لی گئی ہو وہ ہمارے پاس آکر دادخواہی  
 کرے: فاما محمد بن حنفیہ یعنی الباقی علیہ السلام فدخل الیہ مولاہ مزاحم فقال ان  
 محمد بن حنفیہ بالباب فقال له ادخله یا مزاحم جب مزاحم نے یہ ندا کی کہ تو محمد بن علی یعنی باقر  
 علیہ السلام اسکے پاس تشریف لے گئے اور مزاحم نامی ایک غلام اس کا تھا اس نے اگر اطلاع کی کہ  
 محمد بن علی تشریف لائے ہیں عمر نے مزاحم سے کہا کہ مزاحمت نکر اور آنے دے:

فقال محمد بن حنفیہ یا عمر انما الدنيا سوق من الاسواق منها خرج قوم بما ينفعهم ومنها  
 خرجوا بما يضرهم حضرت نے فرمایا کہ اے عمر دنیا ایک بازار ہے کچھ لوگ تو یہاں سے وہ چیزیں  
 خریدتے گئے جن میں ان کو نفع ہوگا اور کچھ لوگ ایسا سودا کر گئے جس میں نقصان اٹھائیں گے:  
 فاستخرجوا فخرجوا من الدنيا ملومين. لما لم ياخذوا لهما اجر من الآخرة عذبة ولا ثمنا

کے رہا جنت وہ لوگ خوش زدہ اور ملامت زدہ ہو کر دنیا سے گئے کہ زاوراہ آخرت کا کیکو  
 کھیل نہ پایا اور جس عذاب سے کہ ڈرتے تھے کوئی ان کے آڑے نہ آیا فائق اللہ واجل فی قلبک  
 انیس۔ تنظر الی الذی تحت ان تکون معک اذ قد متک علی ربک فقد مہ بین  
 یدیک وتکرة ان تکون معک اذ قد مت علی ربک فاتبع بہ البذل فائق اللہ  
 یا عمر و افتح الابواب و سہل الحاجب و انصر المظلوم و مرہا المظالم الخ خوف خدا کر اور رو  
 باتوں کا خیال رکھ ایک یہ کہ جو اعمال کہ تو اپنے ساتھ خدا کے سامنے لے جانا چاہتا ہو اسی میں مشغول  
 رہ دوسرے جو افعال اپنے خدا سے چھپانا چاہتا ہو اسکے بدلے میں نکلی کر اور اسے عمر خدا سے ڈر  
 وروانوں کو کھول دے دربانوں کو درست کر مظلوم کی اعانت کر جس کا حق بظلم چھین گیا ہو  
 اسکو واپس کر دے عاصم بن عبدالعزیز بن خلا مہ محمد بن علی فدک حضرت کا وعظ دیندے عمر بن  
 عبدالعزیز نے قلم ووات مانگی اور لکھ دیا کہ باغ فدک جو حق محمد بن علی کا ہے اور بظلم لے لیا گیا تھا  
 عمر بن عبدالعزیز نے اسے واپس کر دیا

(۱۰) کتاب خراج الجراح میں جناب صادق علیہ السلام سے اس طرح مرقوم ہے کہ زید ابن حنین نے  
 جو کہ حضرت کا چچا ہوتا تھا اس جناب سے نزاع و مخالفت کی اور چاہا کہ میراث پیغمبر خدا کی تقسیم  
 لے ہر چند حکم خدا و معجزہ امامت بدعات سنگ و درخت نے حضرت کی حقیقت پر گواہی دی مگر  
 زید اپنی جانت سے باز نہ آیا آخر بسبب بغض و حسد کے مدینہ کو چھوڑ کر شام کی طرف روانہ ہوا  
 وہاں پہنچ کر شہام ابن عبدالملک کو حضرت کی دشمنی پر آمادہ کیا شہام نے اس بدعت کے احوال  
 عامل مدینہ کو لکھا کہ محمد ابن علی کو مقید و مجبوس کر کے میرے پاس روانہ کر دے عامل مدینہ نے  
 اسکے جواب میں لکھا کہ میں خلیفہ عصر کی متابعت سے باہر نہیں ہوں لیکن فرماں بردار کو لانا  
 ہے کہ جو امر کہ اپنے آقا کی خیر خواہی کا ہوا اسکے عرض کرنے میں دریغ نہ کرے اس لئے میں لکھتا ہوں  
 کہ تو نے جس کے اذیت پہنچانے کا ارادہ کیا ہے وہ ایسا شخص ہے کہ مثل اسکے زاہد و پرہیزگار و  
 حقیقت رومی زمین پر دوسرا نہیں ہے ہمیشہ محراب عبادت میں بیٹھا رہتا ہے حسن و آت اس کا  
 اس مرتبہ پر ہے کہ مثل داؤد علی نبیا و علیہ السلام کے مرغان ہوا اور دندے گرد اس کے جمع

ہو کر اسکی قوت کو سنتے ہیں سب آدمیوں سے علم میں افضل اور قیق القلب ہے اور ریاضت و عبادت میں یکتا ہے امیر المؤمنین کو مناسب نہیں کہ ایسے شخص کو اذیت پہنچا دے اس لئے کہ خداوند عالم اپنی نعمت و رحمت سے کسی طائفہ کو محروم نہیں کرتا ہے مگر اس وقت کہ وہ کفرانِ نعمت کرے جب نوشتہ عامل مدینہ کا خلیفہ کو پہنچا تو یہ سمجھ کر کہ عامل نے خیر خواہی سے لکھا ہے بہت خوش ہوا اور حضرت کے اذیت پہنچانے سے باز رہا مگر پھر زید ابن حسن کے اغوا سے دوسرا خط عامل تک کو لکھا اس کا مضمون یہ تھا کہ متروکات رسول خدا محمد بن علی سے لیکر میرے لئے بھجوا دے !

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب خلیفہ کا نوشتہ عامل کے پاس پہنچا تو وہ لے کر میرے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اس نوشتہ کو پڑھ کر حقوڑے دنوں کی محنت چاہی بعد چند روز کے اسباب کو سرانجام کر کے والئے مدینہ کے پاس بھجوا دیا والی نے موافق حکم خلیفہ کے اس اسباب کو شام میں روانہ کیا اسباب کے پہنچنے سے خلیفہ کو بہت سرور ہوا اور زید کو ملک کر کے سب اسباب دکھایا اس جیہانے خلیفہ سے کہا کہ متروکات رسول خدا میں سے کوئی چیز اس میں نہیں ہے خلیفہ نے وہ اسباب اہل شام کو دکھا کر ان سے کہا کہ یہ متروکات رسول خدا ہے کہ محمد ابن علی نے میرے لئے بھجوا ہے اور زید ابن حسن پر غضبناک ہو کر طوق و زنجیر میں سسل کر کے حضرت کی خدمت اقدس میں روانہ کیا اور اس جناب کی خدمت میں لکھا کہ میں آپ کے سپریم زید ابن حسن کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں آپ اسکو مراد سمجھئے جس وقت زید مدینہ میں پہنچا حضرت نے اس سے فرمایا کہ واٹے جتھیلے زید کیسے کیسے امور عظیمہ تجھ سے صادر ہوتے ہیں حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہشام نے بکر و وفا ایک خلعت نفیس ملائی اور زین زہرا ہل سے تعبیر کر کے زید کے ساتھ میرے والد ماجد کی خدمت میں بھجوا دیا تھا حضرت نے زید سے خطاب کر کے فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس درخت کو جسے اس زین کی لکڑی تراشی گئی مگر تقدیر الہی سے چارہ نہیں ہو سکتا پس واٹے ہے اس شخص پر کہ جسکے ہاتھ سے امور شر کے جاری ہوتے ہیں ایک بار اونٹ پر اس زین کو کسو کر سوار ہوئے سوار ہوتے ہیں حضرت کے اعضائے مبارک میں ورم ہو گیا جب اونٹ سے اترے تو حضرت کا حال بہت شغیر تھا اس وقت اس جناب نے ان کپڑوں کو جس سے احرام باندھتے تھے منگو کر وصیت فرمائی کہ انہیں کپڑوں سے

حضرت کا کفن کیا جائے تین روز تک بسبب اثر زہر کے وہ جناب مُبتلائے مرض رہے چوتھے روز رحمت الہی سے واصل ہوئے ؎

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابھی تک وہ زین المہبتؑ اظہار میں موجود ہے اور بعد شہادت امام علیہ السلام کے زید ابن حسن بھی بیمار و پریشان ہو گیا صوم و صلوٰۃ کو ترک کر دیا اور اسی حالت میں مر گیا ؎

## حضرت صادق علیہ السلام

(۱) روح ثقتہ الاسلام فی الکائن ولذا ابو عبد اللہ سنة ثلث وثمانین ومضی علیہ السلام فی شوال من سنة ثمان واربعین ومات فی رلہ خمس وستون سنة رئیس المحدثین ملا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب اصول کافی میں رقم فرمایا ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سلمہ ہجری میں متولد ہوئے اور شمس ہجری ماہ شوال میں حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی اور سن مبارک اس امام عالی مقام کا پینٹیسہ برس کا تھا ودفن بالبقیع نے القبر الذی فیہ ابیہ وجدة والحسن بن علیؑ اور مدفون ہوئے وہ جناب جنت البقیع میں قریب قبر مطہر جناب امام محمد باقر علیہ السلام و امام زین العابدین و امام حسن علیہم السلام کے رائمہ اُمّ فروة بنت الفاسم بن محمد بن ابی بکر و اُمّھا اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر وادگر امی اس جناب کی اُمّ فروہ ہیں اور وہ پوتی تھیں محمد بن ابی بکر کی اور نواسی تھیں عبد الرحمن بن ابی بکر کی ؎

(۲) عن الفضل بن عمر قال وجہ ابو جعفر المنصور الی الحسین بن زید وهو والیہ علی الحرمین ان احرق علی جعفر بن محمد نے دار لا وفضل ابن عمر سے منقول ہے کہا اس نے کہ ایک مرتبہ منصور ووافقی نے حسین ابن زید کو کہ اسکی جانب سے کئے اور مدینہ کا مالک تھا حکم کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مکان میں آگ لگا دئے ؎

ما حضرت کے دشمن جل جاویں۔ فالق الثار نے دامر ابی عبد اللہ علیہ السلام فاخذت  
الثار نے باب والذہلین اس نے موافق اس کے اشارہ کے خانہ اہلبیت رسالت کو جلا دیا  
اور آگ مشتعل ہوئی یہاں تک کہ سب درودیار کو گہیر لیا اور آمد و شد کی راہ مسدود ہو گئی۔  
فخرج ابو عبد اللہ علیہ السلام یحفظ الثار ویشی فیہا ویقول اس وقت حضرت  
بمعزہ امامت آگ کو روندتے ہوئے دو تختانے سے باہر نکلے اس حالت میں مکرر حضرت کی زبان  
اقدس پر یہ کلمات جاری تھے انا ابن اعراق الذرۃ انا ابن ابراہیم خلیل اللہ صلی  
میں فرزندان بنگوں کا ہوں جو بنیا وہیں بقائے زمین کی میں ہوں فرزند حضرت ابراہیم کا کہ خلیل  
الرحمن ہیں۔

(۳) عن احمد بن عمرو بن ابی المقدم قال وقع الذباب علی المنصور فذبحہ  
عنه فعاد فذبحہ عنه حتی فخرہ فدخل علیہ جعفر بن محمد آحمد بن عمر بن ابی المقدم  
سے روایت ہے کہا اس نے کہ ایک مرتبہ منصور دو انقی پر کہیوں نے ہجوم کیا ہر چند یہاں تکھا تھا مگر  
مکہیاں دفع نہوتی تھیں یہاں تک کہ اس کو نشان کر دیا اس وقت امام جعفر صادق علیہ السلام اس کے  
پاس تشریف لے گئے فقال له المنصور یا ابا عبد اللہ لم خلق اللہ تعالیٰ الذباب فقال  
لیذل بہ الجبابرة منصور نے حضرت سے پوچھا کہ اے ابو عبد اللہ خداوند تعالیٰ نے کہیوں کو  
کیوں پیدا کیا ہے حضرت نے فوراً فرمایا اس لئے کہ شکریوں کو ان سے ذلیل کراوے۔

(۴) وذكر الحافظ ابو القاسم خلف ابن عبد الملك ابن مسعود القرطبي في  
كتاب المستغنين وابن الجوزي في الصفوة عن الليث بن سعد حافظ ابو القاسم  
خلف ابن عبد الملك ابن مسعود قرطبي نے کتاب مستغنین میں اور ابن جوزی نے صفوہ میں روایت کی  
ہے لیث ابن سعد سے قال عجبت سنة ثلث عشرة ومائة فلما صليت العصر رقت  
ابا قيس فاذر جل جالس وهو يدعوا ليث ابن سعد نے کہا کہ سلاہ ہجری میں میں حج  
کیا تھا ایک دن بعد اوائے نماز عصر کے کوہ ابو قیس پر چڑھ گیا وہاں جا کر دیکھا کہ ایک شخص ٹٹھا  
ہوا درگاہ باری تعالیٰ میں دعا کر رہا ہے فقال یارب رب حتی انقطع نفسه ثم قال یا اللہ  
یا اللہ حتی انقطع نفسه ثم قال یا حتی حتی انقطع نفسه ثم قال یا رحیم یا رحیم



حتیٰ انقطع نفسه ثم قال يا ارحم الراحمين حتیٰ انقطع نفسه بخشوع وخشوع تمام  
خالق سے کہہ رہا تھا یا رب یا رب یہاں تک بکار کہ سانس منقطع ہوگئی بعد اسکے یا اللہ یا اللہ  
کر کے بکار یہاں تک کہ سانس منقطع ہوگئی پھر یا حتیٰ یا حتیٰ کہا یہاں تک کہ سانس منقطع ہوگئی پھر  
یا رحیم یا رحیم کہہ کے بکار یہاں تک کہ ایک سانس تمام ہوئی پھر یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین کہہ  
کر اندکی تا ایک سانس منقطع ہوئی۔ ثم قال اللہم انی استغفر الغیب نا طعمینہ وان بردے  
قد اخلت فاصنع بعد اسکے دگاہ باری میں عرض کی کہ بار خدایا میں انگور کی خواہش کرتا ہوں  
وے مجھ کو اور دامیری کہنے ہوگئی پس دوسری چادر پہنا دے قال الیث فواللہ ما استتم  
کلامہ حتیٰ نظرت الی سلة مملوءة عذبا وليس علی وجه الارض یومئذ عذبت و  
یرد من جدیدین موضوعین علیہ لیت کہتا ہے قسم بخدا ہنوز حضرت کا کلام تمام نہ ہوا تھا کہ  
دیکھا میں نے ایک زنبیل تازہ انگوروں سے بھری ہوئی رکھی ہے حالانکہ انگور کی فصل نہ تھی اور دو  
چادر میں نئی اسپر رکھی ہوئی ہیں فارادان یا کل فقلت انا شریک فقال ولم قلت انک  
تدعوا وانا اومش حضرت نے ارادہ کیا کہ انگوروں کو نوش فواویں میں کہا یا حضرت میں بھی آپکا  
شریک ہوں اُس جناب نے پوچھا تو کیوں شریک ہے میں نے عرض کی کہ جب آپ دعا کرتے تھے  
تو میں آمین کہتا تھا فقال لم تقدّم وکل ولا تجأ شیدا فقد مت واکلت شیئا  
لما کل مثله قط فاذا هو عذب لا یجم له فاکلت حتیٰ اشبعتم والسلة لم تنقص  
مجھے ارشاد کیا کہ آگے آ اور کھا کر کچھ اس میں سے چھپانے لے جب حضرت نے اجازت دی تو میں  
آگے بڑھ کے کھانے لگا کبھی تمام عمر ایسا لذیذ انگور مجھے نصیب نہ ہوا تھا کہ مطلق بیچ کا نام نہ تھا  
میں نے خوب سیر ہو کر کھایا مگر زنبیل سے کچھ کم نہ ہوا ثم قال خدا احب البردین الیک فقلت  
انی غنی عنہما بعد اسکے ارشاد کیا مجھ سے کہ ان دو چادروں میں سے جو تجھے پسند ہو لے میں نے  
عرض کی کہ مجھے ان دونوں میں سے کسی کی احتیاج نہیں ہے۔

فقال لی توارعنی حتیٰ البسهما فتواریت عنہ فاتزرا بالواحد وام تدعی بالآخری پھر  
مجھ سے فرمایا کنارے ہو جا تو میں ان چادروں کو پہن لوں موافق فرماتے کے میں ہٹ گیا تو حضرت  
نے ایک چادر پہن لی اور ایک کو اوڑھ لیا واخذ البردین الذین کان علیہ فجعلهما



علیؑ یدہ و نزل اور وہ دو چادریں جو پہلے حضرت پہننے تھے ان کو اتار کے ہاتھ میں لے لیا اور کوہ  
 ابوقیس سے پہنچے اترے فاتحہ حتیٰ اذا کان بالسجۃ لقیہ رجل فقال اکمنی الساک اللہ  
 فدفعما الیہ میں بھی حضرت کے پیچھے روانہ ہوا جب مقام سعی تک پہنچے تو ایک شخص نے انکو  
 حضرت سے ملاقات کی اور عرض کی کہ مجھے کچھ سننا دیجئے خدا آپ کو حلہ ہائے بہشت سے آراستہ کر  
 ہجرو سوال آپ نے ان دونوں چادروں کو اس کے حوالہ کر دیا فلحقہ الرجل فقلت من هذا قال  
 هذا جعفر بن محمد قال اللیث فطلبته لا سمیع منہ فلم اجدہ راوی کہتا ہے کہ میں اس  
 وقت تک حضرت کو نہ پہچانتا تھا اس سائل کے قریب گیا اور پوچھا کہ یہ کون ہیں اس نے کہا کہ  
 یہ سنہائے خلق جعفر بن محمد ہیں پھر میں حضرت کے پیچھے چلا کہ کچھ کلام معجز نظام سے بہرہ مند  
 ہوں مگر حضرت سے ملاقات عیسر نہ ہوئی۔

(۵) تہند معتبر یونس ابن طعیان وغیرہ سے روایت ہے کہتا ہے وہ ایک دن ہم لوگ حضرت  
 امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے حضرت نے ہم لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا  
 کہ خداوند زمین کے ہمارے ہاتھوں میں ہیں اگر ہم اپنے پاؤں سے اشارہ کریں تو زمین فوراً اپنے خزانوں کو  
 ظاہر کر دے پس حضرت نے ایک پاؤں پھیلایا اور اوپر زمین کی کھینچا پھر ہاتھ بڑھا کر ایک سو کا  
 شمس بقدر ایک بالشت کے اٹھا لیا اور فرمایا کہ دیکھو ہم لوگوں نے نظر کی تو بہت سے شمس زمین  
 پر تہ بہ تہ چڑھے دیکھے کہ وہ چمک رہے تھے اس وقت ایک شخص نے ہم لوگوں میں سے حضرت کی  
 خدمت میں عرض کی کہ یا حضرت آپ پر سے فلاہوں میں باوجودیکہ آپ اس قدر مال پر قادر ہیں  
 آپ کے اکثر محتاج ہیں حضرت نے جواب دیا کہ خدائے تعالیٰ نے ہمارے شیعوں کے لئے  
 بہشت کو خلق کیا ہے۔

(۶) عبد اللہ ابن سنان روایت کرتا ہے کہ ایک دن حضرت صادق علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد  
 کیا کہ ہمارا ایک حوض ہے بصرہ سے صنعا کے مین تک تو چاہتا ہے کہ اسے دیکھے میں نے عرض کی  
 بے یا حضرت میں آپ پر قربان ہوں اس وقت حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور مدینہ سے باہر لے جا کر ایک  
 باؤل زمین پر مارا فوراً اچھے ایک نہر معلوم ہوئی کہ کنارا اس کا ناپید تھا اور جہاں ہم کھڑے  
 تھے وہ جگہ مثل جزیرے کے تھی پھر اس مقام پر ایک نہر ظاہر ہوئی کہ ایک طرف اس کی برکت

زیادہ صاف اور شفاف پانی جاری تھا اور دوسری طرف دودھ بہ رہا تھا اور بیچ میں اس نہر کے شراب یا قوت رنگ موحش مار رہی تھی باوجودیکہ پانی اور دودھ اور شراب سب ایک جاتہر میں تھی لیکن الگ الگ معلوم ہوتی تھی اور شراب کی سرخی دونوں سفیدیوں میں ایسی خوشنما معلوم ہوتی تھی کہ روح کو فرحت ہوتی تھی میں نے عرض کیا کہ یا حضرت میں آپ پر فلا ہوں یہ نہر کہاں سے نکلی ہے فرمایا کہ یہ ایک چشمہ ہے ہمیشہ میں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں اسکی صفت کی ہے اس نہر کے کنارے پر درخت دیکھے ان درختوں پر حوریں بیٹھی ہوں بال ان کے اس حسن و خوبی کے ساتھ تھے کہ میں نے کبھی ایسے بال نہ دیکھے تھے ان حوروں کے ہاتھ میں ظروف تھے ان ظروف کی خوبی اور لطافت عقل میں نہیں آسکتی ہے ان ظروف کو ظروف دنیا سے کچھ مشابہت نہ تھی حضرت نے ایک حور کے قریب جا کر پانی کا اشارہ کیا فوراً درخت خم ہوا اور اس حور نے جبکہ کہ ایک ظرف اس حوض سے بھرا اور اب تمام حضرت کے ہاتھ میں دیا پھر وہ درخت سیدھا کھڑا ہو گیا حضرت نے وہ ظرف مجھے عطا فرمایا پیتے کے ساتھ مجھے ایسی فرحت حاصل ہوئی کہ بیان سے باہر ہے کبھی میں نے کوئی چیز ایسی لطیف و لذیذ نہیں چکھی تھی خوشبو اس کی مشک کی سی تھی کا سے میں نظر کی تو اس میں تین رنگ کا شربت تھا اسوقت میں نے عرض کی کہ میں آپ پر قربانی ہوں میں نے کبھی ایسا حال مشاہدہ نہیں کیا اور نہیں جانتا تھا کہ ایسے عجائب و غرائب عالم میں ہوتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے ہمارے شیعوں کے لئے جو ہیا کلمہ اس سے یہ ادنیٰ چیز ہے جب مومن دنیا سے جاتا ہے تو اسکی روح کو اسی مقام پر لے جاتے ہیں اور انہیں باغوں میں سیر کرنا ہے اور اسی نہر سے سیراب ہوتا ہے اور جب دشمن ہمارا تر ہے تو اس کی روح کو دامنِ بہرہوت میں لے جاتے ہیں یہ ایک صحرا ہے حوالی یمن میں وہاں ہمیشہ معذب رہتا ہے۔

(۱) عن الربيع حاجب المنصور قال بعث المنصور الى الصادق جعفر ابن محمد يستقل بيشة بلغه عنه كتاب الى من منقول ہے ربع حاجب منصور دوانق سے کہتا ہے وہ کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے خلیفہ کے پاس حضرت کی چٹائی کھائی اسنے غضبناک ہو کر حضرت کو طلب کیا؛ فلما اوفاه خرج وقال اعينك بالله من سطوة هذا الجبار فان رايت حرمة عليك مشدداً فلما جب حضرت منصور دوانق کے مکان کے قریب پہنچے اسوقت ربع نے دروازے سے باہر نکلا حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کو خداوند کریم کی نپاہ میں دیتا ہوں سطوت و غضب سے

اس جبار کے کہ اس وقت وہ آپ پر نہایت غضبناک ہے فقال الصادق علیہ السلام من الله جنّة واقبّة  
حضرت نے بزبان معجز بیان ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم کی خفاقت میرے لئے سپر اور زرہ ہے۔ استاد  
علیہ السلام نے فرمایا کہ فلا دخل سلم فر د علیہ السلام تو میرے آنے سے منصور کو مطلع کر  
اور داخل ہونے کا اذن لے حسب ارشاد حضرت اس کو خبر کی گئی۔ تو اس نے حضرت کو بلوایا جب اس نے  
تشریف لے گئے تو موافق طریقہ نبوی کے رسم سلام کو بجالائے اس نے بعد جواب سلام کے حضرت سے خطاب  
کر کے کہا یا جعفر قد علمت ان رسول الله صلى الله عليه واله قال لا ابيك علي ولا خفت ان  
يقول فيك طوائف من ائمتي ما قال النصارى في المسيح لقلت فيك قولاً لا تمزج بملأ  
الا ياخذون التراب من تحت قدميك وليست تشفون به يعني اے جعفر تم جانتے ہو کہ غیاب  
رسالت نے تمہارے پدر بزرگوار علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے علی اگر  
مجھ کو یہ خون نہ ہو تا کہ خنجر وہ میری امت کے تمہیں بھی ویسا ہی سمجھنے لگیں گے جیسا کہ نصاریٰ عیسیٰ کو  
کہتے ہیں تم میں بیان کرتا تمہارے باب میں ایسا کچھ کہ جس محفل و مجلس کی طرف تم گزر کرتے لوگ تمہارے  
قدم کے نیچے سے خاک اٹھا کے اس سے طلب شفا کرتے۔ وقال علی علیہ السلام یہ هاتك ثنان ولا  
ذنب لم حجت غالی ومفرط قال اور فرمایا علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہ گمراہ ہو گئے میرے  
باب میں دو گروہ کہ شیعہ اعمال ان کی ہرگز میری طرف عاید نہیں ہے ایک وہ قوم ہیں کہ جو میری دوستی  
میں غلو کرتے ہیں اور دوسرے وہ لوگ کہ جو مجھ سے دشمنی رکھتے ہیں اس حدیث کو حضرت نے مقام  
عذر میں فرمایا ہے کہ لوگ جاغیز کہ حضرت مقولہ غالی سے راضی نہیں ہیں۔

ولعمری ان عیسیٰ ابن مریم لو سکت عمّا قالت فیہ النصارى لعذب به الله اور قسم  
ہے اپنی جان کی اگر حضرت عیسیٰ سکوت کرتے اس بات پر جو نصاریٰ ان کے حق میں کہتے تھے تو خدا تعالیٰ  
ان پر عذاب کرنا۔ حضرت منصور نے اس حدیث کو تہمیداً ذکر کیا تھا غرض اس کی اس سے یہ حق  
کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو الزام دے۔ اب سنو کہ بعد اس تہمید کے اس نے کیا کیا کہا کہ  
اے جعفر تم جانتے ہو کہ تمہارے شیعوں نے اور دوستوں نے تمہارے باب میں بہت افراط کیا ہے  
اور تم پر بہتان کرتے ہیں باوجود اسکے بھی تم ساکت ہو اور ان سے کچھ مزاحم نہیں ہوتے یہ سکوت  
کرنا تمہارا باعث خضب و قہر ملک روز جزا کا ہو گا۔ یزید عمار و غاد الحجاز و رعلع الناس

اِنَّكَ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ وَخَلِيفَةُ اللّٰهِ وَحُجَّةُ الْمَعْبُوْدِ وَتَرْجَمَانُهُ وَعِيْهِ عِلْمُهُ وَمِيزَانُ قِسْطِهِ  
 وَمَصْبَاحُهُ الَّذِي يَقْطَعُ بِهِ الطَّالِبُ عَضْرَ الظُّلْمَةِ زَعْمَ نَاقِصٍ حَقَّقَ حُجَاجَ وَمُفْلِدَ هَائِئِ الْمَرْوَمِ  
 مِثْلُ تَمِّمِ بَيْتِ بَنِي خَلْقِ اللّٰهِ هُوَ اَوْرَاطُ غُلِيْفِهِ بِرُودِهِ كَاوُفٍ هُوَ اَوْرَاطُ مَوْسَى زَاوِيَةً اَوْ حُجَّتِ يَكَاوُنَ اَوْ تَفْصِيْرُ كَرْنِ وَاوَلِ  
 كَلَامِ بَارِي كِي اَوْرَ صُنْدُوقِ عِلْمِ اَوْ تَرَاوُغِ عَمَلِ هُوَ اَوْرَ جَرَارِغِ هِدَايَتِ هُوَ كَرَالِبُ تَهَارِ قَطْعِ كَرَاهِي  
 تَهَارِي جَبَلِ كُو اَوْ حَاصِلِ كَرَاهِي رُوشْنِي اِيْمَانِ كُو اَوْرَ كَهْتِ هِيں وَهِي حَقَّقَ حُجَاجَ كَه جَسْ شَخْصِ نِي دُنْيَا مِثْلِ  
 تَهَارِ رُتَبِ كُو نَهِيں سَهْجَا كُو شِي عَمَلِ نِيكِ اس كَا مَقْبُوْلِ دِلْ گَاهِ اَحَدِيَّتِ نَهْوَ گَا اَوْ قِيَامَتِ مِثْلِ اس كِي  
 تَمَاوُغِ اَعْمَالِ حَسَنَاتِ سِي خَالِي هُوَ كِي لُوْكَ نَسَبَتِ كَرْتِ هِيں تَهَارِي طَرَفِ اس رُتَبِ كِي جَسْ كَتَمِ زَاوِ اَوْ  
 نَهِيں هُوَ اَوْرِ بَيَانِ كَرْتِ هِيں اِيْسِي چِيْزِ مِثْلِ جَوْ تَمِّمِ مِثْلِ مَوْجُوْدِ نَهِيں ۛ نَاوَلِ مَنْ قَالِ الْحَزْجُ جَدُّكَ وَاَوَّلِ  
 مَنْ صَدَّقَ عَلَيْهِ اَبُوْكَ وَاَمْتُ حَرَمِيْ اَنْ تَقْصُ اَثَارَهُمَا وَتَسْلُكَ سَبِيْلَهُمَا جَسْ نِي  
 بِيْ رُودِ بَرَا سَتِي وَتَقِ كَلَامِ كِيَا هِيْ وَهْ جَدُّ نَا مَلَا رُتَبِ هَارِ مُحَمَّدٍ مُّصْطَفٰ هِيں اَوْرِ پِيْلِي جَسْ نِي اَنْ كِي حَقِ پَرِ  
 تَصْدِيْقِ كِي بِدَرِ بَزْدِ كُو اَوْ تَهَارِ عَلٰی مَرْتَقٰ هِيں پِيں تَمِّمِ زَاوِ اَوْرِ هُوَ كَرَاپِي جَدُّ وَاَبَا كِي اَطْوَارِ كِي پَرِ رُوِي كَرُو  
 اَوْ اَنْ كِي طَرِيْقِ پَرِ زَقَارِ كَرُو فَقَالَ الصَّادِقُ اَنَا فَرَعٌ مِنْ فَرَعِ الزِّيْتُونِيَّةِ وَتَمْدِيْلُ مِنْ  
 قَنَا دِيْلِ اَهْلِيْبِيَّتِ النَّبُوَّةِ وَاَدِيْبِ السُّفَهَرَةِ وَرَسِيْبِ الْكِرَامِ الْبَهْرَةِ وَمَصْبَاحِ مَنْ مَصْلَحِ  
 الْمَشْكُوَّةِ الْفَرَقِ فِيْهَا فَرَعُ النُّوْرِ وَصَفْوُ الْكَلِمِ الْبَاقِيَةِ فِيْ عَقْبِ الْمَصْطَفِيْنَ اِلٰى  
 يَوْمِ الْحَشْرِ وَالنَّشُوْرِ بِنَابِ صَادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نِي اِسْكَ اَعْتَاضِ سَفَاهَتِ آمِيْزِ كُو مُنْكَرِ زَبَانِ مَعْجُوْ  
 بِيَانِ سِي اَرشَادِ دُرْمَا كِي مِثْلِ اِيْكِ شَاخِ هُوں شَاخِ زِيْتُونِيَّةِ سِي حَضْرَاتِ زِيْتُونِيَّةِ كُنَا يَرِيْ هِيْ جَنَابِ  
 رِسَالَتِ مَابِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ سَلَامٌ اَوْرِ شَلَخِ سِي اُسْ كِي جَنَابِ اِمَامِ حَيِّدِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُرَادِ هِيں كِي جَنَابِ  
 صَادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِيْكِ فَرَعِ هِيں اِسْ شَلَخِ سِي جَنَابِ اَحَدِيَّتِ كَلَامِ جَمِيْدِيْنَ زَمَانِ هِيْ شَجَرَةِ مَبَارَكِيَّتِ  
 زِيْتُونِيَّةِ لَا شَرِيْقِيَّةِ وَلَا غَرَبِيَّةِ اَوْرِ اِيْكِي تَفْسِيْرِ شَجَرَةِ مَبَارَكِيَّتِ سِي جَنَابِ نَعْمِيْ مَابِ مُحَمَّدٍ مُّصْطَفٰ اَصْلُهُ  
 عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ كُو مُرَادِ لِيَا هِيْ اَوْرِ دُرْمَا مِثْلِ اِيْكِي قَنَا دِيْلِ هُوں قَنَا دِيْلِ خَانَةِ نُبُوْتِ مِثْلِ سِي رَقَا رُكْنِيْ وَاَلَا  
 هُوں مَوَاقِفِ اَخْلَاقِ وَاَدَاِبِ اِنْبِيَا كِي تَرْتِيْمِ پَانِيْ هُوں پَرِ هِيْزِ گَارُوں سِي چَرَاغِ هُوں چَرَاغِ  
 هَانِيْ مَشْكُوَّةِ سِي جَسْ مِثْلِ نُوْرِ كِي تَجَلِّيِ هِيْ اَوْ كَلِمَةُ بَا قِيَامَنَهْ هُوں نَسْلِ بَرْگَزِيْدِ گَانِ خَدَا سِي تَارُوْرِ  
 قِيَامَتِ فَالْتَفَتِ الْمَنْصُوْرِ اِلٰى جِلْسَانِ قَالِ لَهْذَا قَدْ اَحَالَنِيْ عَلٰى نَحْيِ مَوَاجِ لَا يَدْرُكُ طَرَفَهُ

بجہ فیہ العلماء و یفرق فیہ السبحاء حضرت کے کلام معجز نظام کو شکر منسور اپنے مصاحبوں سے کہنے لگا کہ حضرت کے کلام نے مجھے ایسے دریائے ثواب میں ڈالا کہ جس کا کنارہ پیدا نہیں ہے جس میں علما حیران ہو جائیں اور جس دریا میں ہر ایک ڈوب جائیں نہ اس کلام کی نفی ہو سکتی ہے اور نہ ان کا قیل کرنا شرعاً اور عرفاً یا عقلاً جائز ہو سکتا ہے اگر میں اور یہ ایک خاندان سے نہ ہوتے یا رعایت قرابت منظور نہ ہوتی تو ان کو ایسی ذیت پہنچاتا کہ جس سے دوسروں کو عبرت ہوتی اس لئے کہ میں نے مکرر سنا ہے کہ اکثر یہ ہم پر طعن کرتے ہیں اور لوگوں سے ہمارے عیوب بیان کرتے ہیں :-

فقال الصادق (ع) تقبل فی ذیہ رحمک و اهل الذیہ من اهل بیتک قول من حرّم الله علیہ الجنة و جعل مثول النار حضرت نے فرمایا کہ جن پر حق سبحانہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کیا ہے اور جہنم کو محفل سکونت ان کا بنایا ہے تو ان کے قول کو اپنی اہلبیت کے باب میں جن صلہ رحم و رعایت کرنا چاہیے باور نہ کرنا فاق القسام شاہد زور و شریک ابلیس نے لاعزاً بین الناس اس واسطے کہ غیبت و افہار کرنے والا شاہ زور ہے اور آپس میں نزاع و فساد ڈالنے میں شریک ابلیس ہے وقد قال الله تبارک و تعالیٰ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذیہ انما ان جاءکم فاستنبروا فبیتنوا ان تصیبوا تو ما بجہ الہ ذیہ یسبحو اعلیٰ ما فعلتم نادین یعنی اسے ایمان دار و اگر کوئی بدکار کچھ خبر کہے تو اسے تحقیق کرو اگر کس سے تم بجاہالت و نادانی پیش آئے تو اپنے فعل پر استنبہ ہو گے۔

(۴) عن محمد بن اسمعیل عن موسیٰ بن القاسم الحضرمی قال درج ابو عبد الله الصادق من المدینة الذیہ کوفہ فی اول ولائہ ابو جعفر المنصور العباسی محمد بن اسمعیل نے موسیٰ بن قاسم حضرمی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ ایک سال حضرت صادق علیہ السلام مدینہ منورہ سے وارد و شہر کو نہ ہوئے ان ایام میں ابو جعفر منصور عباسی تازہ تخت خلافت پر بیٹھا

فقال الصادق یا موسیٰ بن القاسم امض الی الطريق لا عظم فقط علی الطريق علیہ السلام فأتیہ سبائیک رجل من ناحیة القادسیة حضرت صادق علیہ السلام نے موسیٰ بن قاسم سے فرمایا کہ اسے موسیٰ م شاہ راہ کی طرف جا اور ایک لمحہ وہاں توقف کر بعد ایک ساعت کو فاد کی جانب سے ایک شخص فلاہر ہو گا۔ فاذ وانی امنک نقل لہ ہذا رجل من ولدی رسول الله

صلے اللہ علیہ والہ یدعوك فانه یستردك اللك و یسبح معاك پس جس وقت وہ شخص  
 تیرے قریب آوے تو اس سے کہہ کہ اس جگہ ایک شخص اولاد رسول خدا سے ہے وہ تجھے بلاتا ہے جب  
 پیغام میرا تو اسے دیکھا وہ شخص سنکر خوش ہوگا اور تیرے ساتھ آوے گا۔ قال موسیٰ فیضیت ووفیت  
 علی الطريق کان الحمر مشدیل فنددت بصهر فی الفلات فنظرت شیئاً مقبلاً من  
 بعید فاذا هو رجل علی بعیر موسیٰ ابن تاسم کہتا ہے بموجب ارشاد حضرت کے میں اُس  
 تنہا ہرہ پر جا کر کھڑا ہوا اُن ایام میں گرمی کی بہت شدت تھی پس بجائے صحر میں نے نگاہ کی ناگاہ  
 دیکھا میں نے کہ دُور سے کوئی شخص آتا ہے جب بغیر میں نے نگاہ کی ایک شخص شتر سوار نظر آیا کہ  
 میری طرف آتا ہے فلما ذامتری قلت له یا هذا ان هنا رجل من ولد رسول اللہ م  
 یدعوك وقد وصفك لی بجمیع صفاتك پس جب وہ شتر سوار میرے قریب آیا میں نے  
 اس سے کہا اے شخص اس جگہ ایک مرد اولاد رسول خدا سے حاضر ہے اُس نے تجھے بلایا ہے اور جو  
 جو اوصاف تیرے ہیں ان علامتوں سے اُس نے تجھ خبر دی ہے فزاد اعجابہ و سر بذالک  
 قال ذهب بنا الیہ وہ شتر سوار یہ کلام سنکر متعجب ہوا اور نہایت مسرور ہو کر مجھ سے کہنے  
 لگا مجھے ان کی خدمت میں لے چل قال فجاہلہ الہرجل حتی اناخ بعیرہ علی باب خیمۃ الصلاد  
 ودخل علیہ وقبیل ید یہ ویر جلیہ غرض وہ شتر سوار حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں  
 آیا اور اونٹ کو خیمہ کے دروازے پر ٹکرا کر اتر ادا داخل ہو کر حضرت کو سلام کیا اور دست ہائے  
 اہل روپا ہائے اور کو بوسہ دیا۔ فقال له الصادق من این اقبلت قال من اقصی بلاد العرب  
 حضرت صادقؑ نے اس سوچیا شخص تو کہاں سے آیا جو اسے عرض کی کہ میں شہر میں سے آیا ہوں فقال لہ من موضع کذا وکذا  
 واسمک کذا قال نعم حضرت نے فرمایا فلا تخرج من تیرا گھر تھا انہم تیرا یہ ہوا عرض کی کہ یا بن رسول اللہ قال فیما جئت قال لزیارۃ  
 فقال لہ صادق لیست من غیر حاجۃ لا لزیارۃ قال نعم حضرت پوچھا تو اس قدر دُور اور کئی کام کی آئی یا سوکھا زیارت اُم  
 کے واسطے آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا فقط زیارت کے لئے آیا ہے اور کوئی کام ضروری نہیں ہے اُس  
 نے کہا ہاں اصلے عند قبرہ وازورہ واسلم علیہ وارجع الی اہلہ تاکہ قبر مطہر کے  
 نزدیک نماز پڑھوں اور حضرت کی زیارت کروں اور اس جناب پر سلام بھیجوں بعد اسکے اپنے اہل  
 عیال کی طرف پھر جاؤں فقال لہ الصادق فماتوا من زیارۃ قال انما تدعی الہرکۃ

وَالشَّفَاعَةُ لَنَا فِي أَنْفُسِنَا وَأَهْلِيْنَا وَأَمْوَالِنَا وَمَعَالِينَا وَقَضَاءُ حَوَائِجِنَا حَضْرَتِ نَبِيِّنَا  
 فرمایا تم نے کیا فائدہ دیکھا اس جناب کی زیارت میں اس نے کہا کہ اُمور دنیا میں ہم برکت دیکھتے  
 ہیں اور شفا پاتے ہیں اور دولت ہماری زیادہ ہوتی ہے اور حاجات دُنویسی و اُخروی ہماری برآتی  
 ہیں فقال الصادق ؑ فلا تحب ان ازیدک من فضل زیارتہ فقال ای واللہ حضرت نے فرمایا  
 کیا تو خواہاں ہے کہ زیادہ تر اس سے فضیلت زیارت کی تجھ سے بیان کروں اس نے عرض کی یا امیر  
 قسم بخدا میں خواہاں ہوں اس بات کا فقال اعلم یا اخا الیمین ان زیارتہ الحسین تعادل  
 حجۃ مبرورۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت نے فرمایا اے برادر یعنی جو شخص کہ  
 زیارت امام حسین کی بجالاوے گویا اس نے رسول خدا کے ساتھ ایک حج مقبول کیا فتعجب الرجل من  
 ذالک فقال الصادق لا تعجب یا اخل الیمین بل تعادل تجتین مبرورۃ تین فتعجب الرجل  
 من ذالک فلم یزل الصادق یریدہ حتی قال له تعادل ثلاثین حجۃ مبرورۃ مقبولة  
 مع رسول اللہ علیہ وآلہ جب اس نے اس قدر زیارت کا ثواب سنا متعجب ہوا حضرت صادق  
 علیہ السلام نے فرمایا اے برادر تعجب نہ کر بلکہ ثواب دو حج مقبول کا اسے عطا ہوتا ہے وہ حج کہ  
 رسول خدا کے ساتھ ہوا ہو یہ شکر وہ مرد نہایت متعجب ہوا حضرت نے اور ترقی کی یوں ہی ہر بار  
 وہ تعجب کرتا تھا اور حضرت بڑے جلتے تھے یہاں تک کہ حضرت نے فرمایا بلکہ ثواب تیس حج مقبول  
 کا جو رسول خدا کے ساتھ بجالا یا ہو اُسے عطا ہو گا۔

فقال الرجل اذا صحت من هذا فضل زیارتہ فواللہ لا افارقہ حتی اموت اس نبی نے  
 کہا اگر ثواب زیارت کا اس قدر ہے تو خدا قسم کہ میں کبھی مر قدا طہر سے جدا ہوں گا۔ جب تک کہ  
 روح میرے جسم سے مفارقت کرے قال ولم یزل الرجل لا یند ابقر الحسین عجۃ مات  
 راوی کہتا ہے جو اس شخص نے کہا تھا وہی کیا یعنی اس دن سے اس نے قبر مطہر کی محابرت اختیار کی  
 اور عمر بھر وہاں سے جدا نہ ہوا۔

(۹) کتاب کافی میں ابی القتیبا سے روایت ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام ایک دن سانپ  
 پھر رہے تھے امام محمد باقر علیہ السلام نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا اتی هذا هذا من  
 الذئب قال اللہ عز وجل ویرید ان یخون علی الذین استضعفوا فی الارض وینحلمهم



اُمّت و جلالہم الوارثین یعنی جعفر صادق کو تم نے دیکھا یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا و نرید ان غنی الخ یعنی جن کو لوگ روئے زمین پر ضعیف و کمزور سمجھتے ہیں وہ ہم چاہتے ہیں کہ ان پر احسان کریں اور انہیں امام بنائیں اور وارث خلافت کریں یہ فرمانا جناب امام محمد باقر علیہ السلام کا دلیل صریح ہے جناب صادق علیہ السلام کی امامت و خلافت پر اور تمام موالف و مخالف متفق ہیں اس بات پر کہ جناب صادق افضل و عالم تھے تمام عالم میں، ابو حنیفہ کو اہلسنت میں امام اعظم ہونے کا مرتبہ حضرت صادق علیہ السلام کی تصدیق میں حاصل ہوا اور ابو یزید کا علوم باطن میں شہرہ اور علم تصوف میں کمال سقائی و ولع سرائی صادق آل محمد کے طفیل میں ظاہر ہوا۔

(۱۰) کانت امامتہ علیہ السلام اربعاً و ثلاثین سنۃ و وصی الیہ ابو جعفر و وصیۃ طاہرۃ و نقر علیہ بالامامۃ حضرت چونتیس برس امام زمان رہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بہت سی حدیثیں حضرت کی ثبوت امامت پر نص اور دلیل ظاہر ہیں روئے هشام ابن سالم عن جابر بن یزید الجعفی قال سئل ابو جعفر الباقری عن القاسم بعد فضر بیدہ علی ابی عبد اللہ علیہ السلام فقال ہذا اللہ بعد ے قائم آل محمد آنان جملہ روایت کی ہے ہشام بن سالم نے جابر بن یزید جعفی سے کہا اس نے کہ پوچھا کسی شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ یا حضرت بید آپ کے امام کون شخص ہوگا حضرت نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ بعد میرے قائم آل محمد یہ ہے۔

(۱۱) قد روى الناس من آیات اللہ جل اسمہ الطاہر علی یدہ علیہ السلام ما یدل علی امامتہ و حقہ و بطلان مقال من روى الامامۃ لغیرہ روایت کیا ہے اکثر اشخاص نے ان آیات و معجزات کو جو حضرت کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ معجزہ و دلیل ہیں حضرت کی امامت اور انبیات حقوق پر اور بطلان پر ان لوگوں کی جو حضرت کے سوا دوسروں کو امام جانتے ہیں۔ فمن ذالک ما رواہ نقلہ الاثر من خبرہ علیہ السلام مع المنصور لمّا امر الربیع باحضارہ فاحضرہ فلمّا بصربہ المنصور قال قلنی اللہ ان لمّا قتلتک الحمد نے سلطان آزان جملہ وہ واقعہ ہے جو منصور و دانقی کے ساتھ اتفاق ہوا روایت کیا ہے اکثر اہل ان آثار نے کہ ایک دن منصور خلیفہ عباسی نے حکم کیا اپنے حاجب کو کہ نام اس کا ربیع



تھا کہ حضرت صادق علیہ السلام کو میرے پاس حاضر کر دیجئے موافقی حکم کے حضرت کو حاضر کیا جب منصور نے حضرت کو دیکھا کہا کہ خدا مجھ کو مارے اگر میں تم کو قتل نہ کروں تم میری سلطنت میں خیر دالے ہو اور فتنہ و فساد برپا کرتے ہو، فقال له ابو عبد الله والله ما فعلت ولا اسرت فان كان بلغاك فربما كاذب وان كنت فعلت فقد ظلم يوسف بن جعفر وابتلى اوب بن جعفر واعطى سليمان فمشكر فهو لا عا بنيا، الله واليه يرجع حضرت نے جواب دیا کہ قسم بخدا میں نے تیری سلطنت میں کسی طور کا رخصہ اور فساد نہیں ڈالا بلکہ اس امر کا ارادہ بھی نہیں کیا اس خبر کو کسی نے تجھ سے بیان کیا ہے تو وہ منقری و کاذب ہے اور اگر بالفرض میں نے کیا ہے تو حضرت یوسف پر ان کے بھائیوں نے ظلم و ستم کیا اور انہوں نے بخش دیا اور حضرت ائوبؑ و یونسؑ میں مبتلا ہوئے تو صبر کیا اور جناب احدیت نے حضرت سلیمانؑ کو نبوت اور سلطنت تمام برپا کر دی کی عطا کی تو وہ اس کا شکر یہ بجالائے یہ لوگ بنی تھے تجھے چاہیے کہ تو بھی ان لوگوں کے طریقے پر رفتار کر فقال له المنصور اجل ارتفاع فاسر ترفع فقال ان فلان بن فلان اغبرني عنك يسأ ذكرك فقال احضره يا امير المؤمنين ليواقفني على ذالك جب حضرت نے اس طرح کے کلمے فرمائے تو وہ نادوم ہو کر کہنے لگا کہ ہاں میں بھی اسے طریقے پر عمل کروں گا آپ اوپر تشریف لادو جب حضرت اوپر جا کر بیٹھے اس وقت اس نے ظاہر کیا کہ فلاں شخص نے مجھ سے یہ اموں آپ کی نسبت میں بیان کئے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین اس شخص کو اس وقت حاضر کروا کر میرے سامنے آن کر مقابلہ کرے نا حضرا لرجل المذكور فقال له المنصور انت سمعت ما حكيت عن جعفر فقال نعم فنانخه جب وہ حاضر ہوا منصور نے پوچھا کہ تو نے جو امر مجھ سے بیان کیا خود تو نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سنا ہے اس نے کہا ہاں میں نے حضرت سے سنا ہے فقال له ابو عبد الله عليه السلام فاستقلته على ذالك حضرت نے منصور سے فرمایا کہ اس شخص سے قسم لے اس بات کی فقال له المنصور اتخلف فقال نعم وابتلى باليمين منصور نے اس شخص سے پوچھا کہ تو قسم کھائے گا اس نے کہا کہ ہاں میں قسم کھاؤں گا یہ کہہ کر قسم کھانی شروع کر دی فقال له ابو عبد الله دعني يا امير المؤمنين اخلفه انا فقال له اغفل حضرت صادق علیہ السلام نے اس کی جزا دینیچہ کہ فرمایا کہ اے امیر المؤمنین مجھے

اجازت دے کہ میں اس سے قسم لوں منصور نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے جس طرح سے چاہیں  
 آپ تمہیں فقال ابو عبد اللہ اللہ تعالیٰ فی قلبہ من حول اللہ وقوتہ والتجات الی  
 حول وقوتی لقد فعل کذا کذا جعفر حضرت نے مفری سے فرمایا کہ کہہ کہ بری ہوتا ہوں میں  
 حول وقوت خدا سے اور پھر وسہ کرتا ہوں اپنی حول وقوت پر کہ جو کچھ میں کہتا ہوں بہ نسبت جعفر  
 کے اس میں میں سچا ہوں۔ فامتنع ہنیئۃ ثم خلف بہما فمابرج حق ضرب برجلہ پہلے  
 تھوڑی دیر تو اس طرح پر قسم کھانے میں تامل کیا آخر اس طرح سے قسم کھائی اور قسم کھاتے  
 ہی کہ پڑا اور باؤں زمین پر گر گئے لگا فقال ابو جعفر جرحہ وابرجلہ فاخرجہ لعنة اللہ اس  
 وقت منصور نے کہا کہ اس کا باؤں پکڑ کر کھینچو اور باہر لے جا کر پھینکو کہ یہ شقی لعنت خدا  
 گرفتار ہوا قال الربیع وکنت رايت جعفر ابن محمد علیہما السلام حين دخل  
 المنصور ثمک شفیتہ وکلما حرککما سکن غضب المنصور حتی اوناہ وخرج عنہ  
 ربیع کہتا ہے کہ جب وقت حضرت صادق علیہ السلام منصور کے پاس تشریف لے گئے میں نے  
 دیکھا کہ حضرت کے لب ہائے مبارک حرکت کرتے ہیں گویا اس وقت کچھ حضرت پڑھ رہے تھے  
 ساتھ ہی اسکے دیکھا کہ منصور کا غیظ و غضب فرو ہو گیا اور اس قدر مہربان ہوا کہ اپنے قریب  
 بلا کر بیٹھا یا اور کمال راضی ہوا فلما اخرج ابو عبد اللہ علیہ السلام من عند ابو جعفر  
 تبعہ فقلت ان هذا الرجل کان اشد الناس غضبا علیک فلما دخلت علیہ  
 کنت تحرك شفیتک وکلما حرککما سکن غضبه فبا عی شے کہ کنت  
 تھم کہتا ہے جب حضرت منصور سے رخصت ہو کر باہر تشریف لائے میں حضرت کے پیچھے روانہ ہوا اور  
 حضرت کی خدمت آگاہی میں عرض کیا کہ حضرت خلیفہ آپ پر کمال غضبناک تھا اور آپ جس وقت اسکے  
 پاس تشریف لے گئے تو آپ کے لب ہائے مبارک ہل رہے تھے جس وقت آپ کے لبوں کو جنبش ہوئی فوراً  
 اس کا غیظ فرو ہو گیا مجھ سے ارشاد ہوا کہ اس وقت آپ کیا پڑھ رہے تھے قال بدعا و جلدے الحین  
 ابن علی علیہما السلام قلت فذلك ما هذا الدعاء حضرت نے فرمایا کہ میں اس وقت  
 عذابا مار جناب سید الشہداء علیہ السلام کی دعا کو پڑھ رہا تھا ربیع نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہوں دعا کو  
 ہے قال یا عدلی عند شدتک ویا غوثی عند کربتی احسنی بعینک الی لا تمام واکفنی

برکتک الٰہی لا یدام قال الریح حفظت هذا الدعاء فما تولت لی شدّة قطّ الا  
دعوت به ففرّج عني ریح کہتا ہے کہ میں نے اس دعا کو یاد کر لیا اور جس سختی و مصیبت میں اسے  
پڑھا تو ریح مجھے اس سے نجات حاصل ہوئی قال نقلت لابن عبد اللہ جعفر ابن محمد علیہما  
السلام لم یمنع الشاعران یحلف باللہ قال کمرهت بان یرا اللہ یوحده و یجذلہ  
یفعلم عنہ و یؤخر عقوبتہ فاستخلفته کما سمعت فاخذہ اللہ تعالیٰ اخذہ الرابۃ  
ربیع کہتا ہے کہ پھر میں نے حضرت کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا حضرت آپ نے ان فقری سے  
واللہ باللہ کی قسم کیوں نہ لی آپ نے فرمایا کہ میں نے لکھ لیا کہ وہ جانا اس  
امر کو کہ وہ ایسے اسموں کی قسم کھائے کہ جس میں خدا کی وحدانیت اور رحمت کھلتی ہو  
اور اگر یہ سبب اس کے کہ خدا اسے قائل دیکھے کہ وہ اسکی توحید اور تجید تارک ہے  
مبادا بسبب اپنے حکم و رحمت کے عذاب کے نازل کرنے میں تاخیر فرماوے اسلئے میں نے اسے اس  
طرح پہلوا یا جیسا کہ تو نے سنا پس حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے عذاب سخت میں اُسے گرفتار کیا۔

## امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

۱۔ قال الشیخ المفید رحمہ اللہ تعالیٰ کان مولدابی الحسین موسیٰ علیہ السلام  
بالاولیٰ سنة ثمان وعشرین ومائۃ وقبض علیہ السلام ببغداد فی جسر السند سے  
بن شاہک لست خلون من رجب سنة ثلث وثمانین ومائۃ فرمایا شیخ مفید علیہ السلام  
لے کہ ولادت با سعادت جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی منزل ابواب میں ۲۸ سالہ ہجری میں واقع ہوئی  
مشہور یوں ہے کہ صفر کی ساتویں تاریخ تھی اور شہر بغداد میں ہندی بن شاہک کی قید میں ماہر حب کی  
چھٹی کو ۲۸ سالہ ہجری میں اس جناب نے دار دنیا سے انتقال فرمایا۔

ولہ یومئذ خمس وخمسون سنة سن مبارک اس جناب کا بچپن برس کا تھا و امہ ام ولد  
یقال لہا عمیدۃ البربریۃ وقیل لاندلسیۃ حضرت کی والدہ ام ولد عقیس نام ان کا حمید

ہے اور وہ بربر سے آئی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ اندلس سے آئی تھیں اور اندلس ایک ملک ہے  
ولایت فرنگستان کا جہاں بنی امیہ کی خلافت کئی سو برس تک رہی و کانت مدّت خلافتہ و مقام  
نوالا مامۃ بعد ابیہ علیہ السلام خمساً وثلثین۔ سنہ حضرت کی مدت خلافت اور مقام امامت  
بعد حضرت صادق علیہ السلام کے پینتیس برس تھے وکان یسکن ابی ابراہیم وابی الحسن وابی علی  
ويعرف بالعبد الصالح والکافم کفیت اس جناب کی ابو ابراہیم و ابو الحسن و ابو علی ہے اور لوگ  
حضرت کو عبد الصالح و کافم کہتے تھے اس سبب سے کہ حضرت رات رات بھر عبادت میں مشغول رہتے  
تھے اور کیسا ہی کچھ ظلم و ستم ہو جائے آپ درگزر فرماتے تھے اور مدفن مبارک شہر بغداد کے متقبر قریش  
میں ہے۔

(۲) مروی الوشاء عن علی بن الحسین عن صفوان الجمال قال سألت ابا عبد الله عليه  
السلام عن صاحب هذا الامر فقال ان صاحب هذا الامر لا يليهم ولا يلعب  
سوايت کی ہے و شاعری بن الحسین سے اس نے صفوان جمال سے کہا صفوان نے کہ میں نے سوال کیا حضرت  
صادق علیہ السلام سے کہ امام و رہنمائے خلق بعد آپ کے کون ہے حضرت نے فرمایا کہ سزاوار منصب امامت  
وہ سپر ہے جو مصروف ہو و لعب نہیں ہوتا، ناقبل ابو الحسن۔ موسیٰ علیہ السلام وہو صغير  
ومعه عناء مکیۃ و هو یقول اسجد لربک فاخذہ ابو عبد الله علیہ السلام وضمہ  
الیہ وقال بابی و اخی من لا یلہو ولا یلعب حضرت صادق علیہ السلام مجھ سے یہ فرما رہے تھے کہ  
ناگاہ جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام داخل ہوئے اس وقت وہ جناب کسین تھے اور ایک بکری کا بچہ  
اس جناب کے ساتھ تھا اس سے فرماتے تھے کہ اپنے خدا کو سجدہ کر حضرت صادق علیہ السلام فرموش  
ہو کر اس معصوم کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ میرے ماں باپ قربان ایسے طفل پر جو مصروف ہو  
لعب نہیں ہوتا۔

(۳) روی ابو بصیر قال قلت لابی الحسن بن جعفر علیہما السلام جعلت فداک بحر  
یعرف الامام روایت کی ہے ابو بصیر نے کہ پوچھا میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہ  
خدا ہوں میں آپ پر امام کس علامت سے پہچانا جاتا ہے؟ قال بحضالی اما اولہن فاندۃ نبی  
تقد من ابیہ و اشار الیہ لیكون حجة فزایا حضرت نے کہ پہلی علامت یہ ہے کہ قول

امام سابق اسکی امامت پر نص اور دلیل ہو یعنی اس امام کے باپ نے فرمایا ہو کہ بعد میرے یہ فرزند میرا  
 خلیفہ اور رہنما کے خلق ہے و سب عل فیجیب دوسرے یہ کہ جس مسئلہ کو لوگ اس سے استفسار کریں اسکا  
 جواب شافی دے و اذا مسکت عنه ابتداء بلکہ جو امر کہ آدمی کے دل میں ہو قبل سوال کے اسکو  
 بیان کر دے پھر بمبانی عند خبر دے لوگوں کو ان امور کی جو ان سے کل واقع ہوں گے وہ کلمہ  
 الناس بکل لسان اور کلام کرے آدمیوں سے جس زبان میں کہ وہ کلام کریں ثم قال یا محمد  
 اعطیک علامۃ قبل ان تقوم بعد اسکے فرمایا کہ اے محمد میں عطا کرتا ہوں تجھے ایک علامہ  
 قبل کے کہ یہاں سے تو اٹھ جاوے فلما لبث ان دخل علیہ رجل من خراسان فکلمہ الخراسانی  
 بالعربیۃ فاجابہ ابوالحسن بالفارسیۃ ابو بصیر کہتا ہے کہ ہندو میں حضرت کی خدمت سے مخصوص  
 ہوا تھا کہ ایک شخص خراسانی اس جناب کے پاس داخل ہوا اور زبان عربی میں حضرت سے باتیں کرنی  
 لگا حضرت نے اس کو زبان فارسی میں جواب دیا:

فقال له الخراسانی والله ما صنعت ان احکمک بالفارسیۃ الا انی ظننتک انک لا  
 تحسنہا مرد خراسانی نے عرض کیا کہ میں نے جو آپ سے عربی میں باتیں کیں اسکی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے  
 زعم میں سمجھا تھا کہ آپ زبان فارسی نہیں سمجھتے؛ فقال سبحان الله اذا کنت لا احسن  
 اجیبک فما فعلک علیک ینما یستحبہ الامام حضرت نے اس خراسانی سے فرمایا کہ سبحان الله  
 اگر میں تیرا جواب تیری زبان میں نہ دے سکوں تو مجھے تجھ پر کیا فضیلت ہو اگر امام میں مثل سب آدمیوں  
 کے ہوں تو مستحق امامت کا کس سبب سے ہو؛ ثم قال یا ابان محمد ان الامام لا یخفی علیہ کلام  
 احد من الناس ولا منطق الطیر ولا کلام شیء ینسہ روح بعد اسکے فرمایا کہ اے ابو محمد امام پر  
 کسی شخص کا کلام مخفی نہیں ہے یہاں تک کہ پرندوں کے کلام بھی سمجھتا ہے بلکہ جتنے جانور ذریعہ ہیں  
 امام سب کی زبان کو سمجھتا ہے:

(۴) روی علی ابن ابی حمزہ البطائی قال خرج ابوالحسن موسیٰ نے بعض الامام عن  
 المدینۃ المصنوعۃ لدر خارجۃ عنہا روایت ہے علی ابن حمزہ بطائی سے کہا اس نے کہ  
 جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک دن بیرون مدینہ اپنے باغ کی طرف تشریف لے چلے  
 فحکبہ دکان علیہ السلام را کبّا بقلنہ و اناعلیٰ حارلی میں بھی حضرت کے ہمراہ رکاب

ہوا وہ جناب اپنی قاتر پر سوار تھے اور میری سواری میں ایک حمار تھا فلما صرف فی بعض لہری  
اعتدنا اسد فاجت عنہ خوفاً واقداً ابوالحسن خیلر مکث بہ تھوڑی ہی  
راہ قطع کی تھی کہ ناگاہ ایک شیر سامنے سے نمودار ہوا اسکو دیکھتے ہی مجھ پر خوف غالب ہوا اور ہم  
کھڑا ہو گیا اور حضرت بے خوف و خطر اس کے سامنے تشریف لے گئے، فرمایا بیت الاسد یثد للابی  
الحسن وجمہم فوقہ لد ابوالحسن علیہ السلام کالمضغ الی المہمۃ ووضع  
یدہ علی کفل نعلتہ وقد ہمتنی نفسی من ذالک وخفت خوفاً عظیماً ابو حمزہ کہنا  
ہے دیکھا میں نے کہ وہ شیر حضرت کے سامنے آن کر جزع اور فزع کرنے لگا اور اپنی زبان میں اس  
جناب سے کچھ عرض کرنے لگا اور حضرت بتوجہ تام اس شیر کی! قل کو سنتے تھے جیسے حاکم عادل سنتیٹ  
کی فریاد کو بگوش دل سنتا ہے غرض وہ شیر اتنا حضرت کے قریب آیا کہ اپنے پنجے کو قاطر کے پیچھے پر رکھ  
دیا یہ دیکھ کر ہم و غم چھپر غالب ہوا اور نہایت ڈر میں کہ مبادیہ شیر حضرت پر حملہ کرے۔

ثم خرج الاسد ابی جانب الطريق وحمل ابوالحسن مجھے علیہ السلام وجہہ الی القبلة  
وجعل یدعوا ویحک شفقتہ بما لہم انہمہ جب حضرت اس کی فریاد کو سن چکے اس وقت وہ  
شیر بڑا راستے پر کھڑا ہوا اور امام رو قبیلہ ہو کر مصروف دُعا ہوئے اور آہستہ آہستہ درگاہ باری  
میں دُعا کرتے تھے میں نے فقط اس جناب کے لبوں کی حرکت سے دریافت کیا وگرنہ میری سمجھ میں  
کچھ نہیں آیا ثم اذعی یدہ الی الاسد ان امیر المومنین علیہ السلام طویۃً وابلحس  
علیہ السلام بقول امیر الامین وانصرت الاسد حتی غاب عنا ومضی ابوالحسن وجہہ  
بعد اسکے حضرت نے اپنے دست مبارک سے اس شیر کو اشارہ فرمایا کہ چلا جا حضرت کے اشارہ  
فزانے سے اس شیر نے ویر تک ہبہ کیا اور جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے تھے آمین  
آمین پھر وہ شیر روانہ ہو گیا یہاں تک کہ ہماری نظروں سے غائب ہو گیا اور جناب معصوم اپنے  
راستے پر روانہ ہوئے۔ فلما بعدنا عن الموضع قلت لہ جعلت ذلک ما شان هذا  
الاسد فقد خفتہ واللہ علیک وعجبت من شانہ معک جب اس مقام سے ہم اگر  
ٹپڑھے اس وقت میں نے حضرت کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ یا حضرت میں آپ پر فدا ہوں  
اس شیر کا کیا ماجرا تھا اور میں حضرت کے واسطے خائف اور ہراساں تھا کہ وہ شیر آپ کے قریب ہے

مبادا آپ پر حملہ کرے مگر اس نے آپ سے اس طرح کی حرکتیں کی کہ مجھے نہایت تعجب ہوا، فقال  
 لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم و سالني ان اسئل الله تعالى  
 ان يفرج عنها ففعلت ذالك حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اس کی شیرنی دروزہ میں مبتلا تھی  
 بسبب اس اضطراب کے وہ اپنی بھٹ سے نکل کر میرے پاس آیا تھا کہ میں اس کے لئے جناب احدیت  
 میں دعا کروں چنانچہ میں نے اس کے حسب خواہش جناب باری سے دعا کی، فقال لی امض فی حفظ  
 الله فلا سلطان الله عليك وعلى ذريتك ولا على احد من شيعتك شيئا من البساع  
 نقلت آمين اس وقت شیر نے بھی میرے لئے دعا کی اور اپنی زبان میں کہا کہ اب آپ تشریف لے  
 جاویں اور خدائے تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنے حفظ و امان میں رکھے اور نہ مسلط کرے آپ پر اور نہ  
 آپ کی ذریت پر اور نہ آپ کے دوستوں پر کسی درندے کو وہ بھی دعا کرتا تھا اور میں نے جو  
 کہا اس کی وجہ یہی تھی۔

(۵) ذکر ابن الجوزی فی الصفرة وابن طلحة فی کتابہ وغیرہما عن شقیق  
 البلخی مشاہیر المہنت ابن جوزی اور ابن طلحہ وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں شقیق بلخی سے روایت  
 کی ہے قال خرجت حاجا فی سنة تسبع واربعمائة ومانتة فنزلت القادسية شقیق  
 ہے کہ ۳۹۷ھ میں بارادہ حج میں اپنے گھر سے نکلا اور منزل قادسیہ میں اتر کر کثرت خلایق کو اور  
 ان کی زینت کو نظر کر رہا تھا ناگاہ دیکھا میں نے ایک جوان رخا کو کہ گلے میں اس کے لباس صوف  
 اور پائل میں نعلین عربی ہے اور لوگوں سے علاحدہ بیٹھا ہوا ہے میں نے اُسے دیکھ کر اپنے دل میں  
 خیال کیا کہ یہ شخص فرقہ صوفیہ میں سے معلوم ہوتا ہے چاہتا ہے کہ لوگوں کو دام فریب میں لاوے  
 چکارا سکوزبرد اور توجیح کیا چاہیے یہ ارادہ کر کے میں اس کی طرف چلا جب مجھے اپنی طرف آتے  
 دیکھا فقال یا شقیق اجتنبوا کثیرا من النظر ان بعض الظن الاثر شر تو کہنی مضی  
 کہا کہ اے شقیق خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اکثر شبہوں سے پرہیز کیا کرو بلا شک بعض شبہات  
 معصیت ہیں یہ کہہ رہا وہ جوان و ہاں سے روانہ ہو گیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بڑا عظیم ہے کہ  
 اس نے میرے دل کی بات کو ظاہر کر دیا اور باوجودیکہ مجھ سے ملاقات نہیں ہے میرا نام لیکر  
 مجھ سے خطاب کیا ما هذا الا عبد صالح یہ شخص ضرور کوئی مرد نیک ہے اس کی ملاقات

سے مشرت ہونا چاہیے یہ ارادہ کر کے میں بھی روانہ ہوا ایک مقام پر پھر ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ وہ شخص نماز میں مصروف ہے اور تمام اعضا اس کے خوف غلے کا نپ رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں وہاں اس ارادہ سے ٹھہر گیا کہ نماز سے فراغت کر لے تو حکم ملاقات کروں جب نماز پڑھ کر بیٹھا میں اسکی طرف چلا فلما رانی مقبلاً قال یا شقیق اتل واتی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا شہادت دے شہرت کر گئی ومضی جب اس جوان نے مجھے انہی طرح آتے ہوئے دیکھا کہا اے شقیق تلاوت کر اس آیت کی جس میں جناب احدیت فرماتا ہے کہ بے شک میں بخش دیتا ہوں اس شخص کو جو توبہ کرے اور عمل نیک بجالائے بعد اسکے ہدایت پائے اتنا کہہ کر وہ جوان وہاں سے بھی روانہ ہو گیا۔

تقلت هذا الفقی من الابدال لقد نكلم على سترى مرتين. میں نے کہا بلا شک یہ شخص ابدال میں سے ہے کہ دو مرتبہ میرے دل کی بات کہہ کہہ دی؛ فلما نزلنا زباله اذا انا بالفقی قائم على البرء ومبید رکوعہ ٹیرید ان یستسقی ماء جب ہم لوگ منزل زبالہ میں پہنچے تو اس جوان کو دیکھا کہ ایک کنوئیں پر کھڑا ہوا ہے اور ایک ڈولچی ہاتھ میں ہے چاہتا ہے کہ پانی نکالے فسقطت الركوعۃ من یدہ فی البئر وانا انظر الیہ فرایتہ قد رمق الی السماع وسمعتہ یقول ناگاہ ڈولچی اس کے ہاتھ سے کنوئیں میں گر پڑی اور میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک مرتبہ آسمان کی طرف نظر کی اور سنا میں نے کہ درگاہ باری میں اس طرح شنا جا کرتے تھے۔

اینت ربی اذا ظلت الماء  
اللهم سیدک مالی غیدھا  
وقتی اذا اردت الطعام  
ربنا فلا تعد مینھا

یعنی یا مالک! وقت تشنگی تو ہی پانی پلانے والا ہے اور وقت گرسنگی تو ہی غذا کا جیا کر نیوالا ہے خداوند! اس ڈولچی کے سوا دوسری میرے پاس نہیں ہے اسکو میرے ہاتھ سے نہ جالتے دے قال شقیق فواللہ لقد رأیت البئر وقد ارتفع ماؤها فندۃ یدہ فاخذنا الركوعۃ فتوضا وصلی اربع رکعات شقیق کہتا ہے کہ قسم بخدا میں نے دیکھا کہ کنوئیں کا پانی بلند ہوا یہاں تک کہ ہاتھ بڑھا کے ڈولچی لے لی اور وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی۔



شر مال المکذیب رسول فجعل یبغض بیدار و یطرحه فی الرکوة و یجرب و یشرب بعد اسکے  
 اس ریک کے ٹیلے کی طرف گئے اور اپنے دست مبارک سے ریک کو اٹھاتے تھے اور ڈولچی میں ڈال  
 ڈال کر بلا کے پی جاتے تھے بعد اس کے میں قریب گیا اور سلام کیا میرے سلام کا جواب دیا فقلت  
 اطعمنی من فضل ما انعم الله علیک فقال یا شفیتر لم تنزل نعم الله علینا ظاهراً و باطناً  
 فاحس. فقلت بربک عرض کی میں نے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جو نعمت آپ کو دی ہے اُس میں سے  
 کچھ مجھے بھی دیجئے حضرت نے جواب دیا کہ اسے شفیق خدا نے تعالیٰ کی نعمتیں ہمارے لئے ہمیشہ ظاہر  
 اور باطن میں موجود ہیں تو حق تعالیٰ سے اعتقاد کو درست رکھ شکر و انوار الکرۃ فشربت منها فاذا هو  
 سوز و سکر فوالله ما شربت قط الذم منه ولا اطیب ریحاً بعد اس کے ڈولچی مجھے عنایت  
 ہی میں نے اسے پیا تو معلوم ہوا کہ ستوا اور شکر ہے قسم کی خدائی کہ ایسی لذیذ اور اس پر اس کے ستون مجھے  
 کبھی نصیب نہیں ہوئے تھے اس کے پینے سے بھوک اور پیاس میری رفع ہوئی اور اس قدر سیری  
 حاصل ہوئی کہ کئی دن تک کھانے اور پانی کی احتیاج نہ ہوئی بعد اسکے پھر اس بزرگوار سے ملاقات نہ ہوئی  
 یہاں تک کہ کئی میں داخل ہوا وہاں پہنچ کر ایک شب کو دیکھا کہ نزدیک تبتہ المیزاب کے آدھی رات سے  
 صبح تک بختور و خضوع نماز میں مصروف رہا اور خوف خدا سے برابر گریہ و بکا کرتے رہے یہاں  
 تک کہ رات تمام ہوئی؛ فلما رای الفجر جلس فی مصلاً لا یستجی الله ثم قام فوصل الغداة فطاف  
 بالبيت اسبوعاً وخرج جب آٹھ روز صبح ہوئے تو وہ بناب بیٹھ کر تسبیح و تحمید میں مصروف ہوئے  
 اور نماز صبح سے فارغ ہو کر سات مرتبہ خادۃ خدا کا طواف کیا اور باہر نکلتے؛ فبعتہ فاذا له غامیۃ  
 و موال و علی خلاف ما رایتہ فی الطريق و امر به الناس من حوله یسلمون علیہ جب انہ  
 ہوئے تو میں پیچھے پیچھے چلا اس وقت مجھے اور ہی صوت نظر آئی یعنی راہ میں برابر پا پیادہ اور تنہا  
 دیکھتا تھا اور اس وقت سواری اور اسباب اور سامان ریاست جیسا کچھ چاہیے سبھی موجود تھا  
 اور لوگوں کو دیکھا کہ حضرت کے گرد ہیں اور باآداب تمام سلام کرتے جاتے تھے؛ فقلت بعض من  
 دایتہ یقرّب منه من هذا الفتر فقال مؤمن بن جعفر بن محمد بن علی ابن الحسین ابن علی  
 ابن ابیطالب علیہم السلام پس جو لوگ کہ حضرت کے مقرب تھے ان میں سے میں نے ایک شخص سے  
 پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں اس نے کہا کہ یہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں شفیق کہنا ہے کہ انہ

میں نے کہا کہ ایسے معجزات اور عجائب نہیں ہوتے ہیں مگر ایسے ہی بزرگواروں سے:

(۶) ابن بابویہ علیہ الرحمہ وغیرہ نے اس طرح سے لکھا ہے کہ جب ہارون رشید نے اپنے چودہ بیٹوں میں سے تین کو انتخاب کیا اور ایک کے بعد دوسرے کو ولیعہد قرار دیا یعنی پہلے ولی عہد کیا محمد امین کو جو زیدہ کے بطن سے تھا بعد اسکے عبداللہ ناموں کو اسکے بعد قاسم مومن کو چونکہ جعفر ابن محمد ابن اشعث امین کا مزی اور مقرب تھا اس جہت سے وزیر اعظم یعنی یحییٰ بن یحییٰ کو اندیشہ ہوا کہ بعد ہارون کے امین خلیفہ ہوگا تو ابن اشعث مالک اور مختار ہو جائے گا اسوقت دولت اور ریاست میرے خاندان سے منقطع ہو جائے گی یہ خیال کر کے درپے اسکی خرابی کا ہوا اور اکثر ہارون رشید سے اسکی چغلی کھایا کرتا تھا از ان جملہ ایک دن ہارون رشید سے ظاہر کیا کہ ابن اشعث شیعہ ہے اور امام موسیٰ کاظم کو امام اور خلیفہ معصرتا ہے اور جو کچھ اسکو بہیم پہنچتا ہے خمس اس کا حضرت کو بھیجا کرنا ہے ہارون پر یہ خوف یحییٰ کا کارگر ہو گیا چنانچہ ایک روز یحییٰ وغیرہ سے پوچھا کہ تم لوگوں کی دانست میں اولاد ابوطالب میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جسے طلب کر کے موسیٰ کاظم کے احوال کو اس سے دریافت کروں اسوقت سبہوں نے بالاتفاق اس سے کہا کہ اگر محمد ابن اسماعیل کو جو کہ ان کا بھتیجا ہوا ہے طلب کر تو سب احوال ان کا بخوبی منکشف ہو جائے اسلئے کہ وہ ان کا محرم راز اور محل اعتماد ہے خلاصہ یہ کہ ہارون رشید نے محمد ابن اسماعیل کے طلب میں نامہ لکھا باوجود اسے کہ حضرت اس بے حیا سے اکثر احسان فرماتے تھے لیکن اس بد بخت نے کچھ حضرت کا پاس و لحاظ نہ کیا نامہ پہنچتے ہی بغداد کا عازم ہوا علی ابن جعفر کہتے ہیں کہ ایک دن محمد ابن اسماعیل میرے پاس آکر مجھ سے کہنے لگا کہ میں عازم بغداد ہوں اگر آپ میرے ساتھ تشریف لے چلتے تو میں آپ کے ساتھ چلکر اپنے عم اندر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے رخصت ہوتا علی کہتے ہیں کہ میں اسے اپنے ہمراہ لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں ایک امر میں آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں اگر آپ کے نزدیک مصلحت اور مناسب ہو تو عمل میں آوے اور اگر مناسب نہ ہو تو منع فرمائیے کیونکہ ہوسو لہذا اور امیر ہدے کے سب لوگ خاطی ہیں حضرت نے پوچھا کہ وہ کوئی ناسا عمل ہے قلت ہذا ابن اخیاک برید ان یوقد عث و یخرج الی بغداد میں نے عرض کی کہ آپ کا بھتیجا محمد ابن اسماعیل بغداد کا عزم رکھتا ہے آپ سے رخصت ہونے آیا ہے حضرت نے اسے قریب بلا کے پوچھا کہ تو نے کس لئے بغداد کا ارادہ کیا ہے اس نے کہا کہ بہت پریشان ہوں اور مقروض ہو گیا ہوں حضرت نے

فرمایا کہ میں تیرے قرض کو ادا کروں گا اور خرچ کا بھی تکفل ہوں گا اس نے نہ مانا اور کہا مجھے رخصت فرمائیے اور کچھ وصیت کیجیے؛ فقال اوصیک ان تتقی الله فی دے حضرت نے فرمایا کہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ خدا کا خوف کرنا اور میرے خون میں شریک نہ ہونا۔ تین مرتبہ اس نے عرض کی کہ کچھ وصیت فرمائیے حضرت نے تینوں مرتبہ یہی ارشاد کیا جب اس نے نہ مانا تو حضرت نے اسے رخصت کیا اور سوار زاد راہ کے لئے غنائت کئے بعد اسکے سو درہم اور عطا کئے اور فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ یہ میرے خون میں شریک ہوگا اور فرزندوں کو میرے یتیم کرنے کا میں نے عرض کی کہ یا حضرت جب آپ جانتے ہیں کہ یہ آپ کا دشمن ہے اور اس سے ایسی شقاوت ظاہر ہوگی تو کیوں آپ اس سے اس قدر سلوک کرتے ہیں فقال اذا رسلته وقطعت قطع الله حضرت نے فرمایا کہ جب میں اس سے صلہ رحم کروں گا اور وہ مجھ سے عداوت کرے گا تو خدا کے تعالیٰ اس کی عمر کو قطع کرے گا یعنی جو کوئی اپنے محسن سے بدی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں قبلائے عذاب کرتا ہے؛ بعد اسکے تین ہزار درہم کی ایک قبیل اور غنائت فرمائی اسے لے کر بہت خوش ہوا میں سمجھا کہ اب یہ جانے سے باز رہے گا؛ لیکن وہ بے حیاء یہ سب لے کر بغداد کو روانہ ہو گیا؛ حتیٰ داخل عسکے ہارون وقال ما ظننت ان فی الارض خلیفتین حتیٰ رايت عمی موسیٰ بن جعفر سید علیہ بالخلافۃ باخوائے بھی برکمی وقت ملاقات ہارون رشید سے کہا کہ ایک زمانے میں دو خلیفہ نہیں ہو سکتے تو بغداد کا خلیفہ ہر اور مدینے میں میرے چچا خلیفہ کہلاتے ہیں چنانچہ لوگ اطراف بلاد سے ان کو خراج بھیجتے ہیں اور غزوہ انطاکیہ جمع کیا ہے اور اسباب اور سلاح بھی بہت سا جمع کیا ہے ہارون نے خوش ہو کے حکم کیا کہ میں ہزار درہم اسکو دیں یکمخت شاد اور بتاؤ ہارون رشید سے رخصت ہو کے اپنے مکان میں آیا آتے کے ساتھ ہیں ایسا ایک دروا کے حلق میں پیدا ہوا کہ اسکے صدر سے اسی شب کو داخل عذاب خدا ہوا اور اس مال سے کچھ منتفع نہوا اور وہ درہم سب پھر خلیفہ کے خزانہ میں داخل ہوئے؛ بعد اسکے سترہ درہم میں ہارون رشید بہ بہانہ حج بغداد سے روانہ ہوا اور اطراف بلاد میں نامے لکھے کہ علما اور سادات اور اعیان اور اشراف سب کے میں حاضر ہو کے ولیعہد سے بیعت کریں؛

یعقوب ابن داؤد روایت کرتا ہے کہ جب ہارون رشید مدینے میں داخل ہوا ایک شب میں بھی برکمی کی ملاقات کے لئے گیا اس نے مجھے بیان کیا کہ آج میں نے دیکھا کہ ہارون رشید جناب رسالتا کی

قبر اہل سے خطاب کر کے کہتا تھا کہ یا رسول خدا چونکہ مجھے موسیٰ ابن جعفر سے اطمینان نہیں ہے ڈرنا ہوں کہ مبادا فتنہ اور فساد برپا کریں تو آپ کی اُمت نافع قتل اور برباد ہو سکے چاہتا ہوں کہ ان کو قید کروں آپ سے اس کا غدر کرتا ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کل انہیں قید کرے گا جب دوسرا روز ہوا تو ہارون نے فضل بن یحییٰ کو بھیجا اس وقت امام علیہ السلام نزدیک قبر مطہر جناب رسول خدا مصروف نماز تھے اسی حالت میں حضرت کو گرفتار کیا راوی کہتا ہے کہ جب تک گرفتار کیا اور کھینچ کر مسجد سے باہر لے چلے اُس وقت اس جناب نے اپنے جبر بزرگوار کی قبر سے متوجہ ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میں آپ سے آپ کی اُمت کی شکایت کرتا ہوں کہ ان کے ہاتھوں سے کیسے کیسے ظلم اور جور آپ کی اہلبیت کو پہنچتے ہیں اُس وقت حضرت کے اس کلام پر غور و خاشی سے کسی کو ضبط کی طاقت نہ رہی اور صلائے نالہ و فغاں لوگوں میں بلند ہوئی جب حضرت کو ہارون کے پاس لائے اس وقت اُس نے کلمات یہ وہ حضرت کی شان میں کہے اور دو مجلسیں طیار کروائیں ایک پر حضرت کو سوار کر کے بصرہ کو روانہ کیا اور دوسرے کو خالی بغداد کی طرف بھیجا اس سے غرض اس کی یہ تھی کہ لوگوں کو شک و شبہ نہ ہو جائے اور مفصل حال معلوم نہ ہو کہ حضرت کو کدھر بھیجا ہے:

نجسہ عند عیسیٰ ابن جعفر موسیٰ بن جعفر بن المنصور لدقائق و ابن عمر ہارون و والیہ فی البصرة و کان علیہ السلام فی حبسہ سنۃ فبعث ہارون الی عیسیٰ و امرہ بقتلہ علیہ السلام فالی و استعفی عن ذلک پہلے ہارون نے حضرت کو عیسیٰ بن جعفر بن منصور روانقی کے پاس قید کیا تھا اور عیسیٰ اس کا چچا زاد بھائی تھا اور اسکی جانب سے بصرہ کا والی تھا چنانچہ ایک سال تک اس نے حضرت کو بصرہ میں قید رکھا بعد ایک سال کے ہارون نے عیسیٰ کو پیغام دیا کہ حضرت کو قتل کرے اس نے اس امر سے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ خلیفہ اس امر میں مجھے معاف کرے۔ فاشخصہ ہارون الی بغداد و حبسہ عند الفضل بن الربیع و بنو فی حبسہ مئۃ و امرہ ایضاً بقتلہ فلی علیہ جب عیسیٰ نے اس امر سے انکار کیا اس وقت ہارون نے حضرت کو بغداد میں بلوا کر فضل بن ربیع کے پاس قید کیا۔ بعد چند مدت کے اسکو بھی حضرت کے قتل پر مامور کیا مگر وہ بھی اس فعل کا ترکب نہ ہوا۔

شتر حبسہ عند الفضل بن یحییٰ خالد بن مکی فقتل علیہ الفضل اولاً الطعام

والشراب والمسكن فترعظهم واكرمهم واحترمه ووسع عليه لما راي منه كثرة القتل  
والضيق والحشوع اور ملا صالح مازندرانی نے شرح اصول کافی میں لکھا ہے کہ جب فضل ابن  
ربیع نے حضرت کے قتل سے انکار کیا تو ہارون نے فضل بن یحییٰ برکیؒ کے پاس حضرت کو قید کیا پہلے اس  
نے موافق حکم رشید کے حضرت کو مکان خراب میں جگہ دی اور کھانے اور پینے کی بھی بہت تنگی کی بعد  
چند روز کے جب حضرت کے کثرت نماز و روزہ و خشوع و خضوع سے مطلع ہوا تو اپنے کردار سابق سے  
بیشمار ہو کر برعکس اس کے حضرت کی تعظیم و تکریم میں بہت سا اہتمام کیا اور مکان نفیس و پاکیزہ کیا  
جگہ دی، فانہم ذالک الا ہارون فغضب علیہ وکعب بن السنتد ہی ان یضرب فضل  
ماۓ سوڑ فضر بہ جب ہارون رشید کو اس حال کی خبر ہوئی تو فضل بن یحییٰ پر نہایت غضبناک  
ہو کر سندس بن شاہک کے پاس جو کہ اس کا امیر لشکر تھا لکھ بھیجا کہ فضل کو سوڑ سے مارے اس پر  
نے موافق حکم ہارون فضل کو سوڑ سے مارے فترحبہ عند السنتد ہی بعد اسکے ہارون نے  
حضرت کو سندس کے پاس قید کیا ولما رای یحییٰ ابن خالد تغیر ہارون علی ابنہ وعلہ سببہ  
امرے الی ہارون ان یجاءز عن تقصیر ابنہ وکف کل ہذالک الفعل الشدید جب  
یحییٰ بن خالد نے خلیفہ کو اپنے بیٹے پر غضبناک دیکھا اور دریافت کیا کہ سبب خفگی کا یہی ہے نہ اس  
نے خلافت رائے خلیفہ حضرت کی تعظیم و تکریم کی اور قتل کا مرتکب نہوا تو ایک شب خلیفہ کے پاس  
گیا اور اس نے بہت رحمت و مہربانی کی کہ اس کے بیٹے کا قصہ معاف کرے اور خلیفہ کی خوشنودی  
کے لئے خود اس فعل قبیح کا تکفل ہوا

فسر بذلک ہارون وامرہ ان یدہب الی بغداد ویاتی بما امر بہ خفیۃ لکیلا  
یعلہ العلویون وغیرہم ہارون اس بات کو سنکر بہت خوش ہوا اور یحییٰ کو حکم کیا کہ بغداد  
میں جا کر حضرت کو مخفی شہید کرے تاکہ سادات علوی وغیرہ اس امر سے مطلع نہوں فدخل بغداد  
واظہر انہ جاء لتغیر بعض العمارات وبقی ایا ما قلائل واطهر ما فی ضمیرہ علی السعدی  
فقتل ما قتل رسمہ احدہما علیہما لعنة الله والملائکة واللائعین میں  
یحییٰ برکی نے موافق اشارہ ہارون کے بغداد میں داخل ہو کر لوگوں سے ظاہر کیا کہ بعض عمارات کی  
درستی کے لئے خلیفہ نے مجھے یہاں بھیجا ہے بعد چند روز کے اپنے بانی النعمین کو سندس بن شاہک

یعین پر ظاہر کیا ایسے ان دونوں نے ملکر حضرت کو زہرِ ستم سے شہید کیا۔

(۷) فرمایا ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کہ روایت کی مجھ سے عبد الواحد بن عبد وس عطار نیشاپوری نے  
 ۳۵۲ ہجری ماہ شعبان میں کہا اس نے کہ روایت کی مجھ سے علی ابن محمد بن قتیبہ نے روایت کی اس نے  
 حمدان بن سلیمان نیشاپوری سے اور اس نے حسن بن عبد اللہ صیرفی سے اس نے اپنے والد سے  
 قال توفی موتی بن جعفر علیہما السلام فی ید السند بن شاہک فحمل علی نعش و  
 نودی علیہ هذا اما المرفضة فاعرفوه کہا اس نے کہ جب وفات پائی امام موسیٰ کاظم علیہ  
 السلام نے قید میں سندی بن شاہک کے زہر دینے سے بعد شہادت کے حضرت کی نعش اٹھ کر مٹھنے  
 پر رکھ کے لے چلے اس وقت انہیں اشقیاء میں سے ایک شخص پکارتا جاتا تھا کہ یہ امام ہے رافضیوں  
 کا بیچان لو اسے فلما اتوا بہ مجلس الشرطۃ اقاموا ربعة نفر فنادوا لکم من اراد ان یرحمی  
 ابن جعفر فلیخرج جب حضرت کا جنازہ اقدس کو توالی کے قریب پہنچا تو اس خبیث ابن خبیث  
 ملعون نے چار شخصوں کو حکم کیا کہ وہ چار پکار کے کہنے لگے کہ جو ..... کو دیکھنا چاہتا ہو وہ  
 اگر دیکھے یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم صلوات اللہ علیہ کو جو دیکھنا چاہتا ہو وہ آئے اور دیکھے  
 فخرج سلیمان ابن ابی جعفر الجعفری من قصرہ الی الشط فسمع الصباح والنصرۃ فقال  
 لعلماءہ ولولده ما هذا یہ منکر سلیمان ابن ابی جعفر جعفری اپنے قصر سے دریا کی طرف نکل آیا  
 اور اپنے بیٹوں سے اور غلاموں سے پوچھا کہ یہ غل کبسا ہے قالوا السند بن شاہک علیہ  
 اللعنة بنا دعی علی موسیٰ بن جعفر علی النعش ان سبہوں نے بیان کیا کہ سندی بن شاہک علین  
 منادی کر رہا ہے نعش اٹھ کر جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پر فقال ولولہ وغلماءہ نہروشا ان  
 یفعل ہذا بہ فی الجانب الغربی سلیمان جعفری نے اپنے بیٹوں اور غلاموں سے خطاب کر کے  
 کہا کہ یہ اشقیاء حضرت کے جنازہ کو لے جا کر مغرب کی جانب بھی رکھ کر یوں ہی پکاریں گے۔  
 فاذا جہوا بہ فانزلوا مع علمائکم فخذوہ من ایدہم فان ما نعوکم فاضربوہ  
 واخرجوا عما علیہم من الشواء وہ لوگ جس وقت عبور کریں اس جانب کو تم لوگ اپنے غلاموں کو  
 کہے کہ عاید اور نعش اٹھ کر ان لعینوں سے چھین لو اگر دینے میں کچھ تھک کر کریں تو ان کو مار کر مٹا دو اور  
 ان کی جمعیت کو پراگندہ کر دو فلما علیہوا بہ نزلوا الیہم فاحذوہ من ایدہم وضربوہ

وخرتو علیہم سوادھم چنانچہ جب ان ملعونوں کا عبور وہاں ہوا اس وقت جعفر کے بیٹے  
 اور غلاموں نے آن کر حضرت کے جنازے کو ان بیچاؤں سے چھین لیا اور ان کو مار کر ہٹا دیا  
 ورضعۃ نے مفارقہ اربعہ طرق واما موال المنا دین بنا دون لاما من اراد ان یسرے  
 الطیب ابن الطیب موسیٰ ابن جعفر فلیخرج وحضر الخلق اور نعش الہر کو چوراہے پر رکھ کر  
 منادیوں کو کھڑا کیا کہ وہ سب نذا کرتے تھے آگاہ ہو جو شخص چاہتا ہے کہ دیکھے طیب ابن الطیب  
 موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو تو وہ گھر سے باہر نکلے یرشکر خلافت کثیر جمع ہوئی وغسل وخط  
 ملحوظہ ناخر وکفنه بکفن فیہ صبرۃ استعملت لہ بالف و خمسائے دینا علیہ  
 القرآن حکلہ سلیمان ابن جعفر نے حضرت کو غسل دیا اور حنوط کیا کاغذ چید سے اور کفنا یا  
 ایسے کفن میں جس میں ایک برویانی تھی کہ دو ہزار پانچ سو دینار جس کی قیمت تھی اور سارا تو ان  
 اسپر لکھا ہوا تھا واحتفظ و مشی فی جنازہ تدنہ سلیمان مشقور الجیب الی مقابر قدیش اور  
 سلیمان ابن جعفر پابریہ چاک گریبان انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہوا تا مقابر قدیش  
 حضرت کے جنازے کے ساتھ گیا دفنہ علیہ السلام هناك وکذب یحجرۃ الی الرشید  
 حضرت کی نعش اقدس کو مقبرے میں دفن کر کے ساری سرگذشت ہارون کے پاس لکھ بھیجی جس  
 وقت سلیمان کا نوشتہ ہارون رشید کے پاس پہنچا اس نے مکاری سے اس کے جواب میں رقم کیا  
 کہ اے عفو خدائے تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دیوے

## امام غریب جناب علی بن موسیٰ علیہ السلام

راہ سے ثقۃ الاسلام فی الکافی ولد ابوالحسن الرضا علیہ السلام  
 عثمان دارعبیر ومانۃ وبقصر علیہ السلام فی صفر من سنۃ ثلاث ومانتین  
 وھو ابن خمس وچھسین سنۃ رئیس المحدثین لا محمد یعقوب کلینی علیہ الرعمۃ لکتاب فی  
 میں لکھا ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام مثلاً ہجری میں جو قلعہ ہوئے اعدو دو سو تین ہجری



مصر کے کہنے میں حضرت نے فارغانی سے رطت فرمائی اور سن شریف اس امام معصوم کا پچیس برس کا تھا  
 وقد اختلفت تاریخہ الا ان هذا التاريخ هو اقصا انشاء الله تعالى حضرت کی تاریخ ولادت و  
 حلت میں اختلاف ہے ایک قول ہے کہ ایک سو تریسین ہجری میں والجہ کی گیارہویں تاریخ کو حضرت  
 متولد ہوئے اور دوسرے قول یہ ہے کہ اسی سن میں گیارہویں تاریخ بیع ثانی کو حضرت متولد ہوئے اس طرح حضرت کی وفات میں  
 بھی قول ہیں ایک قول اور ذکر کہ دوسرے قول یہ ہے کہ اسی سن میں ماہ رمضان میں حضرت انتقال فرمایا مگر قول اول معتبر و قوی علیہ السلام فی قول  
 قرینہ یقال لها سنا باد من توفان علی دعوتہ و دفن بہا علیہ السلام شہر طوس میں ایک  
 ہے کہ نام اس کا سنا باد ہے اور قرینہ توفان سے آواز اذان کے فاصلے پر ہے اسی قرینہ میں حضرت  
 انتقال فرمایا اور وہیں مدفون بھی ہوئے، وکان المامون اشخصه من المدینة المامون  
 علی طریق البصرة وفارس فلما خرج المامون وشخص الی بغداد اشخصه معه فتوفي  
 علیہ السلام فی هذه القرية المامون نے اس امام عالی مقام کو مدینہ سے بصرہ اور فارس  
 کی راہ سے شہر مرو میں طلب کیا جب بصرہ بغداد و مرو سے روانہ ہوا حضرت کو بھی اپنے ساتھ لیا  
 جب قرینہ سنا باد میں پہنچے تو حضرت نے انتقال فرمایا۔

و یکتفی رضی اللہ عنہ ابوالحسن۔ و هو متقی جدہ علی ابن ابیطالب و کتبتہ و یلقب بالز  
 والوفی والصابر والرضا و هو اشہر کنیت حضرت کی بروایت اکثر علماء ابوالحسن ہے اور وہ جناب ام  
 اور کنیت میں مہنام ہیں اپنے جڑا مدار جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اور لقب حضرت کا  
 رضی اللہ عنہ و فی اور صابر اور رضا ہے نسبت اور القاب کے رضا زیادہ تر مشہور ہے ام و ولد  
 تسبیح الخیران المرستیہ و قیل سبیکۃ النبوتہ و قیل اسمها اروے و قیل نخبة و قیل  
 سماتہ و قیل نکم و هو اشہر ما در الجہر اس جناب کی ام ولد تھیں نام اس خدیوہ کا خیزران  
 مرستیہ ہے اور بعضوں نے کہا سبیکۃ نوبیہ اور بعضوں نے کہا اروے اور بعضوں نے سماتہ اور بعضوں  
 نے نکم اور یہی مشہور تر ہے و تکتفی أم البنین۔ و لقب الشقراء کنیت ام البنین ہے  
 اور لقب شقراء ہے و کانت مولاة لجمیلة ام کا ظہر نو ہوتا تھا لایبنا یہ جابریت حضرت  
 حمیدہ خاتون کی بیٹی جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کی ماں کی انہوں نے اپنے فرزند ارجمند کو حبیبہ کیا  
 روی ان حمیدۃ لما اشتتر تہارات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے المنام بقول



لہا یا حمیدۃ بھی بخشہ لایمک موسیٰ فائزہ سیدہ منها خیر اہل الارض فوہیتہا لہ  
فلما ولدت الرضا سٹاھا الظاہرۃ مروی ہے کہ حمیدہ ناتون کے جب انہیں مول لیا تو نجاب  
رسول خدا کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے حمیدہ نجمہ کو اپنے فرزند موسیٰ کاظم کو ہبہ کر دے کہ  
اس سے بہترین اہل ارض پیدا ہوگا پس حضرت حمیدہ حکم جناب رسول خدا بجالائیں جب امام رضا  
علیہ السلام پیدا ہوئے تو نجمہ کا نام ظاہرہ رکھا اور حضرت رضا علیہ السلام کی اولاد میں پانچ جناب  
ہیں اور ایک صاحب جزادی محمد اور حسن اور حسین اور جعفر اور ابراہیم وقال المفید لم یترك ولدا  
فعلہ الا محمدؑ اور شیخ مفید علیہ الرحمۃ قائل ہوئے ہیں کہ جناب امام محمد تقی علیہ السلام کے سوا  
وہ سرے صاحب جزا دے کا ہم کو علم نہیں۔

(۲) قال اہل الاخبار انفذ المامون الى جماعة من سادات اہلبیت بحملہ الیہ  
من المدینۃ رفیہم الرضا علی ابن موسیٰ اہل اخبار سے منقول ہے کہ مامون نے اہلبیت رسالت  
میں سے ایک جماعت سادات کو مدینہ سے طلب کیا انان جلد امام رضا علیہ السلام بھی تھے درکار  
الموقوف لا شخاصہم رجل یعرف بالجلودی فقد مدبہم علی المامون فانزلہم دائر وانزل  
الرضا دائر جس شخص کو مامون نے ان لوگوں کے لانے کے لئے مامور کیا تھا اسے لوگ جلودی کہتے تھے  
جب وہ سب کو لیکر مامون کے پاس پہنچا تو اور سب سادات کو تو ایک ہی مکان میں اتارا اور جناب  
امام رضا علیہ السلام کو الگ مکان میں اتارا واکرمہ المامون غایۃ التکریم رشتہ  
انفذ الیہ الی ارباب الخلفۃ واطلک آیا ہا نارا ملک مامون نے امام رضا کی نہایت تکریم و تکریم کی اور جناب  
امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے تئیں منصب خلافت سے نازل  
کر کے آپ کو منصوب کروں اس امر میں آپ کی کیا رائے ہے فانصر الرضا هذا الامر فتردد  
المامون علیہ الرسالة وقال اذا بیت ماعرضت علیک فلا بد من ولائہ العهد من  
بعد سے جالبکہ رضا علیہ السلام نے اس امر سے انکار فرمایا مامون نے دوبارہ پھر کہلا بھیجا کہ اگر اس  
وقت آپ خلافت کو قبول نہیں فرماتے تو بعد میرے قبول کیجئے اور آپ اب میرے ولیعہد ہوں  
فالعلیہ الرضا اباء بشدائد فاستدعا المامون وخالہ بہ ومعه الفضل بن سہل  
فوالر یا مستین لیس فی الجبال غریب ہم حضرت نے ولیعہدی سے انکار شدہ یکبارہ آخر کو



مشدیکاً فظهر وأشار الوفاء فوت منه حضرت کے بعض خواص سے منقول ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام نے سند ولید عہدی پر جلوس فرمایا اور شعر لے نامدار اور خطباء بلاغت شعا قصاید اور خطب تہنیت آمیز پڑھنے لگے میں یہ حال دیکھ کر بہت مسرور ہوا جب حضرت نے مجھے بہت خوش دیکھا تو اشارہ سے بلایا میں قریب گیا فقال لی ستر الا تشغل بهذا الامر ولا تستبشر له فاشہ لا یتیم آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ اس امر سے دل نہ لگا اور خوشی نہ کر کہ یہ اتمام کو نہیں پہنچے گا۔ وکان ینمن وورد علیہ من الشعراء دعبل بن علی الخزامی فانشد قصیدۃ مالدس آیات ومطلع تلك القصيدة هذا البيت بجملة ان شاعروں کے جو حضرت کی مداحی سے رنگار ہوئے ہیں دعبل خزامی ہے اُس نے قصیدہ مدارس آیات حضرت کی مدح میں نظم کیا اور مطلع اس قصیدہ کے کا یہ شعر ہے

ذكرت محل التربع من عرفات فاجريت دمع العين بالغيبرات  
یعنی یاد آگیا مجھے وہ محلہ آباد جو عرفات میں تھا اور اشک عبرت آنکھوں سے بھنے لگے یعنی خاندان نبوت و امامت جیسا کہ آباد اور معمور تھا ویسا ہی ویران اور برباد ہو گیا اس کے خیال کرنے سے مجھے رونا آتا ہے

(۳۴) وذكر العلامة من شمس الدين احمد بن محمد بن ابراهيم لا ريل المعروف  
باین خلکان نے تاریخہ اور علامہ شمس الدین احمد بن محمد بن ابراہیم جو مشہور باین خلکان ہیں انہوں نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے ان بعض اصحاب ابی نواس الحسن بن ہانی الحکمی الشاعر المشہور قال له ما رایت ادخ منك ما تركت شيئاً الا اقلت فيه شعراً وهذا على بن موسى الرضائي عاصرک لم تقل فيه شيئاً يعني ابو نواس من بن ہانی جو شاعر ان نامور میں سے ہے ایک دن اُس کے کسی دوست نے کہا کہ میں نے تجھ سے نا لائق و وسر نہیں دیکھا اسلئے کہ تو نے کسی چیز کو نہیں چھوڑا کہ اُس میں کچھ اشعار نہ نظم کئے ہوں اور حضرت امام رضا علیہ السلام تیرے زمانے میں امام وقت اور پیشوائے خلق ہیں ان کی مدح میں تو نے ایک شعر بھی نظم نہ کیا فقال والله ما تركت ذاك الا اعظاماً له وليس قد مر مثله ان يقول في مثله اس نے کہا قسم ہے خدا کی میں نے حضرت کی مدح محض اس جناب کی تعظیم کے سبب سے

نہیں کی کہ میں کیا حقیقت رکھتا ہوں کہ ایسے جناب کی مداحی میں زبان کھدوں، ثمر انشا بعد  
ساعۃ ہذا ہلا بیات تھوڑی دیر کے بعد ان اشعار کو نظم کیا،

میل لی انت احسن الناس طرۃ فی فنون من المقال البنیہ  
یعنی ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تو فن شعریں سب سے بہتر ہے،

لک من جید المدح قریض ثم الدثر فی یدای مجتبیه  
یعنی تیرے اشعار ایسے آبدار ہوتے ہیں کہ سننے والے موتی روتے ہیں

فعلی ما ترک مدح ابن مویس والخصال الذی یجتمع فیہ  
کیا سبب ہوا کہ تو نے مدح فرزند موسیٰ کاظم کو ترک کیا اور ان حضرت کے اوصاف کو نظم نہ کیا،  
قلت لا استطیع مدح امام کان جبرئیل خادماً لابیہ  
میں نے جواب دیا کہ جبرئیل، جس کے باپ کا خادم ہو مجھے کہاں قدرت کہ اس امام عالی مقام کی  
مدح کر سکوں،

(۴) عن ابراہیم بن العباس قال ما رايت ابا الحسن الرضا جفی احدًا بکلام  
قط ولا رائتہ قطع علی احد کلام حق یفرج منه ولا رد احدًا عن حاجتہ  
یقلدہ علیہا ابراہیم روایت کرتا ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے کلام کو روٹی  
کبھی کسی پر جفا کی ہو یا کسی کے کلام کو قطع کر دیا ہو اور نہ نہیں رو کیا کسی شخص کے سوال کو جس میں کہ  
قدرت رکھتے تھے، ولا رائتہ شتم احدًا من موالیکہ وعمالیکہ قط اور نہیں دیکھا میں نے  
کہ حضرت نے کبھی اپنے نوکروں کو یا غلاموں کو برا کہا ہو ولا رائتہ یقمقہ فی الضحاک قط  
بل کان ضحک التبسم اور میں نے نہیں دیکھا کہ کبھی تہقہ مار کر ہنسے ہوں بلکہ ہنسا اس  
جناب کا تبسم تھا، وکان اذا خلا ونصب مائدۃً اجلس معہ ممالیکہ وموالیہ  
حق الثواب والکسایس اور حضرت کا دستوریہ تھا کہ جب دستار خوان بچتا تو اپنے غلاموں اور  
خدمتکاروں کو یہاں تک کہ کہ دربانوں اور سائیسوں کو اپنے دستار خوان پر بٹھا کے کھانے میں کیا  
کرتے وکان قلیل الزم واللیل کثیر السمر تخی اکثر لیا لیہ من اولہا  
الصبح اور حضرت راتوں کو بہت کم آرام فرماتے تھے یہاں تک کہ اکثر صبح تک شب بیدار

رہتے تھے دکان کثیر الصیام فلا یفوتہ صیام ثلثة ایام فی الشہر ویقول ذالک صوم  
الدھر اور حضرت روزے بہت رکھتے تھے خصوصاً تین روزے ہر چھینے کے کبھی ناغہ نہ ہوتے تھے اور ان بزرگوں  
صوم ہر تعبیر فرماتے تھے ؎ دکان کثیر المعروف والصّدقہ فی الشہر والکثر ذالک یکون منہ  
فی اللیال المظلمة اور اکثر احسان اور صدقات کو مخفی بلکہ شب ہائے تاریک میں بجالاتے تھے جن  
زعمرائے رائے مثله فی فضله فلا ینصدقہ پس اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ اُس کو کسی  
شخص کو فضل اور بزرگی میں مثل حضرت کے دیکھا ہے تو میں اس شخص کو سچا نہیں جانتا۔

(۵) عن احمد بن علی الانصاری سالت اباک لصلت اللہ علیہ وسلم کیف  
طابت نفس الیامون بقتل الرضا مع اکرامہ ومحبتہ لہ من ولایۃ الہدیۃ  
ابن علی روایت کرتا ہے کہ میں نے اباصلت ہروی سے پوچھا کہ کیونکر گوارا ہوا ماموں کو قتل امام رضا کا  
باوجودیکہ وہ حضرت سے محبت رکھتا تھا اور حضرت کو بزرگ جانتا تھا اور اپنا ولیعہد کیا تھا  
فقال انّ المامون اشاکان یکرّمہ وتجنّہ لمعرفتہ بفضلہ وجعل لہ  
ولایۃ الہدیۃ من بعد ے لیری الناس رغبتہ فی الدنیا فیسقط محلّہ من نفوسہم  
اباصلت ہروی نے جواب دیا کہ چونکہ وہ حضرت کے فضل اور بزرگی سے آگاہ تھا اس لئے اس کا  
دوست رکھتا تھا اور ان کی تعظیم کرتا تھا اور ولیعہد کرنے کا باعث یہ تھا کہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے  
کہ حضرت دنیا کی رغبت نہ رکھتے ہیں اور اس جہت سے لوگ حضرت سے عقیدہ  
ہو جاویں جبکہ یہ کُراں کا مفید نہوا اور لوگ اپنے عقاید اور اراوت پر قائم رہے۔

جلب علیہ المتکلمون من البیضان طمعاً فی ان یقطعہ واحد منهم فیسقط محلّہ  
عن الفقہاء وشیخہم نقصہ عند العامة مامون نے تکلموں کو ہر ایک شہر سے طلب کیا کہ  
اُن کو حضرت سے گفتگو کریں غرض اسکی یہ بھی لگا کر کوئی اُن میں سے حضرت پر غالب ہو تو فقہاء کے نزدیک  
حضرت کا محل و مرتبہ بہت ہو جاوے اور عوام میں حضرت کا نقص مشہور ہووے۔  
فکان لا یکلمہ خصم من الیہود والنصارے والمجوس والصابئین والبرہمۃ  
والمحدّین والدہرۃ ولا خصم من فرق المسلمین الخالفین الا قطعہ والزمہ  
بالجنتۃ برکس زعم مامون جو شخص کہ فرقہ بیہود و نصاریٰ و مجوس و صابئین و برہمہ و محدّین

دوسرے سے یا فرقہ اسلام سے کہ جو مخالف دین حق ہیں حضرت سے ہم کلام ہوا حضرت نے اسکو چہلے  
بالغہ سے مزم و پشیمان کیا و کان الناس یقولون والہ انہ اولی بالخلافۃ من الامون  
وکان اصحاب الاخبار یرفعون ذالک الیہ فیفتاظ من ذالک ویشدد حسد لہ  
جب لوگوں نے یہ اجراء کیا اس قدر حضرت کے گرویدہ ہوئے کہ علانیہ بیان کرتے تھے کہ بخدا سزاوار  
منصب خلافت حضرت ہیں نہ ماموں نہ گوندے ان خبروں کو ان سے بیان کرتے تھے اسے سنکر  
وہ غصے میں آتا تھا ورمدا در رشک اس دشمن دین کا بہ نسبت حضرت کے روز بروز زیادہ ہوتا  
تھا یہاں تک کہ بفریب و دغا اس جناب کو زہر سے شہید کیا :

(۶) عبدالسلام بن صالح ہروی سے روایت ہے کہا اس نے کہ داخل ہوا و عمل فزاعی خدمت  
آدس جناب امام رضا علیہ السلام میں جبکہ حضرت شہر مرو میں تشریف رکھتے تھے :  
فقال لہ یا بن رسول اللہ اتی قد قلت فیکم قصیدۃ عرض کیا خدمت شریف میں کہ  
یا حضرت میں نے آپ کی مدح میں ایک قصیدہ نظم کیا ہے حضرت نے فرمایا پڑھ یہ حکم سن کے  
و عمل کرنے پڑھا :

مدار من آیات خلت من تلاوتہ و منزل و محرم فقر العرصات  
یعنی وہ مدرسے جس میں آیات قرآنی کی تلاوت ہوتی تھی وہ خالی ہو گئے اور وہ منزلیں جن میں نزول  
وحی ہوتا تھا ویران اور خراب ہو گئیں مدار من مدارس اور منازل سے خانہ نبوت و رسالت بے  
ارغی تھیں غیر ہم متقسما و اید بھرم من فیہم صفرات  
دیکھتا ہوں کہ فی اور غنائم جو حق اہلبیت کا تھا اسکو غیروں نے آپس میں تقسیم کر لیا اور امداد  
ان کے فی اور غنائم سے خالی ہیں : بکلی ابوالحسن : و قال لہ صدقت یا خراج حضرت اس  
شعر کو سنکر رونے لگے اور فرمایا بیچ کہا تو نے اسے فزاعی :

افاطمہ نوری ابنتہ الخیر و اندلی بنجور سہوات بارض نسلات  
فیہم بکوفان و اخری بطیبۃ و اخری نالہا صلوات  
اے جناب فاطمہ دختر بہترین خلق اٹھو اور نوہ کرو اپنے عزیزوں کے حال پر جو ستارے ہیں  
آسمان جلالت و شرافت کی گردش فلک سے ان میں ایسا فقر نہ پڑ گیا کہ بعد میں ان کے قبریں بھی

ان کی ایک مقام پر نہ نہیں بعضی کونے میں اور بعضی دینے میں اور بعضی مقام فتح میں ہیں ان قبروں پر رحمت نازل ہو

قبور بطور النہر من جنب کربلا مقررہ فیہا بشق فترات  
وقبر بیدلہ لدفن زکیۃ تضمینا الرحمان فی الغرات  
بعض قبر میں نہر کر بلا پر واقع ہیں اور عوامی جگہ ان شہیدوں کی شطرات ہے اور بعض قبر بند اور میں ہے صاحب نفس وکیہ کی جس کی روح اظہر کو خداوند برتر نے اپنی رحمت کاملہ سے جنت کے غزفوں میں جگہ دی ہے قال لا الرضا افلا الحرات ہذا الموضع بتین ہما تمام تصیدتک فقال بل یا بن رسول اللہ فقال

وقبر بطوریا لہا من مصیبة وقد فی الاحشاء بالحرقات  
والاحشاء حتی یبعث اللہ قائمًا یفرج عنا العقر والکربات  
جب اس شعر تک وعلیٰ بنیچے اس وقت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ان سے کہ میں اپنے دو شعر اس مقام پر پڑھوں کروں کہ اس سے تمہارا قصیدہ پورا ہو جائے وعلیٰ نے عرض کیا کہ بہتر ہے حضرت فرمایا کہ بعض کی قبر طوس میں ہے جن مصیبت سے کہ دل و جگر میں آتش غم تا حشر سوزاں رہے گی یہاں تک کہ حق تعالیٰ قائم آل محمد کو ظاہر کرے گا اور ہمارے سرخ و الم مبدل بسرور و راحت ہو جائیں گے یہہ شکر وعلیٰ نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ قبر جو طوس میں ہے یہ کس کی ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ قبر میری ہے اور بہت دن نہ گزریں گے کہ طوس جائے آمد و رفت مومنین ہو جائے گا۔

(۷) روی الشیخ عن الحسین بن یزید قال سمعت ابا عبد اللہ الصادق جعفر بن محمد علیہما السلام یقول یرج رجل من ولد ابی موسیٰ اسمہ اسم امیر المومنین فیدفن فی ارض طوس ویرجہ اسان یقتل فیہ بالتم میند فی مینہا غریبا شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے حسین ابن یزید سے کہا اس نے کہ میں نے جناب صادق سے سنا ہے کہ وہ جناب کہ میرے فرزند ارجمند موسیٰ کاظم کے فرزندوں میں سے ایک شخص میرے جدنا دار علی ابن علی علیہ السلام کا بہنام ہوگا وہ زمین طوس میں دفن ہوگا اور طوس خراسان میں ہے زہر و فاسے شہید کیا جائے گا حالت غربت میں مدفون ہوگا من زارہ عارفا بحقہ اعطاه اللہ عز و جل اجر من الحق

قبل الفتح وقائل جو شخص کہ اسکی زیارت کرے گا اور اس کے مرتبہ سے واقف ہوگا تو خدا نے برتر اس کی زندگی  
اور ثواب عطا کرے گا اس شخص کے برابر جس نے کہ فتح مکہ کی مشیر کہ اس وقت تک اہل اسلام بہت محتاج تھے  
مسافروں کو نفقہ پہنچایا ہوا اور کافروں سے جہاد کیا ہوا۔

عن جابر بن یزید الجعفی قال سمعت وصی الامام وصیاء وارث علویا ابی جعفر محمد بن  
علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالب یقول حدثنی سید العابدین علی ابن الحسین  
عن سید الشہداء الحسین بن علی ابن ابیطالب عن سید الامام وصیاء امیر المؤمنین  
علی ابن ابیطالب علیہم السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بضعتہ منی بخیر انسان ما لہ  
مکروب الا نفس اللہ صربتہ ولا مذنب الا خضر اللہ ذنوبہ جابر بن یزید جعفی سے روایت  
ہے کہ اس نے کہ سنا میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا حضرت نے کہ ارشاد کیا مجھ سے جناب  
سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا اس جناب نے کہ بیان کیا مجھ سے جناب سید الشہداء نے  
فرمایا اس جناب نے کہ سنا میں نے جناب امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے فرمایا حضرت امیر  
نے کہ جناب رسول خدا ص نے فرمایا ہے کہ ایک پارہ جگر میرا زمین خراسان میں مدفون ہوگا جو کوئی اسکی زیارت  
کرے کر وہ نازر مبتلا کے کرب ہوگا تو جناب احادیث اس کے کرب و الم کو دفع کرے گا اور اگر گناہگار ہوگا  
تو غفور الرحیم اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔

(۸) عن علی ابن ابراہیم قال حدثنی یا سر الخادم قال لما کان بیننا و بین طوس  
سبعۃ منازل اعتل ابوالحسن علیہ السلام فدخلنا طوس وقد اشتدت بہ العلة  
فبقینا بطوس اياماً علی بن ابراہیم نے یا سر خادم سے روایت کی ہے کہ طوس میں پہنچنے کو سات منزل  
راہ باقی تھی کہ جب حضرت امام رضا علیہ السلام علیل ہوئے اور جب ہم سب طوس میں پہنچے تو حضرت  
بہت شدت سے بیمار ہو گئے اسی سبب سے ہم لوگ کچھ دنوں تک طوس میں ٹھہرے رہے۔  
وکان المامون یاتہ کل یوم ومرتین۔ امامون روز دو مرتبہ حضرت کی عیادت کے  
لئے حاضر ہوتا تھا۔ فلما کان فی آخر یوم الذی قبض فیہ کان صعقاً فی ذالک الیوم  
وہ کہ اس جناب نے انتقال فرمایا اس دن حضرت پر غش طاری تھا فقال لی بعید ما صلی انظر  
یا یا سر ما اکل التماس شئنا جب غش سے حضرت کو افاقہ ہوا مجھ سے فرمایا لگے کہ میری ہونے



کہ نماز ظہر ہو چکی اور لوگوں نے اب تک کچھ کھانا نہیں کھایا میں نے عرض کی کہ حضرت کا یہ حال دیکھ کر کس  
 شخص کو کھانے کی طرف رغبت ہو گی۔ فامتنصب فخر قال ہا قالمائدۃ ولعیدع من چشمہ  
 احد الا اقعده علی المائدۃ تیفقدر احدل واحدل میرے کلام کو شکر حضرت سید  
 ہو کر بیٹھے اور خادموں سے ارشاد کیا کہ دسترخوان بچھاؤ جب دسترخوان آراستہ ہوا ہر ایک کو اپنے  
 ساتھ بٹھایا تا انیکہ کوئی شخص باقی نہ رہا اور ایک ایک پر تفقد اور عنایت فرماتے تھے فلما اکلوا  
 قال البغیثو الى النساء بالطعام وحل الطعام الى النساء جب سب کھانے سے فارغ ہو چکے حضرت  
 نے ارشاد کیا کہ عورتوں کے لئے کھانا بھیجا جاوے موافق ارشاد عورتوں کے لئے کھانا بھیجا گیا۔  
 فلما فرغوا من الاکل انعم علیہ نصعق نوح الصبیحة وجاءت جوارع السامون و  
 نسائہ حانیات حاسرات جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے حضرت پھر بیہوش ہو گئے  
 لوگوں نے یہ حال دیکھ کر صدائے زیاد و نالہ بلند کی آواز شور و غل شکر سامون کی عورتیں اور کنیزیں  
 بیتا بانہ پابریہ نہ دوڑیں۔ وجاء السامون حانیات حاسرات یضرب علی راسہ و تفیض  
 لحيته و مومرہ ویتاسف و تبکی و تسيل الدموع علی خدایہ فوقف علی  
 الرضا وقد افاق سامون بھی بیتاب ہو کر ننگے پاؤں سر پٹیا ہوا باہر نکلا اور تمام ڈاڑھی اس کی  
 آنسوؤں سے تر تھی اور اس قدر روتا تھا کہ انک رخصا سوں پر جاری تھے اسی حال سے حضرت  
 کے قریب آن کر کھڑا ہوا اور اس خیاب کو اندر کے افاقہ ہوا۔ فقال یا سید سے واللہ ما ادرے  
 احوال المصیبتین۔ اعظم علی فقدی لك و فراقی ایاك و تهممة التاملی الی اغتلتاك و  
 فلتاك سامون عرض کرنے لگا کہ اے مولا قسم بخدا میں دو مصیبتوں میں مبتلا ہو گیا کہ ایک سے  
 ایک بڑھی ہوئی ہے ایک تو آپ کا جدا ہونا دوسرے یہ کہ لوگ مجھ پر تہمت کریں گے کہ میں نے بکرو و غا  
 قتل کیا۔ قال فرفع طرفہ الیہ ثم قال احسن یا امیر المومنین معاشرۃ ابی جعفر فیا  
 عموك و عمرة هكذل و جمیع میں سبباً بیتہ راوی کہتا ہے کہ جس وقت سامون کی آواز  
 حضرت کے گوش مبارک میں پہنچی اندر کے غش سے افاقہ ہوا حضرت اس کی طرف رخا طلب ہوئے فرمایا  
 کہ اے امیر المومنین میرے فرزند ابو جعفر یعنی امام محمد تقی سے بحسن و خوبی سلوک کرنا کیونکہ تیری  
 زندگی اور اس کی اس طرح پر ہے اور دونوں ہاتھوں کی انحرث شہادت کو حضرت نے ملا یا یعنی

زندگانی دنیا دور و زہ ہے قال فلما كان في تلك الليلة تضرع عليه بعد ما ذهب  
من الليل بعضه منقول ہے کہ بعد اس کے حضرت نے کچھ کلام نہیں کئے اور ساعت بساعت حضرت  
حضرت کا شدت کرنا تھا جب تھوڑی رات گزری حضرت اس جہان فانی سے عالم جادوالی کو تشریف  
لے گئے جب وقت صبح ہوا خلایق نے ہجوم کیا سبھوں کے زبان پر یہی کلمہ جاری تھا کہ مومن نے حضرت کو  
مکروغریب سے قتل کیا۔ وقال لما قتل ابن رسول الله واكثر القول والجلبة جب مومن نے  
یہ شور و غوغا سنا مضطرب و پریشان ہو کر لوگوں سے عذر کرنے لگا کہ کیا میں فرزند رسول خدا کو قتل  
کردں گا ہر چند لوگوں کو سمجھا یا لیکن لوگ قیل و قال سے باز نہ آئے۔

وكان محمد بن جعفر بن محمد ميستا من الى الامامون وجاء الى خزانة اسان وكان عثمان  
الحسن فقال الامامون يا ابا جعفر اخرج الى الناس واعلمهم ان ابا الحسن لا يخرج اليوم  
جب لوگوں نے شور و غوغا بہت کیا وہ مضطرب ہو کر حضرت کے چچا محمد بن جعفر سے کہنے لگا کہ آپ  
جا کر لوگوں سے کہہ دیجئے کہ تم سب اس وقت رخصت ہو آج کے دن امام رضا علیہ السلام باہر  
تشریف نہ لائیں گے۔ وكره ان يخرج اليهم فتقع الفتنة اسكو قين ہو گیا تھا کہ اگر حضرت  
کا جنازہ دن کو نکالوں گا تو فتنہ عظیم برپا ہوگا۔

فخرج محمد بن جعفر الى الناس فقال يا ايها الناس تفرقوا فان ابا الحسن لا يخرج  
اليوم فتفرق الناس انہوں نے مواضع حکم دروازے پر آن کے لوگوں سے بیان کیا کہ اسے گروہ  
مخلایق تم لوگ اس وقت رخصت ہو کہ حضرت آج باہر تشریف نہ لائیں گے چونکہ وہ حضرت کے چچا  
تھے سبھوں نے ان کے کلام کو یاد کر لیا اور وہاں سے متفرق ہو گئے وغسل ابو الحسن بن القليل  
ودفن جب وقت شب ہوا اس نے لوگوں سے مخفی حضرت کو غسل اور کفن دیکر مدفون کیا۔

(۹) ثقہ المحدثین صاحب کافی نے بہت سی روایتیں لکھی ہیں کہ امام رضاؑ غریب علیہ السلام  
کی امامت پر یقین جلی ہیں ایک روایت میں یہ ہے کہ موسیٰ کاظم علیہ السلام نے امام رضا علیہ السلام کی  
طرف اشارہ کر کے داؤد رقی سے فرمایا کہ ہذا صاحب حکم من بعد عنی میرے بعد میرے  
تمہارا امام ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا ان لا یخ علیا اکبر و لدی و اب و ہم  
عندہ واجہہم ان وہو یبظر معی الجہز ولا یبظر فیہ الا بئجی او وصی بئجی یعنی میرا

فرزند علی رضاؑ میرے سب فرزندوں سے بڑا ہے اور سب سے زیادہ پرہیزگار ہے اور سب سے زیادہ میں اسے چاہتا ہوں میرے ساتھ یہ بھی جعفر میں نظر رکھتا ہے جس میں کہ سوا بنی یا وصی بنی کے کوئی نظر نہیں کر سکتا اور ایک دعایت میں ہے کہ حضرت نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ تم سب شاہد رہو کہ یہ فرزند میرا یعنی امام رضا علیہ السلام میرا وصی ہے اور میرے بعد میرا جانشین ہے۔  
 اور ایک دعایت میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے امام رضا علیہ السلام کے باب میں فرمایا من ظلم ابنی هذا حقہ وحقہ امامتہ من بعدے کان کن ظلم علی ابن ابیطالب وحقہ امامتہ بعد رسول اللہ یعنی جو شخص کہ میرے اس فرزند کے حق کو ظلم کرے اور اس کی امامت کا انکار کرے وہ بھی اس شخص کی مثل میں ہے جس نے حق جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو ظلم کیا اور ان جناب کی امامت کا انکار کیا۔

## امام جواد علیہ السلام

(۱) روح ثقیۃ الاسلام فی الکافی ولدا ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام نے شہر رمضان من سنۃ خمس وتسعین و مائۃ شیخ الرئیس ملا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ کتاب اصول کافی میں روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ۷۷ سالہ ہجری ماہ مبارک رمضان میں متولد ہوئے و قبض علیہ السلام سنۃ عشرين و مائتين نے اخرا ذی القعدة وهو ابن خمس وعشرين سنۃ و شہرین و ثمانیۃ عشر یوماً اور وفات ان حضرت کی سنۃ ہجری میں آخر ماہ ذی القعدة میں واقع ہوئی اور سن مبارک اس معصوم کا پچیس برس دو مہینے دس دن کا تھا و دفن بیجا لدنے مقابر قریش عند قبر جبلۃ موسیٰ و قد کان المعتصم اشخصہ الی بغداد فی اول صدۃ الثمنۃ الترقی فیہا علیہ السلام مزار مطہر حضرت کا بغداد میں اپنے جہت بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قبر کے پاس مقابر قریش میں واقع ہے جس سال حضرت کی وفات ہوئی اسی سال کے شروع شروع معتصم نے جو کہ خلفائے بنی عباس میں سے

تھا اس خباب کو مدینہ سے بلا کر شہر بغداد میں رکھا تھا، وَاُمُّہ اُمّ ولدہ یقال لہا سبکۃ  
نومیثۃ وقیل ایضاً ان اسمہا کان خیزران وروی انہا کانت من اہل بیت  
ماریتہ اُمّ ابراہیم بن رسول اللہ صلعم اور ماورگرمی اس خباب کی اُمّ ولد تھیں قوم نبی سے  
اسم آدس ان کا سبکہ نہیں ہے اور بعض روایتوں کی بنا پر خیزران ہے اور بعض روایتوں سے ایسا معلوم  
ہوتا ہے کہ وہ مخدومہ خاندان ماریتہ قبیلہ سے تھیں جو کہ ابراہیم ابن رسول خدام کی ماں تھیں۔

(۲) ولد رضی اللہ عنہ بالمدينة یوم الجمعة التاسع عشر من رمضان سنة خمس و  
تسعين ومائة وقیل لعشر خلون من رجب اور کتاب مناقب آل عبا میں کہ مصنف اس کا سنی  
ہے یوں مرقوم ہے کہ وہ حضرت مدینے میں جمعہ کے دن رمضان کی سترھویں تاریخ ۱۷ھ ہجری میں اور  
ایک روایت میں ہے کہ دسویں کو رجب کی پیدا ہوئے۔

کنیتہ ابو جعفر وھو سمي جدّ الباقر رضی اللہ عنہ ابوالحسن الثانی ولقب بالنقی  
والجواد والقانع والمرقض والمنجب کنت حضرت کی ابو جعفر ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ  
السلام کی بھی یہی کنیت ہے اس سبب سے اس خباب کو ابو جعفر ثانی کہتے ہیں اور لقب حضرت کا  
تقی اور جواد اور قانع اور مرقض اور منجب ہے۔ وَاُمُّہ اُمّ ولدہ اسمہا سبکۃ المریثۃ  
وقیل النویثۃ وقیل اسمہا خیزران وقیل رجانة وقیل سبکۃ وقیل دثرۃ و  
قال ابن الاخر کانت من اہل ماریتہ القبطیۃ والدہ ماجدہ حضرت کی ام ولد تھیں نام  
ان کا سبکۃ مریثہ ہے اور بعضوں نے کہا نویثہ اور بعض روایت میں خیزران اور بعض میں رجانة اور  
بعض میں سبکۃ بعض میں دثرہ ہے اور ابن الاخر قائل ہوا ہے کہ خاندانہ ماریتہ قبیلہ سے تھیں۔

(۳) ابو ہاشم خضریٰ روایت کرتا ہے کہ ایک روز میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کے ساتھ مسجد  
مسیب میں نماز ادا کی اس مسجد میں ایک بیری کا درخت تھا کہ وہ خشک ہو گیا تھا اور بچے اس کے  
بالکل گر گئے تھے اس امام خاص و عام علیہ السلام نے اس کے نیچے بیٹھ کے وضو کیا حضرت کی وضو کی  
برکت سے وہ درخت تروتازہ ہوا اور شاخیں اور پتیاں نکل آئیں اور اسی سال شربھی لایا  
(۴) دکان رضی اللہ عنہ کبیر القدر رفیع الذکر قد شغف بہ المامون  
لثارای من فضله وعلمہ مع صغر سنۃ واراد ان ینکمہ ابنتہ اُمّ الفضل

کتب الہدایت میں مذکور ہے کہ وہ حضرت بہت عالی مرتبہ تھے حضرت کے فضل و کمال کا آواز وہ بہت بلند تھا جب مامون نے دیکھا کہ باوجود کے کہ حضرت بہت کمسن ہیں اور فضل و علم حضرت کا بدرجہ اتم پہنچا ہوا ہے تو حضرت پر فریفتہ ہوا اور چاہا کہ انہی بطنی ام الفضل کا حضرت سے نکاح کر دیوے؛ فقیر ذالک علی العباسیین و خافوا ان یتھولوا امر معہ الی ما انتھی مع الرضا رضی اللہ عنہ فنعوا من ذالک جب قوم عباسی مامون کے ارادے سے مطلع ہوئی تو ان کو یہ امر بہت ناگوار ہوا اور ڈر کے کہ ایسا نہ ہو جیسے اس نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو ولیمہ کیا تھا سب دا حضرت کو بھی اپنا جائشین قرار دیوے اس خیال سے مامون کو منع کیا کہ اپنے ارادے سے باز آوے اس نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ میں نے جو حضرت کو تجویز کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت باوصف کمسن ہونے کے جمیع صاحبان فضل و علم سے بہتر ہیں۔

فنازعوا فی انصاف ابی جعفر بذالک وقالوا قد رضینا لک یا امیر المؤمنین وکلا نفسنا بامتحانہ پس بنی عباس نے مامون سے حضرت کے باب میں منازعت کی اور اسے کہا کہ اگر تیری مرضی یو ہیں ہے تو ہم بھی راضی ہیں مگر ہماری اتنی خاطر کر کہ پہلے اُن کا امتحان لے لے۔ فخل بیننا و بینہ لئلا نسل الیہ من یشالہ نحن ثلاث عن شیخ من فقہ الشریعۃ پس ہم لوگوں کو اجازت دے کہ ہم ایک شخص کو بھیجیں کہ وہ تیرے سامنے کچھ مسائل فقہیہ ان سے استفسار کرے؛ فاذا اصاب فی الجواب لم یکن لنا اعتراض فی امرہ فان عجز عن ذالک فقد کفینا الخطب فی معنایہ پس اگر انہوں نے ان مسائل کا جواب باصواب دیا تو پھر ہم کو کچھ اعتراض نہیں ہے اور اگر اس کے جواب میں عاجز ہوئے تو جو ہم ان کے باب میں دعوے کرتے ہیں وہ صحیح ہے فقال لہم المامون شانکم و ذاک متی اردتہ مامون نے اُن سے کہا کہ اس باب میں تم کو اختیار ہے جب چاہو امتحان کرو و خیر جو من عندہ واجمع راہم علی لہجی ابن اکثم و هو یؤمّن فی قاضی القضاۃ علی ان یشالہ مسئلۃ لا یعرف الجواب عنہا انہی الناس کو مامون نے قبول کیا تو وہ سب بھیجا خوش خوش اس کے پاس سے رخصت ہوئے اور سبہوں نے اتفاق کیا کہ یحییٰ ابن اکثم جو ان دنوں وہاں کا قاضی القضاۃ تھا اس سے کہیں کہ وہ اُن کو حضرت سے ایسا مسئلہ پوچھے کہ حضرت اس کا جواب نہ دے سکیں فاجتمعوا فی الیوم الموعد

وحضر معہم یحییٰ ابن اکثم و جلس المامون و ابو جعفر نے مکاتھما پس بنی عباس روز موعود  
 جمع ہوئے اور یحییٰ ابن اکثم بھی حاضر ہوا اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام اور ماموں بھی اپنی اپنی جگہ  
 پر بیٹھے، فسال یحییٰ اباجعفر عن مسائل واجابہ ابو جعفر باحسن جواب پس یحییٰ نے حضرت سے بہت  
 سے مسئلے پوچھے حضرت نے سب مسئلوں کا جواب باحسن وجہ ارشاد کیا، فقال المامون یا ابا  
 جعفر ان اردت ان تسئل یحییٰ ولو مسئلۃ جب تجھے سب مسئلے اپنے پوچھ چکا اس وقت ماموں نے  
 حضرت سے عرض کی کہ آپ بھی کچھ اس سے سوال کیجئے اگرچہ ایک ہی مسئلہ ہو ماموں کے کہنے سے حضرت نے  
 یحییٰ سے فرمایا کہ میں کچھ تجھ سے سوال کروں اس لئے عرض کی کہ میں آپ سے فدا ہوں آپ کو اختیار  
 ہے اگر میں جانتا ہوں گا تو عرض کروں گا نہیں تو اس میں بھی آپ سے استفادہ حاصل کروں گا  
 فقال ابو جعفر ما تقول فی رجل نظر الی امرأۃ فی اول النہار فکان نظره الیہا  
 حراما فلما ارتفع النہار حلت لہ فلما زالت الشمس حرمت علیہ فلما کان  
 وقت العصر حلت لہ فلما غربت الشمس حرمت علیہ فلما دخل وقت العشاء  
 حلت لہ فلما کان نصف اللیل حرمت علیہ فلما طلع الفجر حلت لہ ما حال  
 هذه المرأة وبما اذا حلت و حرمت علیہ پس حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے اس  
 سے پوچھا کہ اتنے یحییٰ کیا کہتا ہے تو اس شخص کے باب میں جس نے نظر کی ایک عورت کی طرف صبح  
 کے وقت اس وقت اس کا نظر کرنا حرام تھا جب غنڈا دن چڑھا اس وقت وہ عورت اس مرد  
 پر حلال ہو گئی جب زوال کا وقت ہوا پھر وہ عورت اس شخص پر حرام ہو گئی جب عصر کا وقت  
 داخل ہوا تو دوبارہ وہ عورت پھر حلال ہوئی اور جب آفتاب غروب ہوا پھر حرام ہو گئی جب  
 عشاء کا وقت داخل ہوا پھر حلال ہو گئی جب آدھی رات ہوئی پھر وہ عورت اس مرد پر حرام ہو گئی  
 اور جب صبح طالع ہوئی پھر حلال ہوئی پس ایک شبانہ روز میں ایک عورت کا ایک مرد پر چار مرتبہ  
 حلال اور چار مرتبہ حرام ہونا اس کے معنی کیا ہیں اور اس عورت کا کیا حال ہے اور اس حرمت و حلت  
 کی کیا وجہ ہے؟ قال یحییٰ واللہ لا اھتدے الی هذه المسئلة ولا اعرف الوجہ فیہ فان  
 رایت ان تفسدنا یحییٰ اس مسئلے کو مشککہ بہت متحیر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت میں اس مسئلے کے  
 جواب میں عاجز ہوں اور حلت اور حرمت کی وجہ کچھ مجھے معلوم نہیں ہے اگر مرضی اقدس ہو تو مجھے

اے جواب سے بھی پرہ مند فرمائیے فقال له ابو جعفر: هذه امثلة رجل من الناس نظر اليها اجنبية في اول النهار فكان نظر اليها حراما عليه فلما ارتفع النهار ابتاعها من مولاها فخلت له فلما كان الظهر اعتقها فحرمت عليه فلما كان العصر تزوجها فخلت له فلما كان وقت المغرب طاهرها منها فحرمت عليها فلما كان وقت العشاء الآخرة كفر من الظهار فخلت له فلما كان نصف الليل طلقها واحدة فحرمت عليه فلما كان وقت الفجر راجعها فخلت له پس حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ عورت کسی شخص کی لونڈی تھی کسی شخص اجنبی نے صبح کے وقت اس کی طاعت دیکھا پس اُس کا نظر کرنا حرام تھا جب آفتاب بلند ہوا تو اس نے اس لونڈی کو اسکے مالک سے بچل لے لیا تو اسپر حلال ہو گئی جب ظہر کا وقت ہوا اُس نے اس جاریہ کو آزاد کر دیا اس وقت پھر اسپر حرام ہو گئی جب عصر کا وقت ہوا تو اس نے اس عورت سے نکاح کر لیا اس جہت سے پھر حلال ہوئی جب مغرب کا وقت ہوا تو اسی شخص نے اس عورت سے ظہار کیا پس حرام ہو گئی اور ظہار کے یہ معنی ہیں کہ کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے ظہرک کظہرک اُمّ و اُختی یعنی تو میری ماں یا بہن کی برابر ہے تو یہ کہنے سے وہ عورت اسپر حرام ہو جاتی ہے اور جب تک کہ کفارہ نہ دے حلال نہیں ہوتی اور ظہار کا کفارہ بھی دہی ہے جو ظہار صوم کا کفارہ ہے یعنی ایک بندہ آزاد کرے یا دو چھپنے روزے رکھے یا سائے مسکینوں کو کھانا کھلائے خلاصہ یہ کہ جب عشاء کا وقت ہوا تو اس نے ظہار کا کفارہ دیدیا اور وہ کنیز پھر حلال ہو گئی جب آدھی رات ہوئی تو اس نے اس عورت کو طلاق دیدی پھر وہ حرام ہو گئی جب صبح کا وقت ہوا تو اس نے رجوع کیا یعنی پھر زوجیت میں لے لیا وہ پھر حلال ہو گئی فلما فرغ ابو جعفر من كلامه اقبل المأمون على العباسيين وقال قد عرفتم ما تنكرون فترزوجه في ذالک المجلس ابنته أم الفضل واجاز له ان يسكن بالمدينة جب حضرت اس مسئلے کے جواب سے ناروغ ہوئے اسوقت مأمون نے حضرت کے علم و کمال کا عبا سوں سے اتار لیا اور کہا جس کا تم انکار کرتے تھے وہ اب ثابت ہو گیا بعد اسکے اسی مجلس میں اپنی بیٹی ام الفضل کو حضرت سے منعقد کیا اور اجازت دی اس امر کی کہ حضرت اپنی زوجہ کے ساتھ مدینہ میں سکونت فرماویں۔

فمضى مع زوجته أم الفضل إلى المدينة وكان المأمون يرسل اليه في كل سنة ألف

الف در ہمسرہ میں حضرت معاًم الفضل مدینہ کو تشریف لے گئے۔ اور دوس لاکھ درہم سالانہ حضرت کے  
 صرف کے لئے مامون مدینے میں بھیجتا تھا۔ ثقات اُم الفضل کتبت الی ابیہا من المداینۃ تشکوا  
 اباجعفر وتقول انہ یسرہ علی چندوں کے بعد اُم الفضل نے مدینے سے مامون کو حضرت کی شکایت  
 لکھی۔ حضرت ابی جعفر نے لکھا کہ نہیں کرتے اور میرے اوپر سوت لاتے ہیں۔

فکتب الیہا المامون انالم نزلتک اباجعفر لنعلم علیہ حلالاً فلا تعاد علی منکر  
 ما ذکرک بعد ہما مامون نے اُم الفضل کے جواب میں لکھا کہ میں نے حضرت سے اس واسطے  
 تیز نکاح نہیں کیا کہ جو چیز حلال ہے اُسے اُن پر حرام کروں خبردار پھر اس طرح کا ذکر کبھی نہ کرو۔

عن یحییٰ بن الزبیر قال احوال المامون علی ابی جعفر علیہ السلام بکل حیلۃ فلم  
 یحصہ شیء محمد بن ربیع روایت کرتا ہے کہ مامون نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے فریب دینے کی  
 لئے بہت سے حیلے کئے مگر کوئی حیلہ اس کا چل نہ سکا جب مبتلائے مرض ہوا اور چاہا کہ اپنی لڑکی کو حضرت  
 سے منسوب کرے تو ایک نیا کرشمہ دکھلایا کہ دو سو خواصوں کو کہ ہر ایک ان میں سے نہایت حسینہ اور علیہ  
 تقی بہت سا آراستہ و مزین کر کے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک کا سر جو ہرات سے بھر کے حضرت کی خدمت  
 میں بھیجا مگر اس جناب نے اصلاً کسی کی طرف توجہ نہ فرمائی۔

وکان رجل یقال له مخارق صاحب صوت وعود ضربہ طویل اللحیۃ خلفائے عباسیہ کے  
 یہاں مخارق ایک مشہور گویا تھا اور دما ز ریش تھا اس کو مامون نے اپنے پاس بلا کے یہ ماجرا بیان کیا۔  
 فقال یا امیر المومنین فی شئ من امر الدنیا فانما کفیک امرہ مخارق بے حیا اس  
 حال کو سن کر کہنے لگا کہ اے امیر المومنین اگر اس جناب کو کچھ لذت و دنیا سے خواہش و رغبت ہے تو عشق  
 میں اُن کو فریب دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت کے سامنے جا کر بیٹھا اور گانے بجانے میں مصروف ہوا اس کی  
 آواز سننے ہی جتنے اشخاص ہوا گانے کے نزدیک جمع ہو گئے اور اس کا گانا باشتیاق تمام سننے لگے مگر جناب نے  
 ہرگز سنا نہ اٹھا یا کہ جس طرح بیٹھے تھے اسی طرح باو ذلایں مصروف رہے۔

فخرج الیہ راسہ وقال اتق الله یا فاعلنون قال فسقط المضرب من یدہ ایک ساعت کے  
 بعد اس امام جلیل نے سر اٹھا کے اس کو کھڑکا کہ اور دما ز ریش خدا سے خدا اس کہنے سے اس قدر اُسپر خوف  
 غالب ہوا کہ مضرب ہاتھ سے گر پڑی بعد اُس کے کچھ بھی مرنے دم تک بجانے پر قادر نہ ہوا۔



قال فسله المامون عن حاله قال لما صاح بي ابو جعفر فرخت فرغاً لا اُفتر بعد ها ابد۱  
 مامون نے جب اس سے حال پوچھا تو یہی اس نے بیان کیا کہ جس وقت سے جناب امام محمد تقی علیہ السلام  
 نے مجھ سے ارشاد کیا کہ اور از ریش خدا سے ڈر جب سے اس قدر دہشت میرے اوپر غالب ہوئی ہے  
 کہ اب کبھی نہیں نکلے گی۔

۱۲) کتاب عیون المعجزات سے منقول ہے کہ جب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام مع ام الفضل بنت  
 مامون جو کہ حضرت کی زوجہ تھی دوح بیت اللہ کو تشریف لے گئے تو حضرت نے اپنے فرزند ارجمند امام علی نقی  
 علیہ السلام کو کہ بہت کم سن تھے اپنا جانشین کیا اور جو چیزیں کہ موارثت انبیاء سے بواسطہ آباؤ کے کام  
 اس جناب کو پہنچی تھیں سب حضرت کو سونپ دیں اور اکثر خواص شیعہ وثقہ لوگوں کے سامنے ارشاد  
 فرمایا کہ بعد میرے یہ فرزند میرا امام و پیشوائے امت ہے بعد اسکے حضرت بسمت عراق تشریف لے  
 گئے یہ ماجرا سالہ ہجری میں واقع ہوا اسی سال لوگوں نے معتصم سے بیعت کی تھی یعنی اسکو خلیفہ کیا  
 تھا جس وقت حضرت وارد بغداد ہوئے تو اس نے ظاہر حضرت کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ  
 فرو گذاشت نہ کیا اور باطن میں چلے اور تدبیریں کرتا تھا کہ حضرت کو شہید کرے چونکہ اسکو معلوم تھا  
 کہ ام الفضل حضرت سے مخوف رہتی ہے اس خیال سے اسکے پاس پیام بھیجا کہ حضرت کو بہرہ و دعا  
 شہید کرے وہ بھی اس امر قبیح پر راضی ہوئی چونکہ حضرت امام محمد تقی امام علی نقی علیہ السلام کی والدہ  
 کو اُسپر تنبیہ و توبیخ اس سبب سے وہ بے محنت حضرت سے بغض رکھتی تھی خلاصہ یہ کہ اس جویا نے  
 انھوں کو رازقی کندہ ہر آدمہ کر کے حضرت کے سامنے لا کر رکھا جب حضرت نے وہ انگوڑا دل فرمائے اور  
 انما رزہر ظاہر ہوئے تو وہ شامت زدہ اپنے کردار ناشائستہ پر پشیمان ہو کر روئے لگی حضرت نے  
 ارشاد کیا کہ کیوں رونے ہے تو قسم خدا حق تعالیٰ تجھ کو ایسے مرض میں مبتلا کرے گا کہ جسکی کچھ دوا  
 نہیں ہے اور جیسا حضرت نے فرمایا عقا و دیا ہی ہوا کہ وہ بہت بُرے مرض میں مبتلا ہو کر مالک  
 کے پاس پہنچی۔

۱۳) بصائر الدرجات میں حضرت کے زبان کی زبانی منقول ہے کہ تھا ہے وہ کہ جس زمانے میں  
 حضرت امام محمد تقی علیہ السلام بغداد میں تشریف رکھتے تھے جناب امام علی نقی علیہ السلام مدینہ میں  
 ایک سلم کے پاس کناں اس کا ابو زکریا تھا دست اطر میں لوح لے ہوئے ٹپوہ رہے تھے و ختمہ

حضرت نہایت بیانی سے رونے لگے معلم نے ہر خیر و نئے کا سبب پوچھا مگر حضرت نے کچھ جواب نہ دیا اٹھ کر حرم  
 سلم میں تشریف لے گئے اور صدائے گریہ و شیون بلند ہوئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت باہر تشریف لائے تو میں  
 نے خدمت اقدس میں عرض کی کہ حضرت کیوں اس قدر محزون و غمناک ہیں اور جو مجلس میں فوج و ماتم کس لئے  
 برپا ہے ارشاد کیا کہ میرے پدر بزرگوار نے دنیا سے رحلت فرمائی میں نے غرض کی کہ یہ حال آپ کو کیونکر معلوم ہوا  
 حضرت نے جواب دیا کہ اس وقت غفلت و جلال الہی سے مجھ پر ایک کیفیت منکشف و آشکار ہوئی ہے کہ اسکی  
 پیشتر وہ نہ تھی اسی سے میں نے دریافت کیا کہ حضرت نے وفات پائی راوی لکھتا ہے کہ میں نے اُس روز اور  
 ساعت کو لکھ رکھا بعد چند روز کے خبر پہنچی تو معلوم ہوا کہ اُسی روز اور اُسی ساعت میں حضرت فوت ہوا  
 فرمایا تھا حضرت کی مدت امامت اٹھارہ برس تھی اٹھا اولادہ فکان لہ ابنان و ابنتان  
 علی و موسیٰ وفاطمہ و امامتہ و عقبہ من کلا الانبیین الا ان عقبہ موسیٰ لیس  
 بکثیر و من کلا ما بن طلحۃ اثمہ لم یرک و لدلہ غیر علی اولاد و ما و من ابن خنی کا  
 و وصا جنز او سے تھے اور و وصا جنز ادیان علی اور موسیٰ اور فاطمہ اور امامت اور نسل حضرت کی انہیں دونوں  
 وصا جنزادوں سے ہے مگر موسیٰ کی نسل سے بہت کم لوگ ہیں اور ابن طلحہ کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت  
 نے سوا امام علی النقی علیہ السلام کے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی :

(۸) عن صفوان بن یحراق قال قلت لرضا علیہ السلام قد کنا نسئلك قبل ان  
 یہب اللہ لک اباجعفر فکنت تقول یہب اللہ لعلی ما وقد و ہبک اللہ راقر عیوننا  
 فلا اذانا اللہ یرمک فان کان کون فالی من صفوان بن یحقی سے روایت ہے کہنا ہے وہ کہ عرض  
 کیا میں نے خدمت اقدس جناب امام رضا علیہ السلام میں کہ قبل ولادت با سعادت جناب ابوجعفر کے جب  
 ہم لوگ حضرت سے سوال کرتے تھے کہ آپ کا جانشین کون ہے تو آپ ہم سے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ایک  
 فرزند عطا فرمائے گا اب حق سبحانہ تعالیٰ نے انبی رحمت کا مد سے آپ کو فرزند عطا کیا کہ اللہ کے جمال کا کمال کیا  
 زیارت سے ہماری آنکھیں روشن ہوئیں خدا ہم کو ایسا دن نہ دکھائے کہ آپ کا سایہ ہمارے سر پر نہ ہو مگر خدا  
 خواستہ ایسا اتفاق ہو تو ہم کس سے رجوع کریں : فاما ساریدہ الی ابی جعفر علیہ السلام و هو قائم  
 برید ید فقلت لہ جعلت فداک و هذا ابن ثلث سنین قال و ما یضربہ من خالک  
 قد تار عینی بالحق و هو ابن ثلث من ثلث سنین حضرت نے اپنے دست اطر سے ابوجعفر کی

طرف کہ حضرت کے سامنے اُس وقت حاضر تھے اشارہ فرمایا یعنی بعد میرے یہ فرزند میرے منہ کے خلق ہے  
راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہوں یہ صاحبزادہ کل تین برس کا ہے حضرت نے  
جواب دیا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے جب حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام بدرجہ رفیعہ نبوت فائز ہوئے تین  
برس سے بھی اُن کا سن کم تھا۔

(۹) فی الکافی عن احمد بن ادریس عن محمد بن حسان عن علی بن خالد و قال محمد  
وکان زید ثیا کتاب کافی میں علی بن خالد سے روایت ہے اور محمد بن حسان کہتا ہے کہ یہ شخص مذہب  
زیدی رکھتا تھا و قال کنت بالعسکر فبلغنا ان هناك رجل مجوس اتى به من ناجية  
الشیام مکرکولا و قالوا انه تنبا علی ابن خالد کہتا ہے میں عسکر میں تھا کہ سنا وہاں ایک شخص  
شام سے اسیر ہو کر آیا ہے اور لوگوں نے کہا کہ وہ اپنے تئیں پیغمبر بتاتا ہے یہ واقعہ شام میں نے اس قیدی  
سے ملاقات کر کے اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ میں شام میں رہتا تھا اور مقام سیرمین ایک جگہ کا نام  
ہے وہاں عبادت کیا کرتا تھا ایک دن میں عبادت میں مشغول تھا کہ ایک بزرگ وہاں تشریف لائے اور فرمایا  
قسمنا یعنی ہمارے ساتھ آؤ یہ شام میں ان کے ساتھ ہو لیا گیا دیکھتا ہوں کہ مسجد کو فہم کھٹا ہوا ہوں  
آہوں نے مجھ سے فرمایا تعرف هذا المسجد یعنی اس مسجد کو تو پہچانتا ہے میں نے عرض کی کہ میں جانتا  
ہوں یہ مسجد کو فہم ہے بعد اسکے ان کے ساتھ میں نے اس مسجد میں نماز پڑھی پھر میں ان کے ساتھ ہی ساتھ تھا  
کہ یکایک مدرسہ میں مسجد رسولؐ میں پہنچ گیا ان بزرگوار نے جناب رسولؐ پر درود و سلام بھیجا اور نماز  
پڑھی اور میں نے بھی ان حضرت پر درود و سلام بھیجا اور اُن بزرگ کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں ان کو ساتھ  
ہی ساتھ تھا کہ یکایک ہم دونوں آدمی مکہ میں جا پہنچے اور انہوں نے شام کا ادا کئے اور ان کے ساتھ میں نے  
بھی ادا کئے بعد اسکے پھر میں ان کے ساتھ ہی تھا کہ اپنے مقام پر آگیا اور وہ بزرگ تشریف لے گئے سال اُسند  
پھر ایسا ہی اتفاق ہوا اور اب کی مرتبہ جب مجھے شام میں پہنچا کہ وہ تشریف لے جانے لگے تو میں نے عرض کی کہ  
اسی حق سبحانہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں آپ کو جس نے آپ کو یہ قدرت عطا کی ہے یہ بتا دیجئے کہ  
آپ کون شخص ہیں یہ سن کر انہوں نے فرمایا انا محمد بن علی بن موسیٰ یعنی میں محمد تقیؑ فرزند علیؑ ابن  
موسیٰ ہوں بعد اسکے یہ خبر پھیلی یہاں تک کہ محمد بن عبد الملک تک پہنچی اس نے مجھے طوق و زنجیر میں گرفتار  
کر کے عراق میں بھیج دیا ہے یہ بیان اس کا شکر میں نے اُس سے کہا کہ ایک عرضی میں اپنا حال لکھ کر محمد بن

عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور اس نے ایسا ہی کیا اس کی عرض پر محمد بن عبدالملک نے یہ دستخط کیا کہ جو شخص کہ راتوں رات تجھے شام سے کوہ اور کوہ سے مدینہ اور مکہ میں لے گیا اور مکہ سے پھر شام میں آیا اسی سے کہہ کہ تجھے قید سے بھی چڑا دے! علی ابن خالد کہتا ہے کہ یہ دستخط دیکھ کر مجھے بہت رنج ہوا اور اسکے حال پر ترس آیا اور اس سے میں نے کہا کہ اب صبر و شکر کرنا چاہیئے اسکے دوسرے دن پھر میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سچا ہی اور تھکانے کے لوگ اور داروغہ زندان اور عوام الناس یہ سب بھڑکے ہوئے ہیں میں نے پوچھا کیا ماجرا ہے؟

فقال المحمول من الشام الذي تنبأ افتقد البارحة فلا يدري اخسفت به الارض او اخسفته الظلم جواب دیا کہ وہ شخص جو شام سے قید ہو کر آیا تھا اور اپنے تئیں پیغمبر کہتا تھا رات کو غائب ہو گیا نہ جانے زمین میں سما گیا یا مرغان ہوا اس کو لے اڑے۔

مؤمنین یہ معجزہ امام محمد تقی علیہ السلام کا مٹانے کے لئے عبدالملک نے اس کو متہم بدعوئے نبوت کیا تھا یعنی جس طرح جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنی معراج کی کیفیت میں بیت المقدس اور بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھنے کا حال بیان فرمایا تھا اسی کی منشا یہ شخص بھی کہتا ہے گویا دعوت نبوت کرتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

## امام ہادی علیہ السلام

(۱) روی ثقہ الاسلام فی الکافی ولید ابو الحسن علی ابن محمد علیہما السلام النصف من ذی الحجۃ سنة اثنی عشر مائتین۔ رئیس الحدیثین ملا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی میں رقم کیا ہے کہ ولادت باسعادت حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی اوسط ذی الحجہ ۱۲۸ ہجری میں واقع ہوئی اور بعض روایات کافی سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۸ ہجری رجب کے چھٹے میں وہ جناب متولد ہوئے، مضی علیہ السلام ۴۰ رجب بقیع من جمادی الآخرۃ سنة اربع و خمسين مائتین۔ اور ۱۲۸ ہجری چھتیسویں جمادی الثانی کو اس امام عالی مقام نے وار دنیا سے رحلت فرمائی۔

ولہ احدث واربعون سنة وستة اشهر اس وقت حضرت کا سن مبارک اکتالیس برس چھ مہینے کا تھا۔

(۲) کتاب کافی میں اسمعیل بن ہریران سے روایت ہے کہتے ہیں وہ کہ پہلے دفعہ جب حضرت امام محمد تقیؑ بغداد میں جائے گئے تو میں نے جاتے وقت عرض کیا کہ میں آپ پر سے فدا ہو جاؤں بغداد میں آپ کا تشریف لے جانے سے مجھے آپ کی جان کا خوف ہے یہ فرما دیجئے کہ بعد آپ کے ارا مامت کس کے لئے ہے یہ سن کر حضرت نے ہنس کے میری طرف دیکھا اور فرمایا لیس الغيبة حيث ظننت في هذه السنة یعنی اب کے سال جانے میں ایسا نہیں ہے جیسا تجھے گمان ہوا راوی کہتا ہے کہ جب دوبارہ مختصم کے پاس حضرت تشریف لے جانے گئے تو پھر میں خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ میں آپ پر سے فدا ہو جاؤں آپ تو تشریف لئے جاتے ہیں بعد آپ کے امام کون ہے یہ سن کر حضرت اس قدر رونے کے ریش مبارک بھیک گئی اور فرمایا عند هذا يخاف على الامم من بعدى الى ابني عليؑ یعنی اب کی دفعہ میرے جانے میں البتہ خوف ہے اور اامت میرے بعد میرے فرزند علی نقیؑ کے لئے ہے۔

(۳) قال العلامة الطبرسي في الاحتجاج عن ابي عبد الله الزياتي قال لما ستم المتوكل نذر الله ان رزقه الله العافية ان يتصدق بمال كثير علامة طبرسي عليه الرحمة في كتاب الاحتجاج میں ابو عبد اللہ زياتی سے نقل کیا ہے کہ جب متوکل کو زہر دیا گیا تو اس نے اسی حالت میں نذر کی کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ اس سے ہلکے سے نجات دیوے تو مال کثیر راہ خدا میں تصدق کروں گا۔ فلما سلم وعوفي سال الفقهاء عن حد المال! الكثير كما يكون جب اس نے صحت پائی تو فقہاء و علماء کو جمع کر کے پوچھا کہ میں نے نذر کے وقت کچھ مال کی تعداد نہیں کی تھی فقط مال کثیر کہا تھا اب بتاؤ کہ مال کثیر کا اطلاق کس مقدار پر ہوتا ہے تاکہ میں اتنا دیکر نذر سے سبکدوش ہوں۔

فاختلفوا عليه فقال بعضهم الف درهم وقال بعضهم عشرة الاف درهم وقال بعضهم مائة الف درهم فاشتبه هذا عليه بعضون لے کہا کہ ہزار و درہم پر مال کثیر کا اطلاق ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا دس ہزار بعضوں نے کہا کہ نہیں بلکہ سو ہزار جب لوگوں نے اس بیان میں اختلاف کیا تو متوکل اشتباہ میں پڑ کے متردد ہوا کہ کس کے کہنے پر عمل کرے۔

فقال له الحسن حاجبه ان انتيك يا امير المؤمنين من خلق برجل عيذك بالشواب

فما عندك اسكے حاجب نے نہ نام اُس کا حسن تھا عرض کی کہ اے امیر المومنین اگر میں ایسے  
 شخص کو تیرے پاس لاؤں کہ جو مجھ کو اس مسئلے میں جواب با صواب دے تو تو مجھ کو کیا انعام دے گا  
 فقال له المتوكل ان ايتني بالحق تلك عشرة الف درهم لا اضر بك مائة مفرعة  
 متوکل نے اپنے خواہم کو جواب دیا کہ اگر تو ایسے شخص کو لاوے جو مجھے ٹھیک ٹھیک بتا دے تو اس  
 خدمت نے عوض میں تجھ کو دس ہزار درہم دیں گا نہیں تو سو کوڑے تجھے ماروں گا، قال قلت  
 حاجب نے ہا میں راضی ہوں، قالی الحاجب ابا الحسن. الہادی علیہ السلام فسأله عن  
 ذالك فقال له ابو الحسن علیہ السلام قل له يتصدق بمائتين درهماً جب حاجب  
 اور متوکل میں اس طرح پر شرط ہو گئی تو حاجب حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا  
 اور حقیقت حال عرض کر کے طالب جواب ہوا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خلیفہ سے کہہ دے کہ اسی درہم  
 راہ خدا میں تصدق کرے۔ فرجع الی المتوكل فاجبرہ حاجب نے آنکر یہ جواب متوکل سے بیان  
 کیا فقال له سلمه ما العلة فی ذالك متوکل نے کہا کہ حضرت سے استفسار کر کہ اس کا سبب کیا ہے  
 کہ اسی پر اطلاق کثیر کا ہو، فاتاہ فسأله فقال ان الله عز وجل قال لنبيه صلى الله عليه وآله  
 وسلم ولقد نصره الله فی مواطن كثيرة بعد ذلک موطن رسول الله صلى الله عليه وآله  
 وآله فبلغت ثمانين مؤلفاً حاجب نے آنکر یہ حضرت سے پوچھا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس کا  
 سبب اور علت آیت قرآنی ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے خطاب کر کے فرمایا کہ خدا نے  
 مقامات کثیر میں تمہاری مدد کی اور جب ہم نے حضرت کی لڑائیوں کو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ سبب اسی  
 مقامات ہیں یعنی حق تعالیٰ نے اسی کو کثیر فرمایا ہے فرجع الیہ فاجبرہ ففرح واعطاه عشرة  
 الف درہم جب حاجب نے آنکر اس جواب با صواب کو با دلیل قرآنی متوکل سے بیان کیا تو وہ  
 نہایت خوش ہوا اور وعدہ کے موافق اسی دس ہزار درہم دے دیئے۔

(۴) مكان المتوكل اشخصه مع یحییٰ ابن ہرثمة بن اعین. من المدينة الی  
 سمر من رأی متوکل فی یحییٰ ابن ہرثمة کی وساطت سے حضرت کو مدینے سے شہر سامرہ میں جو کہ اپنے تخت  
 اس کا تھا طلب کیا چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب ارشاد میں حضرت کے بلانے کا سبب اس  
 طرے سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن محمد حاکم مدینہ اس جناب سے نہایت عداوت رکھتا تھا

سبب سے وہ حضرت کی ایذا رسانی میں مشغول رہتا تھا اور متوکل کو ہمیشہ حضرت کی شکایت لکھتا تھا جب اذیتیں اسکی حد سے زیادہ ہوئیں تو حضرت نے ایک نامہ لکھکر متوکل کے پاس روانہ کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ عبداللہ ہم کو بہت اذیتیں پہنچاتا ہے اور ہم پر تہمتیں دروغ کیا کرتا ہے چنانچہ اس نے جو جو امور بنسبت ہمارے خلیفہ کو لکھے ہیں محض دروغ اور افترا ہے جب متوکل نے اس نامہ کو پڑھا تو اس طرح سے جواب اس کا رقم لیا:

بسم الله الرحمن الرحيم انا بعد فان امير المؤمنين عارفاً بحقك راع بقرباك مؤلفاً لحقك يقدر من الامور فيك وفي اهل بيتك ما اطلع الله به حاله وحالهم وثبت به عزك يعني میں آپ کے مرتبہ کو جانتا ہوں اور آپ کی قربت کی رعایت رکھتا ہوں اور آپ کے ادائے حق کو واجب سمجھتا ہوں اور آپ کے بارے میں اور آپ کی اہلبیت کے باب میں اس امر کی نیت رکھتا ہوں جس میں آپ کے لئے اور ان کے لئے بہتری ہو اور آپ کی اور ان کی عورتوں کے لئے باقی رہے۔ وقد امر امير المؤمنين صرف عبد الله بن محمد عثمان يتولا من الحرب والقتل وادب بدنية رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واذ كان على ما ذكرت من جهالة محقق واستخفافه بقدرك اور عبد الله بن محمد کو جو کہ جمعہ و جماعت کے لئے اور انتظام ملک کے واسطے ہمیشہ رسول خدا میں میرا نائب تھا چونکہ اس جاہل نے آپ کی حفظ مراتب میں قصور کیا ہے اس لئے میں نے اس کو اس منصب عالی سے معزول کر کے عبد بن فضل کو اس کی جگہ پر منصوب کیا اور اس کو حکم کرو یا ہے کہ آپ کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرے۔ لکن ہمیشہ آپ کی اطاعت میں سرگرم رہے اور ہر امر میں آپ کی مرضی کے موافق رفتار کرے۔

وان امير المؤمنين مشتاقاً اليك فان نشطت زيارته والمقام قبله فترحل اور میں آپ کی زیارت کا نہایت مشتاق ہوں اگر آپ بھی میری ملاقات کی خواہش رکھتے ہو اور میرے پاس رہنا چاہتے ہوں۔ تو فوراً تشریف لائے میں نے بجلی بن ہرشدہ کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا ہے اور اس کو تاکید کی ہے کہ ہر وقت آپ کی فرائز و ادائیگی میں حاضر رہے آپ جہاں چاہیں منزل کریں اور جہاں سے چاہیں کوچ فرماویں وہ کسی وقت آپ کی اطاعت سے باہر نہ ہوگا اور آپ جس وقت یہاں داخل ہوں گے تو اس وقت آپ میرے بھائیوں سے اور فرزندوں سے بڑھکر میرے نزدیک

عزیز و محبوب ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :

متوکل نے اس نامے کو لکھ کر بچلی ابن ہرثمہ کے حوالے کیا اور تین سو آدمی اسکے ہمراہ کر کے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا۔ بچلی کہتا ہے کہ میں اس زمانے میں مذہب حشویہ رکھتا تھا اور میرے رفیقوں میں دو شخص تھے ایک ان میں سے محبت اہلبیت رسالت اور دوسرا دشمن خاندان نبوت تھا یہ دونوں آپس میں مباحثہ کیا کرتے میں بھی ان کی باتوں کو سننا کرتا تھا ایک دن ایک صحرا میں پہنچے کہ ابا دوی سے بہت دور واقع تھا وہاں پر اس ناصبی نے مروشیہ پر اعتراض کیا کہ آیاتیرے صاحب یعنی علی ابن ابیطالبؑ نے نہیں کہا ہے کہ زمین میں کوئی بقعہ نہیں ہے کہ قبر سے خالی ہو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اس صحرا میں کہ آدمی کا نام و نشان نہیں ہے کون شخص دفن کیا جائے گا۔ بچلی کہتا ہے کہ میں نے بھی اس اعتراض میں اس ناصبی کی طرف داری کی اس شدید نے کچھ اس بات کا جواب نہ دیا غرض قطع منازل و مراحل کرتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوئے جب میں خلیفہ کا نوشتہ حضرت کی خدمت میں لے گیا تو بعد ملاحظہ کرنے کے اس جناب نے ارشاد فرمایا کہ میں خلیفہ کے حکم سے باہر نہیں ہوں۔ آج تو آرام کر انشاء اللہ کل میں سامان سفر میں مشغول ہوں گا۔ دوسرے روز جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ وہ جناب جامہ ہائے پشمی و بانائی سلوار پہن چوکہ وہ فصل گرمی کی تھی نہ مجھے اس حرکت سے بہت تعجب ہوا اور میں نے خیال کیا کہ حضرت نے کبھی سفر نہیں کیا ہے۔ سبب نا تجربہ کاری کے یہم اعتیاد کرتے ہیں غرض بار بار میرے دل میں شیطان و وسوسے ڈالتا تھا کہ رافضیوں سے نہایت تعجب ہے کہ ایسے شخص کو امام اور پیشوا جانتے ہیں۔

دوسرے روز جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ خیاط کپڑے منی کر لایا اور حضرت وہ کپڑے اپنے رفیقوں کو اور خادموں کو تقسیم فرما رہے ہیں اس سے میرا تعجب اور زیادہ ہوا کہ یہ لوگ گرمیوں میں اس لباس کو کس مصرف میں لائیں گے پھر مجھ سے ارشاد کیا کہ اسے بچلی ہم آمادہ ہیں تو بھی اپنے کوچ کی تیاری کر غرض اس ساز و سامان کے بعد حضرت مدینہ سے روانہ ہوئے جب اس صحرا میں پہنچے جہاں اس ناصبی نے مروشیہ پر اعتراض کیا تھا دفعۃً ابرسیاہ و برق و باد ظاہر ہوا اور اسی آدمی ہمارے رفیقوں میں سے شدت سڑ سے ہلاک ہو گئے جب ہم لوگ ان کے دفن سے فانی ہوئے اس وقت حضرت نے میری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ اے بچلی تو نے دیکھا کہ



خداوند تعالیٰ زمین کو کس طرح مژدوں سے معمور کرنا ہے اس بات کے سننے سے مجھے متعجب ہوئی اس وقت میں نے حضرت کے قدم مبارک پر گہرے عرض کیا: اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ وانکم خلفاء اللہ فی ارضہ یعنی گوہی دنیا بدن میں اس بات کی کہ ہمیں ہے کوئی قابل پرستش مگر خدا اے کیا اور تصدیق کرتا ہوں اس امر کی کہ بلا شک محمد بندہ فرستادہ خدا ہیں اور اقرار کرتا ہوں کہ بلا شک تم لوگ روئے زمین پر انبیا خدا ہیں اور اب تک میں کافر تھا الحمد للہ کہ آپ کی ہدایت سے مسلمان ہوا بعد اسکے میں ہمیشہ حضرت کی امامت کا مقرر ہوا روایت ہے کہ جب حضرت سامرہ میں پہنچے تو متوکل نے ایک ذلیل سے مکان میں اتار دیا عن صالح بن سعید قال دخلت علی ابی الحسن علیہ السلام فقلت لہ جعلت فداک نے کل الامور ارادوا اطفاء نورک والتقصیر ہا حتی انزلواک ہذا الخان الاشعث خان الصعاليك کافی میں صالح بن سعید سے منقول ہے کہ میں ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے مولا آپ پر سے خدا ہو جاؤں ان ظالموں نے آپ کے نور کے چھپانے میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی ہمیشہ آپ کی تذلیل کے درپے رہتے ہیں کہ آپ کو ایسے کلمہ میں اتار رہے جو فقرا و مساکین کے رہنے کا ہے فقال ملہنا انت یا بن سعید شراً و محیباً فقال انظر حضرت نے فرمایا اے ابن سعید ادب اور ہر بعد اسکے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ دیکھ فظیرت فاذا انا بن رضات النقات وروضات یا سرات فیہن خیرات عطرات ولدان کا تھم اللؤلؤ المکونون داخل اور طباء جب دیکھا میں نے تو کیا دیکھا کہ بارغ ہائے و کشا ہیں اور چہستان شگفتہ ہیں کہ ان میں جو درخشاں رشک گوہر غلطاں ہیں اور غزالان خوش رفتار مرغان خوش الحان ہیں: فحار بصیر و حیرت عینے یہ دیکھا آنکھیں میری خیرہ ہو گئیں پھر حضرت نے فرمایا کہ اے ابن سعید جہاں کہیں ہم رہتے ہیں خداوند کریم یہی نعمتیں ہمارے لئے ہوتا رہتا ہے ۔

(۵) سید ابن طاووس وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک دن متوکل ایام گرام میں کہ بڑی شتم کی دھوپ تھی سوار ہوا اور حکم کیا کہ جتنے امرا علما و رؤسا و سادات و اشراف و ارکان دولت شہر میں موجود ہیں سب پادہ پا ہمراہ رکاب رہیں آزاں جلد خباب امام علی نقی

علیہ السلام بھی تھے زراۃ حاجب متوکل کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت کو پیادہ چلنے سے نہایت تعب تھا اور سبب حرارت آفتاب کے تمام جسم اقدس سے پسینا جاری تھا یہ حال دیکھ کر میں حضرت کے قریب گیا تو حضرت نے مجھ سے ارشاد کیا کہ اسوقت سوار ہونے سے اور کچھ اسکی غرض نہیں ہے مجھ میری اہانت کے لیکن میری حرمت خدا نے تعالیٰ کے نزدیک ناقہ صالح ۴ سے کم نہیں ہے بلکہ میرے ناخن کا ایک ریزہ خدا نے تعالیٰ کے نزدیک ناقہ صالح ۴ سے گرامی تر ہے راوی کہتا ہے کہ ایک معلم میرے لڑکوں کو پڑھاتا تھا میرے گمان میں وہ شیعہ تھا میں نے ان کو حضرت کا ارشاد اس سے بیان کیا اس نے مجھے قسم دیکر پوچھا کہ تو سچ کہتا ہے حضرت نے اسطرح فرمایا جیسا تو بیان کرتا ہے میں نے قسم کھائی کہ جو اس جناب نے فرمایا ہے بے کمی و زیادتی میں تجھ سے بیان کرتا ہوں یہ شکر معلم نے مجھ سے کہا کہ اب تو اپنی فکر سے غافل نہ کہ تین دن کے اندر متوکل ہلاک ہو جائے گا اب ایسی تدبیر کر کہ تجھے کچھ ضرر نہ پہنچے میں نے اسے پوچھا کہ تو کیونکر جانتا ہے جو غیب کی خبر دیتا ہے معلم نے کہا کہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ نوحہ باللہ حضرت دروغ گو نہیں ہیں اور جناب احدیت قوم صالح ۴ کے قصہ میں فرماتا ہے کہ قتل متعوانی دار کثر ثلاثۃ ایام یعنی کہ دو کہ چلن کر لو اپنے اپنے گھروں میں تین دن تک اور قوم صالح ۴ نے جب ناقہ کو پے کیا تین دن کے بعد ان پر عذاب نازل ہوا اور نوہ لوگ ہلاک ہوئے معلم سے یہ شکر میں غرضبناک ہوا اور اسے گالیاں دیں اور اپنے گھر سے نکال دیا بعد اسکے میں نے غور کیا کہ بیان اس کا ٹھیک ہو بہر حال احتیاط لازم ہے یہ سوچ کر میں نے اپنا مال و اسباب جا بجا پرانگندہ کر دیا اور انتظار کرتا تھا کہ تین دن گزر جائیں تو خاطر جمع ہو جب تیسرا دن ہوا تو متوکل کا بیٹا منتصر باللہ چند ترکوں کو لے کر کہ اسکے غلام خاص تھے متوکل کے مجلس میں گیا اور متوکل کو اور اسکے وزیر فرخ ابن خاقان کو کھڑے کر کے کھڑے کر ڈالا راوی کہتا ہے کہ یہ حال دیکھ کر میں بھی حضرت کی امامت کا قائل ہوا بعد اسکے ایک دن خدا میں مشرف ہوئے اپنی اور معلم کی سرگذشت حضرت سے عرض کی فرمایا کہ معلم نے سچ کہا تھا میں نے اس دن متوکل کے واسطے نفرین کی تھی حق تعالیٰ نے میری دعا مستجاب کی:

(۶) فضل ابن احمد کا تب کہتا ہے کہ ایک دن معتز باللہ کے ساتھ میں متوکل کی مجلس میں گیا تو دیکھا متوکل کرسی پر بیٹھا ہوا فرخ ابن خاقان سے جناب امام علی نقی علیہ السلام کی شکایتیں کر رہا ہے اور متوکل کا معمول تھا کہ جب معتز اسکے پاس جاتا تھا تو مرجعاً لہذا کہ اپنے پاس بٹھالیتا تھا اس دن

اس قدر غصے میں تھا کہ کچھ اسکی طرف متوجہ نہ ہوا اور جن باتوں کی نسبت حضرت کی طرف تکرار تھا بچ اسے جواب دیتا تھا کہ حضرت نے ہرگز ایسا نہیں کیا غلط ہے اسے وہ زیادہ غضبناک ہو کر کہتا تھا کہ قسم ہے خدا کی میں اس ریا کار کو قتل کروں گا کہ میری دولت میں رخصتہ ڈالتا ہے بعد اسکے چار غلامان ترکی ہلا کر اُن کے ہاتھ میں تلواریں دیں اور حکم کیا کہ جب امام علی نقی علیہ السلام آویں تو فوراً ان کو قتل کرنا اور قسم کھائی کہ میں قتل کے بعد ان کو آگ میں جلا دوں گا بھوڑی دیر کے بعد دربانوں نے اُن کو حضرت کے آنے کی خبر کی اور حضرت داخل ہوئے اور اس وقت حضرت کے ہونٹ کچھ پل رہے تھے اور خوف و اضطراب کا کچھ بھی اگر حضرت کے لبہ شری سے ظاہر نہ تھا چاروں غلامان ترکی حضرت کو دیکھ کر موفد کے بل زمین پر جھک پڑے اور متوکل مارے رعب کے کُرسی سے گر پڑا اور استقبال کے لئے دوڑا اور حضرت سے لپٹ کے دست مبارک اور پشانی نودانی کے بوسے لئے اور عرض کیا کہ اے فرزند رسول خدا اور اے بہترین بندگان خدا اے سپہم اور اے مولا آپ نے اس وقت کیوں زحمت فرمائی حضرت نے ارشاد کیا کہ تیرے قاصد نے مجھے طلب کیا متوکل نے کہا اُس نے جھوٹ کہا آپ کا جہاں مزاج مبارک چاہے تشریف لے جائے بعد اس کے اس جناب کو رخصت کیا اور اپنے فذیر کو اور فرزندوں کو حضرت کی مشاعت کے لئے ہمراہ کیا جب حضرت باہر تشریف لے گئے تو اس وقت متوکل نے ان غلاموں کو طلب کیا اور سترجم سے کہا کہ ان سے پوچھ کہ انہوں نے امام علیہ السلام کو سجدہ کیا اور بہت تغلیم سے یہ آئے اُن سپہوں نے جواب دیا کہ دیکھتے ہی اس قدر رعب اُن جناب کا ہم سپہوں پر غالب ہوا کہ ہم سب بیہوش ہو گئے جب ہوش ہوا تو ہمارے دلوں میں اس قدر خوف سا یا تھا کہ تیرا حکم ہم مجاہد اسکے یہ شکر متوکل ہنسا اور فتح ابن خاقان سے کہا کہ یہ تیرے امام ہیں اور فتح بھی بہت شاد ہوا کہ حضرت سے یہ بلا دفع ہوئی۔

رحمہ مضی علیہ السلام نے من المعثر باللہ الی عبد اللہ الزبیر ابن المتوکل  
یوم الاثنين لخمس لیل بقین من جمادی الآخرة سنة اربع وخمسين ومائین ۳۴۵ھ  
میں پچیسویں تاریخ ماہ جمادی الثانی کی زمان خلافت معتز باللہ ابن متوکل میں حضرت نے دنیا سے  
رحلت فرمائی، وقال الابن الاخضر والمفيد والطبري مضع عليه السلام في رجب من  
تلك السنة اور ابن اخضر اور شيخ مفيد اور علامہ طبرسی علیہما الرحمہ قائل ہیں کہ ۳۴۵ھ

ماہ رجب میں یہ سانحہ واقع ہوا ہے وقال بعض العلماء سمعہ المعتبر وکان عمرہ اربعین سنۃ  
 الا شہراً اور بعض علماء قائل ہوتے ہیں کہ معتز باللہ نے حضرت کو نہر سے شہید کیا اور سن مبارک کچھ کم  
 چالیس برس کا تھا اور دوسری روایت میں بالیس برس ہیں۔ دفن علیہ السلام نے دارۃ البیرون  
 روم نے شایع ابی احمد الرشید سے اور حضرت اپنے ہی مکان میں جو شہر سامرو میں کوچ ابی احمد رشیدی  
 میں واقع ہے مدفون ہوئے وکان مقام المہادی بسن من رائے عشر سنین وقیل عشرين  
 سنۃ اور حضرت کی مدت اقامت شہر سامرو میں دس برس تھی اور دوسری روایت کے بموجب بیس برس  
 امّا اولادہ فکان لہ ثلثۃ بنین وابنتۃ واحداً اولاد المجاہدین اس جناب کی تین صاحبزادے  
 ہیں اور ایک صاحبزادی: اسماء بنیہ الحسن والحسین وجعفر واسم ابنتہ عالیہ وقیل  
 عائشۃ صاحبزادوں کا نام سق اور حسین اور جعفر ہے اور صاحبزادی کا نام عالیہ اور بعضوں نے  
 کہا ہے کہ عائشہ ہے قال المفید اربعۃ بنین وسمی الرابع محمداً اور شیخ مفید علیہ الرحمۃ قائل  
 ہوئے ہیں کہ چار صاحبزادے تھے چوتھے صاحبزادے کا نام محمد تھا۔

## امام عسکری علیہ السلام

را، رد وثقۃ الاسلام فی الکافی ولد ابو محمد الحسن بن علی علیہما السلام  
 فی شہر رمضان فی نفعۃ آخری نے شہر ربیع الآخر سنۃ اثنتین وثلثین و  
 مائتین۔ امام محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ کے کتاب اصول کافی میں روایت کی ہے کہ جناب امام عسکری  
 علیہ السلام ماہ مبارک رمضان میں متولد ہوئے اور ایک نسخے میں ہے کہ سنۃ ۳۲۰ ہجری ماہ ربیع الآخر میں  
 حضرت پیدا ہوئے اور علامہ طبرسی اور شیخ مفید نے بھی ربیع الآخر کے آٹھویں کو حضرت کا روز ولادت  
 کہا ہے وقبر علیہ السلام یوم الجمعة لثمان لیال خلون من شہر ربیع الاول سنۃ ستین  
 ومائتین۔ وھو ابن ثمان وعشرين سنۃ اور آٹھویں کو ماہ ربیع کے سنۃ ۳۲۰ ہجری میں مجہد کے دن

حضرت نے دارونیا سے انتقال فرمایا اور سن مبارک اٹھائیس برس کا تھا۔ ودفن فی دارۃ فی البیت الذی دفن فیہ ابوہ بستر من رعی اور شہر ستہ من رعی میں اپنے ہی گھر میں جس والاں میں کہ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کا مزار اقدس واقع ہے وہیں حضرت بھی مدفون ہیں۔  
 وَاُمُّہ اُمُّ وَلَدِ یَقَالَ لَهَا حَدِیْثٌ مَا دُرُّ بَزْرُکُوْر جَنَّتْ کِیْ اُمُّ وَلَدٍ یَقِیْنُ اِنْ کَانَ اَمَّ حَدِیْثٌ ہِے وَکَانَتْ مَدَّةَ خِلَافَتِہِ سِتَّ سِنِیْنٍ۔ سب ارشاد شیخ مفید و علامہ طبرسی علیہما الرحمہ  
 حجہ برس حضرت نے خلافت کی۔ و لقبہ الہادی و السراج و العسکری لقب حضرت کا  
 اوی و سراج و عسکری ہے اور کنیت حضرت کی ابو محمد ہے جو کہ امام حسن علیہ السلام کی کنیت تھی  
 و کان علیہ السلام وابوہ و جدہ یعرف کل منہم فی زمانہ بابن الرضا فنام حضرت  
 امام حسن عسکری علیہ السلام اور ان کے پدر بزرگوار اور جیزا مدار اپنے اپنے زمانے میں فوز و رضا کہلائے  
 تھے اور بعض علمائے زکی اور خالص بھی حضرت کا لقب لکھا ہے اور عسکری حضرت کو اس سبب سے  
 کہتے ہیں کہ شرمین رعی کا نام مدینہ عسکری بھی ہے۔ و مات علیہ السلام مسموماً و ستم القتل  
 اکثر ہمارے علما قائل ہیں کہ حضرت زہر و دغا سے شہید ہوئے اور معتد عباسی نے زہر دیا۔

(۲) عن محمد بن یحییٰ بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن عبد اللہ  
 قال دخل البیاسیون علی صالح بن و صیف عند ما حبس اباً محمد بن محمد بن یحییٰ بن  
 روایت ہے کہا اس نے کہ جس زمانہ میں حضرت امام حسن عسکری صالح بن و صیف کے پاس قید تھے  
 ان دنوں ایک جماعت بنی عباس صالح کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ حضرت کو بہت قید شدید  
 میں رکھے تا وہ جناب اذیت میں رہیں فقال لہم صالح و ما اصنع قد و کلت بہر حلب  
 اسو من قدوت علیہ فقد صار من العبادۃ و الصلوۃ و الصیام الی امر عظیم صالح  
 نے ان لوگوں کے جواب میں کہا کہ میں کیا کروں میں نے دوائیے شخصوں کو جو میرے آدمیوں میں سب سے  
 برے تھے انتخاب کر کے حضرت پر مقرر کیا مگر حضرت کی عبادت و کثرت نماز و روزہ دیکھ کر وہ لوگ  
 ٹھنڈے ہو گئے۔ فقلت لہما ینہ فقلالا ما نقول فی رجل یصوم النہار و یقوم اللیل کلمہ  
 لا ینکلم ولا یتشاغل ان کا یہ حال دیکھ کر میں نے ان دونوں سے اس بارہ میں کہا تو انہوں نے  
 جواب دیا کہ ایسے شخص کے بارہ میں تو کیا کہنا ہے جو کہ دن کو روزہ رکھے اور تمام تمام رات نماز میں مشغول

ہے نہ کسی سے بات کرے اور نہ کسی جانب مشغول ہووے، واذا نظرنا اليه ارتعدت فلانفسنا  
 بقدر اخلنا ما لا نعلمه من انفسنا اور جس وقت ہم لوگ حضرت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے  
 ہیں تو ہمارے بدن میں عشرہ پڑ جاتا ہے اور ہمارے دلوں میں ایسی ہیبت سما جاتی ہے کہ ہم از خود ہتھ  
 ہویاتے ہیں۔ فلما سمعوا ذلك انصرفوا خائبين جس وقت بنی عباس نے یہ احوال سنا  
 تو خائب و غاسر دلوں سے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

رحم عن الحسين بن محمد الاشعرى ومحمد بن يحيى وغيرهما قالوا كان احمد  
 بن عبيد الله بن خاقان علم الضياع والخراج بقصر فخرى في مجلسه يوما ذكر  
 العلوية ومناجهم وكان شديد النصب كتاب اصول کافی میں حسین ابن محمد اشعری  
 و محمد بن یحیی وغیرہ سے روایت ہے کہ جس زمانے میں احمد ابن عبید اللہ ضیاع و خراج قم کا عامل تھا ایک  
 روز اسکی مجلس میں سادات علویہ کا اور ان کے مذاہب کا تذکرہ ہوا اور وہ بڑا نا صبی عفا  
 فقال لا رایت ولا عرفت بستر من رای رجلا من العلوية مثل الحسن بن علی بن محمد  
 ابن الرضا في هديه وسكونه وعفافه ونبيله وكرمه عندا هل بيته و  
 بني هاشم وقد بعهم ايا على ذوى السرب منهم والخط وكذلك القواد و  
 الوزير لم وعامة الناس جبهت سادات علوية كما جرحا شروع ہوا احمد با وصف نصب و  
 عداوت کے کہنے لگا کہ شہر ستر میں رہنے میں سادات علویہ میں سے کوئی شخص تمہیں وقار و عظمت  
 کرم میں حسین بن علی کے مثل مجھ کو نظر نہیں آیا کہ تمام بزرگان بنی ہاشم اور وزرائے خلیفہ اور امرا  
 لشکر اور عوام الناس اس غائب کی تعظیم کرتے ہیں اپنا فخر و سعادت جانتے تھے اور اپنے اوپر حضرت  
 کو مقدم رکھتے تھے نا تو قد کنت يوما قائما على امر ابی وهو يوم مجلسه للناس  
 اذ دخل عليه تجاب ابو محمد بن الرضا بالباب فقال بصوت عال اين نواله يا خوي  
 مدني میں اپنے باپ کی پس پشت کھڑا تھا اور وہ دن اسکے دربار کا تھا کہ ناگاہ دربانوں نے آن کر  
 عرض کی کہ اے ابو محمد بن الرضا یعنی امام حسن عسکری دروازے پر منتظر اذن کھڑے ہوئے ہیں یہ  
 سخت ہی میرے باپ نے بہ آواز بلند کہا کہ حضرت کو تشریف لانے دو وقت تجتبت مما سمعت منهم  
 انفسهم جبروا یکنون رجلا على ابی محضرتہ ولم یکن عنده الا خلیفۃ

او دنی عہد او من امر السلطان ان یکنے احمد کہتا ہے کہ دربانوں کی بے ادبی سے مجھے بہت  
 تعجب ہوا کہ انہوں نے خلافت و ستور میرے باپ کے سامنے حضرت کو کینیت یا دیکھا حالانکہ اسکے  
 سامنے سوا خلیفہ یا و امیر یا خلیفہ یا دشمنانے حکم کیا تھا اور کسی کو کینیت سے ذکر نہیں کر سکتے تھے  
 قدخل رجل اسم حسن القامة جمیل الوجه جدید البدن حدیث السنہ <sup>سہیت</sup> له جلالۃ و  
 بس ایک مرد سبز رنگ خوش قامت خوبصورت نازک اندام فوجوان کہ سہیت و جلال اس کے  
 چہرے سے نمایاں تھے داخل ہوا فلما نظر ابی قاسم علیہ السلام علیہ فعل هذا  
 باحد من بنی ہاشم والقوادان کو دیکھا کہ میرے باپ نے خند قدم استقبال کیا اس کے آگے میں  
 نے کہیں کسی بنی ہاشم یا امر کی تعظیم کرتے اُسے نہیں دیکھا تھا فلما دنی منہ عانقہ و قبل  
 وجہہ و صدقہ واخذ بیدہ واجلسہ علی مصلی الذی کان علیہ جب حضرت  
 قریب پہنچے تو میرے باپ نے ان سے معانقہ کیا اور صورت انور اور پیشانی اظہر کے بوسے لیکر ہاتھ  
 کپڑے جس منہ پر آپ بیٹھا تھا حضرت کو بھی اُسی پر بٹھا لیا و جلس الی جنبہ مقبل علیہ  
 وجہہ وجعل بکلمۃ ویفدیه بنفسه وانا متعجب مما ارعٰ منہ اور خود باوب تمام  
 حضرت کی طرف رخ کر کے بیٹھا جب باتیں کرتا تو کہتا تھا خدا ہوں آپ پر سے اے فرزند رسول خدا  
 یہ حال دیکھ دیکھ کے میں زیادہ متعجب ہوتا تھا اذ دخل الحاجب فقال الموق قد جاء وکان  
 الموق اذ دخل علی ابی یقدم حجابہ و خاصۃ فادۃ فقاموا بین مجلس و بین باب اللہ  
 سماطیں لے ان میں داخل و مخرج اس آئینہ دربان نے ان کو عرض کی کہ موق یعنی خلیفہ کا بجائی  
 ہے اور اس کا یہ معمول تھا کہ جب میرے باپ پاس آتا تو اسکے خدمتکار اور ملازمان خاص محفل سمع  
 لے کر تادیب و روانہ و وضعیں باندھ کر کھڑے رہتے تھے جب تک کہ وہ رخصت ہوتا تھا فلم یزل ابی  
 مقبل علی ابی محمد یحدثہ حتی انظر الی غلمان الخاضعة باوجود خبر کے اُس نے کچھ خیال نہ  
 کیا برابر حضرت سے باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ موق کے غلامان خاص کو اس نے اپنی نظر سے دیکھا  
 فقال حیثن اذا نسئت جعلنی اللہ فذاک اس وقت حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ خدائے  
 آپ پر سے خدا کرے اگر آپ کی مرضی ہو تو میں اس سے ملاقات کروں یہ سنکر حضرت نے وہاں سے  
 اٹھنے کا ارادہ کیا فقَالَ لِحَاجَہُ خذوا بہ خلف المسماتین حتی لا یراه هذا یعنی الموق



نظام و قام ابی وعافقہ و صفیٰ اس وقت دربانوں کو حکم کیا کہ حضرت کو دو تو صفوں کے پیچھے سے لے جاؤ کہ موافق کی نگاہ حضرت پر نہ پڑے۔ غرض جب حضرت کھڑے ہوئے تو اُس نے کھڑے ہو کر حضرت سے معاف کیا اور وہ جناب تشریف لے گئے فقلت لجناب ابی و غلمانہ و یلک من هذا الذی کینقوہ و فعل بہ ابی هذا الفعل جب حضرت رخصت ہو گئے تو میں نے دربانوں سے اور غلاموں سے پوچھا کہ وائے تم پر یہ کون شخص تھا جس کو تم نے میرے باپ کے سامنے کینت سے یاد کیا اور اس نے بھی اسکی بہت تعظیم و تکریم کی؛ فقالوا هذا علوی یقال له الحسن بن علی یعرف بابن الرضا فازدوت تعجباً و لمر ازل يوم ذالك فلقاً متفکراً فی امرہ و امر ابی حقیر کان اللیل ان سبہوں نے بیان کیا کہ یہ شخص سادات علویہ سے تھا نام اُس کا حسن ابن علی ہے اور مشہور ابن الرضا ہے یشکر میرا تعجب اور بھی زیادہ ہوا چنانچہ مجھے وہ تمام روز غم و غصے میں بسر ہوا برابر اسی فکر میں رہا کہ میرے باپ نے اس شخص کی کیوں اس قدر تعظیم و تکریم کی یہاں تک کہ دن تمام ہوا اور رات آئی فلما صلی العتہ و جلس جنت فجلست بین یدیه و لیس عندہ احد فقال لی یا احمد لك حاجة فجب میرے باپ نے نماز عشا سے فراغت پائی اسوقت میں جا کر اسکے سامنے بیٹھا وہاں میرے اور اسکے سوا تیس شخص نہ تھا میرے باپ نے مجھ سے پوچھا کہ اے احمد اس وقت تیرے آنے کا کیا سبب ہے کیا کچھ حاجت رکھتا ہے؛ قلت نعم یا ابی فان اذنت سالتک عنها فقال قد اذنت یا بنی فقل ما احببت میں نے عرض کی کہ ہاں اگر اجازت دیجئے تو میں عرض کروں اس نے کہا جریزاجی چاہے سوال کر میں نے اجازت دی؛ قلت یا ابی من الرجا الذی رایتک بالعداء فقلت بہ ما فعلت من الاحلال والكرامة والتجمل و فاعلم بنفسک و ابویک اسوقت میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا جو صبح کو آپ کے پاس آیا تھا اور آپ سے اسکی نہایت تعظیم و تکریم کی یہاں تک کہ ہر بات میں آپ اپنے تئیں اور اپنے باپ اور اُن کو آپ سے فدا کرتے تھے؛ فقال یا بنی ذاك امام الرضا فضا ذاك الحسن بن علی المعروف بابن الرضا فسکت ساعتہ اس نے کہا اے فرزند یہ رافضیوں کے امام ہیں نام ان کا حسن ابن علی ہے اور مشہور ابن الرضا ہیں یہ کہہ کر تھوڑی دیر سکوت کیا؛ فقرا قال یا بنی لو زالت الامامة عن خلفاء بنی العباس ما استحقها احد من بنی ہاشم غیر هذا بعدا کے کہا کہ ا



اچھا کرامت اور خلافت خلفائے بنی عباس سے زائل ہو جائے تو کوئی شخص بنی ہاشم میں سوا  
 اس شخص کے سزاوار اس منصب کا نہیں ہے وَاِنَّ هَذَا لَیَسْتَحِقُّہٗ فِیْ فَضْلِہٖ وَعِفَافِہٖ وَحِلَیَانِہٖ  
 وَزَہْدِہٖ وَعِبَادَتِہٖ وَجَمِیلِ اَخْلَاقِہٖ وَوَلَوَ اَیْتِ اَبَاہٖ رَاٰیْتِہٖ رَجُلًا جَزَاءً  
 بِنَبِیْلًا فَاَضْلًا اَسَلٰی کہ شیخ بہ سبب عفت اور زہد اور کثرت عبادت اور حسن اخلاق اور صلاح  
 تقویٰ کے سببوں سے فضل ہے اور اگر دیکھتا تو ان کے باپ کو تو نہایت صاحب کرم اور بزرگ و  
 فاضل پاتا نہیں نازدوت تلقاً و تفکراً و غیظاً علی ابی و ما سمعت منہ و استرود  
 نے فعلہ قولہ فیہ ما قال یہ باتیں سنکر میں اپنے باپ سے نہایت ناخوش ہوا اور ان  
 سب باتوں میں میں نے اسکو زیادہ سمجھا فلم یسکن لی ہمتۃ بعد ذالک الا السؤال  
 عن خبرہ و البحث عن امرہ جس روز سے میں نے یہ ماجرا سنا برابر حضرت کے انکشاف حال  
 میں مصروف رہتا تھا فاسالت احد من بنی ہاشم والقواد و الکتاب و القضاۃ  
 و الفقہاء و سائر الناس الا وحدثہ عندہ فی غایۃ الاحلال و الاعظام و المحل الرخیص  
 و القول الجلیل و التقدم لہ علی جمیع اہل بیتہ و مثلاً انہم پس میں نے ہر ایک بنی ہاشم  
 اور آراء و لشکرا و دشیمان و قدر اور افضاء اور نقباء اور عوام الناس سے حضرت کے احوال کو  
 کیا سب کے نزدیک حضرت کو مہلیل اور عظیم پایا اور سب نے بالاتفاق یہی بیان کیا کہ اس مرتبے کا  
 اور درجہ ہوں گا کوئی شخص کسی خاندان میں نہیں ہے نہ فظہر قد لا عندہ اذ لہ امر لہ و لیتا  
 ولا عندہ الا و ہو یحس القول فیہ و النشاء علیہ جب میں نے ہر ایک دوست و دشمن کو  
 حضرت کے بیان اوصاف و مکارم اخلاق میں متفق پایا تو میرے نزدیک بھی حضرت کی قدر و منزلت  
 ثابت ہوئی فقال لہ بعض من حضر مجلسہ من الاسعریین یا ابا بکر فیا خبر اخیرہ  
 جعفر قال و من جعفر فی سال عن خبرہ او یقرن بالحسن اس تذکرے میں ایک شخص اشعری  
 نے کہ اسی مجلس میں حاضر تھا پوچھا کہ اے ابوبکر ان کے مجاہد جعفر کا کیا حال تھا احمد نے  
 اس اشعری کے جواب میں کہا کہ جعفر کیا حقیقت رکھتا تھا کہ کوئی شخص اس کے حال کا سوال کرے  
 اس کا یہ رتبہ نہیں ہے کہ حضرت کے نام کے ساتھ اس کا نام لیا جاوے و جعفر معلن الفسق  
 فاجر ماجن شریب للخصم اقل من رایتہ من الرجال و اہتکم لہم لفساد خیف

قلیل مائے نفسہ جعفر ایک شخص ہے کہ علانیہ فتن و فجور کا مرتکب ہوا ہے لوگ اسکو بد کہتے  
 ہیں اس کی پروا نہیں کرتا دائم الخمر ہے ذلیل ترین مردم ہے خفیف العقل ہے انواع ملا ہی بنا  
 کا مرتکب ہوا ہے ولقد اور د السلطان واصحابہ فی وقت وفات الحسن بن علیؑ ما تعجبت  
 منه وما ظننت انہ یسکون ذالک حضرت کی وفات کے وقت خلیفہ نے اور اسکے اصحاب نے  
 ایسی باتیں کیں کہ مجھکو بہت تعجب ہوا اور ہرگز مجھے گمان نہ تھا کہ خلیفہ سے ایسی باتیں صادر ہونگی  
 وذالک انہ لما اعتل بعث الیہ ابن ابی الزناد اعتل فرکب من ساعته  
 مبادر الی دار الخلافۃ یہ حال اسطرح پر ہے کہ جب حضرت علیل ہوئے تو معتد نے میرے پاس  
 پاس کہلا بھیجا کہ ابن الزناد علیل ہوئے ہیں بیستے ہی میرا باپ فوراً سوار ہو کر دار الخلافہ کو روانہ  
 ہوا شمر جمع مستعجلًا ومعہ خمسۃ من خادم امیر المومنین کلہم من ثقاہ و خاصتہ  
 فیہم نحریر بعد اسکے بہت جلد دار الخلافہ سے مراجعت کی اور پانچ شخص اور بھی معتدان و مقرران  
 خلیفہ میں سے اسکے ساتھ تھے ازاں جملہ نحریر خادم تھا جو کہ معتد کا مقرب خاص تھا نام ہر  
 بلزوم دار الحسن و بعث الی نفر من المطہیین نام ہر ہر بلا خلاف الیہ و تعاہدا  
 صبا حاتم و مساء میرے باپ نے ان پانچ شخصوں کو اس جناب کی خدمت کے لئے معین کیا اور کئی  
 طبیبوں کو بلا کر حکم دیا کہ صبح و شام حضرت کے معالجے میں مصروف و سرگرم رہیں و فلما کان  
 بعد ذالک بیومیں الی ثلثۃ اقبلتہ قد ضعف فامر المطہیین بلزوم دارہ  
 و تین دن کے بعد یہ قبر آئی کہ اب حضرت پر بہت ضعف طاری ہوا ہے تو خلیفہ نے حکیموں کو  
 حکم کیا کہ ہر وقت و ہر لحظہ حضرت کی خدمت میں حاضر رہیں و بعث الی قاض القضاۃ فاحضر  
 واجلسہ و امرہ ان یختار من اصحابہ عشرۃ ممن یوثق بہم فی دینہ و امامتہ و دینہ  
 فاحضر ہر فبعث بہم الی دار الحسن و امر ہر بلزومہ لیل و نهارا اور قاضی نقض  
 کو بھی حکم کیا کہ وہ شخصوں کو انچے اصحاب میں سے جو امین و مستدین ہوں انچے ہمراہ لیکر شب  
 روز حضرت کے دولتانے میں حاضر رہے تو میں یہ سب تدبیریں اسلئے کی گئی تھیں کہ لوگ جانتے  
 کہ معتد حضرت سے محبت رکھتا ہے اور زہر دینا ثابت نہ ہو فلم یزالو هناك حتی اتی فی رحمۃ اللہ  
 علیہ و رضوانہ فصارت سر من رائی خجۃ و اعدۃ یہ سب اشخاص حضرت کی خدمت

اقدس میں حاضر رہے یہاں تک کہ اس جناب نے دار فانی سے دار باقی کی طرف رحلت فرمائی جب حضرت کی  
 وفات کی خبر شہر ہرم میں راسے میں مشہر ہوئی تو ایک ہنگامہ مختصر ہوا ہو گیا اور صدائے نوحہ و شیون بلند  
 ہوئی تبعت السلطان الدارۃ من قسٹمھا و نشر حجرھا و ختم علی جمیع ما فیہا یہ سننے  
 ہی معمر نے چند شخصوں کو مامور کیا کہ وہ لوگ فوراً حضرت کے دولہے میں گئے ہر ایک کو ٹھہری اور حجرے میں  
 جا کر پہلے خوب سا تجسس کیا بعد اس کے دروازوں کو منفل کر کے اسباب پر مہریں کر دیں وہ طلبوا  
 اثر ولد و جاد و ہنسار یعرفن المحمل فند خلل الی جاس یہ نیز نطن الیہن اور ان دانیوں کو جو نہایت  
 محل میں ماہر تھیں بلکہ حضرت کی مجلس میں بھیجا وہ سب حضرت کی کنیزوں کے پاس گئیں ان کو دیکھا  
 فذکر بعضہن ان هناك جاریۃ بہا محل فجعلت نے حجرۃ و وصل غریب الخاد مر و  
 اصحابہ و نسوة ثم ہم ایک دایہ نے ان کو کہا کہ فلاں کنیز میں اثر محل آیا جاتا ہے نام اس جاریہ کا یہ  
 تھا تو وہ کنیز ایک حجرے میں بند گئی اور بخیر فادوم اور اسکے اصحاب اور چند عورتیں وہاں پر مقرر کی گئیں  
 ثم اخذوا بعد ذلك تمیثۃ و عطلت الاسواق و رکبت بنو ہاشم والقواد والی و  
 سائر الناس الی جنازۃ بعد اسکے حضرت کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوئے اس دن تمام  
 بازار شہر کے بند ہو گئے تھے اور سب بنی ہاشم اور امرا اور میرا باپ بلکہ تمام وضع و شریف حضرت  
 کے جنازے کے ساتھ حاضر تھے نکانت ستر من رای یومئذ شہا بالقباۃ اس وقت  
 آہ و بکا سے شہر سامرہ میں تباہ تھی فلما فرغوا من تمیثۃ بعث السلطان الی ابی  
 جیسر بن المتوکل فامرہ بالصلوۃ جب غسل و کفن سے فراغت ہوئی اس وقت خلیفہ نے ابو جیسر  
 بن المتوکل کو کہلا بھیجا کہ حضرت کے جنازے پر نماز پڑھی فلما وضعت الجنازۃ للصلوۃ علیہ  
 دفی ابو جیسر منہ نکشف عن وجہہ فعرضہ علی بنی ہاشم من العلویۃ والقباۃ  
 والقواد والکتاب والقضاۃ والمعد لیس جب جنازہ آدس نماز کے لئے زمین پر رکھا گیا  
 ابو جیسر نے حضرت کے روئے اطہر سے کفن اٹھا کے تمام بنی ہاشم علیہ و عباسیہ اور سب امیر و  
 اور مشیون اور فاضیوں کو اوکل اشرف و ایمان کو رکھا و یاد و قال هذا الحسن بن علی بن  
 محمد بن الرضا مات جف الفم علی فرامشہ اور کہا کہ دیکھ لو تم لوگ یہ حسن ابن علی فرزند  
 امام رضا ہیں کہ فرش خواب پر اپنی موت سے وفات کی کسی شخص نے کچھ آسیب و مضران نہیں

سنی باہ حضرت من حضرت من خدام امیر المومنین وثقاتہ فلان و فلان ومن القضاۃ  
 فلان فلان ومن المطہیین فلان و فلان اور ان کی بیاداری میں فلاں شخص اور فلاں شخص کو خلیفہ کو نزدیک  
 معتبر و ثقہ ہیں موجود تھے اور فلاں قاضی اور فلاں عالم اور فلاں طبیب حضرت کی خدمت میں برابر  
 حاضر رہے ثور عظمیٰ وجہہ و امہ نخلہ نخل من وسطہ دایمہ و در فربے البیت الذی دفن فیہ  
 ابوہ جب سب لوگ دیکھ چکے تو روئے اظہر بکفر سے چھپا دیا اور حکم کیا کہ جنازہ اٹھایا جائے پس  
 صحن مکان سے اٹھا کے والان میں لے گئے جہاں حضرت امام علی النقی علیہ السلام مدفون ہیں وہیں حضرت  
 کو بھی دفن کیا فلما دفن اخذ السلطان والناس فی طلب ولدا و کثر التفتیش فی المنازل  
 والذہر و تو قفوا عن قسمہ میراثہ جب حضرت مدفون ہو چکے تو خلیفہ اور اسکے ملازمین حضرت کے  
 فرزند کی تلاش میں مصروف ہوئے اور ہر ایک منزل و مکان میں اس جناب کو ڈھونڈا اور تھوڑی دن  
 تک تقسیم میراث میں توقف کیا ولید بن الذہیر و کثرتا یحفظ الحارثۃ التی توہم علیہا الحمل  
 لا میں جن اب بن بطلان الحمل اور جو لوگ کہ حفاظت جاریہ کے لئے مقرر کئے گئے تھے برابر حفاظت میں مصروف  
 رہے یہاں تک کہ ثابت ہو گیا کہ حمل نہیں ہے فلما بطل الحمل منہم قسم میراثہ میں اُمہ خبیہ  
 جعفر جب بطلان حمل ثابت ہو گیا تو حضرت کے متروکات کو جعفر پر اور حضرت کی ماں پر تقسیم کر دیا و آخر  
 لہ وصیۃ ثبت ذالک عند القاضی والسلطان علی ذالک یطلب اثر ولدہ حضرت کی ماں نے  
 وصیت کا دعویٰ کیا بلکہ قاضی کے نزدیک ثبوت بھی ہوا مگر خلیفہ باوصف اسکے بھی حضرت صاحب الامر  
 کی تلاش میں رہا فجاء جعفر بعد ذالک الی ابی فقال اجعل لی مرتبۃ انی وادخل الیک فی  
 کل سنۃ عشرین الف دینار اسکے بعد جعفر میرے باپ پاس آیا اور کہا کہ اگر تو مجھے میرے بھائی  
 کے منصب پر مہراز کر دے تو اسکے عوض میں میں ہزار و بیار سال بسال میں تجھے دیا کروں گا فرجہ  
 ابی و اسمعہ قال لہا احمق السلطان جرم الاستیف فی الدین زعموا ان اباک و اخاک ائمۃ  
 لیرتدہم عن ذالک فلم یتقیاء لہ ذالک میرے باپ نے جس وقت جعفر سے یہ کلام سنا تو سکو  
 جھڑک دیا اور میں نے اُسے یہ کہتے سنا کہ اے احمق جو لوگ کہتے ہیں باپ اور بھائی کو امام جانتے ہیں  
 ان کے قتل کے لئے خلیفہ ہمیشہ شمشیر برہنہ رہا تاکہ ان کو اس عقیدے سے پھیرے مگر یہ بات خلیفہ کو  
 ممکن نہ ہوئی فان حکمت عند شیعۃ ابیک و اخیک اما ما فلا حاجۃ بک الی السلطان

یَرْثِيكَ مَرَاتِبًا وَلَا غَيْرَ السُّلْطَانِ اِذَا تَوَاصَى بِابٍ اَوْ بَهَائِي كَيْفَ شِئْتُمْ كَيْفَ تَقَابَلُ اِمَامَتِ  
ہے تو اسوقت بادشاہ یا غیر بادشاہ کی کچھ حاجت نہیں ہے کہ تجھے اس مرتبے پر سرفراز کریں۔ وان  
لَمْ تَكُنْ عِنْدَ هَرَمِ هَذِهِ الْمَنْزِلَةِ لَمْ تَذْكُرْهَا بِنَا اَوْ اَرَاكَ تَوَانِ كَيْفَ تَقَابَلُ اِمَامَتِ  
نہیں ہے تو ہماری اعانت سے اس منزلت کو حاصل نہیں کر سکتا۔ واستقلہ الی عند خالک و استغفر  
وامران بحجب عنک اس دن میرے باپ نے اسکو بہت ذلیل و حقیر سمجھا کہ اپنے دربانوں کو حکم کر دیا  
کہ کھڑے آئے نہ دیویں۔

(۴) رَدِّ اِقْبَالِ الْبَهْلُولِ رَايَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ صَبِيٌّ مَعَهُ الْعَبِيدَانِ يَلْعَبُونَ فَنَظَرَ  
اِنَّهُ يَتَحَنَّنُ عَلَيَّ مَا فِي اَيْدِيهِمَا فَقَالَ اشْتَرِي لَكَ مَا تَلْعَبُ بِهِمْ فَقَوْلُ بَنِي كَيْفَ دَن  
کچھ لڑکے کھیل رہے تھے اور حضرت وہاں کھڑے ہوئے۔ تھے بھلول اُدھر سے گذرے اور حضرت کو  
روئے دیکھ کر وہ یہ سب سمجھے کہ سب لڑکوں کے پاس جو کھیلونے ہیں اور حضرت کے پاس کوئی چیز کھیلنے  
کی نہیں ہے اس سبب سے رعد ہے میں یہ خیال کر کے انہوں نے حضرت سے پوچھا کہ تمہارے لئے بھی کوئی  
کھیلنا میں مولے دوں کہ اُس سے تم کھیلو۔ فقال يا قَلِيلُ الْعَقْلُ مَا لِلْعَبْدِ خَلْقُنَا فَقَالَ  
الْبَهْلُولُ فَلَمَّا اِذَا خَلَقْنَا قَالَ لِلْعِلْمِ وَالْعِبَادَةِ فَحَضَرْتُ نَعْنِي فَرَايَا كَيْفَ كَيْفَ عَقْلُ بَنِي كَيْفَ كَيْفَ  
تہیں پیدا کئے گئے ہیں بھلول نے عرض کی کہ پھر ہم کس لئے خلق کئے گئے ہیں حضرت نے ارشاد کیا کہ علم  
عبادت کے لئے فقال له من اين لك ذلك قال من قول الله عز وجل انما خلقناكم  
عِبَادًا وَاَنْتُمْ كَانْتُمْ اِلٰهًا لَا تَرْجِعُونَ بھلول نے سوال کیا کہ کہاں سے آپ ثابت کرتے ہیں  
کہ ہم لوگ علم اور عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں حضرت نے فرمایا کہ قول خدا ہے برتر سے جاب احدی  
قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ کیا تم یہ سمجھے ہو کہ ہم نے تم کو بیکار ہی پیدا کیا ہے اور پھر تم ہمارے پاس  
پیش کر دہیں اؤ کے : ثُمَّ سَأَلَهُ اَنْ يَنْظُرَ فَوَعظَ بِاَمْسَا بَ شَرَحَ الْحُسَيْنِ مَغْشِيًا عَلَيْهِ بَعْدَ اِسْ كَيْفَ  
بھلول نے سوال کیا کہ یا حضرت کچھ وعظ و نصیحت کیجئے حضرت نے حسب التماس کچھ اشعار مضارع  
آمین ارشاد فرمائے اور غش کھا کر گر پڑے۔ فَلَمَّا اِنَّا قَالُ لَهْ بَهْلُولُ مَا نَزَلَ بِكَ دَانَتْ صَغِيرُ  
لَا ذَنْبَ عَلَيَّاتِ جَبْ حَضَرْتُ كَوْغَشْ سَهْ اَفَادَ هُوَا تَوَ بَهْلُولُ نَعْنِي عَرْضُ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ  
آپ تو ابھی صغیر سن ہیں آپ سے کوئی معصیت بھی صادر نہیں ہوئی۔ فقال اليك عَنِّي يَا

بہلول انرا بیت والدتی تو قد النار بالحطب الکبار فلا تضره الا بالنصار واتی  
 اخشی ان اسکون من صفار حطب جهنم حضرت نے فرمایا اے بہلول میں نے اپنی والدہ کو کیا  
 کہ بڑی بڑی لکڑیاں چولھے میں جلاتی تھیں تو وہ نہ جلتی تھیں جب تک چھوٹی چھوٹی جھپٹیاں نہ لگاتی  
 تھیں جب تک آبخ نہ ہوتی تھی مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں میں بھی جہنم کے چھپٹیوں میں نہوں۔

(۱۵) عن جماعة من بني هاشم منهم الحسن بن الحسين القنطيس انهم حضروا يوم توفي  
 علي بن محمد في دمار ابي الحسن عليه السلام وقد سبط له في صحر والناس حوله  
 جلوس فقلوا قد مرنا ان يكون حوله من آل ابي طالب وبنو عباس وقریش مائة  
 وخمسون رجلاً سوى موالیه وسانئ الناس ایک جماعت بنی ہاشم کہ ایک ان میں سے حسن بن  
 حسین قنطیس ہیں ناقل ہیں کہ جس دن جناب امام علی النقی علیہ السلام انتقال فرمائیں گے اُس دن ہم لوگ  
 حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ ایک صحن میں فرش بچھا ہے وہاں حضرت تشریف رکھتے ہیں  
 اور گرد اس جناب کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہم نے اندازہ کیا کہ آل ابی طالب و بنی عباس اور قریش میں  
 سے علاموں اور عوام اتنا س کے علاوہ ڈیڑھ سو آدمی ہوں گے۔ اذ انظر الی الحسن بن علی بعد  
 ساعة من قیامہ وقد جاء مشقوق الجیب ووقف علی یمینہ ونحن لا نعرفه فقال  
 یا بنی احدث لله شکرًا فقد احدث فیث امرا کہ ناگاہ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام  
 چاک کر بیان تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کے دہنی طرف آن کر کھڑے ہوئے ہم لوگ حضرت کو اس  
 وقت نہ پہچانتے تھے تھوڑی دیر کے بعد جناب امام علی النقی علیہ السلام نے اپنے فرزند احمد کی طرف  
 دیکھ کر فرمایا اے فرزند خدائے تعالیٰ کا شکر کر تحقیق اس نے تیرے لئے ایک امر عارض کیا فیکر الحسن  
 واسترجع فقال الحمد لله رب العالمین وایا ۱۰ سال تمام نعمہ یہ سنکر جناب امام حسن عسکری  
 علیہ السلام رونے لگے اور کلمہ انا لله وانا الیه راجعون زبان اقدس پر جاری کیا اور فرمایا شکر ہے  
 پر بعد کا عالم کا اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ اپنی نعمتیں مجھے عطا فرمائے وفسلنا عنه  
 نقیل لنا هذا الحسن بن علی راوی کہتا ہے کہ ہم نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں تو  
 سب نے کہا کہ یہ حضرت کے صاحبزادے حسن عسکری علیہ السلام ہیں۔  
 وقد مرنا له فی ذالک الوقت عشرین سنة ونحوها فیوم من ذی عرفة وعلما اننا انما

الیہ بالامامة فاقامہ مقامہ بر نے حضرت کے سن کا انداز کیا تو بیس برس یا قریب قریب کے حضرت کا سن معلوم ہوا اس دن ہم نے حضرت کو پہچانا اور یہ سمجھے کہ امام علی النقی علیہ السلام نے یہ جو کلمہ فرمایا یہ اشارہ ہے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پر اور حضرت نے اس خیال کی اپنا قائم مقام کیا۔

(۶) عن ابی ہاشم الجعفری قال شعکوت الی ابی محمد الحسن بن علی علیہما السلام الحاجة فحک بسوطہ الارض فاخرج منها سبیکۃ نحو الخمسمائة دینار وقال خذها یا ابا ہاشم واعذرنا ابو ہاشم جعفری کہتا ہے کہ میں نے ایک دن جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت شریف میں اپنے اناس کا حال عرض کیا اس وقت حضرت کے ہاتھ میں ایک کڑا تھا آپ نے اس کڑے سے تھوڑی سی مٹی کرید کے ایک ٹیجا سونے کی کوئی سو دینار بھر کے نکال کر مجھے عطا کی اور فرمایا کہ اسے ابو ہاشم مجھے معاف کر۔

(۷) عن ابی الخمرۃ الخادم قال سمعت ابا محمد علیہ السلام غیر مرۃ یکلم علماہم بلغاتہم وفہم ترک وروم و سقالیۃ فتعجبت من ذالک وقلت ہذا ولد بالمدينة ولم یظہر الا حدیث مضی ابو الحسن ولا رآہ احد فکیف ہذا احدث نفس ذالک ابو حمزہ خادم سے روایت ہے کہتا ہے وہ کہ میں نے بار بار سنا جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کو کہ حضرت اپنے غلاموں سے اکثر انہیں کی زبانوں میں گفتگو کیا کرتے تھے اور ان غلاموں میں بعض ترکی بعض رومی بعض سقلی تھے مجھ کو اس امر سے بہت تعجب ہوا کہ حضرت تو مدینے میں پیدا ہوئے اور جب تک امام علی النقی علیہ السلام زندہ رہے حضرت کو لوگوں سے اتفاق ملاقات و صحبت کا بھی نہیں ہوا یہ زبانیں حضرت نے کس سے سیکھیں یہ باتیں میں اپنے دل میں کرتا تھا فاقبل علی وقال ان الله عز وجل اسمع بین حجۃ من سائر خلقہ واعطاه معرفۃ کل شیء وهو یعرف اللغات و الاسباب والحوادث ولولا ذالک لم یصن بین الحجۃ والحجوج فرقاً ابو حمزہ کہتا ہے کہ حضرت نے میرے قریب آن کر فرمایا کہ جناب اقدس الہی نے اپنی محبت کو تمام مخلوقات سے ممتاز کیا ہے اور اسکو ہر چیز کی معرفت عطا کی یعنی اماموں کو اور وہ سب زبانوں کو جانتا ہے اور جو اسباب و حوادث کہ عالم میں ہوتے ہیں اس سے بھی آگاہ ہے اور ایسا ہوتا تو محبت خدا میں اور سب لوگوں میں



کیا فرق ہوتا؟

(۸) شیخ شہاب الدین قلیزونی نے کتاب غرائب و عجائب میں جہاں اور اپنے ہم مذہب صوفیوں کے خوارقِ عادات و کرامات لکھے ہیں وہاں ایک روایت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بھی لکھی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ المہنت بھی اگرچہ حضرت کو توجہ اللہ نہ پہنچیں لیکن اولیاء اللہ میں شمار کرتے ہیں۔ چنانچہ کتاب مذکور میں مسطور ہے کہ متوکل نے ایک مرتبہ حضرت حسن عسکری رضی اللہ عنہ کو قید کر لیا تو بڑا قید ڈرا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ تمام اہل اسلام نے صحرا میں جا جا کر بارش کے لئے تین دن تک نماز پڑھی اور دُعا کی مگر مینہ نہ برس آیا آخر کو متوکل نے حکم کیا کہ اب مسلمانوں کے ساتھ یہود و نصاریٰ بھی شریک ہو کر دُعا کے لئے صحرائیں جانیں ان لوگوں کے ساتھ ایک راہب بھی ان کے یہاں کا صحرائیں کیا اور تمام خلائق نے دیکھا کہ جب اس نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے فوراً بر آیا اور مینہ برسا اور دُعا کے دن بھی تمام خلقت مسلمان و یہود و نصاریٰ دُعا کے لئے صحرائیں گئے اور یہی دیکھا کہ جس وقت اس راہب نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے فوراً بر گیا اور مینہ برسنے لگا اس ماجرے سے ایک فسادِ عظیم لوگوں کے عقیدہ میں پیدا ہوا اور اسلام کی طرف سے بدظن و بد اعتقاد ہو گئے اور بعض لوگ تو مزید ہو گئے متوکل نیز بے شک جیسا کہ ہو گیا اور حضرت حسن عسکری علیہ السلام کو قید خانہ میں سے طلب کیا اور کہا کہ یا حسن! ادرک اُمّۃ جدّ کے یعنی یا حضرت اپنے نانا کی اُمت کی خبر لیجئے کہ لوگ گمراہ ہوئے جاتے ہیں یسّنے حضرت نے فرمایا: مہم بہا لخرج غذا و یزول الا مشکال انشاء اللہ یعنی کل بھی ان لوگوں کو دُعا کے لئے بھیج انشاء اللہ سب کے شبہ دفع ہو جائیں گے اُس روز حضرت بھی تشریف لے گئے اور جب اُس راہب نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ابر چھایا تو حضرت نے حکم کیا کہ جا کر اسکا ہاتھ پکڑ لیں اور حسب ارشاد لوگوں نے راہب کا ہاتھ جلدی سے پکڑ لیا تو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک ہڈی ہے جب وہ ہڈی اُس سے لے لی گئی تو پھر اس کو دُعا کے لئے مسک کیا گیا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر توبہ بھٹ گیا اور دُعا پکڑ لی اُمّی متوکل نے جب حضرت سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کسی نبی کی ہڈی ہے کہ اس کے ہاتھ لگا گئی تھی بعد اس واقعہ کے متوکل نے حضرت کو رہا کر دیا اور پھر مرتے دم تک حضرت کی تعظیم و تکریم کرتا رہا۔

(۹) شیخ قلیزونی نے باوجود تعصب کے کتاب غرائب و عجائب میں ایک معجزہ حامی اسلام خلیفہ



رسول نام امام حسن عسکری علیہ السلام کا کہنا ہے کہ ایک عورت نے متوکل عباسی کے سامنے اپنے سیدہ ہونے کا دعویٰ کیا تو متوکل نے حضرت کو بللا کر اس بات کی تحقیق کیا ہی آپ نے فرمایا ان اللہ حرم علی السباع ان تاكل اولاد الحیثین فالقوا لها فان لم تاكلها فهي صارقة یعنی خداوند عالم نے اولاد حنینین علیہما السلام کا گوشت و درندہ پر حرام کیا ہے اس عورت کو درندوں کے آگے ڈال دو اگر وہ اُسے نہ کھائیں تو وہ عورت سچی ہے جب یہ مضمون متوکل نے اس عورت کے آگے بیان کیا اس نے ڈر کے مارے قبول دیا کہ میں جھوٹ کہتی تھی بعد اُس کے بعض امرا نے جو حضرت سے عداوت رکھتے تھے متوکل کو مشورہ دیا کہ خود حضرت عسکریؑ بھی تو اولاد حنینین میں سے ہیں ان کو درندوں کے آگے ڈال کر اس بات کا امتحان کرنا چاہیے چنانچہ اس مشورے کے بموجب متوکل نے اپنے مکان کے صحن میں تین درندہ جانور شلو کر پھوڑ دیئے اور آپ کو ٹپے پر ایک کمرہ میں جا کر بیٹھا اور حضرت کو بلوایا جب حضرت تشریف لائے تو دربانوں نے حضرت کو صحن میں کر کے جلدی سے ڈیڑھ می کا چھانک بند کر دیا:

متوکل اور پر سے دیکھ رہا تھا کہ جو نہی حضرت کو ان جانوروں نے دیکھا بے اختیار دوڑ کر قدموں سے منہ لٹے لگے اور گرد پھرنے لگے اور حضرت نے دست مبارک اُن کی پیٹھ پر پھیرا بعد اسکے کو ٹپے پر چڑھے چلے گئے خلیفہ نے بہت تعظیم سے حضرت کو اپنے پاس ٹھمایا اور دو چار باتیں کر کے حضرت رخصت ہو پھر اس کے رفقاء نے کہا کہ تجھے بھی تو سیاحت کا دعویٰ ہے تجھ کو درندہ کچھ گزند پہنچائیں گے تو اس نے جواب دیا کہ کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں ہلاک ہو جاؤں اور بعد اسکے سب کو تاکید منع کروا کہ اس واقعہ کا ذکر کہیں نہ کریں تاکہ امام حسن عسکری علیہ السلام کا اعتقاد لوگوں کو نہ ہو جائے:

(۱۰) حدث ابوہاشم داؤد ابن القسم قال کنت فی المجلس فی الجوسق الا حمرنا والحسن بن محمد الحقیقی ومحمد بن ابراہیم العمری فلان فلان اذ دخل علینا ابوہاشم الحسن فحفظنا بہ وکان المتولی لجلسہ صالح بن وصدیقہ وکان معنا فی المجلس رجلٌ جهمیٌّ اَنَّهُ علوے قال فالتفت ابوہاشم فقال لولان فیدہم رجلٌ ندیر منک کلا علیہم منی الفرج عنک وادخل الی جهمی ان یخرج فخرج بیان ابوہاشم داؤد ابن قسم نے کہ میں قید تھا اس قید خانہ میں جو قصر جوہر بنی احمر میں واقع تھا میرے مقید ہونے بنایا ہے اور حسن بن محمد عسکری و محمد بن ابراہیم عمری اور فلان نے فلان شخص بھی میرے ساتھ قید تھے ناگاہ حضرت امام حسن عسکری

علیہ السلام تشریف لائے ہم سہوں نے حضرت کو کہہ لیا اور صالح بن وصیف حضرت پر معین تھا اور ہم لوگوں  
 کے ساتھ ایک شخص بھی تھا کہ اپنے تئیں علوی قرار دیتا تھا حضرت نے فرمایا کہ اگر تمہارے ساتھ یہ شخص کچھ  
 تم میں سے نہیں ہے نہ وہ نہ تو میں تم کو خبر دیتا کہ تم لوگوں کو راحت کب حاصل ہوگی! بعد اسکے اس عجمی سے  
 اشارہ فرمایا کہ تو باہر جا حضرت کے حکم سے وہ شخص باہر چلا گیا فقال ابو محمد ہذا رجل نکلیس منکم  
 فاحذروہ فانہ فی شباب قصہ قد کتبھا الی السلطان خبرہ بما تقولون فیہ فقال  
 بعضهم نفقش ثیابہ فوجدنا القصصہ یدکرنا فیہا بکلی عظیمۃ وہ باہر گیا تو حضرت نے  
 فرمایا کہ یہ شخص تم میں سے نہیں بلکہ جانتے ہیں کہ تم لوگ جو بائیں کرتے ہو یہ شخص خلیفہ کو لکھ بھیجتا ہے  
 اس سے دے رہے ہیں یا پھر اسکے کپڑوں میں ایک رقعہ ہے کہ اس میں تمہاری برائیاں لکھی ہیں حضرت سے یہ سنکر  
 بعض شخص اٹھے اور اسکے کپڑوں کو دیکھا تو اس میں ایک رقعہ نکلا کہ ہم لوگوں کی برائیوں سے بھرا ہوا تھا  
 وکان الحسن بصیرفاذا افطر اکلنا مہ من طعام کان یجملہ غلامہ الیہ فی جونہ محتوۃ  
 وکنت اصور مہ اس قید خانے میں حضرت روزے رکھتے تھے ابو ہاشم کہتا ہے کہ میں بھی حضرت  
 کے ساتھ روزے رکھتا تھا وقت افطار حضرت کا غلام ایک ظرف میں کھانا لاتا تھا کہ وہ سر پہرہ پہنچاتا  
 اس کھانے میں میں بھی حضرت کا شریک ہوتا تھا فلما کان ذات یوم ضعفنا فافطرت فی  
 بیت اخر ملے لکھ کر وما شعرہ واللہ فی احد ثمر جنت فجلست معہ فقال لغلامہ اطعم  
 اباہا شمر تسکینا فانہ مفطرنا ایک دن مجھے بہت ضعف تھا اس وجہ سے روزے کی تاب  
 لا سکا ایک دوسرے مکان میں جا کر ایک سوکھی ہوئی روٹی کھالی شمر بخدا کہ میرے روزہ توڑنے سے  
 کوئی شخص آگاہ نہ تھا بعد اسکے میں جب کہ حضرت کے پاس بیٹھا تو آپ نے غلام سے فرمایا کہ ابو ہاشم کو  
 کچھ کھانا کھلا دے کہ وہ روزے سے نہیں فقیست فقال ہا یضحک یا اباہا شمر اذا  
 اردت القوة فکل الخمر فان الکک لا قوۃ فیہا فقلت صدق اللہ ورسولہ  
 وانتم ابو ہاشم کہتا ہے کہ جب حضرت نے اپنے غلام سے اس طریقہ ارشاد کیا تو میں مسکینے لگا حضرت  
 نے فرمایا کہ لے ابو ہاشم نہیں کیوں آئی اگر تو پتا ہے کہ قوت ہو تو گوشت کھا سوکھی روٹی میں کچھ  
 قوت نہیں ہے میں نے عرض کی کہ سچا ہے خدائے پاک اور اس کا رسول اور آپ لوگ راستگو ہیں  
 فقال الی افطر ثلثا فان المنة لا ینزع اذا نهمکما الصوم فی اقل من ثلاث پھر فرمایا

مجھ سے کہ تو تین دن روزہ نہ رکھ کہ جب روزے رکھنے سے آدمی کو ضعف ہو جاتا ہے تو بے تین دن کے طاقت عود نہیں کرتی ہے فلما کان فی یوم الذی عزاہ اللہ ان یفرج عنہ جابرۃ العلام فقال یا سیدہ ارحل تطویرک فقال ارحل وما حسب انما کل منہ فحل الغلام الطعام انظر واطل عنہ عنہ العصر وهو صائم وقال کلو اہنا کبر اللہ ربہ وہ دن آیا کہ خدا نے پاپا کو حضرت قید سے رہا ہوں اُس دن غلام نے پوچھا کہ یا حضرت تمام کے لئے کھانا حاضر کروں حضرت نے فرمایا کہ لا لک گر کیا ان نہیں ہے کہ وہ کھانا میں کھاؤں گا بس غلام نے قریب وقت ظہر پہنچا لا لک حاضر کیا اور حضرت افطار کے پہلے یعنی وقت عصر قید سے رہا ہوئے چلتے وقت ہم لوگوں سے فرمایا یہ کھانا تم لوگ کھاؤ اور تم کو کھانا ہو وکان مرضۃ الذی ترقی فیہ اڈل شہر بیع الاول سنہ ستیس۔ وما بین وقت فی علیہ اسلام یوم الجمعة ثمان خلون من هذا الشهر حضرت بیع الاول کی پہلی کو سنہ ہجری میں مبتلائے مرض اللہ ہوئے اور آٹھویں کو اسی چھینے کے وارنما سے عالم بقا کے طرٹ رحلت فرما ئی۔ وخلف ولداً الحجۃ القاتل المنتظر لدلۃ الحق وکان قد اخفى مولداً لشدۃ طلب سلطان الوقت له وبتھاذا نے البعث عند رعن امرہ فلم یذکرا الخواصر من شیعۃ بعد اُس جناب کے حجت خدا حضرت سیدنا حبیب وارتان اس جناب کے قائم مقام اور امام بحق ہیں مومنین جو یکہ خلیفہ وقت کو اجارہ احادیث سے معلوم تھا کہ بارہویں امام ملک شرق و غرب عالم ہوں گے اور زانے کو کفر وفاق سے پاک کریں گے اور دنیا میں کوئی ظالم و جابر باقی نہ رہے گا کہ حضرت کی تیغ آبدار سے داخل جہنم نہواں اس جہت سے وہ ہمیشہ حضرت کی لاد کا شفیع اور جہاد رہتا تھا اس خیال سے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے حضرت کی ولادت کو بہت مخفی رکھا اور سوا چند دوستان خالص کے اور لوگ حضرت کی زیارت سے شرف نہوئے۔

## امام صاحب الزمان

(۱) فی الکافی نے باب مولد صاحب الزمان ولد علیہ السلام النصف من شعبان سنہ خمس و خمسین۔ وما یتن کتاب کانی میں منقول ہے کہ سنہ ہجری نیمہ شعبان میں بادشاہ دین پناہ ملائکت

سپاہ ظل سبحان خلیفۃ الرحمن جگر بند رسولؐ کو زخمی متعل صاحب العصر علیہ الصلوٰۃ والسلامؑ  
و مجمل اللہ فرج پیدا ہوئے محمد بن یعقوب کلینیؒ و محمد بن بابویہ قمیؒ و شیخ ابو جعفر طوسیؒ و سید مرتضیٰؒ وغیرہ  
علیہم الرحمہ نے حضرت حکیمہ خاتون عثمہ صاحبہ الامر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت ختمہ کردہ ناف  
بریدہ پیدا ہوئے اور پیدا ہونے ہی قبلہ کی طرف سجدہ کیا اور کلمہ کی وہ انگلیاں اٹھا کر فرمایا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ وان جدی رسول اللہ وان ابی امیر المؤمنین اسیرطرح سے تمام ائمہ کا  
نام لیا اور شہادت ادا کی بعد اسکے فرمایا کہ خداوند امیر سے وعدہ کو وفا کر اور میری خلافت کو چھوڑ کر اور  
میرے قدم کو استوار کر اور میرے ہاتھوں زمین کو عمل و داد سے بھر دے اور حضرت کے دہنے بازو پر  
لکھا ہوا تھا کہ جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا یعنی حق موجود ہوا اور باطل نابود  
ہوا بلاشبہ باطل نیست و نابود ہونے والا ہے اور ائمہ کی طرح حضرت کی تاریخ ولادت میں بھی  
اختلاف ہے مگر یہی تاریخ جو صاحب کافی نے لکھی ہے معتبر و مختار ہے۔

آخوند مجلسی علیہ الرحمہ حق یقین میں فرماتے ہیں کہ کتب معتبرہ شیعہ میں ہزار حدیثوں سے زیادہ  
اس مضمون کی ہیں جن میں حضرت صاحب کی ولادت و غیبت و امامت کا بیان ہے اور بہت سے مخالفین  
مثل صاحب فصول مہمہ و مطالب السؤل و شواہد النبوة و ابن خلکان وغیرہ نے بھی حضرت کی ولادت کا  
حال اکثر ایسی ہی خصوصیات کے ساتھ جیسا کہ کتب شیعہ میں ہے تحریر کیا ہے اور حضرت ابراہیمؑ حضرت  
موسیٰ علیہما السلام کی طرح حضرت کی ولادت بھی معاذین سے پوشیدہ رہی مگر ابوالقاسم و لقب  
بالخلف العتال و الحجۃ المنتظر و القاسم و المہدی و صاحب الزمان ابوالقاسم حضرت کی کنیت ہے  
اور خلف صالح و حجۃ و منتظر و قائم و مہدی و صاحب زمان حضرت کے القاب ہیں۔

و علیہ اللہ الحکمة و فصل الخطاب فی الطفولیۃ کما اتاہا بچ و جعلہ اما ماً فی المہد  
کما جعل عیسیٰ نبیاً جناب احادیث نے کم سنی میں حضرت کو علم و حکمت اور امتیاز حق و باطل تعلیم کیا جس  
طرح حضرت یحییٰؑ کو پیچھے میں ان سب اوروں سے ماہر کیا تھا اور گہوارے ہی میں حضرت کو امام بنا دیا جس طرح  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا کی تھی اس سبب سے کہ جب امام حسن عسکری علیہ السلام نے دارو دنیا  
سے بلوغ و رفوان کی طرف انتقال فرمایا تو حضرت کا سن دو برس کا تھا۔

اور ایک روایت کی بنا پر چار برس اور ایک قول کے بنابر پانچ برس کا تھا اور ما درگرا می حضرت کی ام و

حقیق ملک روم کی شاہزادی تھیں ان کے نام میں اختلاف ہے مگر مشہور زوجہ بنت اور غنیمت صفیہ کا زمانہ آخوند  
 علیہ الرحمہ نے سچ بہت برس کہا ہے اس زمانے میں حضرت نے نائب اور سفیر بہت سے بھیجے کہ لوگوں کی بنیادیں  
 اور مال خمس امام علیہ السلام تک پہنچانے تھے اور حضرت کے حکم سے فقراء مساکین شیعہ کو اس میں سے وظیفہ دیا  
 کرتے تھے ان سب سفیروں کے ہاتھ سے معجزات عظیم ظاہر ہوئے ہیں چنانچہ حضرت نے جو بہت مشہور معروف  
 ہیں پہلے ان میں عثمان بن سعید علیہ الرحمہ ہیں کہ امام ہادی و امام عسکری علیہما السلام نے ان کے عادل  
 امین ہونے کی تصریح فرمادی ہے ان کے بعد ان کے فرزند ابو جعفر محمد علیہ الرحمہ تھے سفارت سے شرف  
 ہوئے ان کے بعد ابو القاسم حسین ابن روح علیہ الرحمہ قائم مقام ہوئے ان کے بعد شیخ جلیل  
 علی بن محمد سمر علیہ الرحمہ نائب و سفیر امام عصرؑ رہے ان بزرگوں نے نیمہ سنجاب ۲۹۰ سالہ ہجری میں جوار  
 رحمت کی طرٹ انتقال کیا اور اسی سال ائمہ علماء مثل ثقہ الاسلام محمد بن یعقوبؑ علیہ الرحمہ اور رئیس المحدثین  
 علی ابن بابویہ علیہ الرحمہ رحمت حق سے ملحق ہونے اور غنیمت کیلئے شہ و مع ہو گئے۔

(۳) علی بن محمد جعفر بن محمد السکونی عن جعفر بن محمد المکفوف عن عمر ولا ہوازی قال  
 الذانی ابو محمد ابنتہ کتاب کافی میں عمر و ابوہازی سے روایت ہے کہ حضرت حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے  
 فرزند کو مجھے دکھایا و قال هذا صاحبہم من بعدی اور فرمایا کہ میرے بعد یہ تمہارا امام ہے اور محمد بن  
 اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام جو کہ عراق میں تمام بنی فاطمہ سے مسن تھے بیان کرتے ہیں  
 رايتہ من المسجدين و ہر غلام یعنی صاحب العصر علیہ السلام کو میں نے دونوں مسجدوں کے درمیان  
 میں دیکھا تھا۔ اور وہ لڑکے سے تھے اور فتح نے کہا ہے کہ سمعت ابا علی ابن مطہر یذکر انہ قد راوا و  
 لہ قدہ یعنی ابو علی بن مطہر کو میں نے ذکر کرتے سنا کہ انہوں نے حضرت کو دیکھا تھا اور حضرت کا قد بیان  
 کیا کہ اس قدر تھا اور ابو عبد اللہ بن صالح سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت کو سنگ اسود کو پاس  
 دیکھا تھا آدھ ابن اورس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: رايتہ علیہ السلام  
 بعد منیٰ ابی محمد حلیس الوقیع و قبلت یدہ و لاسہ یعنی بعد انتقال حسن عسکری علیہ السلام کے میں  
 نے حضرت صاحب علیہ السلام کو دیکھا جن دونوں میں کہ حضرت نے کچھ قد نکالا تھا اور میں نے ان کے دست پا  
 اٹھ کر چومے اور پیشانی انور کا بوسہ دیا۔

اور حقیقین میں مذکور ہے کہ شیخ صدوق محمد بن بابویہ علیہ الرحمہ نے سند صحیح امین سنی سے روایت کی

ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور یہ پوچھنے کو تھا کہ آپ کے بعد تم کو ن ہوگا، حضرت نے سوال کرنے سے پہلے ہی فرمایا کہ اے احمد پیدائش آدم سے آج تک حقائق نے زمین کو عجب سے خالی نہیں رکھا، اور نہ قیامت تک کبھی خالی رکھیں گے، حجت خدا کے سبب سے اہل زمین سے بلائیں دفع ہوتی ہیں اور اس کی برکت آسمان پانی پر سنا ہے اور زمین سے نعمتیں اُگتی ہیں، میں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ آپ کے بعد امام و خلیفہ کون ہوگا یہ سنکر حضرت حرم سر میں تشریف لے گئے، اور ایک چاند سے لڑکے کو دوش مبارک پر لئے ہوئے باہر آئے کہ کوئی تین برس کی عمر معلوم ہوتی تھی اور فرمایا کہ میرے بعد یہ امام ہے اور اگر تو خدا و ائمہ ہدئے کے نزدیک محترم نہ ہوتا تو میں تجھے نہ دکھاتا اس فرزند کا نام و کنیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی نام و کنیت سے موافق ہے یہ زمین کو عدل سے بھر دے گا جبکہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی اے احمد اس اُمت میں اسکا وہ ہائی ہے جو خضر و ذوالقرنین کی جتنی قسم بخدا کہ یہ غائب ہو جائے گا اسکی ہیبت میں ہلاکت و گمراہی سے وہی بچ سکتا ہے جسکے دل کو خدا اسکی امامت پر ثابت رکھے اور اسکے لئے دُعائے کبشائش کی توفیق دے الی آخر الحدیث

آداب احوال دین سے روایت کی ہے کہ جس روز جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے انتقال کیا میں نے دیکھا کہ جعفر کذاب ڈیوڑھی میں بیٹھا ہے شیعہ اسکے گرد جمع ہیں اور بھائی کے رنے کا پرہیز اور اسکے نام ہونے کی مبارکباد دے رہے ہیں یہم دیکھ کر میں نے دل میں کہا کہ یہ فاسق کب امامت کی قابلیت رکھتا ہے کیونکہ میں اسے پہلے سے جانتا تھا کہ وہ شراب پیتا تھا اور جوا کھیتا تھا اور لہووز جاتا تھا تھوڑی دیر بعد خادم نے آکر کہا کہ آپ کے بھائی کو کفن پہنا چکے چکر نماز پڑھئے یہ سنکر جعفر اٹھا اور اسکے ساتھ ساتھ سب شیعہ بھی نماز کے لئے اُٹھے اور جعفر سب کے آگے کھڑا ہوا ناگاہ ایک چاند سا لڑکا گندم گوں پیچیدہ ٹوکشاوہ دندان بھل آیا، اور جعفر کو پیچھے ہٹا کر کہا اے عمو میں اپنے باپ پر نماز پڑھنے کا نرم سو زیادہ مستحق ہوں، اور آگے کھڑے ہو کر اس طفل نے نماز پڑھی نماز کے بعد ماہر نے تمام محبت کے لئے باہر جعفر سے آکر پوچھا کہ یہ لڑکا کون تھا تو جعفر نے کہا کہ وہ اللہ میں نے اس لڑکے کو نہیں دیکھا تھا اور اسے نہیں پہچانتا، انتہی ملخصاً

رحمہم اللہ، علی بن محمد بن علی بن قیس عن بعض جلا و نرۃ السواد قال شہدت سیما انفاہ من برائے و قد کسر باب الدار کافی میں علی بن قیس براوندی سے روایت ہے کہ خلیفہ

کے لشکر کا ایک سپاہی کہتا تھا کہ میرے سامنے یہاں جو کہ خلیفہ کا غلام تھا ستر من رائے میں جا کر امام  
 حسن عسکری علیہ السلام کے مکان کا دروازہ توڑ ڈالا، فخر ج علیہ و جیدہ طبر زین فقال لا ما  
 تصنع فی دارہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام طبر زین ہاتھ میں لئے ہوئے نکل آئے اور فرمایا گھر سے  
 نکلے کیا کام ہے فقال سیما ان جعفر از عمران ابائک مضی ولا ولد له فان کانت دارک فقد  
 انصرفت عنک سیما نے عرض کی کہ جعفر کذاب تو اس زعم میں ہے کہ آپ کے پردہ بزرگ ماریے کوئی فرزند نہیں  
 چھوڑا اگر گھر آپ کا ہے تو میں پٹے جاتا ہوں، خرج عن الذاریہ کہہ کر سیما دو لٹرائے امام زمان سے باہر آیا  
 قال علی ابن مسر فخرج علینا خادما من خد مللنا من هذا الخبیر علی بن قیس کہتے  
 ہیں کہ اس مکان کے خادموں میں سے ایک خادم ہمارے پاس آیا تو ہم نے اُس سے وہی چیز جو کہ سپاہی  
 سے سنی تھی دریافت کرنا چاہی فقال لومن حدثنا بهذا خادم نے مجھ سے پوچھا کہ آپ سے  
 یہ خبر کس نے بیان کی فقلت له حدثنی بعض جلا وثرۃ السواد میں نے جواب دیا کہ مجھ سے خلیفہ کے  
 ایک سپاہی نے بیان کی فقال لا یحکاد یخفی علی الناس شیء یشکروہ کہنے لگا کہ کئی بات ایسی  
 نہیں کہ لوگوں سے چھپ کے یعنی باوجودیکہ خلیفہ وقت ایسی خبروں کو چھپانا چاہتا ہے مگر پھر بھی نہیں  
 چھپ سکتیں اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ سے ایک روایت اخوند مجلسی نے حق الیقین میں لکھی ہے جس کا  
 خلاصہ یہ ہے کہ رشتیق کہتا ہے کہ معتضد عباسی نے دو شخص میرے ساتھ کر کے سامرہ میں بھیجا کہ امام حسن عسکری  
 علیہ السلام کے مکان میں جا کر دیکھو جو شخص ہو اس کا سر میرے پاس لے آؤ جب ہم لوگ سامرہ میں پہنچ کر  
 مکان کے اندر داخل ہوئے مجرہ کا پردہ اٹھایا تو اسکے اندر ایک دریا نظر آیا اور دیکھا کہ مجرہ کے ادھر اُسی دریا  
 پر ایک بویا بچھا ہے اُس پر ایک بزرگوار مشغول نماز ہیں، احمد ابن عبد اللہ نے اندر جانے کے لئے پاؤں  
 بڑھایا قریب تھا کہ ڈوب جائے اُسکو مضطرب دیکھ کر میں نے ہاتھ بڑھا کر کھینچ لیا، باہر آتے ہی وہ بہوش  
 ہو گیا مٹھوئی دیر بعد جب اُسے افاتہ ہوا تو دوسرے شخص نے اندر جانے کا ارادہ کیا اسپر بھی یہی ماجرا  
 گذریا حال دیکھ کر میں نے بہت کچھ محذرت اور توہیدی مگر حضرت کچھ متوجہ نہ ہوئے اور ہم لوگ مخالف  
 دہر ساں لیٹ کر رات کے وقت معتضد کے پاس پہنچے اور سارا حال بیان کیا کہتے لگا کہ یہ کیفیت کسی  
 سے تو تم نے نہیں بیان کی ہم لوگوں نے کہا کہ نہیں اسپر شدید غلیظ قسید لکھا کر کہنے لگا کہ اگر میں فرماتا  
 کہ تم نے کسی سے ایک حرف بھی بیان کیا تو تم سب کی گردن ماروں گا اور جب تک معتضد زندہ رہا

ہم کسی سے یہ حال نہ بیان کر سکے۔

آدربروایت ابن بابویہ علیہ الرحمہ محمد ابن عبداللہ کوفی نے اُن لوگوں کا شمار کیا ہے کہ جو حضرت کی دیارت سے مشرف ہو چکے ہیں یا حضرت کا کوئی معجزہ دیکھ چکے ہیں یہ روایت اور ان لوگوں کے نام نشان بتفصیل جن التیقین میں مذکور ہیں مختلف شہروں کے سب لوگ ہیں ثقہ و معتمد شمار میں ساتھ آدمیوں سے زیادہ زیادہ کہ کتب معجزات میں جو لوگ مذکور ہیں وہ ستر سے زیادہ ہیں۔

(۴) شیخ طوسی رحمۃ اللہ نے اور اور محدثین نے روایت کی ہے کہ رئیس المحدثین علی بن بابویہ قمی رح نے حسین ابن روح علیہ الرحمہ کے ہاتھ ایک عرض حضرت صاحب الامر علیہ السلام کو بھیجی کہ حضرت میرے لئے دعا کریں کہ حق تعالیٰ کوئی فرزند مجھے عطا فرماوے۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ میں نے تیرے لئے دعا کی حق تعالیٰ بہت جلد تجھے دو فرزند سعادتمند عطا کرے گا۔ اس کے بعد خداوند عالم نے ایک کثیر کے بطن سے علی بن بابویہ کو دو فرزند عطا کئے ایک شیخ صدوق محمد ابن بابویہ جن کی تصنیفات میں سے کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مشہور ہے یہ ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے کہ میں امام زمان کی دعا سے پیدا ہوا ہوں اور ان کے اساتذہ ان کے وصف میں کہا کرتے تھے کہ جو امام زمان کی دعا سے پیدا ہو وہ کھوں نہ ایسا ہو اور دوسرے فرزند کا نام حسین ہے کہ ان کی نسل میں بہت سے محدث اور فاضل پیدا ہوئے۔

آدربن قولیہ اسناد شیخ مفید علیہما الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فرقة اسمعیلیہ کے لوگ کعبہ سے سنگ اسود اٹھا لائے تھے اور مسجد کوفہ میں لا کر اسے نصب کیا تھا بعد اسکے جس نے ان میں لوگوں نے چاہا کہ سنگ اسود کو پھر کعبہ میں لیجا کر نصب کریں تو میں نے صاحب الامر علیہ السلام کے شوق زیارت میں حج کا ارادہ کیا خود نکلا حدیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ سنگ اسود کو معصوم کے سوا کوئی اور نہیں نصب کر سکتا جب میں بغداد میں پہنچا تو مرض شدید مجھے عارض ہوا کہ خود میں حج کو جانہ سکا اور ابن ہشام کو اپنا نائب کیا اور حضرت کی خدمت میں ایک عرضی سر بہرہ بن ہشام کے ہاتھ روانہ کی اور میں نے ان سے بس یہ کہدیا کہ تمہارا تھے ہی کے لئے بھیجا ہوں کہ جو شخص سنگ اسود کو نصب کرے اس کے ہاتھ میں یہ رقعہ دیکر جواب لے لینا اور مضمون عرفیہ یہ تھا کہ یا حضرت مجھے اس مرض سے نجات ہوگی یا نہیں اور میری زندگی کس قدر ہے تو ابن ہشام کہتے ہیں کہ مکہ مشرفہ میں پہنچ کر خانہ کعبہ کے خادموں کو میں نے کچھ دیا کہ جن وقت سنگ اسود نصب ہونے لگے تو مجھ کو قریب کھڑا



رہتے دیں چنانچہ جس دن سنگ اسود نصیب ہوئے لگا فلام کہہ نے میری اعانت کی میں نے دیکھا کہ تو کوئی سنگ اسود کو نصیب کرنا ہے وہ اپنی جگہ پر اچھی طرح جتنا نہیں ادا ملتا ہے ناگاہ ایک جوان خوش رو مخمدم رنگ کو دیکھا کہ انہوں نے آکر ان لوگوں کے ہاتھ سے تھک کو لیکر نصیب کر دیا اور وہ نہیک بٹھک لیا اب اس کے وہ شخص وہاں سے جانے لگے اور میں ان لوگوں کو ٹھانا ہوا ان کے پیچھے پیچھے دوڑا اور یکساں انہیں دیکھ جاتا تھا کہ آنکھ سے اوجھل ہو جائیں وہ بہت آستلی و اطمینان سے چلتے تھے اور میں دوڑتا ہوا جاتا تھا مگر جب بھی ان تک نہ پہنچ سکتا تھا جب اتنی دور کل آئے کہ وہاں میرے اور ان کے سوا کوئی اور نہ تھا تو مرکز فرمایا جو چیز تیرے پاس ہے لاویدے میں نے رتھ ان کے ہاتھ میں دیدیا آنکھ کھولا بھی نہیں اور فرمایا کہ کہہ دینا اس مرض سے توجھنا ہو جائے گا اور تیری موت اب سے تیس برس بعد ہوگی یہ حال دیکھ کر اور یہ کلام سچہ نظام شکر ایسا خوف مجھ پر طاری ہوا کہ میں جیس و حرکت رہ گیا اس خبر کے سنے سے ابن تولوچ کو اپنی زندگی کا یقین حاصل ہوا اس کے تیس برس بعد کچھ یورپی سامیہ ہوئے تو وصیت ادا کی اور کفن و حنوط سنگایا اور فروریات سفر آخرت میں اہتمام تمام کیا اسپر لوگوں نے اُسے کہا کہ بیماری تو کچھ ایسی نہیں ہے پھر آپ کو اس قدر تعجیل و اضطراب کس لئے ہے فرمایا کہ یہ وہی سال ہے جس میں کہ میرے آقائے خبر مرگ تجھے دی ہے اور اسی مرض میں بہشت عنبر مرشت کی طرف انتقال کیا الحمد للہ ہمالیہ الاطھار نے دامن القہار اور سید علی ابن طاووس رضی اللہ عنہ و حضرت صاحب الامر کی آواز سنی کہ شیعیان زندہ و مردہ کے لئے دعا کر رہے تھے اور بعض فقرات دعا بھی انہوں نے کہہ دیے ہیں جو انہیں یاد رہ گئے تھے :

(۵) قطب راوندی رحمۃ اللہ نے خراج الجراح میں روایت کی ہے کہ حسن ابن سروق کہتا ہے کہ میں ایک دن ناصر الدولہ کی محبت میں بیٹھا تھا کہ وہاں ناحیہ صاحب الامر علیہ السلام کا کچھ ذکر چھڑا اور حضرت کی غیبت کا ذکر ہوا تو میں اس بات پر استہزا کرنے لگا اس وقت میرے چچا حسینؑ وارد ہوئے اور حضرت کی غیبت پر مجھے استہزا کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ اے فرزند بچہ میرا بھی ایسا ہی کچھ اعتقاد تھا جس زمانہ میں اہل قم نے خلیفہ سے بغاوت کی کہ جو کوئی یہاں سے حاکم ہو کر جاتا تھا اُسے مار ڈالتے تھے اور اطاعت نہ کرتے تھے مجھ کو بھی حکومت قم حاصل ہوئی اور ایک فرج ساعہ کے کہ میں قم کی طرف روانہ ہوا ناحیہ طرد میں پہنچ کر میں شکار کے لئے نکلا اور بہت دفعہ

نکلا چلا گیا وہاں ایک نہر میں نے دیکھی اور اسکے پار اتر جانے کا ارادہ کیا مگر جس قدر کہ میں نہر کو عبور کرتا تھا اور بھی اس کا پاٹ بڑھتا جاتا تھا اسی عالم میں میں نے ایک سوار کو دیکھا کہ اشہب پر سوار ہے اور عمامہ فز سبز رنگ سر پہ ہے کہ اس میں سے سوا آنکھوں کے چہرہ نہیں دکھائی دیتا اور سرخ موزہ پاؤں میں ہیں اس سوار نے نہ مجھے اسیر کہا نہ میری کنیت میرے نام کے ساتھ ذکر کی بلکہ توہین و تحقیر سے کہا کہ اور حسین کیوں تو میری غنیمت کیا کرتا ہے اور میرے ناحسہ پر استہرا کرتا ہے اور خمس میرے سفروں کو نہیں دیتا حسین کہتا ہے میں کبھی کسی چیز سے نہیں ڈر لگا مگر اس کلام سے لرزنے لگا اور ڈر گیا اور میں نے عرض کیا کہ جیسا آپ نے فرمایا اب ایسا ہی ہو گا کہا کہ جہاں تو جاتا ہے وہاں بے لڑے بھڑے آسانی سے تو داخل ہو جائے گا اور بہت کچھ حاصل کرے گا جو کچھ کہ حاصل کرنا اس کا خمس مستحق کو پہنچا دینا میں نے کہا کہ سمعنا و طاعتہ فرمایا کہ اب رشد و صلاح کے ساتھ پلٹ جا اور اشہب کی باگ موٹی اور وہاں سے روانہ ہوئے اور میرا نظر سے پوشیدہ ہو گئے بجائے کہ ہر کوئے میں نے وہی باتیں بہت دیکھا مگر نہ پایا اس سے رعب و خوف اور بھی مجھ پر طاری ہوا اور لشکر کی طرف پلٹ آیا

یہ ذکر میں نے کسی سے نہیں کیا اور دل سے بھلا دیا جب میں قم میں پہنچا اور مجھے گمان ہی تھا کہ رونا پڑے گا اہل قم شہر سے باہر آئے اور مجھ سے کہا کہ ہمارے مخالف ذہب جو حاکم آتا تھا اس سے ہم رشتہ تھے اور تو ہمیں میں سے ہے، تجھ سے ہیں کچھ مخالفت نہیں شہر میں داخل ہوا اور جس طرح ہی چاہی انتظام کر دے

میں مدت تک قم میں رہا اور اپنی توقع سے زیادہ وہاں سے مال حاصل کیا کہ ارکان دولت مجھ سے حسد کرنے لگے اور خلیفہ سے کہہ شکمہ معزول کروا دیا بغداد میں پہنچ کر پہلے میں خلیفہ کے سلام کو گیا بعد اسکے اپنے گھر پر آیا لوگ میری ملاقات کو آنے لگے کہ اسی اثنا میں محمد بن عثمان عمری بھی وہاں وارد ہوئے اور سب لوگوں کو بچا نہ رہا ہوئے میری سند پر آکر بیٹھ گئے اور میری پشت پر تکیہ کر کے بیٹھے کہ اس حرکت سے میں بہت ناخوش ہوا لوگ آیا کئے اور جایا کئے وہ اس طرح بے تکلف بیٹھے رہے اور بدمذہب میرا غصہ زیادہ ہوتا گیا

جب محفل غم ہو چکی تو مجھ سے کہا کہ تم سے ایک راز کہنا ہے میں نے کہا کہ کہہ دینے لگے صاحب اشہب نہر نے کہا بھیجا ہے کہ میں نے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا یہ سنکر وہ قصہ مجھے یاد آیا اور میں لرز گیا اور میں

نے کہا کہ میں نے سنا اور قبول کیا اور منون ہوا اسکے بعد میں اٹھ کھڑا ہوا اور محمد بن عثمان کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور اپنے خزانوں کو کھوکھلا کر تمام مال خمس ان کے حوالہ کیا بعض مال کو میں بھولا ہوا تھا تو انہوں نے مجھے یاد دلایا اور اس کا خمس بھی لیا جب سے آج تک صاحب الامر علیہ السلام نے باب میں مجھے کبھی شک نہیں ہوا تا حال دولتوں نے کہا کہ جب سے یہ ذکر اپنے چپاسے میں تے سنا یہ سے دل سے شک زایل ہوا۔ اور ان حضرت کے باب میں یقین حاصل ہوا۔

آدر شیخ ابن بابویہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو علی بغدادی نے ذکر کیا کہ میں بخارا میں تھا وہاں ابن جاؤ شیر نے دس شمس طلائی و نقرہ مجھے دیئے کہ بغداد میں جاکر حسین بن روح کو دے دینا رستہ میں ایک شمس کھو گیا تو میں نے اسی وزن کا ایک شمس مول لیکر اس کے بدلے رکھ دیا جب حسین بن روح ورنے پاس لے گیا تو میری اسے شمس کی طرف اشارہ فرمایا کہ عرض میں جو تو نے مول لیکر ملا دیا ہے اسے اٹھا لے کہ وہ ہم کو پہنچ گیا اور ہاتھ بڑھا کر وہی شمس جو کھو گیا تھا مجھے دکھا دیا اور میں نے اسے پہچان لیا۔ (۶) ابن بابویہ رستمہ اللہ علیہ و شیخ طوسی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے روایت کی ہے کہ میں ابن احمد کہا میں سال علی بن محمد سے سفیر صاحب الامر علیہ السلام رحمت الہی سے ملحق ہونے ہم بغداد میں تھے ان کے انتقال کے کسی دن پیشتر ہم لوگ ان کی خدمت میں گئے تو انہوں نے صاحب الامر علیہ السلام کا ایک فرمان نکالا کہ اس میں یہ مضمون تھا:

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے علی ابن محمد سہری تیرے ماتم میں خداوند عالم تجھے بھائیوں کو اور عظیم طاقت سے سچے دن کے بعد تو دنیا سے مفارقت کرے گا اپنے امور کی درستی کر لے اور اپنے بعد کسی کو اپنا وصی و قائم مقام نہ کرنا کہ اب غیبت تامہ واقع ہوئی اور اب میں کسی پر ظاہر نہیں کیا جب تک کہ اذن حق تعالیٰ نہ ہو اور ظہور جب ہو گا کہ مدت غیبت بہت طولانی ہو جائے گی اور دل سخت ہو جائیں گے اور زمین ظلم و جور سے بھر جائے گی۔ بعد اسکے کچھ شدید میرے دیکھنے کا دعوے کریں گے اور جو کوئی کہ سفینائی کے فروغ کرنے سے اور آسانی آفاذ آنے سے پہلے میرے دیکھنے کا دعوے کرے وہ درنگو

اور مفتی ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم رحمہ اللہ ابن احمد کہتے ہیں کہ ہم سب لوگوں نے اس فرمان کی ایک ایک نقل آما لی اور چلے آئے اُس کے پیچھے دن پیران کی خدمت میں گئے تو انہیں حالت احتضار میں پایا۔ اسی عالم میں ایک شخص نے پوچھا کہ آپ کے بعد آپ کا وصی کون ہوگا تو سہمیئے نے فرمایا نہ خداوند عالم کی ایک مصلحت ہے وہ پوری ہوگی یعنی غیبت کبرئےؑ یہ کہ عالم قدس کی طرف رحلت فرمائی۔

اور اصول کافی میں محدث جلیل علی ابن ابراہیم رحمہ اللہ اور حدیثی بطریق روایت ہے کہ زرارہؑ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت صادق علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا کہ اِنَّ لِلْعَلَامِ غَيْبَةً قَبْلَ اَنْ يَقُومَ يَوْمَ خُرُوجِ اَمْرِئِهِ سَيَبْلُغُ اسَ الرَّكْعَةِ كِي غَيْبَتِ هُوَ كِي۔

زرارہؑ کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ کیوں تو حضرت نے فرمایا یخاف وَاَوْحَى بِيَدِهِ اِلَى بَطْنِهِ يَمْنِي غَيْبَتِ خَوْفٍ هِيَ يَوْمًا كَرَحْضَتِ لِي اِنِّي سَكَمُ سَابَرِكِ كِي طَرَفٍ اَمَّ عَدَسٍ اَشَارَهُ كِيَا اَنَّا سَ مِنْ عَدَثٍ نِي خَوْفٍ قَتْلٍ مَرَاهُ يَابِتٍ وَفَقْرٌ قَالِ يَا زَمْرَةَ وَهُوَ الْمُنْتَظَرُ وَهُوَ الَّذِي يَشَاءُ فِي وَلا دَةِ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا اَبُوهُ بَلَا خَلْفٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ حَمْلٍ وَضَمٍّ مَنْ يَقُولُ اِنَّهُ دَلُو قَبْلَ مَوْتِ اَبِيهِ بَسْنَتَيْنِ اَلْحَمْدُ بِيَدِهِ اَمَامِ جَعْفَرٍ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ نِي فرمایا کہ اسے زرارہؑ وہی لوکا منتظر ہے اسکی پیدائش میں لوگ شک کریں گے کوئی کہے گا کہ اسکی باپ نے کوئی فرزند نہیں چھوڑا اور کوئی حل کا قائل ہوگا اور کوئی یہی اعتقاد رکھے گا کہ اپنے باپ کے انتقال سے دو برس پیش روہ پیدا ہوا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے لیکر امام حسنؑ و سید علیؑ علیہ السلام تک اکثر معصومین غیبت صاحب الامر علیہ السلام کی خبر دیکھتے ہیں اور اکثر احادیث میں غیبت صفویؑ و غیبت کبریٰ کی تفصیل واقع ہے اور محض طول حیات پر استبعاد کرنا بھی بیجا ہے کیونکہ حضرت مسیح علیہم السلام کا طول حیات حضرت سے بہت زیادہ ہے حضرت نور علیہ السلام عمر پندرہ سال سے زیادہ کی ہوئی اور روایات معتبرہ میں ڈوہائی ہزار برس لکھے ہیں۔ نعمان بن عاذلؑ نے کہا میں ہزار برس ہوا مسلم ہوں اور طرفہ تر یہ ہے کہ وصال کی طول حیات میں تو استبعاد نہ ہو اور مہدیؑ کی طول حیات میں استبعاد نہ ہو۔

(۱) شیخ مفید علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ صادق آل اطہر حضرت ابو عبد اللہ جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب قائم آل محمد علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ آئے گا تو ماہ جمادی الآخر میں اور

دس دن تک ماہِ رجب میں یعنی چالیس دن تک ایسا مہینہ برے گا جو کسی نے لیجی نہ دیکھا ہو گا خداوند  
عالم اُس مہینہ سے قبروں کے اندر مومنوں کا گوشت اُگائے گا اور گویا کہ میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں  
کہ قبروں کی مٹی اپنے سروں پر سے بھاڑے ہوئے قبیلہ جہنم کی طرف سے چلتے ہیں علاوہ اس کے  
امادیت و آیات متعدّدہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ بعد ظہور صاحب الامر علیہ السلام اور قیامت  
سے شیخ مومنین کامل اور اکثر آئمہ و انبیاء علیہم السلام اور بعض کفار و منافقین زندہ ہوں گے  
چنانچہ آیہ و ثنا اثنائیں و احیئنا اثنائیں یعنی پروردگار ہمارے دو دفعہ تو نے ہم کو موت  
دی اور ہم کو دو دفعہ تو نے زندہ کیا ثبوت رجعت پر دلالت کرتا ہے یعنی دو دفعہ موت واقع ہوگی اور  
دو دفعہ مردے زندہ ہوں گے تاخوذ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امادیت میں اس آیہ کی تفسیر اس طرح ہے  
کہ ایک زندہ ہونا زائر رجعت کا اور دوسرا زندہ ہونا قیامت کا ہے اور ایک موت دنیا کی اور  
دوسری دائرہ رجعت کی مراد ہے اور انا لنصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا و یوم یوم  
الاشہاد یعنی بلاشبہ اپنے رسولوں کی اور مومنین کی ہم ضرور نصرت کریں گے زندگانِ دنیا میں اور جس  
دن کو بھی دینے گواہ کھڑے ہوں گے اس آیہ کی تفسیر میں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زندگانِ  
دنیا کی نصرت سے زائر رجعت میں نصرت کرنا مراد ہے کیا یہ بات نہیں معلوم کہ بیت سے پیغمبروں کی دنیا میں  
نصرت نہیں ہوئی یہاں تک کہ وہ قتل ہو گئے بلکہ ان کی نصرت رجعت میں ہوگی۔

اور کلاً سوف تعلمون شرکاً سوف تعلمون یعنی بلاشبہ تم جانو گے یہ بلاشبہ تم جانو گے  
اس آیت میں بھی موافق تفسیر جناب صادق علیہ السلام پہلی دفعہ جاننے سے رجعت میں جاننا مراد ہے اور  
دوسری دفعہ جاننے سے قیامت میں جاننا مراد ہے۔

اور یوم نبیث من کل اُمّة فوجاً من بکذاب یا یا منّا یعنی جس دن کہ ہر امت میں  
سے اک فوج کو ہم اُٹھائیں گے ان لوگوں میں سے جو ہماری نشانوں کو مٹھلاتے تھے۔  
یہ آیت بھی حسب تفسیر جناب صادق علیہ السلام رجعت کی خبر دیتا ہے اور یہ آیت آیہ قیامت نہیں ہے بلکہ  
آیہ قیامت یہ ہے۔

وحشرنا هم فلم نغادر منهم احداً اور مجھو کر دیں گے ہم انکو تو ایک کو بھی بے زندہ  
کئے نہ چھوڑیں گے۔

آورد علی ابن ابیہم علیہ الرحمہ نے امام محمد باقر علیہ السلام اور جعفر صادق علیہما السلام سے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ جبئی قومیں غلاب حق تعالیٰ سے ہلاک ہوئی ہیں ان کے لئے رحمت نہیں کی!

آورد آیہ و حرام علی قریۃ اہل کناہا انہم لا یرجعون کے بھی معنی ہیں یعنی جتنا غلاب زمانا ہے کجس بستی کو ہم نے ہلاک کیا ہے وہ لوگ محروم ہیں ہرگز وہ رحمت نہ کریں گے۔

آورد حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا رجعت کرنا تو تواترات سے ہے کہ سنی و شیعہ کی کتب احادیث بھری ہوئی ہیں اس مضمون سے کہ آیہ و آخر جتنا لہم حابۃ من الارض میں داۃ الارض سے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں کہ قریب قیامت ظہور کریں گے۔

چنانچہ ابن ہاشم نے اصیغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ معاویہ نے مجھ سے کہا کہ تم لوگ شیعہ گمان رکھتے ہو کہ داۃ الارض علی ہیں میں نے جواب دیا کہ فقط ہمیں نہیں کہتے ہیں بلکہ یہودی بھی ایسا ہی کہتے ہیں اس بات پر معاویہ نے یہودیوں کے ایک بڑے عالم کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا کہ تم نے اپنی کتابوں میں داۃ الارض کا ذکر کیا ہے اس نے کہا ہاں دیکھا ہے معاویہ نے پوچھا کہ کیا چیز ہے اس نے جواب دیا کہ وہ ایک مرد ہے معاویہ نے کہا نام اس کا جانتے ہو اس نے کہا آلیاء

یہ سنکر معاویہ نے کہا کہ آلیاء اور علیؑ کس قدر ملتا ہوا نام ہے اور اس طرح سے حضرت امام حسین علیہ السلام کا مع انصار شہداء رحمت کرنا اور ان کی رحمت پر اپنا اعتقاد رکھنا حضرت صادق علیہ السلام نے اکثر زیارتوں میں ذکر فرمایا ہے آو کتب احادیث میں معتبر سندوں سے منقول ہے چنانچہ کتاب انوار مضیئہ میں مذکور ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کیا رحمت حق ہے فرمایا کہ ہاں پھر انہوں نے پوچھا جو شخص کہ پہلے رحمت کر گیا وہ کون ہے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام کہ وہ ظہور قائم علیہ السلام کے بعد نکلیں گے مع تمام انصار جو کہ ان کے ساتھ شہید ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ مستتر پیغمبر ہوں گے جس طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہونگے۔

پس حضرت قائم علیہ السلام اپنی انگوٹھی انکو دیکر دنیا سے حلت کریں گے اور حضرت امام حسین علیہ السلام انکو غسل دیں گے اور کفن پہنائیں گے اور غوطہ کریں گے اور دفن کریں گے۔

# اسکو خرید و اور ساقی توڑ کر تاج چھلکنا جام

جس روز سو فضائل مناقب المہبت علیہم السلام میں کتب مرقون ہوتی شروع ہوئی یہاں سو وقت تک عربی فارسی اردو  
 میں سینکڑوں ہی تالیفات شائع ہو چکی ہوں لی اور یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ ان میں سے ہر ایک کتاب جن میں  
 المجموع مصنف کی قابلیت کا بہترین نمونہ تسلیم کیا گیا، صالح جمع کرنے والوں کو اس باب میں جو جو توفیق  
 اور کالیف گوارا کر کے مناقب المہبت کو جس جس طرح نشر کرنے میں قوت جہاد دی سے کام لیا ہے اسکا  
 صلہ بہشت بریں یقینی اور لازمی ہے۔ ایک زمانہ وہ گذرا ہے جبکہ آل محمد کی تہذیب و تصنیف احرام اور  
 منہا بھی جاتی تھی اور مذاہن آل محمد کو صرف اس تصور پر کہ وہ کیوں تقریر و تحریر اپنے معدودین کے  
 فضائل بیان کرتے ہیں سخت ترین عذاب دے دیکر موت کے لحاظ آتا جاتا پروردگار عالم کا اس زمانہ  
 سے شکریہ ادا کیا جائے گا اس نے ہمیں ایسے عہد معدلت جہاد میں پیدا کیا جس میں ہر قسم کی مذہبی  
 آزادی سگرا، یادگار کی غایت سے بخش گئی چنانچہ اسی جائز آزادی سے فائدہ اٹھا کر اعلیٰ حضرت شہاب  
 مرزا عبدعلی بیگ صاحب قریب باش مرحوم و مغفور نے اپنے مولا آقا اور رشد مولانا علی کے  
 فضائل و مناقب میں وہ بمثل کتاب ترتیب دی جسکو تائید باری لہنا، بجا ہوگا یہ کتاب قطاب  
 علامہ ترتیب و تلاش مضامین اپنی وضع میں بمثل ہے اور اسکی مقبولیت ایک دنیا کو جہت میں الایام  
 میں قرآن مجید کی ان چار سو آیتوں کی شان نزول مع تفسیر موجود ہو جو حضرت امیر خیر لکھنوی کی طرح  
 فائدہ ہوئی ہیں یہ مناقب و فضائل مرتضوی کا کامل ذخیرہ جسکا نام آیات جلی فی شان مولانا علی ہے  
 در حقیقت کیا ہو شیعیان حیدرآباد اور مالیان مالک ذوالفقار کلکتہ نعمت غیر مرتبہ کیا ہو شیعیان آل  
 کے بجا جلوں کے قطع کلکتہ فولادی سپر اتیا ہو؟ اٹھ عشری دوستوں کو لے کر تبرکات تنہائی میں مومنوں  
 کیا ہو؟ فضائل المہبت شانے والوں کلکتہ فخر خدا کی سزا پتی ہوئی بجلی کیا ہو؟ تھکان آل رسول کلکتہ فخر  
 کا تاریخی میں وہ روشن چراغ جسکی جوت سے آنکھیں غیر ہو گئی ہفت عہد علامہ محمداک

منہج مطبع یوسفی دہلی





# در المصائب

در المصائب تہذیب الشہداء من مظلوم کر بلا علیہ التحقیقہ والثناء میں یہ ایک بسیط کتاب ہے جس کے قائل مصنف المحلل جناب مرزا قاسم علی صاحب قیلہ لکھنوی ہیں جنکی تصانیف سے نہ المصائب وغیرہ مصائب کی مشہور کتب ہیں۔ اس میں تمام و کمال وہ صحیح روایات منضبط کی گئی ہیں جن کے پڑھنے اور سننے کا ثواب بے پایاں اکثر کتب احادیث میں درج ہیں۔ اس کا ایک ایک فقرہ اہل بزم کے قلوب کو مجروح کرنے کیلئے کافی ہے قیمت ۱۲ +

## عین البکاحیل مجلس طبع جلد ۱

مستطاب نواب سید عطاء اللہ خان صاحب رحمہ اللہ مفتقر اعلیٰ اللہ مقامہ تھے جنہوں نے اس کتاب کو اس عشق صادق سے تصنیف فرمایا تھا جس میں ریاء و نمود کا شائبہ بھی ضال نہ تھا۔ سیوہ سے مطبع یوسفی دہلی کو اپنی ۳۰ سالہ زندگی میں اس کتاب پر ناز ہے کہ متعدد مرتبہ طبع ہو کر فوراً ختم ہو چکی ہے۔ ماہ محرم میں مستورات و مردان مومنین اسکی ضرورت یکساں طور پر محسوس کرتے ہیں۔ یکم ماہ عزائے اربعین حضرت سید الشہداء ایک جلد واقعات کو جلا گانہ ایک ایک مجلس میں لکھکر ۴۰ مجلسیں پوری فرماتی ہیں ان کے علاوہ ابتدائی حصے میں وہ مجلس برائے عشرہ محرم علیحدہ منضبط فرماتی ہیں۔ کتاب کا اسلوب یہ رکھا ہے کہ ہر مجلس کی ابتدا ایک میثاقی نظم سے شروع کی ہے اس کے بعد ذکر مصائب نشر میں ہے۔ آخر میں جس حال میں شہداء کے لئے ایک ایک وجہ ہے جس میں مجلس ہر سیدہ بنتی ہوئی بنتی ہے ہر گھر میں اول تو یہ کتاب موجود ہوگی۔ جہاں نہ ہو وہاں پہلے اسکی موجودگی لازمی و ضروری ہے تاکہ شب و روز میں جب چاہیں ایک ہی خانہ ان یا گھر ان کے مرد و عورتیں اور بچے جمع ہو کر ذکر مصیبت اہلبیت کو تازہ کر لیں۔ اور ہر تاریخ کے متعلق مخصوص مجلس پڑھ سکیں اور ہر خوشنما رنگین نقشہ کر بلائے معطی ہے۔ ہدیہ صرف ۱۲ +

## سراج غم فی مجلس ماتم

اس کتاب مصائب کی ترتیب بطور حدیدہ دیکھتی ہے جسکی کل عبارت مقفہ و مسجہ ہے۔ بیان



